وَقَضَيْنَآ إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ فِى ٱلْكِتَٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

اور صاف کہہ سنایا بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کروگے ملک میں دو بار اور چڑھ جاؤگے بڑی طرح

كَبِيرًا ۝ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ أُولَىٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ أُو۟لِى بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا۟

چڑھنا پھر جب آیا پہلا وعدہ اٹھائے ہمنے تم پر ایک بندے اپنے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے

خِلَٰلَ ٱلدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ ٱلْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَٰكُم بِأَمْوَٰلٍ وَبَنِينَ

شہروں کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا پھر ہمنے پھیری تمہاری باری انپر اور زور دیا تمکو مال سے اور بیٹوں سے

وَجَعَلْنَٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ۝ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا فَإِذَا جَآءَ

اور اس سے زیادہ کر دی تمہاری بھیڑ اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا اپنا اور اگر برائی کی تو آپکو پھر جب پہنچا

وَعْدُ ٱلْءَاخِرَةِ لِيَسُۥٓـُٔوا۟ وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا۟ ٱلْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا۟

وعدہ پچھلے بار کا کہ وہ لوگ اداس کریں تمہارے مونہہ اور گھس جائیں مسجد میں جیسے گھس گئے پہلے بار اور خراب کریں جس جگہ غالب

مَا عَلَوْا۟ تَتْبِيرًا ۝ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَٰفِرِينَ حَصِيرًا

ہوں پوری خرابی آیا ہی رب تمہارا اسپر کہ تم کو رحم کرے اور اگر پھر وہی کروگے تو ہم پھر وہی کرینگے اور کیا ہے ہمنے دوزخ منکروں کا

وقف لازم

منزل

اللہ پاک نے بنی اسرائیل کے حال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں اس بات کی خبر بنی اسرائیل کو دیدی تھی کہ وہ دو بار دنیا میں فساد برپا کریں گے اور دونو دفعہ ذلیل وخوار ہوں گے اور ویسا ہی ہوا ایک دفعہ انھوں نے توریت کی مخالفت کی اور زکریا علیہ السلام کو ان لوگوں نے قتل کیا اللہ پاک نے اپنے قوی اور زورآور بندوں کو ان پر مقرر اور مسلط کر دیا حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ جالوت اور اس کا لشکر تھا اسنے یہود کے علما کو چن چن کر قتل کر ڈالا اور توریت کو آگ میں جلا دیا اور مسجد اور گھروں میں گھس گھس کر لوگوں کو قتل وغارت کرنا شروع کیا اور ستر ہزار آدمی انھوں نے قید کر لئے جاسوا خلال الدیار کے معنے یہ ہیں کہ شہروں میں گھس گھس کر اور ہر گلی کوچہ میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر بنی اسرائیل کو تباہ وبرباد کیا اور یہ وعدہ اللہ پاک کا ضرور ہونے والا تھا اس میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں کہ رک جاتا پھر اللہ پاک نے یہ بات فرمائی کہ جب بنی اسرائیل اپنے کردار بد سے تائب ہوئے اور فساد کرنے سے باز آئے تو ہم نے ان کی باری پھیری اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اٹھایا انھوں نے جالوت کو قتل کیا بنی اسرائیل صاحب مال ودولت ہوئے اور انکی اولاد دوبارہ بڑھی انکے لشکر پھر فراہم ہونے لگے پھر وہی قوت انکو حاصل ہو گئی پہلے مرتبہ انکے بہت سے لوگ قتل ہوئے تھے اور کثیر التعداد آدمی گرفتار ہوئے تھے جسکی وجہ سے انکی جمعیت میں کمی ہو گئی تھی اور بہت سے مال وضائع وبرباد ہوگئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور دوبارہ از سرنو وہی ساز وسامان انکے لئے مہیا کر دیا لیکن انکو یہ بات جتلا دی تھی کہ دیکھو یاد رکھو

ذلیل و خوار
اب بھی اگر ٹھیک راہ پر رہے اور نیکو کار بنے رہے تو تمہاری ہی جان کو اس سے فائدہ پہونچے گا تم کبھی ذلیل و خوار نہ ہوگے اور نہ کبھی تباہ و برباد ہوگے اور اگر پھر اگلی سی حرکت کی اور وہی فساد برپا کیا تو پھر تمہاری جان کے لالے پڑ جائینگے یہ خطاب اگرچہ بنی اسرائیل کو تھا مگر کفار قریش بھی اس میں شامل ہیں کہ اگر تم بھی ویسا ہی فساد کروگے اور کتاب اللہ کی مخالفت پر آمادہ ہوکر نبی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاؤگے تو اسکا وبال تمہاری گردن پر پڑیگا بہرحال بنی اسرائیل پھر بھی راہ راست پر نہیں آئے اور پھر وہی فساد اٹھانے لگے اور حضرت یحیی بن ذکریا علیہ السلام کو ایک عورت کی فرمائش سے ایک بادشاہ نے جو بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھا قتل کروا ڈالا حضرت یحیی کا نام انجیل میں یوحنا ہے اور یہ قصہ انجیل میں مذکور ہے پھر تو اللہ پاک نے فارس کے لوگوں میں سے ایک شخص بخت نصر کو ان پر مسلط کردیا اسنے وہ قتل و غارت کیا کہ پناہ بخدا اسنے بیت المقدس کو ویران کردیا اور جب تک اسکا غلبہ رہا یہی برتاؤ بنی اسرائیل کے ساتھ کرتا رہا پھر اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ تمہارا رب بر سر رحم آگیا ہے اگر راہ راست پر آگئے تو پھر وہی شان و شوکت تمہیں دیدیگا اور پھر وہی دولت تمہیں ملجاویگی ضحاک نے کہا ہے کہ یہ رحمت جسکا اللہ پاک نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا جناب سرور کائنات فخر موجودات صلعم ہیں اور یہ بھی اللہ پاک نے اونہیں جتلا دیا تھا کہ اگر پھر تیسری دفعہ وہی کام کروگے اور وہی فساد اوٹھاؤگے تو یاد رکھو ہم وہی عذاب تم پر نازل کرینگے ہمارے ہاتھ سے تمہیں رہائی نہیں مل سکتی اہل تاریخ کہتے ہیں کہ تیسری بار پھر اونھوں نے وہی حرکت کی جو انہیں لائق نہین تھی کہ انکی کتاب میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا و صفت تھی اوسے بدل ڈالا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اسواسطے اللہ پاک نے بھی وہی برتاؤ آنکے ساتھ کیا اور وہی بربادی اونپر نازل کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول صلعم کے ہاتھوں سے یہ بہت ہی ذلیل و خوار ہوئے خود قتل ہوئے اور آنکی عورتیں اور بچے لونڈیان و غلام بنائے گئے انکے مال و دولت غنیمت میں مسلمانون کے ہاتھ لگے جزیہ انپر لگا اہل اسلام کے تحت ہوکر یہ رہے اسی کی طرف اللہ پاک نے اشارہ کیا ان عدتم عدنا۔ پھر اللہ پاک نے دنیا کی بربادی بیان فرماکر آخرت کی سزا کا ذکر فرمایا کہ ان کفار کا حال دنیا مین جو کچھ ہوا وہ ہوا آخرت میں بہت ہی برا گھر انکے واسطے تیار ہے وہان جہنم کے قیدخانہ مین یہ قید رہیں گے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسے اشعری رض کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نافرمان لوگون کو مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو پھر آنکو کسی ایسے عذاب مین پکڑ لیتا ہے جس سے وہ بالکل ہلاک ہو جاتے ہیں اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہود کی مہلت اور مہلت کے بعد خرابی کا حال بیان کرکے قریش کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اگر تم لوگ بھی مہلت کے زمانہ میں اپنی نافرمانی سے باز نہ آئے تو وہی انجام تمہارا بھی ہوگا جو یہود کا ہوا۔ اللہ سچا ہے اور اللہ کا وعدہ سچا ہے اس وعدہ کا ظہور فتح بدر اور فتح مکہ کے وقت ہو لچکا

منزل ۴

قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایتون کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہی۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ

یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے اُنکو جو یقین لائے اور کین نیکیان کہ انکو ہے

أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

ثواب بڑا اور یہ کہ جو نہین مانتے پچھلا دن اُنکے لئے رکھی ہے دکھہ کی مار

ع ۱

بنی اسرائیل کے فساد اور پھر اُنکی سزا کا ذکر کرکے اللہ پاک نے قرآن کی ثنا وصفت بیان فرمائی کہ یہ قرآن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے یہ سراپا ہدایت ہے اور ایسی حالت اور طریقہ کی طرف اس سے ہدایت ہوتی ہی جو دین اسلام اور توحید خالص اور رسولون پر ایمان لانا اور خدا کی کل کتابین جو نازل ہوئی ہیں اول سے آخر تک سب پر یقین کرنا اس قرآن مجید کی تعلیم ہے پھر اللہ پاک نے اپنے ایماندار لوگونکو بشارت سنائی کہ اس کتاب سے خدا اور رسول پر ایمان لانے والے لوگ مژدہ پاتے ہیں جو اچھے اچھے کام دنیا میں کرتے ہیں اور خدا اور رسول کے امر کی تعمیل کرکے مناہی کی باتون سے بچتے رہتے ہیں انہیں دین و دنیا میں بہت ہی بڑا فائدہ اور اجر ملے گا جنت خاص انہیں لوگون کے واسطے خدا نے بنا رکھی ہے پھر اللہ پاک نے اُن لوگونکا انجام بیان کیا کہ جو لوگ خدا و رسول اور قیامت کے دن پر ایمان ویقین نہین رکھتے ہیں اُنکے لئے سخت عذاب ہی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ کی حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک لوگون کے لئے جنت میں جو نعمتین پیدا کی گئی ہیں وہ نہ کسی نے آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دل میں اُنکا خیال گزر سکتا ہے اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث بھی گزر چکی ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کی جو تفصیل مجھکو معلوم ہے اگر اسکو مین لوگون کے سامنے بیان کردون تو لوگ ہنسی بالکل بھول جاوین اور ہر وقت روتے رہیں آیۃ میں جنت کو اجر کبیر اور دوزخ کو عذاب الیم جو فرمایا یہ حدیثین گویا اُسکی تفسیر ہیں۔

منزل ۴

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝

اور مانگتا ہے آدمی برائی جیسے مانگتا ہے بھلائی اور ہے انسان اُتاولا

اس آیۃ میں اللہ پاک نے انسان کی جلدی وشتابی کرنے کا بیان فرمایا کہ اکثر لوگ تنگ ہوکر جسطرح اپنے لیے اچھی دعائین خدا سے مانگا کرتے ہیں اُسی طرح اپنی جان ومال اور اولاد کے لئے بد دعا بھی کرنے لگتے ہیں اور خدا سے دل و علی سے اس بات کے خواستگار ہوتے ہیں کہ وہ اس بد دعا کو جلدی سے قبول کرلے مگر اللہ پاک کے فضل کو دیکھئے کہ وہ بد دعا انسان کے حق میں قبول نہیں کرتا شاذ و نادر کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ انسان جیسی فال بد اپنے لئے منہ سے نکالتا ہے ویسا ظہور میں آجاتا ہے مگر ہر وقت اور ہر گھڑی اگر انسان کی بد دعا قبول کیجائے تو کہین اُنکا

پتا بھی نہ لگے اور لطف یہ ہے کہ اس بد دعا کرنے کے بعد پھر یہ بھی کہنے لگتے ہیں کہ خدا نے ہماری بد دعا قبول کرنے میں دیر لگائی اسی کو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ انسان بہت ہی جلد باز ہے صحیح مسلم میں جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو غصہ کی حالت میں تم اپنی جان اور مال پر بد دعا نکرو شاید ایسا نہ ہو کہ جو وقت تم بد دعا کر رہے ہو وہ وقت قبولیت دعا کا ہو اور وہ تمہاری بد دعا قبول ہو جاوے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مسلمان شخص کو غصہ کی حالت میں ہر طرح کی بد دعا سے بچنا چاہیے

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا
اور ہمنے بنائی رات اور دن دو نمونے پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنا دیا دن کا نمونہ دیکھنے کو کہ تلاش کرو فضل

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝
اپنے رب کا اور معلوم کرو گنتی برسوں کی اور حساب اور سب چیز سنائی ہمنے کھولکر

اس آیۃ میں اللہ پاک نے اپنی دونو نشانیوں رات و دن کا ذکر کیا کہ یہ دونو دونشانیاں جدا جدا ہیں ایک ان میں سے تاریک ہے دوسری روشن ہے اور ہر ایک ایک دوسری کے پیچھے اس طرح لگا تار آتا جاتا رہتا ہے کہ کبھی کسی کا دورہ ختم نہیں ہوتا ان میں وہ عجائبات قدرت رکھے ہیں جنکے جاننے اور سمجھنے کی قدرت انسان کو نہیں ہے اور بے شبہ دونو اللہ کی ہستی کی دلیلیں ہیں پھر یہ ذکر فرمایا کہ ہمنے رات کی نشانی کو اندھیرا کر دیا اور دن کی نشانی کو روشن بنایا پھر اسکے بعد اللہ پاک نے اپنے بندوں پر اس بات کا احسان جتلایا کہ یہ دن و رات اور چاند و سورج کا پیدا کرنا تمہارے نفع کے واسطے ہے اگر رات نہ ہوتی تو تم آرام کب کرتے دن کے تھکے ماندے گھروں میں آکر چین سے ٹانگیں پھیلا کر کس طرح سوتے اور پھر اگر ہمیشہ رات ہی رہتی تو تم اپنی قوت لایموت کس وقت حاصل کرتے چلتے پھرتے کب دوست احباب سے ملاقات کب ہوتی غرضکہ ان فوائد اور نفع کے لئے دن اور رات کو خداوند جل شانہ نے پیدا کیا جسکی تفصیل انسان کی قدرت سے باہر ہے سینکڑوں فائدے اس رات کی تاریکی میں اللہ جل شانہ نے مخفی رکھے ہیں رات کی اوس درختوں پر پڑ کر اس کی نشوونما میں ایک عجیب اثر پیدا کر دیتی ہے بہت سے درخت ایسے ہیں جنمیں دن کی دھوپ نہایت ہی مفید ہے دن اگر نہ ہوتا انسان رات کے اندھیرے میں رہتے رہتے گھبرا جاتا اسی طرح چاند کو بھی دنیا کی مخلوق میں ایک بڑا دخل ہے اور سورج بھی انسانی فائدہ کا ایک بہت بڑا مرکز قرار دیا جاتا ہے انہیں دونوں کے دورے سے رات و دن کا ظہور ہوتا ہے اور پھر ایام کے حساب کر لینے ہفتہ اور ہفتوں سے مہینے اور مہینوں سے سال کا حساب انسان لگا رہتا ہے اگر تاریخ روز اور مہینوں کی گنتی یا حساب میں کچھ فرق پڑ جائے تو تمہارے بہت سے کام ابتر ہو جاویں اسلئے اللہ تعالیٰ نے ساری باتیں تفصیل کر کے بیان کر دی ہیں سورہ توبہ میں گزر چکا ہے کہ یہ دنوں مہینوں اور برسوں کا حساب لوح محفوظ کے نوشتہ کے موافق ہے مشرکین مکہ نے اس حساب میں فرق جو ڈال رکھا تھا اسکو سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے کفر کی رسم فرمایا ہے فتح مکہ کے بعد اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کفر کی رسم کی جو اصلاح کی ہے صحیح بخاری و مسلم کی ابی بکرہ رضہ کی حدیث کے حوالہ سے اسکا ذکر بھی سورۃ توبہ مین گذر چکا ہے حاصل یہ ہے کہ سورۃ توبہ کی آیتین اور ابی بکرہ رضہ کی حدیث اس آیۃ کی گویا تفسیر ہیں جسکا حاصل یہ ہی کہ مہینوں اور برسون کا جو حساب اللہ تعالی نے ٹھہرا دیا ہے اُس مین فرق ڈالنا کفر کی رسم ہے ۔

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝

اور جو آدمی ہے لگا دی ہے ہمنے بری قسمت اُسکی گردن سے اور نکال دکھاوینگے اُسکو قیامت کے دن لکھا کہ پاویگا اُسکو کھلا

اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝

پڑھ لے لکھا اپنا تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا حساب لینے والا

اس آیۃ میں اللہ تعالے نے نامہ اعمال کو اُڑنے والے جانوروں سے مشابہت دیکر طائر اسلئے فرمایا کہ قیامت کے دن کئی پیشیان بندون کی اللہ تعالی کے روبرو ہو نگی پہلی دو پیشیون مین اللہ تعالی اُنکو اُنکے گناہ یاد دلاتا رہے گا اور لوگ طرح طرح کے عذر کرتے رہیں گے تیسری دفعہ نامہ اعمال کے کاغذون کو پردار جانورون کی طرح اوڑا دینے کا حکم ہوجاویگا وہ نامہ اعمال اوڑکر داہنے اور بائیں ہاتھون مین جیسے جسکے عمل ہونگے آجاوینگے ترمذی اور مسند امام احمد بن حنبل مین حضرت ابو ہریرہ رضہ سے یہ نامہ اعمال کے اوڑادئے جانے کا ذکر صراحت سے آیا ہے اور ماں کے پیٹ میں جب آدمی کا پتلا بنتا ہے روح کے پھونکے جانے سے پہلے اون عملون کو جو پیدا ہونے کے بعد ہر شخص کرتا ہے فرشتے لکھ لیتے ہیں اور آدمی جب تک جیتا رہتا ہے اُسی تقدیر کے لکھے کے موافق عمل کرتا رہتا ہے اور آدمی کے مرجانے کے بعد نیک عمل نیک صورت بنکر اور بدعمل بدصورت بنکر قبر میں اُسکے ساتھ رہتے ہیں اور قیامت میں اون ہی عملون کے موافق جزا وسزا اسکو بھگتنی پڑے گی غرض کوئی وقت ایسا نہیں کہ یہ عمل انسان سے جدا ہوں اسلئے یہ فرمایا کہ اعمال نامہ انسان کی گردن میں لگا ہوا ہے یہ عرب کا ایک محاورہ ہے جو چیز کسی کے سر پڑ جاوے اُس کو گردن میں لگی ہوئی چیز کہتے ہیں یہ ایسا ہی محاورہ ہے جسطرح اردو میں کسی شخص کو کہتے ہیں کہ یہ چیز تو اُسکے گلے پڑ گئی نامہ اعمال کے اوڑائے جانے کے باب میں اوپر ابو ہریرہ رضہ کی حدیث جو گزری ہے یہ حدیث حسن بصری کی روایۃ سے ہے ۔ ترمذی نے اِس حدیث کی روایت کے بعد لکھا ہے کہ حسن بصری رح کو حضرت ابو ہریرہ رضہ سے کسی حدیث کے سننے کا موقع نہیں ملا اِسلئے یہ حدیث مرسل ہے لیکن ابوداؤد اور مستدرک حاکم مین یہ حدیث حسن بصری رح نے حضرت عائشہ سے بھی روایت کی ہے اور صاحب جامع الاصول نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ حسن بصری اور حضرت عائشہ کی ملاقات ہوئی ہے اسلئے امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے اور ایک روایۃ کو دوسری روایۃ سے تقویۃ ہوجاتی ہے یہ بات ایک جگہ بیان کردی گئی ہے کہ جہان تابعی کسی حدیث کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایۃ کرے تو اُسکو مرسل کہتے ہیں ۔ اب آگے فرمایا قیامت کے دن ہر شخص کو اُسکے عمر بھر کے عملون کی کتاب پڑھنے کو دیجاویگی

منزل ۴

اور کہا جاویگا کہ دوسرے کسی گواہ کی ضرورت نہیں اعمال نامہ کو دیکھہ کر خود تو ہی اپنے عمر بھر کے عملون کو جانچنے کے لئے کافی ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے انس رضؓ بن مالک کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ نامہ اعمال کو پڑھ کر اپنے گناہونکا انکار کرین گے اُنکے ہاتھہ پیرون سے گواہی دلوائی جاوے گی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث بھی ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ نامہ اعمال کو پڑھ کر اپنے گناہونکا اقرار کرین گے اللہ تعالیٰ اُنکے سچ سے خوش ہوکر اُنکے گناہون کو معاف کردیویگا۔ قیامت کو ان اعمال نامون کے پڑھنے کے بعد جو کچھہ نتیجہ ہوگا اُسکا حال ان حدیثون سے اچھی طرح معلوم ہوجاتا ہے۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

جو کوئی راہ پر آیا تو آپا اپنے ہی واسطے اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا اپنے ہی بُرے کو اور کسی پر نہیں پڑتا بوجھہ دوسرے کا اور ہم بلا نہیں ڈالتے جب تک نہ بھیجین کوئی رسول

اس سے پہلے اللہ پاک نے یہ ذکر فرمایا تھا کہ ہر شخص کا عمل جو اللہ کے فرشتے لکھہ رہے ہیں اُسکے سامنے پیش کیا جاویگا اور اُسی کے موافق جزا و سزا ہوگی اپنا اپنا حساب و کتاب ہر شخص وہان دیکھہ لے گا اُسکے بعد یہ بیان فرمایا کہ ہر شخص جو راہ یاب ہوتا ہے اور ہر شخص جو گمراہ ہوتا ہے وہ سب اپنے اپنے لئے فائدہ یا نقصان اوٹھاتے ہیں جو شخص دنیا مین اچھے عمل کرتا ہے اور رسول کی تابعداری مین چست رہا ہے آخرت مین اُسکو اچھا بدلا وہان ملے گا اور جس نے یہان بُرے عمل کئے اور رسول کو جھٹلا کر خدا کے ساتھہ شریک ٹھرایا اور گمراہی مین پڑا رہا ہے وہ آخرت مین خسارہ مین رہیگا وہان اُسکو اُسکے عمل کا بدلہ بڑے عدل و انصاف کے ساتھہ ملیگا اُسپر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جاوے گی ہر شخص اپنا اپنا بوجھہ اوٹھائیگا کوئی گنہگار دوسرے خطا کار کا بوجھہ نہیں اوٹھائے گا پھر اللہ پاک نے اپنے انصاف و عدل کا حال بیان فرمایا کہ یون تو اللہ کو سب معلوم ہے کہ کون گمراہ ہونے والا اور خطا کار ہے اور کون نیکبخت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے سزا و جزا کا فیصلہ اپنے علم غیب پر نہیں رکھا بلکہ دنیا کے نیک و بد کے ظہور پر رکھا ہے اور انجانی کا عذر رفع کردینے کے لئے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے تاکہ سزا و جزا کے کام لوگون کو اچھی طرح معلوم ہوجاوین۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے مغیرہ رضؓ بن شعبہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لوگون کے انجانے کے عذر کو رفع کردینا بہت پسند ہی اسی واسطے اُسنے آسمانی کتابین دیکر رسولون کو بھیجا۔ آیت کے آخری ٹکڑے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝

اور جب ہم نے چاہا کہ کھپا دین کوئی بستی حکم بھیجا اُسکے عیش کرنے والونکو پھر اُنھون نے بیحکمی کی اُس مین تب ثابت ہوئی انپر بات تب

اس آیت مین اللہ پاک نے اپنے عذاب بھیجنے کی کیفیت بیان فرمائی کہ جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہین تو یون یکا یک نہین

ہلاک کرتے بلکہ اپنے رسول کے ذریعہ سے پہلے اپنا حکم وہان کے لوگو نکو بھیجدیتے ہین اور جو لوگ اُس بستی میں خوش حال و آسودہ ہوتے ہین اُنکو ہر طرح کی اسایش و آرام عطا کرتے ہین اور اپنی طاعت کا امر کرتے ہین پھر جب وہ فسق و فجور کرنے لگتے ہین اور راہ حق پر نہیں آتے رسول کو جھٹلاتے ہین تو پھر اللہ کا حکم نافذ ہو جاتا ہے اور جس طرح کے عذاب کی بات اُنکے حق مین مقرر کی ہوئی ہوتی ہے وہ پیش آجاتی ہے اور اِسی طرح اُس بستی کو تہ و بالا کرتے ہین کہ کہین ڈھونڈے بھی اُسکا پتہ نہیں چلتا جڑ سے اوکھاڑ کر پھینکدیتے ہین۔ ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بستی مین نافرمانی اس طرح پھیل جاویگی کہ کوئی کسی کو بستی والون مین نافرمانی سے نہ روکے گا تو ایسی تمام بستی پر کوئی عذاب الٰہی نازل ہو جاویگا۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ صحیح ابن حبان میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بستی میں عام طور پر نافرمانی پھیل جاویگی تو دنیا مین ساری بستی پر کوئی عذاب آنکر لوگ ہلاک ہو جاوین گے پھر عقبےٰ مین ہر ایک کے عملون کے موافق سزا و جزا کا فیصلہ ہوگا۔ اِن حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ کسی بستی مین نافرمانی پھیل کر جب تک بستی کے کچھ لوگ نافرمان لوگون کو وعظ و نصیحت کرتے رہین گے تو تمام بستی کا عذاب رکا رہے گا پھر جب بستی کے لوگون مین سے یہ بات بھی اُٹھ جاویگی تو بستی کے نیک و بد سب لوگ کسی عذاب سے دنیا میں ہلاک ہو کر عقبےٰ میں ہر ایک کے عملونکے موافق سزا و جزا کا فیصلہ ہوگا۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

اور کتنی کھپادین ہمنے سنگتین نوح سے پیچھے اور بس ہے تیرا رب اپنے بندونکے گناہ جانتا دیکھتا

اوپر کی آیۃ میں جب اللہ پاک نے اپنا عذاب نازل کرنے کی کیفیت بیان کردی تو اب اس آیۃ میں کفار قریش کو دھمکی دی اور ڈرایا کہ تم یہ نہ سمجھو کہ تم ہمارے رسول برحق کو جھٹلاؤ گے اور پھر بچ جاؤ گے نوح علیہ السلام کے بعد سے ہمنے ہزارون بستیان ہلاک کردی ہین حضرت آدم سے حضرت نوح علیہ السلام تک دس قرن گزرے تھے اُس زمانہ مین سب کے سب مسلمان تھے پھر جب گمراہ ہونے لگے اور طرح طرح کی برائیان اور خدا کی نافرمانی کرنے لگے اور دنیا شرک سے معمور ہو گئی تو ضرورت ہوئی کہ کوئی رسول اُنکے پاس آئے اسپر اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام کو رسول مقرر فرمایا جب نوح علیہ السلام رسول ہوئے اور لوگون کو اسلام کا پیغام پہونچایا تو اونھون نے آپکو جھٹلایا اور کہا کہ ہم مین اور تم مین کیا فرق ہے جسطرح تم انسان ہو ہم بھی انسان ہین سارے کام ہمارے جیسے تمہارے بھی ہین پھر تم رسول ہوا ور ہم نہ ہون اگر خدا اپنا رسول بھیجتا تو کوئی فرشتہ بھیجتا بہرحال حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول ہین جنکو اُنکی اُمت نے جھٹلایا ہے اِسی واسطے اللہ پاک نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کے بعد بہت سی بستیان ہمنے خاک سیاہ کردی ہین قوم عاد قوم ثمود قوم صالح غرضکہ بہت سے گروہ ہلاک ہوئے اور اُنکی ہلاکت کی وجہ یہی تھی کہ جس طرح تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہو وہ بھی اپنے رسولون کو جھٹلاتے تھے۔ تو اے کفار مکہ تم بیخوف نہ ہو جاؤ جسوقت خدا بدلا لینے پر آمادہ ہوگا طرفۃ العین مین

تمہیں ہلاک کر ڈالیگا اُسے ہلاک کرتے کچھ دیر نہیں لگتی وہ ہر شخص کے انجام سے واقف ہی نیکوکار کو بھی وہ خوب
جانتا ہے اور گنہ گار کا بھی اسے علم ہے وہ نہایت ہی دانا بینا ہے اُسکا علم ہر شے کو محیط ہے۔ لیکن عادت الٰہی یہ ہے
کہ پہلے نافرمان لوگوں کو مہلت دی جاتی ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو
آنکو کسی سخت عذاب میں پکڑ لیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسےٰ اشعری رضی کی اس مضمون کی حدیث کئی
جگہ گزر چکی ہے جسمیں اِس عادت الٰہی کا بیان ہے وہی حدیث آیۃ کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پچھلی سب قومون
کو پہلے مہلت دی گئی ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آئے تو طرح طرح کے عذابون سے
ہلاک کر ڈالے گئے۔ یہی حال قریش کا ہوا کہ بارہ تیرہ برس تک آنکو مہلت دی گئی جب مہلت کے زمانہ میں وہ باز
نہ آئے تو آن مین کے بڑے بڑے سرکش لوگون کو بدر کی لڑائی میں ہلاک کر دیا اور فتح مکہ سے ساری قوم کی سرکشی اور
نافرمانی کو مٹایا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انس رضی بن مالک کی اور عبداللہ رضی بن مسعود اور ابو ہریرہ رضی کی روایتون کے حوالہ سے
فتح بدر اور فتح مکہ کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا

جو کوئی چاہتا ہو پہلا گھر شتاب دے چکیں ہم اُسکو اُس میں جتنا چاہیں جسکو چاہیں پھر ٹھیرایا اُسکے واسطے دوزخ پیٹھے گا اِس میں

حاصل اِس آیۃ اور اِسکے آگے کی آیۃ کا یہی ہے کہ جو شخص فقط دنیا مین پھنس کر دین سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اُسکو دنیا
کچھ زیادہ نہیں ملتی بلکہ اُسی قدر ملتی ہے جو اُسکے نصیب میں خدا نے لکھی ہے اور جو لوگ دین کے خواہش مند ہیں اُنکے اعمال کے
قبول ہونے کے لئے آیۃ میں تین شرطیں ہیں ایک تو آدمی پورا ایماندار ہو جسکا مطلب یہ ہے کہ جو باتین شریعت میں ایمان لانے
کی ہیں اُنمیں بدعقیدہ نہ ہو دوسرے اُسکا عمل آخرت کے ثواب کی غرض سے ہو اوس عمل میں دنیا کا دکھاوا اور ریاکاری نہ ہو
تیسرے دل کی کوشش سے وہ عمل کیا جاوے اوپری دل سے رسم کے طور پر نہ کیا جاوے کہ منافقون کے عمل کی نشانی
ہے معتبر سند سے ترمذی میں انس رضی سے اور ابن ماجہ نے امام احمد بن حنبل دارمی میں ناقابل اعتراض سند سے زید بن ثابت
سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص دین سے غافل اور دنیا کا خواہش مند ہے وہ ہمیشہ پریشان حال رہتا ہے
اور دنیا مقدر سے بڑھ کر اُسکو نہین ملتی اور جو شخص دین کا طلب گار رہتا ہے اُسکا دل ہمیشہ غنی رہتا ہے اور بقدر
ضرورت دنیا بھی بلا طلب اُسکو ملا کرتی ہے صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ
نہ تمہاری صورتون کو دیکھتا ہے نہ تمہارے مال و متاع کو دیکھتا ہے بلکہ اللہ تعالی صرف تمہارے دلون کے اعتقاد
اور عملون کے خالص ہونے کو دیکھتا ہے معتبر سند سے مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت عائشہ رضی سے روایۃ ہے جسکا
حاصل یہ ہے کہ جس شخص کا ٹھکانہ دنیا ہے اور دنیا کے لئے جو لوگ روپیہ جمع کرتے وہ بالکل بے عقل ہیں صحیح مسلم
کے حوالہ سے انس بن مالک رضی کی روایت ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ دنیا کی خوشحالی کے نشہ میں عقبےٰ کے منکر ہیں قیامت

کے دن جب ایسے لوگونکو دوزخ مین جھونک دیا جاویگا تو اللہ کے فرشتے ایسے لوگونکو قائل اور ذلیل کرنے کے لئے ان سے پوچھین گے کہ دنیا کی جس خوشحالی کے نشہ میں تم لوگ اس دن کے منکر تھے اس عذاب کے آگے تمکو دنیا کی وہ چند روزہ خوشحالی کچھ یاد ہے وہ لوگ قسمین کھا کر کہوین گے کہ اس عذاب کے آگے ہمین دنیا کی خوشحالی بالکل کچھ یاد نہیں ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ عقبے کے منکر یا عقبے سے غافل لوگون کو دنیا کی خوشحالی تو اسی قدر ملے گی جو انکے نصیب میں ہے پھر اس خوشحالی کے نشہ مین جو لوگ عقبی کے منکر ہیں یا عقبے کے اجر کا جنکو پورا یقین نہیں اسلئے وہ جو نیک کام کرتے ہیں وہ خالص دل سے نہیں کرتے ایسے لوگ دنیا میں جو چھوٹ جاوین گے وہ تو رائگان ہے اور خوشحالی سے جو کچھ کھاوین پیوین گے عقبے کے عذاب کے آگے وہ حالت انکو بالکل یاد بھی نہ رہیگی۔ انس بن مالک کی حدیث میں ایسے لوگون کے دوزخ میں ڈھکیل دئے جانے کا اور دنیا کی چند روزہ خوشحالی کو یاد دلا کر انکے ذلیل کئے جانے کا جو ذکر ہے اس سے مذموما مدحورا کی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ۝

اور جسنے چاہا پچھلا گھر اور دوڑ کی اسکے واسطے جو اسکی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے سو ایسونکی دوڑ ٹھیک لگی ہے

اوپر کی آیۃ میں یہ مذکور تھا کہ دنیا میں یہ کفار جو نیکیان کرتے ہیں اور اس سے طلب خیر کا ارادہ کرتے ہیں ہم اپنی مرضی کے موافق جتنا چاہتے ہیں دنیا میں اس کا بدلہ انکو دیتے ہیں اور اس آیۃ میں فرمایا جو شخص اپنے نیک عمل بخیال آخرت کے کرتا ہے اسکے لئے کامل کوشش جی توڑ کر کرتا ہے اور پھر وہ شخص بذات خود خدا ورسول پر ایمان بھی رکھتا ہے تو اسکی سعی عند اللہ مشکور ہوگی یہ تو اوپر بیان کر دیا گیا ہے کہ سعی کے مشکور ہونے کے لئے تین شرطین ہیں ایک تو ارادہ دار آخرت کے ثواب کا دوسری کوشش کامل تیسری خود اس شخص کا مومن ہونا کیونکہ عمل صالح اس شخص کا مقبول ہوتا ہے جو صاحب ایمان و متقی ہو حضرت عائشہ کی حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ دنیا اسکا گھر ہے جسکا اور کہین ٹھکانا نہیں اور دنیا میں مال وہی شخص جمع کرتا ہے جو بے عقل ہے۔ وہی حدیث اس آیۃ کی بھی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اوپر کی آیۃ میں جن لوگونکا ذکر ہوا اور اس آیۃ میں جن لوگونکا حال ہے اس اوپر کی آیۃ کے لوگون کے وہ حال کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ یہ لوگ ان تینون شرطون کے پابندی سے نیک عمل کرتے ہیں جن شرطون کا ذکر ان آیتون میں ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں اللہ تعالی نے فرمایا نیک لوگون کے لئے جنت مین جو نعمتین پیدا کی گئی ہین وہ کسی نے جنت مین جانے سے پہلے نہ آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی دل میں اسکا خیال گذر سکتا ہے یہ حدیث کان سعیہم مشکورا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جن نیک لوگونکا ذکر آیۃ میں ہے قیامت کے دن انکی کوشش اور دوڑ دھوپ کا جو بدلہ انکو دیا جاویگا اسکی خوبی نہ کسی نے ابھی آنکھون سے دیکھی نہ کانون

منزل ۴

سے سنی نہ کسی کے دل میں اُس کا خیال گزر سکتا ہے ۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ○ اُنْظُرْ كَيْفَ
ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں اُنکو اور اُنکو تیرے رب کی بخشش میں سے اور تیرے رب کی بخشش کسی نے نہیں گھیری دیکھہ کیسا

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيلًا ○
بڑھایا ہمنے ایک کو ایک سے اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے ہیں اور بڑی بڑائی

اوپر کی آیتوں میں اِس بات کا بیان تھا کہ جو شخص اپنے عمل سے دنیا کا ارادہ کرتا ہے تو اوسے دنیا مل جاتی ہی اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہی تو اُسے آخرت ملتی ہی اب یہ فرمایا کہ اِن دونوں گروہ میں سے کوئی بھی ہو سب پر اللہ پاک اپنی بخشش کئے جاتا ہے جو شخص جس بات کا مستحق ہے وہ اوسے عطا کرتا ہی اُسکے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں ہے کوئی چاہے کہ خداوند جل شانہ کی بخشش کو روک دے تو وہ کسی کے روکے نہیں رک سکتی کافر و مومن سب کا وہ رازق ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ دیکھو اللہ نے کس طرح دنیا میں لوگوں کو پیدا کیا ہی ایک پر ایک کو بزرگی دی ہی کسی کو تونگر کسی کو محتاج بنایا کوئی بادشاہ ہی تو کوئی فقیر کوئی بیمار ہے تو کوئی تندرست۔ کسی کو عقلمند پیدا کیا تو کسی کو نادان کوئی دیوانہ ہے تو کوئی ہوشیار غرضکہ اِس میں بھی خدا کی وہ حکمت پوشیدہ ہی جسکے سمجھنے کی طاقت قوت بشر سے بالکل باہر ہی بڑے بڑے صاحب عقل اِس بھید کے سمجھنے سے قاصر ہیں پھر یہ فرمایا کہ جس طرح دنیا میں تم دیکھتے ہو کہ اللہ پاک نے ایک کو ایک سے افضل بنایا ہے اور ایک پر ایک کو بزرگی دی ہے اسی طرح سمجھ لو کہ آخرت کے درجے بھی الگ الگ ہیں صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری رضہ سے روایۃ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے نیچے کے درجے کے لوگوں کو اوپر کے درجوں کے جنتی اسطرح نظر آوینگے جس طرح زمین پر سے تارے نظر آتے ہیں۔ اِن ہی ابو سعید خدری رضہ سے مسند امام احمد اور مسند بزار میں صحیح روایۃ ہی جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کی آگ کسی کے ٹخنوں تک ہوگی اور کسی کے گھٹنوں تک اور کسی کے سر سے بھی اونچی۔ دنیا کے درجوں کی طرح آخرت کے درجوں کے الگ الگ ہونے کا ذکر جو آیتوں میں ہے اُسکی تفسیر اِن حدیثوں سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے ۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخْذُولًا ○
نہ ٹھیر اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم پھر بیٹھ رہے گا تو اولاہنا پاکر بیکس ہو کر

اِس آیۃ میں اگرچہ اللہ پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے فرمایا مگر اللہ کے احکام امت کے لوگوں کو اللہ کے رسول کی معرفت پہونچتے ہیں اسلئے حقیقت میں ہر ایک انسان اِس خطاب میں داخل ہوا اور ہر انسان کو یہ حکم سنایا گیا کہ خدا کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ اگر کسی نے اُس وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ اِس جرم کے باعث سے ملامت میں پڑیگا اور کوئی اُسکا حامی و مددگار نہ ہوگا اور اللہ پاک کبھی اُسکی مدد نہ کریگا بلکہ اُسی معبود باطل

منزل ۴
ع ۱۲/۲

کے سپرد اس شخص کو کر دیگا جو کسی قسم کے نفع وضرر کا مالک نہیں ہے کیونکہ ہر طرح کا فائدہ و نقصان خدا کے ہاتھ میں ہے
اور سارے جہان میں اسی وحدہ لاشریک کا بول بالا ہے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالکؓ کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ اللہ
کے فرشتے دنیا کی چند روز خوشحالی کا اولاہنا دیکر دوزخیوں کو قائل اور ذلیل کریں گے۔ یہ حدیث فتقعد مذموما مخذولا کی
گویا تفسیر ہے جس کا حاصل وہی ہے جو آیۃ من کان یرید العاجلۃ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ

اور چکا دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اسکے سوا اور ماں باپ سے بھلائی کبھی پہنچیے تیرے سامنے بڑھاپے کو وہ ایک یا دونوں

اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ

تو نہ کہہ انکو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ انکو بات ادب کی اور جھکا انکے آگے کندھے

الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ

عاجزی کر کر نیاز سے اور کہہ اے رب انکو رحم کر جیسا پالا انھوں نے مجکو چھوٹا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی

اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ

میں ہے جو تم نیک ہوگے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخشتا ہے اور دے ناتے والے کو اسکا حق اور محتاج کو اور

السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝

مسافر کو اور مت اڑا بکھیر کر بیشک اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر

منزل ۴

سب سے بڑھ کر تو آدمی پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پیدا کیا ہے پھر جب ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو جاتا
ہے تو اسکی ہر طرح کی پرورش اور تربیت دنیا میں ماں باپ کے سبب سے ہوتی ہے اسو اسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ میں اپنے
حق کے ساتھ ماں باپ کے حق کے ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور ماں باپ کا دنیوی حق یہ ذکر فرمایا ہے کہ انکے ساتھ ان کے
بڑھاپے میں حسن سلوک سے پیش آوے اور دینی حق یہ فرمایا کہ انکے لئے دعا خیر کرتا رہے اگر ماں باپ کفر کی حالت میں مر جاویں
اور اولاد مسلمان ہو تو ایسے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت بموجب آیۃ ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین
ولو کانوا اولی قربیٰ سے منع ہے حدیث شریف میں بھی ماں باپ کی تابعداری کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے صحیحین میں ابوہریرہؓ
سے روایۃ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے پوچھا کہ دنیا میں کس کا حق مجھپر زیادہ ہے آپ نے فرمایا کہ پہلے تیری ماں پھر تیرا باپ
کا صحیح مسلم اور ادب مفرد بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے کہ آنحضرت نے ایک روز فرمایا بڑا بدنصیب ہے بڑا بدنصیب ہے
صحابہ نے پوچھا حضرت کون بڑا بدنصیب ہے آپ نے فرمایا وہ جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان دونوں میں سے ایک کو بڑھاپے
کی حالت میں پایا اور پھر انکی خدمت گزاری کے سبب سے جنت میں نہ گیا صحیحین میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایۃ ہے کہ ایک
شخص نے آنحضرت سے لڑائی پر چلنے کی اجازت چاہی آپ نے پوچھا کہ تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے جواب دیا کہ جی ہاں

زندہ ہیں آپ نے فرمایا تیرا بڑا جہاد انکی خدمت گزاری میں ہی ادب مفرد بخاری اور معتبر سند سے مستدرک حاکم اور بیہقی
میں عبد اللہ بن عمر کی حدیث میں ہی کہ اللہ کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی کے ساتھ ہی اب ماں باپ کے حق کے
بعد اللہ تعالیٰ نے آیۃ میں اور رشتہ داروں کا حق اور محتاج اور مسافروں کا حق ذکر فرمایا ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ
ماں باپ کے بعد بہن کا حق ہی پھر بھائی کا پھر درجہ بدرجہ اور رشتہ داروں کا حق ہے صحیحین میں حضرت انس رض سے روایۃ ہی
کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اسکے رزق میں کشائش ہو اور اسکی عمر بڑھے تو اسکو چاہیے کہ اپنے رشتہ
داروں سے حسن سلوک سے پیش آوے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رض سے روایۃ ہی کہ آنحضرت نے فرمایا جب خدا تعالیٰ نے
مخلوق کو پیدا کیا تو قرابت داری نے خدا تعالیٰ سے فریاد کی کہ دنیا میں اگر لوگ میرا واسطہ قطع کریں گے تو کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے
فرمایا جو تجھکو قطع کریگا میں اسکو قطع کرونگا اب قرابت داروں محتاج مسافروں کی خبر گیری میں مال خرچ کرنے کی ہدایت
فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ہر خرچ میں میانہ روی چاہیے اسراف اور فضول خرچی نہیں چاہیے کہ مال
کی ناقدری اور فضول خرچی ناشکری کا موجب ہی اور ناشکری شیطان کا کام ہے کہ اس نے خدا کی اس نعمت کا کہ
خدا نے اسکو فرشتہ بنا کر رکھا تھا شکر نہیں کیا اور نافرمانی کرکے اپنے آپکو مردود ٹھہرالیا۔ اگرچہ وقضی ربک کی تفسیر میں چند
قول ہیں لیکن حضرت عبد اللہ بن عباس رض کے صحیح قول میں قضی ربک کی تفسیر امر ربک آئی ہے ترجمہ میں یہی قول لیا گیا ہے۔
صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ رض کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی ظاہری حالت کو نہیں دیکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ
کی نظر انسان کے دلی ارادہ پر ہے۔ اس حدیث کو آیۃ ربکم اعلم بما فی نفوسکم کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اولاد کے
دل میں تو ماں باپ کا ادب ہوگا لیکن بغیر دلی ارادہ کے ماں باپ کی شان کے برخلاف کوئی بات اولاد کی زبان سے نکل
جاویگی اور پھر اسکا پچھتاوا ہوگا تو اللہ ایسی بھول کو بخشدیوے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہمیشہ انسان کے دلی ارادہ پر ہے
اوابین کے معنے اکثر سلف نے توابین کے لکھے ہیں۔ عرب کے محاورہ میں ایک طرح کی عادت کے دو شخصوں کو بھائی کہتے
ہیں اسی کے موافق بیجا مال اڑانے والوں کو ناشکری کی عادت میں شیطان کا بھائی فرمایا ہے۔

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ

اور اگر کبھی تغافل کرے تو انکی طرف سے تلاش میں مہربانی کی اپنے رب کی طرف سے جسکو توقع رکھتا ہی تو کہہ انکو بات نرمی کی اور نہ رکھ

يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ

اپنا ہاتھ بندھا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھولدے اسکو نرا کھولنا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا تیرا رب

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

کشادہ کرتا ہے روزی جسکو چاہے اور کستا ہی وہی ہے اپنے بندوںکو جانتا دیکھتا

اوپر جن لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا ذکر تھا اسی کو پورا کرنے کے لئے فرمایا کہ کسی موقع پر تنگدستی کے

سبب اگر اون لوگون کو دینے کے قابل کچھ نہ ہو تو اللہ کے فضل کی توقع پر انسے آیندہ سلوک کرنے کا وعدہ نرم لفظون میں کیا جاوے
اب آگے بخیلی اور فراخ دستی کی ایک مثال بیان فرمائی کہ اس حسن سلوک میں نہ انسان بخیل بنجاوے جیسے کسی نے اوسکا ہاتھ
گردن میں رسی سے اس طرح باندھ دیا ہی کہ وہ دینے کے نام سے ہاتھ نہیں بڑھا سکتا نہ ایسا سخی بنجاوے کہ دینے کے
بعد پھر پچھتانا پڑے ۔ معتبر سند سے طبرانی میں ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھاکر فرمایا
جو شخص اپنے غریب رشتہ دارون کو چھوڑکر غیرون کو صدقہ خیرات دیویگا تو ایسے شخص کا دینا بارگاہ الٰہی میں اجر کے قابل نہ ٹھہریگا
آیتون میں بیجا بخیلی اور بیجا سخاوت کا مثال کے طور پر جو ذکر ہے اس حدیث سے اوس کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ باوجود قدرت کے قریب کے رشتہ دارون کو کچھ ندینا بیجا بخیلی مین داخل ہے اور غریب رشتہ دارون کو
چھوڑکر غیرون کو کچھ دینا بیجا سخاوت میں داخل ہے کیونکہ اس حدیث کے موافق قیامت کے دن جب اس سخاوت کا
اجر رائگان جاویگا تو ایسی بیجا سخاوت پر ضرور انسان کو پچھتانا پڑے گا اوپر ذکر تھا کہ تنگدستی کے وقت غریب رشتہ دارون
سے آیندہ سلوک کرنے کا وعدہ کیا جاوے اب آگے تنگدست لوگون کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی کو
خوش حال اور کسی کو تنگدست جو بنایا ہے یہ اسلئے نہیں ہے کہ اوسکے خزانے مین کچھ کمی ہی بلکہ اپنے بندون کی مصلحتون
کو وہی خوب جانتا ہی اور دیکھتا ہے اسواسطے اوسنے ہر ایک کو مصلحت کے موافق خوشحال اور تنگدست بنایا ہی سورۃ
زخرف مین آویگا کہ بعضون کو خوش حال اور بعضون کو تنگدست بنانے میں اتنی بڑی مصلحت ہے جسپر دنیا کا انتظام
منحصر ہے کیونکہ خوش حال لوگون کو تنگدست لوگونسے کام کاج لینے کی ضرورت ہی اور تنگدست لوگونکو روپیہ پیسے کی جس سے
دنیا کا انتظام چل رہا ہے حاصل یہ ہی کہ سورہ زخرف کی جس آیۃ میں دنیا کے اس انتظام کا ذکر ہے وہ آیۃ اس آخری آیۃ کی
گویا تفسیر ہے ۔ علاوہ اس مصلحت کے خوش حالی اور تنگدستی کی اور بھی مصلحتین ہیں جس کا ذکر صحیح حدیثون میں آیا ہی مثلاً
صحیح سند سے ترمذی صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں کعب رضہ بن عباس سے روایۃ ہی جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے دنیا کے مال و متاع کو امت محمدیہ کے حق میں بڑی فتنہ و فساد کی چیز فرمایا ہی اس سے معلوم ہوا کہ بعضے نیک
لوگونکو فتنہ و فساد سے بچانے کی مصلحت کے لئے تنگدست رکھا گیا ہی صحیح سند سے ترمذی اور ابن ماجہ میں سہل رضہ بن سعد
سے روایۃ ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی راحت اور خوشحالی کی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر ایک
مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو دنیا میں نافرمان لوگونکو پانی کا ایک گھونٹ بھی پینے کو نہ ملتا ۔ اس حدیث کو آخری آیۃ کے
ساتھ ملانے سے آخری آیۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ میں کے خوشحال لوگ
غریب مسلمانون کو جو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ جسپر اللہ کی مہربانی ہوتی ہے دنیا میں وہی شخص
خوشحالی سے رہتا ہی ان لوگونکا یہ خیال بالکل غلط ہے ۔ دنیا کی خوشحالی اور تنگدستی تو اور مصلحتون کے سبب سے ہے جن مصلحتون کا
سمجھنا ان لوگونکی سمجھ سے باہر ہے ۔

منزل ۴

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا

اور نہ مارڈالو اپنی اولاد کو ڈر سے مفلسی کے ہم روزی دیتے ہیں اُنکو اور تم کو بیشک اُنکا مارنا بڑی چوک ہے

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کو ماں باپ کا حق ادا کرنے کی تاکید فرمائی تھی اب اس آیہ میں ماں باپ کو اولاد کی شفقت کی تاکید ہے سورۃ النحل میں گزر چکا ہے کہ آنحضرت کے نبی ہونے سے پہلے عرب میں یہ رسم تھی کہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اِس بد رسم کے بند کرنے کے فائدہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی ہے علمانے اس آیۃ سے یہ بات نکالی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوںپر ماں باپ سے زیادہ شفیق ہے کیونکہ اہل عرب کے اُن ماں باپ کی سختی کو جو لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اللہ کی شفقت نے گوارا نہیں رکھا۔ اصل بات یہ ہی کہ علمانے اِس آیۃ سے جو بات نکالی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شفقت ماں باپ کی شفقت سے بڑھی ہوئی ہی یہ تو مثال کے طور پر ایک کہنے کی بات ہی ورنہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو مخلوق کی شفقت کے ساتھ کوئی نسبت نہیں چنانچہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رض سے روایۃ ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت اور شفقت کے سو درجے پیدا کئے ہیں اِن میں سے ایک درجہ تو حیوان اور انسان تمام مخلوقات میں تقسیم فرمایا ہے اور ایک کم سو درجے خود اللہ تعالیٰ کے برتاؤ میں ہیں اِسی واسطے صحیحین میں انہی حضرت ابوہریرہ رض کی روایۃ سے ہی کہ بڑے سے بڑا کافر بھی اگر اللہ کی رحمت کا حال جان لیوے تو جنت سے کبھی ناامید نہ ہو اور انہی ابوہریرہ رض کی روایۃ سے صحیحین میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو یہ ایک نوشتہ لکھ کر عرش معلے پر اپنے پاس رکھ لیا ہی کہ اللہ کے غصہ پر اُسکی رحمت غالب ہی ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ ایک عورت تنور جھونکتے جھونکتے آنحضرت کے پاس آئی اُسکی گود میں ایک بچہ بھی تھا اور وہ عورت اُنکر آنحضرت سے کہنے لگی کہ کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے اور جس قدر ماں اپنے بچہ سے الفت کرتی ہی اُس سے زیادہ اللہ اپنے بندوںپر مہربان ہی آپنے فرمایا کہ ہاں اُس عورت نے کہا کہ میں تو اپنے بچہ کو تنور کی آگ کی لپٹ سے بھی بچا لیتی ہوں پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوںکو دوزخ کی آگ میں کیونکر ڈالدیوے گا حضرت عبداللہ رض بن عمر کہتے ہیں کہ اس عورت کی یہ بات سنکر آنحضرت اِس قدر روئے کہ بدحواس ہو گئے اور پھر آپ نے فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ اللہ انہی سرکشوں کو آگ میں ڈالیگا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں اور اُسکو وحدہٗ لاشریک نہیں جانتے ابن ماجہ کی سند میں ایک راوی اسمٰعیل بن یحییٰ اگرچہ ضعیف ہے لیکن صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل رض کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہی کہ اللہ کا حق بندوںپر یہ ہے کہ وہ اُسکی عبادت میں کسی کو شریک نکریں اس حق کے ادا کرنے کے بعد بندوں کا حق اللہ پر یہ ہوگا کہ وہ اُنکو دوزخ کے عذاب سے بچاوے۔ اِس صحیح حدیث سے ابن ماجہ کی روایۃ کی پوری تقویۃ ہو جاتی ہے کیونکہ مضمون دونوں روایتوں کا ایک ہی ہی۔ خطا کا ایک لفظ تو سزا و جزا کے وزن پر بھول چوک کے معنوں میں ہے عرب لوگ جیتی لڑکیوں کو بھول چوک سے نہیں دفن کیا کرتے تھے

منزل ۴

تھے بلکہ لڑکیون کے بیاہ شادی کے خرچ سے ڈر کر اون لڑکیونکو جان بوجھ کر جیتا دفن کیا کرتے
سلف نے اِس آیۃ میں خطا کے لفظ کو صدق و کذب کے وزن پر پڑھا ہے جسکے معنے گناہ کے ہیں حاصل
یہ کہ چوک کا لفظ گناہ کے معنون میں ہی بھول چوک کے معنون مین نہیں ہے کیونکہ عرب کی جس رسم کی محالفت میں
یہ آیۃ نازل ہوئی ہے وہ رسم عرب میں بھول چوک کے طور پر جاری نہیں تھی اذا الشمس کورت میں آویگا کہ قیامت کے
دن جیتی لڑکیون کو دفن کر دینے کے جرم کی دریافت ہو کر قاتلون کو خون ناحق کی سزا دیجاویگی۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

اور پاس نہ جاؤ بدکاری کے وہ ہے بیحیائی اور بری راہ ہے اور نہ مارو جان جو منع کی اللہ نے مگر حق پر

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝

اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہمنے اُسکے وارث کو زور سو اب ہاتھ نہ چھوڑ دے خون پر اُسکو مدد ہوتی ہے

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ

اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جسطرح بہتر ہو جب تک وہ پہونچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو قرار بیشک

كَانَ مَسْـُٔـوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ

قرار کی پوچھ ہے اور پورا بھر دو ماپ جب ماپ دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے بہتر ہے اور

اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ

اچھا اِس کا انجام اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجکو بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی

اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔـوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ

اِس سے پوچھ ہے اور نہ چل زمین پر اتراتا تو پھاڑ نہ ڈالیگا زمین کو

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى

اور نہ پہنچیگا پہاڑون تک لنبا ہو کر یہ جتنی باتین ہیں اِنمیں سب سے بری چیز ہے تیرے رب کی بیزار ہی یہ ہے کچھ ایک جو وحی

اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

کیا تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کامون سے اور نہ ٹھیرا اللہ کے سوا اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الاہنا کھایا دھکیلا

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝

کیا تم کو چنکر دئے تمہارے رب نے بیٹے اور آپ نے فرشتے بیٹیان تم کہتے ہو بڑی بات

اوپر کی آیتوں سے حق العباد کا ذکر چلا آتا ہی مثلاً ماں باپ کا حق اولاد کو سمجھنا اور اولاد کا حق ماں باپ کو سمجھنا رشتہ دار انکا
حق رشتہ دارون کو جاننا ایک کی ماں بہن بی بی سے دوسرا بدکاری کرے یا ایک کو دوسرا جان سے مار ڈالے یا ایک

منزل ۴

ع ۴

شخص اپنی اولاد اور مال چھوڑ کر مر جاوے اور جس رشتہ دار کی پرورش میں وہ یتیم اولاد آوے وہ اس یتیم کا مال کھا
اوڑا دیوے یہ سب باتین خدا کا گناہ ہونے کے سوا حق العباد میں رخنہ ڈالنے والی چیزین ہیں اس واسطے اللہ تعالی نے
حق العباد کے ذکر کے سلسلہ میں زنا قتل بے جا تصرف مال یتیم خلاف عہد کم تولنے اور کم ناپنے اور جھوٹی شہادت اور تہمت
کا ذکر ان آیتوں میں فرما دیا ہے تاکہ حق العباد میں جو باتین کرنے کی ہیں وہ اور جو نہیں کرنے کی ہیں وہ ایک جگہ جمع ہو جاویں
اسی واسطے ان آیتوں کے آخر میں فرمایا ہے کہ اس طرح کی وحی میں ایک حکمت الٰہی ہے اور شروع اس نصیحت کا اللہ
تعالی نے اپنے حق سے فرما کر بیچ میں حق العباد اور جو باتین حق العباد کو مضر تھین اُسکا ذکر فرمایا اور پھر بحث کو اپنے
حق پر ختم فرمایا تاکہ آدمی کی سمجھ میں آجاوے کہ سب سے بڑھ کر آدمی پر اللہ کا حق ہے جسنے اللہ کی عبادت میں شرک کے
طور پر یا ریاکاری کے طور پر غیر کو شریک کیا وہ بڑا حق فراموش ہے اُسنے اللہ کا حق کچھ بھی نہیں ادا کیا۔ صحیح بخاری مسلم وغیرہ
کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی حدیث اوپر گزر چکی ہے جس میں اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اُسکی عبادت میں کسی کو شریک
نکرین اور پھر اس حق کے ادا ہو جانیکے بعد بندوں کا حق یہ ہوگا کہ اللہ تعالی انکو دوزخ کے عذاب سے بچاویگا حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے اس حق کی
تاکید کے طور پر اس نصیحت میں دو دفعہ سوا فرمایا ہے کہ اس نصیحت میں جن نیک کاموں کا ذکر ہے اُن میں کوئی نیک کام بغیر اللہ کے
اس حق کو ادا کرنے کے بارگاہ الٰہی میں نہ مقبول ہو سکتا ہے نہ ایسا حق فراموش آدمی دوزخ کے عذاب سے بچ سکتا ہے
کس لئے کہ اللہ کی عبادت کرنے کے لئے اللہ کو پہچاننا ضرور ہے جو شخص اللہ کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتا ہے وہ سرے
سے اللہ کی شان کو نہیں پہچانتا پھر ایسے شخص کا نیک عمل بارگاہ الٰہی میں کیونکر مقبول ہو سکتا ہے معتبر روایتوں
میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرم و حیا کے مقابلہ میں فاحشہ کے لفظ کا استعمال فرمایا ہے اُس استعمال کے
موافق بدکاری کو بیحیائی کا کام فرمایا۔ بدکاری سے آدمی کی نسل بگڑتی ہے اسلئے بدکاری کو بُری راہ فرمایا آگے کی
آیۃ میں قتل ناحق کے ساتھ الا بالحق کی جو قید لگائی گئی ہے صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن مسعود سے روایۃ ہے جسمین
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر یون فرمائی ہے کہ بیاہے ہوئے بدکار مرد یا عورت یا اسلام کے بعد مرتد
ہو جانے والے ان لوگوں کا قتل شریعت میں جائز ہے۔ عرب میں دستور تھا کہ شریف آدمی کے قصاص میں بہت سے
لوگوں کو قتل کیا کرتے تھے اسی کو خون پر ہاتھ چھوڑنا فرمایا کہ مقتول کے وارث کو حاکم لوگ قصاص میں مدد دیوین
اور قصاص کی حد سے بڑھ کر مقتول کے وارث کچھ زیادتی نکرین۔ یتیم کی حفاظت کی عہد کے پورا کرنے کی پورا
تولنے کی بہتان کی اور اترانے کی ممانعت کی بہت سی صحیح حدیثین ہیں جو گویا ان آیتوں کی تفسیر ہیں۔ آخر کو مشرکین
مکہ کی نادانی کا ذکر فرمایا کہ یہ لوگ خود تو لڑکیوں سے یہاں تک گھبراتے ہیں کہ اُنکو جیتا گاڑ دیتے ہیں اور نادانی سے
فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ یہ بہت بُری بات ہے جسکا بہت بڑا خمیازہ ان کو ایک دن
بھگتنا پڑیگا۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝

اور پھیر پھیر سمجھایا ہمنے اس قرآن میں تا وہ سوچیں اور زیادہ ہوتا ہے وہی بدکنا

اللہ پاک نے اس آیۃ میں یہ بیان کیا کہ ہمنے اس قرآن پاک میں جا بجا مثالیں اور حکم اور نصیحت اور قصے یہ سب کچھ بیان کیا ہے تاکہ یہ لوگ اسے پڑھ کر اور سنکر عبرت پکڑیں اور نصیحت اختیار کریں اور اپنے قول اور فعل سے باز آئیں لیکن جن کی طینت میں کفر و نفاق ہے وہ ان باتوں کو سنکر اور بھی دین حق سے نفرت کرتے ہیں اور بھاگتے ہیں اور قرآن پاک کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ انسان کا کلام ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی رض کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص جنت میں جانے کے قابل۔ اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسےٰ اشعری کی حدیث بھی گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے ان حدیثوں کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو لوگ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے ہیں وہی لوگ قرآن کے سننے سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ انکے حق میں قرآن کی نصیحت ایسی ہی رائگان ہے جیسے بری زمین میں مینہ کا پانی رائگان جاتا ہے۔

منزل ۴

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝

کہہ اگر ہوتے اسکے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتاتے ہیں تو نکالتے تخت کے صاحب کی طرف راہ وہ پاک ہے اور اوپر ہے انکی باتوں سے بہت دور

اس آیۃ میں مشرکوں کے جھٹلانے کے لئے فرمایا کہ اے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکوں سے کہہ دیں جیسا تم خیال کرتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی اور معبود بھی ہیں جنکی اطاعت سے خدا کا تقرب حاصل ہوتا ہے اور جنکے پوجنے سے وہ معبود خدا کے روبرو اپنے پوجنے والوں کی شفاعت کریں گے تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ خدا کے سوا اور کوئی معبود ہوتا تو وہ ضرور کوئی رستہ ذوالعرش کی طرف نکالتا یعنی وہ معبود اللہ کے ساتھ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوتا جس طرح دنیا میں ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کرتا ہے اور اسکے ملک اور مال پر قبضہ کرنے کو مستعد ہوتا ہے یہ معنے اس آیۃ کے آیت لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا کے موافق ہیں جس کا مطلب یہ ہے اگر آسمان و زمین میں خدا زبردست کے سوا اللہ کوئی معبود بھی ہوتا تو یہ دونوں آسمان و زمین خراب ہو جاتے اسکے نظم و نسق میں ایک دم انتشار پیدا ہو جاتی۔ مسند امام احمد صحیح بخاری بیہقی وغیرہ کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے

کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے جب مکہ میں سخت قحط پڑا تو مشرکین مکہ نے اپنے بتوں سے مینہ برسنے کی بہت کچھ التجا کی لیکن کچھ نہ ہوا آخر لاچار ہو کر جب ان لوگون نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مینہ برسنے کی دعا کا اصرار کیا تو آپ کے دعا سے مینہ برسا۔ اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آسمان و زمین کا سب انتظام اکیلے اللہ کے اختیار میں ہے ان مشرکون کے بتون کو اللہ تعالے کے کسی کارخانہ میں کچھ دخل نہیں ہے اسیواسطے آخر آیۃ میں فرمایا کہ اللہ تعالی ان مشرکون کی شرک کی باتون سے پاک اور بہت دور ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ

اسکی ستھرائی بولتے ہیں آسمان ساتون اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں جو نہیں پڑہتی خوبیان

وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

اسکی لیکن تم نہیں سمجھتے انکا پڑہنا بیشک وہ ہے تحمل والا بخشتا

جس طرح بنی آدم میں اللہ تعالی نے مختلف زبانین بنائی ہیں کوئی عربی بولتا ہے کوئی ترکی کوئی فارسی جب تک ایک فرقہ خاص طور پر دوسرے فرقے کی زبان نہ سیکھے اپنے زبان کے سوا دوسری زبان کا ایک لفظ نہین جانتا اسی طرح اللہ نے زمین آسمان جھاڑ پہاڑ سب کو ایک ایک زبان دی ہی وہ اپنی زبان میں اللہ تعالی کی رات دن تسبیح کرتے ہیں ہر فرقہ انسانی کا دوسرے فرقے انسانی سے میل جول دنیا کی آبادی کی غرض سے اللہ کو منظور ہے اسلئے ایک ملک کا آدمی ضرورت کے دوسرے ملک کی زبان کو سیکھنا چاہے تو یہ بات اللہ تعالی نے حد تعلیم انسانی پر انسان کے اندر رکھی ہی جھاڑ پہاڑ کی زبان سے اس طرح کی کوئی غرض انسانی کا تعلق نہین ہے اسلئے جھاڑ پہاڑ کی زبان کی سمجھ عام لوگون کے فہم سے ایک غیر چیز ہے مگر جس طرح خاص خاص ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقے انسانی کی زبان سیکھ لیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالی جسکو اپنے علم خاص سے بہرہ مند فرماتا ہے وہ جھاڑ پہاڑ کی زبانین سمجھتے ہیں چنانچہ اس باب میں قرآن شریف کی آیتین اور بہت حدیثین اور آثار ہیں کسی قدر ان میں سے بیان کئے جاتے ہیں قرآن شریف میں تسبیح کی سورتین بعض تو سبح کے لفظ سے شروع ہوئی ہیں اور بعض یسبح کے لفظ سے جن سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ آسمان و زمین کی چیزین اپنی زبان میں ہر وقت اللہ کو یاد کرتی ہیں اور اسکے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں ان تسبیح کی آیتون کی تفسیر صحیح حدیثون سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہی چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رض سے روایۃ ہی جسکا ٹکڑا یہ ہے کہ کھانا کھانے کے وقت کھانے کی تسبیح کی آواز ہم صحابہ لوگ سنا کرتے تھے صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رض سے روایۃ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو پتھر نبوت سے پہلے مجھے سلام علیک کیا کرتا تھا میں اسکو خوب پہچانتا ہون بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ پہلے آنحضرت ایک کھجور کی لکڑی پر چڑھ کر خطبہ پڑھا کرتے تھے جب آپکے خطبہ پڑھنے کے لئے ممبر بن گیا تو آپنے اس لکڑی پر خطبہ پڑھنا چھوڑ دیا اس غم سے وہ لکڑی کا ٹکڑا ایسا رویا کہ آپنے اور اصحاب نے اسکے رونے

منزل ۴

کی آواز سنی اور آپ بے تاب ہوکر ممبر سے اوترے اور اس لکڑی کے ٹکڑے کو اپنا منہہ لگاکر کچھہ بات چپکے سے اس سے کہی جب وہ لکڑی کا ٹکڑا چپکا ہوا مسند امام احمد وغیرہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایۃ ہی کہ جب آنحضرت اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اپنے ہاتھوں میں کنکر اوٹھاتے تھے تو شہد کی مکھی کی بھن بھناہٹ کی طرح اون کنکریون کی تسبیح کی آواز ہم لوگ سنا کرتے تھے نسائی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایۃ ہی کہ آنحضرت نے فرمایا مینڈک کو مت مارو اوسکا بولنا اللہ کی تسبیح ہے اوپر صحیح بخاری اور مسلم کی روایتین جو گزرین اونسے مسند امام احمد اور نسائی کی روایتون کو پوری تقویت ہوجاتی حاصل کلام یہ ہے کہ بعضے علمانے یہ جو لکھا ہے کہ جن و انسان کے سوا اور چیزین زبان حال سے اللہ کی تسبیح کرتی ہیں یہ قول صحیح نہیں بلکہ اکثر حدیثون اور آثار سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز کو اللہ نے ایک خاص گویائی دی ہے اوس گویائی سے وہ چیز اللہ کی تسبیح مین مشغول ہے اور اکثر سلف کا یہ مذہب ہے کہ ہر چیز کی ایک زندگی کی سی حالت ہی مثلاً پیڑ کا ہرا ہونا کپڑے کا میلا اور پرانا نہ ہونا ایسی حالت تک ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اس مذہب کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہی جسکی روایۃ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ہے اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کا گزر ایک روز دو قبرون پر ہوا اور آپ نے فرمایا ان دونون قبرون میں جو مردے دفن ہیں اونپر عذاب قبر ہو رہا ہے ایک شخص ان دونو مردون میں سے پیشاب کی چھینٹون سے پرہیز نہیں کیا کرتا تھا اوسکے عذاب میں پکڑا گیا اور دوسرا شخص چغلخوری کے عذاب میں گرفتار ہی یہ فرماکر آپ نے ایک ہری ٹہنی درخت کی لیکر اسکی دو شاخین کین اور دونو شاخین اون دونون قبرون پر لگادین اور یہ فرمایا کہ جب تک یہ شاخین خشک نہ ہون گی شاید ان دونون کے عذاب مین تخفیف رہے گی اس حدیث سے علمانے یہ مطلب نکالا ہے کہ ہری شاخ اللہ کی تسبیح کرتی تھی اوسی تسبیح کے اثر سے عذاب میں تخفیف ہوئی تھی جب شاخین سوکھہ گئین اور تسبیح آلہی بند ہوگئی تو وہ اثر بھی جاتا رہا جس اثر سے عذاب کی تخفیف ہوئی تھی پھر عذاب بدستور قائم ہوگیا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بردباری ہی کہ مشرک لوگ اوسکی تعظیم میں غیرون کو شریک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اونکے رزق اور صحت کے انتظام میں کچھہ خلل انداز نہ ڈالتا۔ یہ حدیث انہ کان حلیما غفورا کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سوا ان مشرکون کے اور سب چیزین خالص اللہ کی عبادت کرتی ہیں اور یہ مشرک لوگ اگرچہ اللہ کی عبادت میں غیرون کو شریک کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی بردباری سے اونپر کسی عذاب کے نازل کرنیمین جلدی نہیں کرتا اور اونکے رزق اور صحت کے انتظام کو بحال رکھتا ہے۔

وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝

اور جب تو پڑھتا ہے قرآن کر دیتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور اون لوگون کے جو نہیں مانتے پچھلا جینا ایک پردہ ڈہنکا

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي

اور رکھے ہیں اونکے دلوں پر اوٹ کہ اوسکو نہ سمجھیں اور اونکے کانون میں بوجھہ اور جب مذکور کرتا ہے تو

منزل ۴

الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝

قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر کر بھاگتے ہیں اپنے پیٹھ پر بدک کر

تفسیر ابراہیم بن منذر میں ابن شہاب زہری کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے
کہ جبوقت اللہ کے رسول قرآن شریف کی آیتین مشرکین مکہ کی روبرو پڑھتے تھے اور انکو ہدایت کرتے تھے تو وہ لوگ ٹھٹھے
سے یہ کہتے تھے کہ فی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب یعنی جن باتون کے ماننے کے لئے اے محمد تم ہم سے کہتے ہو اُن باتون
کے سننے سے ہمارے کان بہرے ہیں اور اون باتون کے ماننے کے حساب سے ہم میں اور تم مین ایک آڑ ہے اللہ تعالےٰ نے
ان مشرکون کی بات کی تصدیق میں یہ آیۃ نازل فرمائی - سورہ حٰم السجدہ میں آویگا کہ جن باتون کا ذکر ان آیتون میں ہے
وہ باتین مشرک لوگ مسخر اپن سے کیا کرتے تھے - اس سے شان نزول کی روایۃ کی پوری تائید ہوتی ہے حاصل معنے
آیۃ کے اس صورت میں یہ ہیں کہ یہ مشرک لوگ جو کچھ ٹھٹھے سے کہتے ہیں وہ سچی بات ہے بدبختی ازلی جو انکے سر پر سوار
ہے وہ انکو قرآن شریف کی ہدایت کی باتین سننے نہیں دیتے تو گویا یہ لوگ حقیقت میں بہرے ہیں اور آنکھون کے سامنے
کے آثار قدرت الٰہی انکو نظر نہیں آتے اسلئے حق باتون میں اور ان مین ایک طرح کی آڑ ہے وہ آڑ بھی وہی بدبختی ازلی ہے
جو انکو دیکھنے کی حق باتین دیکھنے نہیں دیتی حاصل کلام یہ ہے کہ جس آڑ کا آیۃ میں ذکر ہے وہ آڑ اس صورت میں ایک باطنی
اور معنوی چیز ہے سوا اسکے آنحضرت اور کفار کے مابین میں اللہ کے حکم سے ایک فرشتہ بھی حایل رہا کرتا تھا تاکہ قرآن
شریف میں جو آیتین کفار کی طبیعت کے مخالف ہیں انکو سنکر کفار لوگ آنحضرت سے کچھ بے ادبی سے پیش نہ آوین
اُس آڑ پر بھی آیۃ کا مطلب صادق آتا ہے اسی واسطے بعضے علما نے اس مطلب کو شان نزول قرار دیا ہی لیکن
وہ آیۃ کے مضمون کا مصداق ہے شان نزول نہیں ہے چنانچہ مستدرک حاکم مسند ابویعلے مسند بزار تفسیر ابن ابی حاتم
وغیرہ میں جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایۃ ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ جب سورہ تبت نازل ہوئی اور ابولہب کی
بیوی نے سنا کہ اسکی ہجو قرآن شریف میں اتری ہے تو وہ عورت ایک پتھر لیکر آنحضرت کو مارنے آئی اور حضرت ابوبکرؓ
صدیق کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ وہ عورت جھنجلا کر کبھی یہ پتھر آپکو نہ مار دے تو آپنے حضرت ابوبکرؓ صدیق
کی تسکین کی اور یہ آیۃ پڑہی اور فرمایا ایک فرشتہ مجھ میں اور ایسے لوگون میں آڑ ہے غرض روایۃ مین اس وقت
وحی کے نازل ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرشتہ پہلے سے تعینات تھا اس وقت
آپنے یہ آیۃ بطور تصدیق کے پڑہی تھی اس صورت میں ایک آڑ ظاہری بھی آیۃ کے مطلب میں سوا اُس آڑ
باطنی اور معنوی کے داخل ہے - بزار نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس روایۃ کو معتبر قرار دیا ہے - آخر آیۃ مین
فرمایا کہ جب قرآن کی آیتون میں اللہ کی وحدانیت کا ذکر آتا ہے تو یہ مشرک لوگ پیٹھ موڑ کر بھاگ جاتے ہیں
صحیح سند سے مسند امام احمد ترمذی اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایۃ ہے جس کا

منزل ۴

حاصل یہ ہے کہ ابوطالب کی بیماری کے وقت چند مشرکین مکہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں جمع ہوئے اور اس مجلس میں جب اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی وحدانیت کا ذکر کیا تو یہ مشرک لوگ غصہ ہو کر اس مجلس سے چلے گئے۔ آخر آیتہ میں جو ذکر ہے کہ جب اللہ کی توحید کا ذکر
آتا ہے تو یہ مشرک لوگ پیٹھ موڑ کر بھاگ جاتے ہیں یہ حدیث گویا اس کی تفسیر ہے سورہ ص کی تفسیر میں ابوطالب کی بیماری کا قصہ تفصیل سے آویگا

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ

ہم خوب جانتے ہیں جیسا وہ سنتے ہیں جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ مشورت کرتے ہیں کہتے ہیں بے انصاف

تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

جسکے کہے پر چلتے ہو نہیں وہ مگر ایک مرد جادو کا مارا دیکھ کیسے بٹھاتے ہیں تجپر کہاوتیں اور بہکتے ہیں سو راہ نہیں

سَبِيْلًا ۝ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً

پا سکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہو گئے ہڈیاں اور چورا کیا ہم پھر اٹھینگے نئے بنکر تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر

اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ

یا لوہا یا کوئی خلقت جو مشکل لگے تمہارے جی میں پھر اب کہیں گے کون اُٹھائیگا ہمکو کہہ جس نے بنایا

فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ

تم کو پہلی بار پھر اب مٹکا وینگے تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے کب ہے وہ تو کہہ شاید نزدیک ہی

قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

ہوگا جس دن تم کو پکاریگا پھر چلے آؤگے سراہتے اُسکو اور اٹکلو گے کہ دیر نہیں لگی تمکو مگر تھوڑی

منزل ۴ ع ۵

سیرۃ محمد بن اسحاق اور دلائل النبوۃ بیہقی میں ناقابل اعتراض سند کی ابن شہاب زہری سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے
کہ ایک روز ابوسفیان اور ابوجہل اور چند قریش جمع ہوئے اور جسوقت آنحضرت نماز میں قرآن شریف اپنے گھر میں پڑھ رہے
تھے اسوقت چھپ کر قرآن شریف سنا اور پھر آپسمیں صلاح کر کے آنحضرت کو جادو کیا ہوا ایک شخص اور حشر کی آیتوں
کو خلاف عقل ہونے کا ذکر کرنے لگے اسپر اللہ تعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائیں حاصل معنے یہ ہیں کہ قرآن شریف سنکر یہ لوگ
جو آپسمیں باتیں کرتے ہیں وہ اور اللہ کے رسول کی شان میں یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں وہ اللہ تعالی کو سب معلوم ہیں وقت
مقررہ آنے پر مناسب مواخذہ ان سے کیا جاویگا چنانچہ اس وعدہ کے موافق اس گروہ میں کے چند شخص جنگ بدر میں
ہلاک ہو گئے اور ابوسفیان وغیرہ فتح مکہ پر مسلمان ہو گئے اور حشر کا انکار ان لوگوں نے جو کیا تھا اس کا جواب اللہ تعالے
نے یہ دیا کہ انسان پیدا ہونے سے پہلے آخر مٹی ہی تھا جس اللہ نے مٹی کا پتلا پہلی دفعہ بنایا اور اس پتلہ میں روح پھونکی
پھر اس اللہ کو دوسری دفعہ وہ کام کرنا جو ایک دفعہ وہ کر چکا ہے کیا مشکل ہے بلکہ جو کوئی ایک دفعہ ایک کام کر چکے پھر
اسکو وہ کام سہل ہو جاتا ہے اسیواسطے حشر کے خلاف عقل ہونے میں اوپر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ پہلی پیدائش سے

حشر آسان ہی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کی تنبیہ کے لئے فرمایا کہ مٹی کا پتلا تو کیا ہے اگر یہ مرکر لوہا یا پتھر یا اور کوئی سخت چیز بھی ہو جاوین تو اللہ کی قدرت تو وہ ہی کہ اللہ ضرور انکو دوبارہ پیدا کریگا۔ آگے فرمایا دوبارہ زندہ ہونے کی تاکید سنکر یہ لوگ تعجب سے پوچھیں گے کہ آخر ہمکو دوبارہ کون زندہ کریگا تو اے رسول اللہ کے ان سے کہہ دیا جاوے کہ جسنے پہلے تم کو نیست سے ہست کیا وہی تم کو دوبارہ پیدا کریگا پھر فرمایا اس جواب کو سنکر یہ لوگ مسخراپن سے گردنیں مٹکا کر یہ کہوینگے کہ آخر اس وعدہ کا ظہور کب ہوگا انسے کہہ دیا جاوے کہ گھبراؤ نہیں شاید اس کا ظہور بھی جلدی ہونے والا ہے پھر فرمایا اتنھو یہ لوگ ایسے مسخراپن کی باتیں کرتے ہیں لیکن دوسرے صور سے پہلے جب ایک مینہہ برس کر انکے جسم تیار ہو جاوینگے اور ان جسمون میں روحیں پھونکدی جاوینگی اور انکو میدان محشر میں حاضر ہونے کا حکم ہوگا تو اللہ کی قدرت کو دیکھکر بے ساختہ اللہ کی تعریف انکی زبان پر آجاویگی اور حساب کتاب کے بعد جب بے شمار مدت کے لئے انکو دوزخ میں جھونکدیا جاویگا تو اوس بے شمار مدت کے مقابلہ میں دنیا میں رہنے کی مدت انکو بالکل کم نظر آویگی۔ دوسرے صور سے پہلے مینہہ جو برسے گا صحیح بخاری و مسلم کی ابوہریرہ رضؓ کی روایت کے حوالہ سے اس کا ذکر کئی جگہ اس تفسیر میں کردیا گیا ہے۔ سورہ القمر میں آویگا کہ دوسرے صور کی آواز سے سب لوگ قبرون سے نکل کر میدان محشر کی طرف ٹڈیون کی طرح دوڑینگے۔ مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزرچکی ہی کہ نیک آدمی کے مردے کو قبر میں رکھتے ہی جنت کا ٹھکانا اور بد شخص کے مردہ کو دوزخ کا ٹھکانا فرشتے دکھلاکر یہ کہدیتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں رہنے کے لئے قیامت کے دن تمکو دوبارہ زندہ کیا جاویگا۔ اسی طرح ابوداؤد اور مسند امام احمد کے حوالہ سے براء بن عازب رضؓ کی صحیح حدیث بھی گزرچکی ہے کہ بدلوگ دوزخ کے ٹھکانے سے ڈر کر عذاب قبر کو غنیمت جانینگے اور قیامت کے نہ قائم ہونے کی ہر وقت دعا کرتے رہینگے۔ ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ دوسرے صور کی آواز سے ان منکرین قیامت کا ٹڈیون کی طرح حساب وکتاب کے لئے میدان محشر کی طرف دوڑنا اور حساب وکتاب کے بعد بے شمار مدت کا دوزخ میں جھونکے جانے کا حکم سنکر اسکے مقابلہ میں دنیا میں رہنے کی مدت کو بالکل چندروزہ مدت خیال کرنا یہ تو اپنے وقت پر ہوگا لیکن ان میں سے ہر ایک شخص کو اس کا ٹھکانہ زیست کے تھوڑے سے دن گزر جانے کے بعد مرنے کے ساتھ ہی دکھلا دیا جاویگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اب تو یہ لوگ مسخراپن سے قیامت کے آنے کی جلدی کرتے ہیں مگر دوزخ کے اپنے ٹھکانے کو دیکھ کر ہر وقت قیامت کے نہ قائم ہونیکی دعائیں مانگینگے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝

اور کہدے میرے بندونکو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو شیطان جھڑپ دلاتا ہے آپسمین شیطان ہے انسان کا ٹھیک دشمن صریح

اس آیت میں اللہ پاک نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اپنے بندون کو حکم فرمایا کہ تم اپنا برتاؤ اچھا رکھو ایسا نہ ہو کہ سخت کلامی سے شیطان تمہارے بیچ میں کود پڑے اور جھگڑا ڈال دے کیونکہ شیطان حضرت آدم اور بنی آدم کا صریح دشمن ہے احسن کی تفسیر میں مفسرین کا قول یہ ہی کہ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ نرمی اور آہستگی سے کلام کریں کوئی شخص کا نر

سے بھی سخت کلامی نکرے کیونکہ اس سے فساد پیدا ہوتا ہے اور ضعف اسلام کے زمانہ تک مشرکین اور اہل اسلام کے فیمابین
کسی فساد کا پیدا ہونا اللہ تعالی کو منظور نہیں ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے خباب ؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ہجرت سے
پہلے مشرکین مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے مفسرین نے لکھا ہے کہ اسپر اللہ تعالی نے یہ آیتہ نازل فرمائی
اور فرمایا کہ شیطان بے وقت مشرکین اور اہل اسلام میں جھگڑا ڈلوانا چاہتا ہے اور ضعف اسلام کے زمانہ تک اللہ تعالے کو
درگزر منظور ہے اسواسطے مشرک لوگ نادانی سے اگر مسلمان لوگوں کے ساتھ سخت کلامی کریں تو مسلمانوں کو چاہیئے
کہ نیک برتاؤ سے اُس کو ٹالدیں۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَرَبُّكَ

تمہارا رب بہتر جانتا ہے تم کو اگر چاہے تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تم کو مار دے اور تجھکو نہیں بھیجا ہمنے انپر ذمہ لینے والا اور تیرا رب

اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝

بہتر جانتا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور ہمنے زیادہ کیا ہے بعضے نبیوں کو بعضوں سے اور دی ہمنے داؤد کو زبور

اوپر کی آیتہ میں مسلمانوں کو سخت کلامی سے منع فرما کر اسکے بعد اب مشرکوں کا حال بیان فرمایا کہ اے رسول اللہ کے مشرکین مکہ میں سے
کچھ لوگ راہ راست پر نہ آویں تو اسکا کچھ بوجھ بار تمہارے ذمہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی کے علم غیب میں جس طرح بعضے نبیوں
کی بزرگی اور فضیلت بعضوں پر ٹھہر چکی ہے اسی طرح یہ بات بھی ٹھہر چکی ہے کہ ان مشرکوں میں سے کچھ لوگ راہ راست پر آنکر
اللہ کی رحمت کے قابل ٹھہریں گے اور کچھ حالت کفر پر مر کر عذاب کے مستحق ہونگے۔ بدر کی لڑائی میں ابوجہل کا کفر کی حالت
پر مرنا اور فتح مکہ پر ابوسفیان کا اسلام کی فضیلت کو حاصل کرنا مشرکین مکہ کی اس حالت کی تفسیر ہے جسکا ذکر ان آیتوں میں ہے
زبور میں امت محمدیہ کا جو حال ہے اسکا ذکر سورۃ الانبیا میں آویگا اسواسطے امت محمدیہ کے لوگوں کے ذکر میں خاص طور پر
زبور کا ذکر فرمایا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں معراج کی حدیثوں میں ہے کہ معراج کی رات آدم علیہ السلام اول آسمان پر تھے
اور ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ
باتوں کا ذکر فرما کر یہ فرمایا ہے کہ ان چھ باتوں کے سبب سے اللہ تعالی نے مجھکو سب انبیا پر فضیلت دی ہے یہ چھ باتوں کی
پوری حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے۔ آیتوں میں بعضے انبیا کو بعضوں پر فضیلت دینے کا جو ذکر ہے یہ حدیثیں گویا اسکی تفسیر
ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ بعضے انبیا کو بعضوں پر اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیا پر اللہ تعالی نے فضیلت دی ہے
سورہ بقر میں گزر چکا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لوگوں کو انبیا کی فضیلت میں بحث کرنے سے
منع کیا ہے تاکہ اس بحث سے کسی نبی کی کسر شان نہ لازم آوے۔ صحیح بخاری و مسلم میں اس بحث کی ممانعت کی
تفصیلی روایتیں ہیں۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝
کہہ پکارو جنکو سمجھتے ہو سوا اُسکے سو انہیں اختیار رکھتے کہ تکلیف کھولدیں تمسے اور نہ بدلدیں
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ
وہ لوگ جنکو یہ پکارتے ہیں ڈہونڈہتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کون بندہ بہت نزدیک ہے اور امید رکہتے ہیں اسکی مہر کی
وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝
اور ڈرتے ہیں اسکی مار سے بیشک تیرے رب کی مار ڈرنے کی چیز ہے

صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکون میں سے کچھ لوگوں نے جنات کے ایک گروہ کو اپنا معبود بنا رکھا تھا اتفاق سے جنات کا وہ گروہ مسلمان ہوگیا اور انسانون کے اس فرقے کو جو اُن جنات کی پرستش کیا کرتے تھے ان جنات کے مسلمان ہو جانے کی خبر نہیں ہوئی اللہ تعالی نے ان مشرکون کے گروہ کے شرمندہ کرنے کو یہ آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے آیۃ کے یہ ہیں کہ اے نبی اللہ کے ان بے خبر شرک کرنے والون سے یہ کہدو کہ اللہ کے سوا جنکو تم اپنا معبود ٹہراتے ہو اگرچہ پہلے بھی ان تمہارے معبودون کو کسی نیک و بد کا اللہ کے کارخانہ میں اختیار نہ تھا چنانچہ مکہ کے قحط کے زمانہ میں تمہیں اس کا تجربہ ہو چکا ہے اور اب تو تمہارے اُن معبودون کا یہ حال ہے کہ تم انکو خدا گنتے ہو اور وہ خدا کو خدا جانتے ہیں اور عمل نیک کو خدا کی رضامندی کا ذریعہ ٹہراتے ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں تمکو انکا حال معلوم نہیں تو ذرا تم لوگ انکا حال دریافت تو کرو کہ وہ کس حال میں ہیں تفسیر ابن جریر میں دوسرے طریقہ سے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے بجائے جنات کے ملائکہ کی ایک گروہ کو مشرکین کا اپنا معبود ٹہرانا اور حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت میں حضرت عیسے اور عزیر کو معبود ٹہرانا جو ہے اسکو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں نا ثابت اور ضعیف ٹہرایا ہے کیونکہ بخاری کی روایۃ سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گروہ ایسا تھا کہ پہلے مشرکین کے معبود بننے پر راضی تھا اور پھر اسلام لاکر اس اپنے فعل سے وہ گروہ بیزار ہوگیا یہ بات ملائکہ اور حضرت عیسے اور عزیر کے حق میں ہرگز صادق نہیں آتی کیونکہ ملائکہ اور حضرت عیسے اور عزیرؑ کبھی مشرکین کے معبود بننے پر راضی نہیں ہوئے ۔ آخر آیۃ میں فرمایا کہ اللہ کا عذاب بلاشک ڈرنے کی چیز ہے ۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالکؓ کی روایۃ ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو دوزخ کے عذاب کا جو کچھ حال معلوم ہے اگر لوگون کو وہ حال معلوم ہو جائے تو وہ ہنسنا چھوڑ دین اور سوا رونے کے انکو اور کچھ کام نہ رہے ۔ یہ حدیث ان عذاب ربک کان محذورا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کا عذاب ایسی ڈرنے کی چیز ہے کہ اس میں گرفتار ہونا تو در کنار اُسکا پورا حال سنا بھی انسان کی برداشت سے باہر ہے۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ
اور کوئی بستی نہیں جسکو ہم نہ کہپا دینگے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالینگے اسپر سخت آفت

منزل ۴

كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ٥

یہ ہے کتاب میں لکھا گیا

اوپر ذکر تھا کہ مشرکین مکہ کو دنیا کی زندگی پر ایسا بھروسہ تھا کہ وہ مسخرا پن سے قیامت کے آنے کی جلدی کرتے تھے اسلئے فرمایا کہ دنیا کی زندگی کسی طرح بھروسے کے قابل چیز نہیں ہے قیامت سے پہلے بعضے شہروں کے لوگ اپنی موت سے اور بعضوں کے طرح طرح کی آفتوں سے مرکھپ جاوینگے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایۃ کئی جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے اپنے علم غیب کے موافق وہ سب اللہ تعالےٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے۔ معتبر سند سے مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور طبرانی میں ابوہریرہؓ اور عقبہ بن عامرؓ سے جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ پہلے صور کے قریب جو شخص بیچنے کے لئے کپڑے کا تھان کھولے گا یا دودھ والے جانوروں کا دودھ دوہیگا یہ سب کچھ یوں ہی پڑا رہیگا اور پہلے صور کی آواز سے تمام دنیا ہلاک ہوجاویگی۔ ان حدیثوں کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ میں یہ لکھا جاچکا ہے کہ بعض بستیوں کے لوگ اپنی موت سے اور بعضی کے طرح طرح کے عذابوں سے اور آخر کو پہلے صور کی آواز سے غرض اسی طرح تمام دنیا ہلاک ہوجاویگی پھر ایسی ہلاک ہونے والی چیز پر بھروسہ کرکے جو لوگ عقبے کے منکر یا اس سے غافل ہیں وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ جہاں لوح محفوظ میں دنیا کا ہلاک ہونا لکھا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ دنیا کے ہلاک ہوجانے کے بعد سزا وجزا کا دوسرا جہان ضرور قائم ہوگا تاکہ دنیا کا پیدا کرنا بلا نتیجہ نہ ہے کسی کے انکار سے لوح محفوظ کا یہ لکھا کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔

منزل ۴

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ

اور ہمنے اس سے موقوف کیں نشانیاں بھیجنیں کہ اگلوں نے انکو جھٹلایا اور ہمنے دی ثمود کو اونٹنی

مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ٥

سوجھانے کو پھر اسکا حق نہ مانا اور نشانیاں جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو

معتبر سند سے نسائی مسند امام احمد بن حنبل مستدرک حاکم طبرانی وغیرہ میں جو شان نزول اس آیۃ کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ قریش نے ایک روز اکٹھے ہوکر آنحضرتؐ سے کہا کہ آپ اپنے آپکو اللہ کا نبی کہتے ہو اور پہلے انبیا کو تو اللہ تعالی نے بڑے بڑے معجزے دئے تھے حضرت موسیٰ کے تابع دریا کردیا تھا سلیمان کے تابع ہوا کردی حضرت عیسےٰ مردوں کو زندہ کرتے تھے اگر آپ بھی سچے نبی ہیں تو سرزمین مکہ کے پہاڑ دور ہٹاکر ہماری کھیتی کے لئے زمین نکالدو اور اس زمین کچھ نہریں کھیتی کو پانی پہونچانے کے لئے جاری کرادو تو پھر شاید ہم میں سے کچھ لوگ مسلمان ہوجاوینگے اسپر اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور حضرت صالح کی اونٹنی کا ذکر یاد دلاکر فرمایا کہ جو نشانیاں یہ لوگ چاہتے ہیں وہ پتھر میں سے اونٹنی کے پیدا ہونے سے کچھ بڑھ کر نہیں ہیں لیکن ہمیشہ کے لئے

شام کے سفر میں ان لوگون نے قوم ثمود کی بستیون کا حال دیکھا ہوگا کہ موہنہ مانگا معجزہ ظاہر ہونے کے بعد وہ
لوگ ایمان نہ لائے تو اُنکا انجام کیا ہوا اسی طرح موہنہ مانگے معجزہ کے بعد یہ لوگ بھی اگر ایمان نہ لائے تو قوم ثمود
کی طرح غارت کردے جاوین گے اس پر آنحضرت نے اللہ تعالی سے یہی خواہش ظاہر کی کہ یا اللہ قریش کو فوری کوئی
معجزہ نہ دیا جاوے بلکہ انکو اپنے حال پر چھوڑ دیا جاوے تاکہ میں رفتہ رفتہ اُنکو ہدایت کی باتین سناؤن اور تیری طرف
سے انکو توفیق ہو تھوڑی مدت میں مکہ فتح ہوا اور وہی آنحضرت کی دعا کا اثر نمودار ہوگیا صحیح حدیثون اور صحابہ کے
آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بستی میں جب لوگون کی گنہ گاری بڑہ جاتی ہے تو خلاف عادت اللہ کی طرف سے کچھ
خوف دلانے کی نشانیان مثل قحط کا پڑنا یا بجلی کا گرنا یا وبا یا اور کسی اور عام بیماری کا پھیلنا یا زلزلہ کا آنا یا سورج
چاند کو گہن لگنا اسی طرح اور نشانیان ظاہر ہوتی ہیں صحابہ کے زمانہ میں دستور تھا کہ اس طرح کی کوئی نشانی ظاہر
ہوتو لوگ ڈر جاتے تھے اور عام لوگ توبہ و استغفار کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین کئی دفعہ مدینہ منورہ
میں اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے زمانہ مین کوفہ مین زلزلہ آیا تو ان دونون صحابیون نے مدینہ کوفہ کی عام خلقت
کو توبہ اور استغفار کرنے کی سخت تاکید کی صحیح بخاری و مسلم کی روایتون میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ سورج اور چاند
کا گہن ہو تو لوگون کو توبہ اور استغفار کرنی چاہیئے غرض آنحضرت کے ارشاد اور صحابہ کے دستور کے موافق اب بھی
کوئی اس طرح کی خوف الٰہی کی نشانی ظاہر ہو تو بستی کے علما کو چاہیے کہ عام لوگو نکو توبہ اور استغفار کی نصیحت کرین
اور عام لوگون کو چاہیے کہ خالص دلسے توبہ اور استغفار کرین اور جان لیوین کہ انکے گناہون کی شامت سے وہ
خوف کی نشانیان ظاہر ہوئی ہیں اگر اس نشانی پر گنہ گاری سے باز نہ آوین گے تو اس سے بڑہ کر کوئی بلا آوے
گی چنانچہ اس آخری زمانہ میں لوگ ایک سال کے قحط اور وبا پر اپنی گنہ گاری سے باز نہیں آتے اسی واسطے
قحط اور وبا ایک ہمیشہ کی فصلی بیماری ہوگئی ہے۔ مسند امام احمد صحیح مسلم مستدرک حاکم اور شعب الایمان
بیہقی میں ابی بن کعبؓ سے جو روایتین ہیں اُنکا حاصل یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ کسی بستی مین گنہ گاری بڑہ جاتی
ہے تو اللہ کی طرف سے کچھ خوف دلانے کی نشانی ظاہر ہوتی ہے اگر ان نشانیون پر لوگ گنہ گاری سے باز نہین آتے
تو ان نشانیون سے بڑہ کر کوئی آفت آتی ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً
اور جب کہدیا ہمنے تجھسے کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگونکو اور وہ دکھاوا جو تجکو دکھایا ہمنے سو جانچنے کو
لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝
لوگون کے اور وہ درخت جسپر پھٹکار ہے قرآن میں اور ہم اُنکو ڈرانے ہیں تو انکو زیادہ ہوتی ہے بڑی شرارت

مسند ابو یعلی موصلی تفسیر ابراہیم بن منذر ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مردویہ میں جو شان نزول اس آیۃ کی کئی

صحابہ سے بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہی کہ جس رات آنحضرت کو معراج ہوئی اسکی صبح کو آپ نے لوگون سے معراج کا حال بیان کیا تاکہ لوگ آنکو سچا نبی جانکر ایمان لادین مشرک لوگون نے بیت المقدس کے پتے آپ سے پوچھے اور کئی قافلے عرب کے ملک شام کو گئے ہوئے تھے اِن قافلون کا حال بھی آپ سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت بیت المقدس اور اون قافلون کو آپ کے آگے کردیا آپ نے بیت المقدس کی سب نشانیان اور اُن قافلون کا سب حال بیان کردیا مگر مشرک لوگ آپکے جھٹلانے سے باز نہ آئے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ یہ معراج اور دوزخ میں زقوم کا درخت لوگون کے آزمانے کی نشانیان ہیں بہت لوگ غیب کی باتون پر ایمان لاکر نجات پادین گے اور بہت لوگ شیطان کی طرح اللہ کی حکمت میں اپنا وہم وقیاس دوڑاکر مردود ہوجادین گے پھر فرمایا دنیا کے سب اچھے برے لوگ اللہ کے قبضہ وقدرت میں ہیں اس لئے کوئی مخالف تم کو اے نبی اللہ کے کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتا زبان سے جھٹلاتے ہیں تو اُنکو جھٹلانے دو تم اپنا کام بے خوف وخطر کرو اللہ کی حکمت میں وہم وقیاس لڑانا شیطانی عادت ہی اسی مشابہت کی غرض سے اس آیۃ کے بعد اللہ تعالیٰ نے شیطان کی نافرمانی کے قصہ کا ذکر فرمایا ہے مشرکون نے بیت المقدس کی چند باتین جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھین اور اون باتون کے صحیح جواب دینے کے لئے اللہ کے حکم سے بیت المقدس اللہ کے رسول سامنے لاگیا۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے جابرؓ بن عبد اللہ کی حدیث اس باب میں اوپر گزرچکی ہی جس سے اس شان نزول کی روایۃ کو تقویت ہوجاتی ہے۔ اس زقوم کے درخت کو سینہڈہ کہتے ہیں سورہ والصافات میں اس کا ذکر تفصیل سے آویگا مشرکین مکہ اس درخت کو یون جھٹلاتے تھے کہ دوزخ کی آگ میں یہ درخت کیونکر پیدا ہوگا یہ وہی درخت ہے جو دوزخ میں ہوگا اور اُسکا پھل دوزخیون کو کھلایا جاویگا۔ اس درخت کے باب میں ترمذی نسائی وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے صحیح روایۃ ہی کہ اس درخت کے عرق کا ایک قطرہ اگر زمین پر آن پڑے تو اُسکی بدبو سے تمام دنیا کے لوگون کی زندگی میں خلل پڑجاوے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝

اور جب ہم نے کہا فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس بولا کیا میں سجدہ کرون ایک شخص کو جو تونے بنایا مٹی کا

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

کہنے لگا بھلا دیکھہ تو یہ جسکو تونے مجھسے چڑھایا اگر تو مجکو ڈھیل دے قیامت کے دن تلک تو اُسکی اولاد کو ڈاٹی دے لون مگر تھوڑے سی

یہ قصہ قرآن میں سات جگہ آیا ہی اول سورہ بقر میں پھر سورہ اعراف میں اور پھر سورہ حجر میں اور اس سورۂ بنی اسرائیل میں اور سورۂ کہف اور سورۂ طٰہٰ اور سورہ صٓ میں۔ حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ اللہ پاک نے جسوقت حضرت آدم کو پیدا کیا تو فرشتون کو حکم دیا کہ تم سب کے سب حضرت آدم کو سجدہ کرو اور ابلیس بھی قوم جنات میں سے ایک معزز فرشتہ ہوگیا تھا اُسنے اپنے کو بڑا جانا اور حضرت آدم کو حقیر سمجھہ کر سجدہ کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ یا اللہ تونے حضرت

آدم کو خاک سے پیدا کیا ہی اور میری پیدائش آگ سے ہے اور آگ خاک سے لطیف ہی اسلئے جوہر کثیف کو جوہر لطیف پر کسی طرح فضیلت نہیں ہو سکتی مگر اللہ پاک نے ابلیس کے اس بیہودہ قیاس کا کچھ جواب نہ دیا کیونکہ اسنے اپنے پیدا کرنے والے پر اعتراض کیا تھا اسکو حقیر جانکر چھوڑ دیا اور اپنی نافرمانی اور عدول حکمی کی وجہ سے فرشتوں کی صف سے اسکو نکالدیا اور مردود درگاہ بنا دیا پھر اسنے قسم کھائی کہ میں اولاد آدم کو قیامت تک گمراہ اور نافرمان کرونگا اور اللہ پاک سے مہلت چاہی اور فقط اپنے گمان ہی گمان پہ بنی آدم کے ورغلانے کا بیڑا اسنے اوٹھا لیا اللہ پاک نے بھی اسکو مہلت دی اور فرمادیا کہ جو میرے خاص بندے ہیں انپر تیرا کچھ زور نہیں چلے گا یہی معنی ہیں الا قلیلا کے جس گروہ پر شیطان کا کچھ تسلط نہیں ہوتا وہ گروہ انبیا کا ہی اور امت کے اولیا اور صالحین بھی اسکے دہوکے سے علیحدہ رہتے ہیں انکے علاوہ ہر شخص کے دل میں گھسکر شیطان طرح طرح کا وسوسہ ڈال ڈال کر صراط مستقیم سے انکو بہکاتا ہے اور طرح طرح کے مکر و فریب سے انسان کو اپنے قبضہ میں لاتا ہی اور جو دعوے اوس نے آدم کی پیدائش کے وقت میں کیا تھا اسکے پورا کرنے میں کچھ کمی نہیں کرتا اللہ اسکے شر سے بچائے حسن بصری ابن سیرین اور اکثر سلف کا قول ہی کہ آدم علیہ السلام کو قبلہ ٹہرا کر اللہ تعالی کو سجدہ کرنے کا یہ حکم تھا۔ معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی اور ابوداؤد میں ابو موسےٰ اشعری کی حدیث ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کے پتلے کے لئے اللہ تعالی نے تمام زمین کی مٹی لی ہے اسی واسطے انکی اولاد میں کوئی گورا ہے کوئی کالا ہے مسند امام احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے ابو سعید خدری رض کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہی جس کا حاصل یہ ہی کہ مہلت کے منظور ہو جانے کے بعد شیطان نے جب اللہ تعالی کے روبرو اولاد آدم کے بہکانے کی قسم کھائی تو اللہ تعالی نے بھی اپنی جاہ وجلال کی قسم کہا کر توبہ و استغفار کرنے والے گنہ گاروں کے گناہ معاف فرمادینے کا وعدہ فرمایا اس حدیث کو آیت کی تفسیر میں یہ دخل ہے کہ اس سے مہلت کے بعد کا حال اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہی صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عائشہ رض کی حدیث سورۃ الاعراف میں گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور شیطان آگ کے شعلہ سے ان حدیثوں سے یہ بات اچھی طرح سمجھہ میں آجاتی ہے کہ آدم علیہ السلام کا پتلا مٹی سے بنایا گیا ہی اور شیطان آگ کے شعلے اور فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اسلئے شیطان فرشتوں میں سے نہیں ہے کیونکہ نور میں اور آگ میں شعلہ میں بڑا فرق ہے اسی واسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں اور شیطان کی پیدائش کا جدا جدا ذکر فرمایا ہے حضرت عبد اللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق لاحتنکن کے معنے غلبہ حاصل کرنے کے ہیں اسی قول کا ترجمہ ڈھتائی دینے کا کیا گیا ہے جسکا مطلب غلبہ حاصل کرنے کا ہے۔

منزل ۴

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ

فرمایا جا پھر جو کوئی تیرے ساتھ ہوا ان میں سے سو اسکو دوزخ ہے تم سب کی سزا پورا بدلا اور گھبرالے

مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ

ان میں جسکو تم تو گھبرا سکے اپنی آواز سے اور پکار لا انپر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر انسے مال اور اولاد میں

وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا

اور وعدے دے انکو اور کچھہ نہیں وعدہ دیتا انکو شیطان مگر دغابازی وہ جو میرے بندے ہیں انپر نہیں ہی تیری حکومت اور تیرا رب بس ہی کام

جب شیطان نے اللہ پاک سے بنی آدم کے بہکانے کی درخواست کی تو اللہ پاک نے اُسکی درخواست کو قبول کیا اور جسوقت اسرافیل پہلی دفعہ صور پھونکینگے اُسوقت تک شیطان کو مہلت دی گئی اسکی غرض یہ تھی کہ نفخہ ثانیہ تک مہلت مل جاتی کیونکہ نفخہ ثانیہ کے بعد پھر کسی کو موت نہیں ہی مگر اللہ پاک نے اِس مدت کی مہلت نہیں دی اور شیطان اور شیطان کی پیروی کرنے والون کے لئے جہنم کی سزا مقرر کرکے فرمایا کہ جہان تک تیرا زور چلے اور جتنا تجھہ سے ممکن ہو بنی آدم کو بہکا اور بجرو بہا اور خدا کی نافرمانی کی طرف اُنکو بلا پھر فرمایا کہ بنی آدم کے بہکانے کے واسطے چاہے تو اپنے سوار اور پیادون کو چڑھا لا مطلب یہ ہے کہ جتنی تجھکو قدرت ہو اور جتنی مکر و فریب کرکے اُنکو بہکا یہ امر دراصل دھمکانے کے واسطے ہے جسطرح یون کہا کرتے ہیں کہ اچھا جا جو کچھہ تجھہ سے بن سکے کر اور فرمایا کہ جا اُنکے مال و اولاد میں شرکت کر شراکت مال کی تو یہ ہے کہ مال اس طرح پر حاصل کیا ہو جس مین شرع کی مخالفت پائی جاتی ہو اور خرچ بھی ایسی ہی موقع و محل پر کیا جاوے جس میں اجازت شرعی نہیں ہے۔ اور اولاد میں شیطان کی شراکت یہ ہے کہ مثلاً اُنکے نام ایسے رکھنا جو شرع میں ناجائز ہیں جیسے عبد الحارث وغیرہ یا اُنکو خلاف شرع باتون سے نہ روکنا صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ سب چیزین تو اللہ نے پیدا کین لیکن یہ نہین معلوم ہوا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ قل اعوذ برب الناس میں آویگا کہ وسوسہ کے معنے اُس دبی ہوئی ہلکی آواز کے ہیں جس آواز سے شیطان آدمی کے دل کے پاس گنگنا کر آدمی کو بہکاتا ہی صحیح مسلم کے حوالہ سے جابر بن عبد اللہ کی حدیث ایکجگہ گزر چکی ہے کہ شیطان اپنا تخت سمندر کے پانی پر بچھا کر خود تو اُس تخت پر بیٹھہ جاتا ہے اور اپنے شیاطینون کو اولاد آدم کے بہکانے کے لئے بھیجدیتا ہے۔ آیتون میں شیطان کی آواز اور اوسکے سوار اور پیادون کا جو ذکر ہے اُسکا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھہ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ شیطان دبی آواز سے آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالنے کے لئے اپنے شیاطینون کو سوار پیدل جسطرح مناسب سمجھتا ہے بھیجتا رہتا ہے۔ سورہ ابراہیم میں گزر چکا ہے کہ قیامت کے دن شیطان اس بات کا اقرار کریگا کہ جن وعدون سے وہ دنیا میں لوگون کو بہکاتا تھا اُسکے وہ سب وعدے جھوٹے تھے۔ سورہ ابراہیم کی وہ آیتین وما یعدہم الشیطان الا غرورا کی گویا تفسیر ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ شیطان کے اقرار کے موافق اُسکے سب وعدے جھوٹے ہیں ترمذی نسائی صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم کی روایت سے حارث اشعریؓ کی صحیح حدیث ایکجگہ گزر چکی ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح کسی مضبوط قلعہ میں چلے جانے سے کوئی لشکر دشمن کے حملہ سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح یاد الٰہی

منزل ۴

میں مصروف رہنے والے نیک لوگ شیطان کے پھندے سے بچے رہتے ہیں کیونکہ ذکر الٰہی سے شیطان دور بھاگتا ہے۔ یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یاد الٰہی میں مصروف رہنے والے بندے اللہ سے نزدیک اور شیطان کی حکومت سے دور رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انکا ہر ایک نیک ارادہ پورا کر کے عقبیٰ کے اجر کا انکا ہر ایک کام بنا دیتا ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝

تمہارا رب وہ ہے جو ہانکتا ہے تمہارے واسطے کشتی دریا میں کہ تلاش کرو اسکا فضل وہی ہے بہتر مہربان

اللہ پاک نے اوپر کی آیۃ میں بندوں کے کام بنانے کا ذکر فرما کر اب یہ بیان کیا کہ تمہارا رب وہ ہے کہ تم مشرک ہو اور وہ تمہاری کشتیوں کو بڑے بڑے دریاؤں میں چلاتا ہے ہوا کو موافق بنا دیتا ہے اور تم ان کشتیوں اور جہازوں میں بیٹھ کر اپنی روزی کی جستجو میں تجارت کے خیال سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاتے ہو دیکھو تم پر مہربان ہے کہ تمہاری آسائش کے لئے یہ سامان بنا رکھا ہے اگر کشتیاں نہ پیدا کرتا جہازرانی کا علم تمہیں نہ سکھاتا اور ہوا کو تمہارے مقصود کے موافق نہ کرتا تو تمہارا ایک شہر سے دوسرے شہر میں کشتی پر جانا سخت مشکل تھا پھر تمہاری تجارت اور کاروبار میں سخت ابتری پھیلتی۔ غرضکہ اللہ پاک نے اس آیۃ میں اپنے بندوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ ہر ایک کام میں خدا ہی پر بھروسہ کریں اور اوسی کو کل امور میں کام بنانے والا سمجھیں اور خاص اُسی کی بندگی کریں اور کسی کو اُسکا شریک نہ ٹھیرائیں کیونکہ انسان کے فائدہ اور نقصان میں سوا خدا کے اور کسی کو ذرہ برابر دخل نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک لوگوں کے رزق کے انتظام میں کچھ خلل نہیں ڈالتا یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بردباری ہے۔ اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ اگرچہ کشتی کے ڈوبنے کے خوف سے خالص اللہ کو اپنا معبود قرار دیکر خشکی میں آجانے کے بعد پھر شرک میں گرفتار ہو جاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی بردباری سے ان لوگوں کے اس تجارت کے سفر میں کچھ خلل نہیں ڈالا۔

منزل ۴

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ

اور جب تم پر تکلیف پڑی دریا میں بھولتے ہو جنکو پکارتے تھے اسکے سوا پھر جب بچا لایا تمکو جنگل کی طرف ٹلا گئے

وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۝

اور ہے انسان بڑا ناشکر

اللہ پاک نے اس آیۃ میں انسان کی ناشکری کا حال بیان فرمایا کہ جب انسان کو کسی مصیبت سے پالا پڑتا ہے تو فقط خدا ہی یاد آتا ہے اور جب وہ مصیبت ٹل جاتی ہے وہی پہلی نافرمانیاں پھر کرنے لگتا ہے اور اوسے یہ بھی تو یاد نہیں رہتا کہ اسپر کوئی وقت آیا تھا اور اوس نے خدا کو پکار کر اوس سے مدد چاہی تھی غرضکہ یہ لوگ پرلے درجے کے ناشکرے ہیں یہ بھی فرمایا کہ جب تمہاری کشتیاں دریا میں چلتی ہوئی ہوتی ہیں اور پھر یکبیک باد مخالف سے تہ و بالا ہونے لگتی ہیں اور تم جان لیتے ہو

کہ اب ہم سب کے سب ڈوبے اور اس مرنے کے خیال کے آتے ہی اپنے سارے جھوٹے معبودون کو بالکل بھول جاتے ہو اور نرے اللہ وحدہ لاشریک سے مدد چاہتے ہو اللہ پاک تمہاری منت وعاجزی پر رحم کھاکر گرداب بلا سے کشتیان پار لگا دیتا ہے پھر تم خدا کو ایسا بھول جاتے ہو گویا کبھی یاد ہی نہیں کیا تھا عکرمہ بن ابی جہل کا واقعہ ہے کہ جب یہ فتح مکہ کے دن حضرت صلعم سے ڈر کر بھاگے تو کشتیون پر سوار ہو کر دریا کی راہ سے ملک حبشہ جانے لگے پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک تیز ہوا آئی جس سے کشتی تہ وبالا ہونے لگی کشتی پر جو لوگ سوار تھے وہ کہنے لگے کہ اب سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ نرے اللہ کو پکار کر مدد چاہو عکرمہ نے اس بات کو سنکر دل میں خیال کیا کہ اگر سوا اللہ کے اور کوئی دریا میں کچھ نفع نہیں دیتا تو خشکی میں بھی اور کوئی کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتا اور پھر یہ بات کہی کہ اے اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہون کہ اگر تو مجھکو دریا سے صحیح وسالم نکال لایا تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر اپنا ہاتھ انکے ہاتھ میں دونگا غرضکہ کشتی پار ہوگئی اور سب لوگ بچ گئے عکرمہ اپنے عہد کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مسلمان ہوگئے اور بہت اچھے پکے مسلمان ہوئے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومیؓ کی ایک حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ایماندار لوگ تکلیف وراحت کسی حال میں اللہ تعالی کو نہیں بھولتے تکلیف کے وقت اللہ تعالی کے حکم کے موافق صبر کرتے ہیں اور راحت کیوقت شکر اسلیئے ایماندار لوگوں کیلئے ہر حال میں بہتری ہے اس حدیث کو آیتہ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے کیونکہ آیتہ اور حدیث کو ملاکر یہ مطلب ہوا کہ مصیبت اور تکلیف کیوقت تو مشرک لوگ بھی اللہ کو یاد کرتے ہیں مگر تکلیف وراحت ہر حال میں اللہ کو یاد رکھنا یہ ایمانداروں کا کام ہے پھر ایماندار آدمی کو راحت کے وقت شریعت کے اس قاعدہ کی پابندی ضرور ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بڑا خوف تھا کہ آپ کی امت کے لوگون سے راحت کے وقت اس قاعدہ کی پابندی نہ ہوسکے گی چنانچہ صحیح بخاری ومسلم میں عمروؓ بن عوف انصاری سے اور فقط صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے جو روایتین ہیں ان میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خوف کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔

منزل ۴

أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ۝

سو کیا نڈر ہوئے ہو کہ دھسا دے تمکو جنگل کے کنارے یا بھیجدے تم پر آندھی پھر نہ پاؤ اپنا کوئی کام بنانے والا

اوپر کی آیتہ میں اللہ پاک نے بیان فرمایا تھا کہ انسان جب دریا میں کشتی پر سوار ہوتا ہے اور تیز ہوا میں کشتی تہ وبالا ہونے لگتی ہے تو صرف خدا ہی کو لوگ یاد کرنے لگتے ہیں اسوقت کسی اور اپنے جھوٹے معبود کو نہیں پکارتے پھر جب اللہ پاک انکی فریاد سنکر انپر رحم کرتا ہے اور صحیح وسلامت خشکی پر انکو پہونچاتا ہے تو پھر یہ لوگ خدا کو بھول جاتے ہیں ذرا بھی خیال نہیں رہتا کہ خدا کو کبھی یاد کیا تھا بالکل بے خوف ہو جاتے ہیں خدا کے عذاب کا ذرا بھی ڈر انکے دل میں نہیں ہوتا یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ جو دریا میں غرق کرنے پر قادر ہے وہ کیا خشکی میں ہلاک کرنے پر قدرت نہیں رکھتا غرضکہ اللہ پاک نے اسی بات کو بیان فرمایا کہ لوگ کیا بے خوف ہوگئے ہیں اور نہیں اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ خدا چاہے تو زمین میں

انسان کو دہنسا دے اور اگر چاہے آسمان سے سنگ ساری اور برف باری کرے کہ لوگ اپنی اپنی جگہ مرکر رہجاویں اور اس مصیبت اور عذاب سے بچانے والا انہیں کوئی میسر نہ آوے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک رضہ کی وہ روایۃ سورۃ الانفال میں گزر چکی ہی جس میں ابوجہل نے یہ کہا تھا کہ اگر یہ دین اسلام سچا ہو اور ہم لوگ اسکو نہ مانتے ہوں تو یا اللہ ہم پر پتھروں کا مینہہ برسا یا اور کوئی سخت عذاب نازل کر صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسے اشعری رضہ کی وہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نافرمان لوگوں کو اللہ تعالی ایک عرصہ تک مہلت دیتا ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو انکو سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے۔ ان حدیثوں کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالی نے قریش کو وہ دہمکی دی جسکا ذکر آیۃ میں ہے اور مشرکوں نے عذاب کے نازل ہونے کی خواہش بھی کی لیکن اللہ تعالی نے اپنی عادت کے موافق ان لوگوں کو چودہ پندرہ برس کی مہلت دی اور مہلت کے زمانہ میں قرآن کی بہت سی آیتیں نازل فرماکر ان لوگوں کو طرح طرح سے سمجھایا جب یہ لوگ اپنی سرکشی اور نافرمانی سے باز نہیں آئے تو بدر کی لڑائی میں انکے بڑے بڑے سرکشوں کی ساری سرکشی خاک میں مل گئی جسکا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس رضہ بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم

یا نڈر ہوئے ہو کہ پہیر لیجاوے تمکو اس میں دوسری بار پہر بہیجے تمپر ایک جہونکا باؤ کا پہر ڈباوے تمکو

منزل ۴

بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ۝

بدلا اس ناشکری کا پہر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہمپر اسکا دعوے

اوپر یہ فرمایا تھا کہ تم دریا سے خشکی میں آکر خدا کی نعمت کو بھول جاتے ہو اور اُسکی ناشکری کرتے ہو اور اس بات کا ذرا خوف نہیں کرتے کہ وہ جس طرح دریا میں تمہاری کشتیوں کو ڈبا کر تمہیں غرق کر سکتا تھا اسی طرح وہ خشکی میں بھی تمہیں دہنسا سکتا ہے اور تم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر سکتا ہے اب اس آیۃ میں یہ بیان فرمایا کہ اگر ان باتوں سے یہی تم نڈر ہو تو کیا اسکا بھی تمہیں خوف نہیں رہا کہ پھر کبھی جب تم دریا میں کشتیوں پر سوار ہو کر جاؤ تو تیز ہوا ایسی چلے کہ تمہاری کشتیوں کا تختہ تختہ الگ ہو جاوے اور تمہاری ناشکری اور کفران نعمت کے پاداش میں تمہیں غرق دریا کر دے اور جب تم دریا میں بے دست و پا ہو کر ڈوب جاؤ تو کوئی حمایت کرنے والا تمہاری طرف سے نہ کہڑا ہو کیونکہ خداوند پاک اکیلا دونوں جہان میں جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے اوس سے کوئی شخص کسی بات کا سوال نہیں کر سکتا۔ یہ دوسری دہمکی قریش کو دی گئی ہے۔ جو حدیثیں اوپر کی آیۃ کی تفسیر میں گزریں وہی حدیثیں اس آیۃ کی تفسیر میں اور اس تفسیر کا حاصل بھی وہی ہے جو اوپر کی آیۃ کی تفسیر میں بیان کیا گیا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى

اور ہمنے عزت دی آدم کی اولاد کو اور سواری دی انکو جنگل اور دریا مین اور روزی دی ہمنے انکو ستھری چیزون سے اور بڑہادیا

كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝

انکو اپنے بنائی ہوئی بہت شخصون پر بڑہتی دیکر

اللہ پاک نے اس آیۃ مین اُس احسان کا ذکر فرمایا جو انسان کو اپنی اور دوسری مخلوق پر فضیلت دی ہے کہ خشکی مین طرح طرح کی سواریان اسی انسان کیواسطے بنائی ہین دوسری مخلوق اس سے بالکل بے بہرہ ہے اور جس طرح انسان خشکی مین سواریون پر سوار ہوکر سیر کرتا ادہر اُدہر جاتا ہے اسی طرح دریا مین بہی اُسکے واسطے سواری کا انتظام کیا گیا ہے کہ کشتی پر بیٹھ کر انسان دریا کا سفر کرتا ہے دوسری کوئی مخلوق ایسی نہین ہے جو دریا کا سفر اس طرح کرتی ہو یہ تو انسان کی سواری کا حال تہا اب اسکو روزی کو دیکھئے دوسری مخلوق جانور وغیرہ کو اسکی ذرا بہی تمیز نہین کہ اپنی روزی صاف ستھری بنا کر کہاوین انسان کو وہ عقل اور وہ صفائی اور نفاست دی کہ غذا کو بہوسی وغیرہ سے پاک صاف کرکے پیس کوٹ کر پکا کر کہاتا ہے میوہ کہاتا ہے تو گٹہلی پہیک دیتا ہے غرضکہ انسان کے حصہ مین بہت ہی پاک روزی آئی ہے طرح طرح کا لذیذ کہانا انواع انواع کے مربے چٹنیان شربت جو شمار سے باہر ہین انسان کے واسطے مقرر ہین ان سب امور پر نظر کرکے دیکھئے تو خدا نے انسان کو اپنی بہت سی مخلوق پر ایک بہت بڑی فضیلت بخشی ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ رضی کی روایۃ کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنت مین جو نعمتین فرمانبردار لوگون کیواسطے پیدا کی گئی ہین دنیا مین وہ نعمتین نہ کسی نے آنکہون سے دیکہین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دل مین اُنکا خیال گزر سکتا ہے سورہ والصافات مین آویگا کہ دوزخیون کو سینڈہ کا پہل کہلایا جاویگا۔ ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اُس سینڈہ کے عرق کا ایک قطرہ زمین مین آن پڑے تو تمام دنیا کے لوگون کی زندگی مین خلل پڑ جاوے سورہ والصافات کی آیتون اور ان حدیثون کو اس آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ انسان کی جس فضیلت کا ذکر آیۃ مین ہے اس فضیلت کے شکریہ مین جن لوگون نے اپنی عمر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری مین گزاری عقبیٰ مین اُنکو وہ فضیلت دی جاویگی کہ اُس کا حال دنیا مین نہ کسی نے آنکہون سے دیکہا نہ کانون سے سنا نہ کسی کے دل مین اُسکا خیال گذر سکتا ہے اور جن لوگون نے اس دنیا کی فضیلت کی ناشکری کی اور اپنی تمام عمر نافرمانی مین گذاری وہ دنیا مین چندروزہ اس فضیلت کو برت لیوین مگر عقبیٰ مین طرح طرح کے اور عذابون کے علاوہ کہانے کے لئے اُن کو وہ چیز ملیگی جسکے عرق کا ایک قطرہ تمام دنیا کے لوگون کی زندگی مین خلل ڈال سکتا ہے۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ

جسدن ہم بلائینگے ہر فرقے کو اُنکے سردار اُنکے ساتھ سو جسکو ملا اُسکا لکہا اُسکے داہنے ہاتھ مین سو وہ لوگ پڑہتے ہین اپنا لکہا

منزل ۴

كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝

اور ظلم نہ ہوگا انپر ایک تاگے کا

اس آیۃ کی تفسیر مین علمار مفسرین نے لفظ امام کے مختلف معنے لئے ہین لیکن نامہ اعمال کے لفظ کے ساتھ لفظ امام کی تفسیر کا کرنا زیادہ صحیح ہے کس واسطے کہ یہ تفسیر ترمذی اور مسند بزار وغیرہ مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آچکی ہے چنانچہ ابوہریرہؓ سے ترمذی مسند بزار اور صحیح ابن حبان مین معتبر روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس آیۃ کی تفسیر مین آنحضرت نے فرمایا قیامت کے دن بعضے لوگون کو بلا کر اُنکے دائین ہاتھ مین نامہ اعمال دیا جاویگا جس سے ایسے شخص کے منہہ پر ایک طرح کا نور آجاویگا اُس شخص کے سر پر ایک تاج رکھدیا جاویگا جس جماعت مین سے یہ شخص بلایا گیا تہا اُس جماعت مین واپس آنکر باقی کے لوگون کو خوشخبری دیویگا کہ ہماری ساری جماعت کے لوگون کے ساتھہ یہی معاملہ پیش آویگا اور جماعت کے لوگ اسکو نجات کی مبارکبادی دیوین گے اور بعضے لوگون کو ایک جماعت مین سے ہر ایک شخص کو بلا کر بائین ہاتھہ مین نامہ اعمال دیا جاویگا جس سے اُس شخص کا منہہ کالا ہو جاویگا اور وہ شخص جس جماعت مین سے گیا تہا اُس جماعت مین آنا چاہیگا تو باقی کے لوگ اسکو جہڑکین گے کہ ہماری جماعت مین مت آؤ وہ جماعت والونکو جہڑکیگا اور کہویگا جو میرا حال ہو اسیطرح ہی ساری جماعت کا حال ہونے والا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹہیرالیا ہے یہ حدیث ولا یظلمون فتیلا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ظلم اللہ پاک نے اپنی ذات پر حرام ٹہیرالیا ہے اسواسطے قیامت کے دن اعمال نامون کے موافق جزا و سزا ہوگی کسی پر کچہ ظلم نہ ہوگا شاہ صاحب نے ترجمہ مین امام کے معنے سردار کے جو قرار دئے ہین وہ مجاہد کے قول کے موافق ہین باقی کے دونون ترجمون مین بہی مجاہد کا قول لیا گیا ہے اور حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی قول کو ترجیح دی ہے لیکن اوپر ابوہریرہ کی حدیث جو گذری حاکم نے اُسکو صحیح کہا ہے۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

اور جو کوئی رہا اس جہان مین اندہا سو پچہلے جہان مین اندہا ہے اور زیادہ دور پڑا راہ سے

اوپر کی آیۃ مین اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی تہی کہ آخرت مین جن لوگون کے داہنے ہاتہہ مین عمل کا کاغذ ہوگا وہ تو خوش ہو ہو کر پڑہینگے اور دوسرون کو دکہلائین گے یہ لوگ وہ ہین جنکے اعمال نیک ہین اب بائین ہاتہہ مین جنکے نامہ اعمال دئے جاوینگے اُنکے حق مین یہ آیۃ ہے کہ یہ وہ لوگ ہین جو دنیا مین راہ حق سے دور رہے اور اچھے برے مین انہون نے تمیز نہین کی گویا اندہے تہے کہ خدا کی ظاہر ظاہر قدرت کو بہی دیکہکر ایمان نہین لائے آسمان و زمین دریا پہاڑ اور بہتیری مخلوق خدا نے بنائی ہے وہ کل خدا کی توحید ثابت کر رہی ہے ان مین کسی ایک کے دیکہنے سے بہی راہ یاب نہ ہوئے ایسا شخص آخرت مین اندہا ہوگا بلکہ اور بہی گمراہ ہوگا کیونکہ اگر دہان غور و فکر کرنے پر ایمان کا ارادہ کریگا تو کچہ حاصل نہ ہوگا

منزل ۴

سورۃ الحاقہ میں آویگا کہ جن لوگوں کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جاوینگے وہ کہویں گے ہمارا نامہ اعمال اگر ہمکو نہ دیا جاتا تو اچھا ہوتا۔ سورۃ الحاقہ کی آیتوں سے اس آیۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ اندھوں کی طرح نامہ اعمال کے پڑھنے سے گھبرائیں گے اس واسطے انکو اندھا فرمایا۔ سورۃ الحاقہ کی آیتوں میں یہ بھی ہے کہ نامہ اعمال کے بائیں ہاتھ میں دیتے ہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہو جاویگا کہ یہ لوگ دوزخی ہیں اس لیئے ان لوگوں کو بہشت کی راہ سے دور فرمایا۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو بائیں ہاتھ کے اعمال نامہ والے اپنے گناہوں کا انکار کرینگے انکے مونہہ پر خاموشی کی مہر لگائی جا کر انکے ہاتھ پیروں سے سارے گناہوں کی گواہی ادا کرائی جاویگی۔ اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس سے گناہوں کے منکر بائیں ہاتھ کے اعمال نامہ والے لوگوں کا حال اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا

اور وہ لوگ تو تھے کہ تجکو بچلا دیں اُس چیز سے جو وحی بھیجی ہمنے تیری طرف تا باندھ لاوے تو اُسکے سوائے اور تب پکڑ لیویں تجکو دوست

تفسیر ابن ابی حاتم میں جو روایۃ ہے اُس میں حضرت عبداللہ بن عباس اس آیۃ کی شان نزول میں یوں فرماتے ہیں کہ امیہ بن خلف اور ابو جہل بن ہشام اور چند اشخاص قریش آنحضرت کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے بتوں کو چھو لیں تو ہم آپکے دین میں داخل ہو جاوینگے۔ مشرکین مکہ کی یہ خواہش ایسی تھی جس طرح کی اُنکی ایک خواہش کا ذکر سورہ یونس میں گزرا کہ وہ قرآن کی جن آیتوں کو بدل دینا چاہتے تھے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں مشرکوں کی اس خواہش کا ذکر کیا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہؓ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہؓ بن مسعود کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے سب بتوں کو لکڑیاں مار مار کر زمین میں گرا دیا اور کوئی مشرک اپنے بتوں کی حمایت نہ کر سکا۔ ان حدیثوں کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اے رسول اللہ کے اگرچہ یہ مشرک لوگ قرآن کی آیتوں کے برخلاف تم سے اپنے بتوں کی بیجا عزت اور توقیر کرانا چاہتے ہیں اور انکے دل میں یہ بھی ہے کہ اگر تم انکا کہا مان لو تو بجائے دشمن کے یہ لوگ تمہارے دوست بنجائیں لیکن اللہ تعالیٰ کے کارخانہ میں ہر کام کا وقت لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے وقت مقررہ کے آنے تک یہ مشرک اپنی بیجا خواہشیں زبان پر لاتے ہیں وقت مقررہ کے آجانے پر تمہارے ہی ہاتھ سے اللہ تعالیٰ ان بتوں کی سب عزت و توقیر خاک میں ملا دیگا اور ان مشرکوں سے ان بتوں کی کچھ حمایت نہ ہوگی۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۙ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہمنے تجکو ٹھہرا رکھا تو تو لگ ہی جاتا جھکنے اُنکی طرف تھوڑا سا تب ضرور چکھاتے ہم تجکو دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پھر نہ پاتا تو اپنے واسطے ہم پر مدد کرنے والا

منزل ۴

تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردویہ اور تفسیر ابو الشیخ مین سعیدؓ بن جبیر سے جو شان نزول اس آیۃ کی اور اوپر کی آیۃ کے بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے آنحضرت کو حجر اسود کو ہاتھ لگاتے اور چھوتے ہوئے دیکھکر یہ کہا کہ جسطرح ایک پتھر حجر اسود ہے ویساہی ہمارے بُت مٹی کے بت ہین اگر ایک دفعہ آپ ہمارے بتون کو حجر اسود کے چھونے کی طرح ہاتھ لگا لیوین تو ہم آپکو حجر اسود کو آیندہ چھونے دیوین گے ورنہ ہم حجر اسود کو بھی آپکو ہاتھ نہ لگانے دیوین گے مشرکین کی یہ بات سنکر آپکے دل مین ایک وسوسہ اور پس وپیش تھا اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کا پس وپیش رفع کرنے اور مشرکون کے بہکاوے سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ آیتین نازل فرمایئن اس شان نزول کی سند مین کسی طرح کا کلام نہین ہے اور ابن ابی حاتم کا اس شان نزول کو اپنی تفسیر مین ذکر کرنا بھی ایک رفع وسوسہ کی بات ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی دو روایتون کے بعضے طریق جنمین کچھ تردد تھا انکو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر کی صحت کے خیال سے خود چھوڑ دیا ہے یہ وہ طریق ہین جنکو حاکم نے اپنی مستدرک کی کتاب التفسیر مین لیا ہے اور ابن ابی حاتم نے چھوڑ دیا ہے اسی واسطے ابن ابی حاتم کی تفسیر کا درجہ مستدرک حاکم سے زیادہ شمار کیا جاتا ہے جلال الدین سیوطی نے اتقان مین اس بحث کو تفصیل سے لکھا ہے اور اسباب نزول مین اس شان نزول کے راویون کی ثقاہت بھی بیان کی ہے معالم التنزیل مین بغوی نے بھی اس شان نزول کو ذکر کیا ہے اور جامع البیان خازن وغیرہ مین بھی یہ شان نزول ہے صحیح مسلم مین عبداللہؓ بن مسعود سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیاطین تعینات ہے فرشتہ نیک کامون کی ترغیب دلاتا رہتا ہے اور شیطان بُرے کامون کی اسپر صحابہ نے پوچھا کہ کیا حضرت آپکے ساتھ بھی شیاطین تعینات ہین آپنے فرمایا ہان ہے تو سہی مگر اللہ کی مدد سے مجھکو وہ نیک کام کا مشورہ دیتا رہتا ہے کسی بُرے کام کی ترغیب نہین دلا سکتا۔ یہ حدیث ولولا ان ثبتناک کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ اے رسول اللہ کے تمہارے ساتھ شیاطین جو تعینات ہے اگر اللہ اُسکو بُرے کام کی ترغیب سے روک کے اوس سے فرشتہ کا کام نہ لیتا تو تم مشرکون کا کہنا ماننے کی طرف کسی قدر مائل ہو جاتے لیکن اللہ کے انتظام نے تم کو اس چوک سے اس لیے بچایا کہ انبیاء کے مرتبہ کے موافق جس طرح اُنکے نیک کامون کا اجر اللہ کی بارگاہ مین زیادہ ہے اسی طرح اُنکی چوک اُنکی پکڑ بھی زیادہ ہے اور ہلکی پکڑ سے کوئی کسی کو چھوڑا نہین سکتا۔

وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلٰفَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

اور وہ تو چاہتے ہی تھے کہ گھبرا دین تجکو اس زمین سے کہ نکال دین تجکو یہان سے ۔ اور تب نہ ٹھیرین گے تیرے پیچھے مگر تھوڑا

سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝

دستور رہا ہے اُن رسولون کا جو تجسے پہلے بھیجے ہمنے اور نہ پاویگا تو ہمارے دستور مین تفاوت

بیہقی کی دلائل النبوۃ مین اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین جو شان نزول اس آیۃ کی سعیدؓ بن جبیر کی روایۃ سے

بیان کی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کی ہجرت اور مدینہ منورہ میں آجانے کے بعد یہود نے آپکو ملک شام میں رہنے کی رغبت دی اور آپ نے اُس ترغیب پر تبوک کے سفر کا ارادہ کیا اُسپر مقام تبوک میں یہ آیۃ نازل ہوئی ہے لیکن ابو عیسے ترمذی نے آیۃ وقل رب ادخلنی کی جو شان نزول بیان کی ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیۃ مکی ہے اور مشرکین مکہ نے ہجرت سے پہلے جو آپکو تکلیفیں دی تھیں اُسپر یہ آیۃ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے حافظ ابو جعفر ابن جریر اور حافظ ابن کثیر نے اسی بات کو قوی ٹھہرایا ہے کہ یہ آیۃ مکی ہے اور مشرکین مکہ نے ہجرت سے پہلے آنحضرت کو طرح طرح کی تکلیفیں جو دی تھیں اُنکے ہی ذکر میں یہ آیۃ نازل ہوئی ہے اسواسطے یہی شان نزول صحیح ہے کسلئے کہ ترمذی کی روایۃ ابن ابی حاتم اور بیہقی کی روایۃ پر بلا شک مقدم ہے علاوہ اسکے تفسیر عبد الرزاق میں یہ دوسری شان نزول کی روایۃ قتادہ کی روایۃ سے ہے اور اس تفسیر میں یہ بات ایک جگہ گذر چکی ہے کہ عبد الرزاق کی یہ تفسیر اُنکے نابینا ہونے سے پہلے کی ہے اور اُنکے نابینا ہونے سے پہلے کی اُنکی تصنیفات کو امام بخاری نے معتبر ٹھہرایا ہے۔ حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے یہ مشرکین مکہ تم کو طرح طرح کی تکلیفیں دیکر مکہ کی سکونت سے گھبراہٹ میں جو ڈال رہے ہیں یہ اُنکے ہی حق میں برا ہے کیونکہ اگر یہ لوگ تم کو مکہ سے نکال دیویں گے تو پھر یہ لوگ بھی بہت دنوں تک مکہ میں نہ رہ سکیں گے کس لئے کہ اللہ کے انتظام میں یہ دستور پڑا ہوا ہے کہ قوم کے لوگوں میں سے جب اللہ کے رسول علیحدہ ہو جاتے ہیں تو پھر قوم کے لوگوں پر کچھ نہ کچھ آفت آجاتی ہے اور اللہ کے انتظام میں جو دستور پڑا ہوا ہے اُسکو کوئی بدل نہیں سکتا صحیح سند سے ترمذی اور مستدرک حاکم میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستانا شروع کیا تو آگے کی آیۃ وقل رب ادخلنی مدخل صدق سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے مدینہ کی ہجرت کا حکم ہوا۔ ہجرت کے ڈیڑھ برس کے بعد بدر کی لڑائی پیش آئی اور اُس لڑائی میں اللہ کے رسول کے بڑے بڑے ستانے والوں پر جو آفت آئی صحیح بخاری ومسلم کی انسؓ بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے یہ قصہ کئی جگہ گذر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں بڑی ذلت سے یہ لوگ مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہوئے جس عذاب کے جتلانے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پایا۔ ان حدیثوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے کیونکہ آیتوں اور حدیثوں کو ملا کر قرآن شریف کا یہ معجزہ ثابت ہوتا ہے کہ انتظام آلہی کے موافق جس دستور کا ذکر آیتوں میں تھا ہجرت کے ڈیڑھ برس کے بعد بالکل اُسکے موافق ظہور ہوا کہ اللہ کے رسول کے بڑے بڑے ستانے والوں کو مکہ سے نکل کر مکہ میں پھر کر جانا نصیب نہ ہوا

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

کھڑی رکھہ نماز سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا بیشک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے

مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ڰ

روبرو اور کچھہ رات جاگتا رہ اس میں یہ بڑہتی ہے تجکو

منزل ۴

اس آیۃ میں پانچون نمازون کا ذکر ہے سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک میں چار نمازین ہیں اور صبح کی نماز کا الگ
ذکر ہے کسواسطے کہ اگرچہ فرشتے جو لوگون کے نامہ اعمال لکھنے اور آدمی کی حفاظت کرنے کے لئے مقرر ہیں انکی چوکی عصر کے وقت
اور صبح کے وقت بدلتی رہتی ہے اور عصر اور صبح دونون نمازون کے وقت دونون چوکیون کے فرشتے ایک جگہ جمع ہو جاتے
ہیں لیکن صبح کی نماز کے وقت پکار کے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اور اسکو بڑے شوق سے دونون چوکیون کے فرشتے
سنتے ہیں اسلئے یہ فرمایا کہ صبح کی نماز کی قرأت سنے کو فرشتے حاضر ہوتے ہیں صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایۃ
ہیں اس آیۃ کی تفسیر کے ذیل میں صرف صبح کی نماز کے وقت اور دوسری روایۃ میں عصر اور صبح دونون نمازون کے وقت
فرشتون کے جمع ہونے کا جو ذکر ہے اسکا سبب یہی ہے کہ جہان قرأت سننے کا ذکر ہے وہان حضرت ابوہریرہؓ نے صرف
صبح کی نماز کا ذکر کیا ہے اور جہان محض فرشتون کے جمع ہونے کا ذکر ہے وہان انھون نے دونون نمازون کا نام لیا ہے
جن علما کی سمجھ میں یہ سبب اچھی طرح نہیں آیا تھا انھون نے ان دونو روایتون کے اختلاف پر طرح طرح کے اعتراض کئے ہیں
اور ان اعتراضون کے جواب حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین تفصیل سے دئے ہیں ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین ایک
بڑی عمدہ قابل قدر بات لکھی ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی روایۃ سے ہر رات کو پچھلی رات سے
صبح تک اللہ تعالی کا آسمان اول پر نزول فرمانا اور قبول دعا اور مغفرت کا وعدہ فرمانا جو ثابت ہوا ہے اس سے حافظ
ابن جریر نے یہ بات نکالی ہے کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں بندہ کو قرأت قرآن صبح کے وقت جو ایک قرب خاص ہے وہ قرب
اور وقت میسر نہیں ہو سکتا ہے صبح کی نماز کی قرأت قرآن کو ایک خاص شرف ہے اور بعد فرض نماز کے سب نفلون
میں افضل تہجد کی نماز ہے اسواسطے فرض نماز کے بعد اللہ تعالی نے تہجد کی نماز کا ذکر فرمایا ہے صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ
سے روایۃ ہے کہ آنحضرت سے پوچھا گیا بعد نماز فرض کے کونسی نماز افضل ہے آپ نے فرمایا کہ تہجد افضل ہے فتہجد بہ اور
قم اللیل کے خطاب سے جمہور سلف کا مذہب یہی ہے کہ تہجد کی نماز فقط اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی امت
کے لوگون پر نہ پہلے فرض تھی نہ اب ہے صحیح بخاری و مسلم میں زید بن ثابتؓ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک رمضان
میں تین راتون تک صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھنے آئے پھر چوتھی رات کو اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم حجرہ سے مسجد میں تشریف نہیں لائے اور صبح کو صحابہ سے فرمایا مجھکو تم لوگونکا آج کی رات کا آنا بھی معلوم تھا مگر
میں اس خوف سے باہر نہیں آیا کہ کہیں تم پر تہجد کی نماز فرض نہ ہو جاوے صحیح بخاری و مسلم میں طلحہؓ بن عبید کی دوسری
حدیث ہے جس میں فرض نمازون کا ذکر کرتے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کا ذکر نہیں کیا ان حدیثون سے
جمہور کے مذہب کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ امت پر تہجد کی نماز فرض ہوتی تو اللہ کے رسول یہ نہ فرماتے کہ مجھکو اسکے
فرض ہو جانے کا خوف تھا اور فرض نمازون کے تذکرہ میں آپ ضرور اس نماز کا ذکر بھی فرماتے۔ زیادہ تفصیل اس
مسئلہ کی سورۃ المزمل میں آویگی ان حدیثون کے موافق نافلۃ لک کی تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے یہی کی ہے کہ

منزل ۴

تہجد کی نماز فقط اے اللہ کے رسول تم پر فرض ہے امت کے لوگون پر نہیں ۔

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ۝

شاید کھڑا کرے تجکو تیرا رب تعریف کے مقام مین

معتبر سند سے مسند امام احمد اور ترمذی مین ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے کہ صحابہ نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ حضرت مقام محمود سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کہ یہ وہ مقام ہے جو خدا کی طرف سے تمہارے نبی کو شفاعت کی دعا کرنے کے لئے ملا ہے مسند امام احمد مین کعبؓ بن مالک کی ایک روایۃ بھی اسی مضمون کی ہے اسکی سند بھی معتبر ہے اور صحیح حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام عرش معلے کے نیچے ہے مسلم وغیرہ کی صحیح حدیثون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پہلے میدان محشر مین عام خلق اللہ کے لئے اسوقت ہوگی جب ایک میل کے فاصلہ کی بلندی پر آفتاب کے آجانے اور دوزخ کے میدان محشر مین لانے سے تمام اہل محشر گرمی اور پسینہ سے بہت تکلیف مین ہونگے اور حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسےٰ تک سب انبیا کے پاس وہ لوگ شفاعت کی غرض سے جاوین گے اور سب انبیا خدا کے غصہ سے ڈر کر شفاعت سے انکار کرین گے اور کہوین گے آج وہ دن ہی کہ کسی دوسرے کی شفاعت تو درکنار ہمین اپنی ہی جان کا اندیشہ ہے پھر جب وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آوین گے تو آپ شفاعت کا ذمہ لیوین گے اور مقام محمود مین جاکر سجدہ کرین گے اور شفاعت کی التجا کرین گے اللہ تعالی آپ کی التجا کو قبول کریگا یہ شفاعت اس بات کی ہوگی کہ لوگون کا حساب وکتاب ہو کر اعمال کے موافق سزا وجزا ہو جاوے اور میدان محشر سے لوگون کا چھٹکارہ ہو اسی شفاعت کو شفاعت عامہ اسلئے کہتے ہین کہ یہ شفاعت امت محمدی کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ تمام اہل محشر کی شفاعت ہے اسکے بعد پلصراط پر گزرتے وقت امت محمدی مین کے بعضے گنہ گار جو دوزخ مین گر پڑین گے اور آپ اللہ سے شفاعت کر کے جسکے دل مین ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا اسکو جنت مین داخل کرادین گے یہ دوسری شفاعت ہے جو امت محمدیہ کے خاص طور پر آپ فرماوین گے یہ دوسری قسم کی شفاعت ملائکہ اور انبیا اور ہر امت کے نیک لوگ بھی کرین گے مگر پہلی شفاعت آنحضرتؐ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے اسی دوسری قسم کی شفاعت کا انکار عمرو بن عبید اور اس کے پیرو معتزلے فرقہ نے کیا ہے اور اہل سنت نے انکا جواب طرح طرح سے دیا ہے فرقہ معتزلے کے سرگردہ عمرو بن عبید نے جب شفاعت کا انکار کیا تو ثابت بنانی اور اور بزرگون نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص قرآن کی ایک آیۃ کو چھری سے چھیل رہا ہے جب عمرو بن عبید سے اس خواب کا ذکر آیا تو اس نے جواب دیا کہ جس آیۃ کو مین چھیلتا ہون اس سے اچھی آیۃ اسکی جگہ جماتا ہون غرض حسن بصری سے منحرف ہونے سے پہلے یہ عمرو بن عبید بڑے زاہد اور عالم مشہور تھے پھر عقیدہ بگڑ گیا اور واصل بن عطا اور یہ عمرو بن عبید اپنے استاد حسن بصری سے منحرف ہوگئے خدا کو بگاڑتے دیر لگتی ہے نہ بناتے ۔ یہ ثابت بن اسلم بنانی ثقہ تابعیون مین ہین اور حدیث کی سب کتابون مین ان سے روایۃ ہے صحیح بخاری ومسلم مین ابوہریرہؓ

منزل ۴

اور ابو سعید خدری سے جو روایتیں ہیں اُن میں عام شفاعت اور خاص شفاعت کا ذکر تفصیل سے ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ

اور کہہ اے رب پیٹھا مجکو سچا پیٹھانا اور نکال مجکو سچا نکالنا اور بنا دے مجکو اپنے پاس سے

سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

ایک حکومت کی مدد اور کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا

صحیح سند سے ترمذی اور مستدرک حاکم کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ اوپر گزر چکی ہے جسمیں انھون نے اس آیۃ کو
مکہ سے مدینہ کی ہجرت کا حکم قرار دیا ہے۔ حسن بصریؒ کا قول بھی اس آیۃ کی شان نزول میں یہ ہے کہ جب کفار مکہ نے آنحضرت
صلعم کے تنگ کرنے کا مشورہ کیا اور چاہا کہ انکو مکہ سے نکالدین یا قید کرین تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
حکم فرمایا کہ آپ یون دعا کرین جس طرح کی دعا کا اس آیۃ میں ذکر ہے اور مکہ سے مدینہ کو چلے جاوین قتادہ کہتے ہیں کہ مدخل
صدق سے مراد مدینہ ہے اور مخرج صدق مکہ ہے سلطان نصیراً کی تفسیر میں حسن بصری یہ کہتے ہیں اللہ پاک نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ملک عرب اور فارس اور روم کافرون سے چھین کر تمہیں دیدین گے۔ یہ
جو ارشاد کیا ہے کہ حق آیا اور باطل گیا اس میں کفار مکہ کے لئے یہ دھمکی ہے کہ اُنکے پاس ایسا حق آیا ہے جس میں ذرا بھی
شک وشبہ نہیں ہے۔ بخاری نے عبداللہ بن مسعود سے روایۃ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے وقت مکہ
میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے آپکے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی آپ اُس
لکڑی سے اون بتون کو مارتے جاتے تھے اور زبان سے یون فرماتے جاتے تھے جاء الحق وزھق الباطل۔ مسلم
اور بخاری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایۃ ہے کہ ہجرت کے ارادہ سے جب میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم مکہ سے نکل کر غار ثور میں گئے تو مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں ثور پہاڑ پر چڑھے اور میں نے
غار میں سے مشرکین کے قدم دیکھے تو مجھکو بڑا اندیشہ ہوا اور جب میں نے اپنا یہ اندیشہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم سے بیان کیا تو آپ نے میری تسکین کی اور فرمایا کچھ اندیشہ کی بات نہیں اللہ ہماری مدد کو موجود ہے ان
آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے جو دعا اپنے رسول کو تبلائی تھی اُس دعا کا اثر اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ
مکہ سے نکلتے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی آبرو کا یہ انتظام کیا کہ غار ثور تک پہونچ جانے پر بھی مشرکین کی آنکھون
پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالدیا جس سے اللہ کے رسول اُن دشمنون کو نظر نہ آئے اور مدینہ پہونچ جانے کے بعد اللہ تعالیٰ
نے اپنے رسول کی وہ آبرو بڑھائی کہ دس ہزار آدمیون کے لشکر سے اللہ کے رسول نے مکہ پر چڑھائی کی اور مکہ فتح ہوگیا
حکومت اپنے رسول کو اللہ تعالیٰ نے وہ عطا کی کہ اللہ کے رسول نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر مشرکون کے جھوٹے
معبودون کو زمین پر گرادیا اور اللہ کی رسول کی حکومت کے آگے کوئی مشرک دم نہیں مار سکا۔ ان آیتوں میں حق سے

منزل ۴

معنے اسلام کے ہیں اور باطل کے معنے شرک کے کیونکہ جس تاریخ اللہ تعالیٰ کی رسول کی زبان پر یہ لفظ نکلے اوسی تاریخ سے مکہ میں اسلام پھیلا اور شرک مٹا۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ چنگے ہون اور مہر ایمان والونکو اور گنہگارون کو یہی بڑھتا ہے نقصان

کفر نفاق حسد بغض وغیرہ امراض باطنی کے لئے قرآن شریف کا شفا بخش ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ ان امراض باطنی میں سے کوئی مرض ایسا نہ تھا جو قرآن شریف کے نازل ہونے سے پہلے اہل عرب میں نہ تھا قرآن شریف کے طفیل سے ان امراض کے حق میں پھر وہ شفا اہل عرب نے پائی کہ اس شفا کے اثر سے اور ملک کے لوگون کو بھی ان امراض سے شفا نصیب ہو گئی غرض سوا اس شفا باطنی کے امراض ظاہری کی شفا کا اثر بھی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین حضرت عائشہؓ کی جو حدیث ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کو جب کبھی کوئی مرض ہوتا تھا تو آپ قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے تھے اور الحمد پڑھ کر بچھو جہان کاٹے وہان منہ کا لعاب لگانے سے بچھو کا زہر اوتر جاتا ہے یہ حدیث بھی بخاری میں ہے اور اس قسم کی بہت سی روایتین کتب صحاح مین ہیں اور بہت لوگون کو تجربہ ہے کہ تعویذ کے طور پر لکھ کر باندھنے یا پڑھکر دم کرنے سے بہت سی آیتون سے طرح طرح کے امراض کو فائدہ ہوتا ہے تعویذ منتر اون عملیات کا منع ہے جسمین کچھ خلاف شریعت الفاظ ہون یا ایسے الفاظ ہون جن کے معنے معلوم نہ ہونے سے انکے خلاف شریعت ہونے کا دھوکا ہو ورنہ آیات قرآنی سے تعویذ و منتر کا عمل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے لیکن تعویذ منتر مین اتنا عقیدہ ضرور رکھنا چاہیے کہ تعویذ منتر میں خدا اثر دیگا تو اثر ہوگا نہیں تو کچھ بھی نہیں ابو داؤد ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی جو حدیث ہے جسمین آپ نے تعویذ گنڈے سے منع فرمایا ہے اور تعویذ وغیرہ کو شرک فرمایا ہے وہ منع اسی تعویذ گنڈے کے حق میں ہے جو خلاف شریعت کسی شرکی الفاظ سے ہو چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ کی حدیث اس ممانعت کے بعد کی جو ہے اس میں اس ممانعت کے سبب کی صراحت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے حضرت جابر کہتے ہیں کہ آنحضرت کے تعویذ گنڈے سے منع فرمانے کے بعد عمرو بن حزم کے کنبے کے کچھ لوگ آنحضرت کے پاس آئے اور انھون نے آنحضرت سے عرض کیا کہ حضرت ہم لوگون کو زمانہ جاہلیت کا ایک منتر بچھو کا یاد ہے مگر آپ نے اب ایسی باتون سے منع فرمایا ہے اس لئے آپ کی اجازت بغیر ہم اس منتر کا استعمال نہیں کر سکتے آپ نے فرمایا وہ منتر مجھکو پڑھ کر تو سناؤ جب انھون نے وہ منتر آپ کو سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اس مین تو کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ اگر ایسی چیز سے کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہونچانا چاہے تو کچھ ممانعت نہیں ہے۔ اور صحیح مسلم میں دوسری حدیث حضرت عوف بن مالکؓ کی ہے اس میں آپ نے صاف فرما دیا ہے کہ جس منتر

منزل ۴

میں کچھ شرک کا خوف نہیں ہے اسکے استعمال میں کچھ حرج نہیں ہی۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہی جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے۔ آیۃ میں یہ جو ذکر ہے کہ ایماندار لوگوں کے لئے یہ قرآن اللہ کی رحمت کا سبب اور منکر قرآن لوگوں کے لئے نقصان کا سبب ہے یہ حدیث گویا اسکی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایماندار لوگ قرآن کی نصیحت کے موافق عمل کرکے قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے اسی طرح فائدہ اوٹھاویں گے جس طرح مینہ کے پانی سے اچھی زمین کو فائدہ پہونچتا ہے اور قرآن کے منکر لوگوں کے حق میں قرآن کی نصیحت اس طرح رائگاں ہے جس طرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائگاں جاتا ہے اسلئے نبی کی آیتوں کے انکار کے سبب سے قیامت کے دن کا عذاب انکے حق میں روز بروز بڑھتا جاتا ہے جو وقت مقررہ پر انکو بہت نقصان پہونچائے گا۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ

اور جب ہم آرام بھیجیں انسان پر ٹلا جاوے اور ہٹاوے اپنا بازو اور جب لگے اسکو برائی رہجاوے آس ٹوٹا تو کہہ

كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝

ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے ڈول پر سو تیرا رب خوب جانتا ہے کون خوب سوجھا ہے راہ

اس آیۃ میں اللہ پاک نے انسان کی ناشکری کا بیان فرمایا کہ جب ہم انسان پر اپنی نعمت نازل کرتے ہیں اسکو صحت و تندرستی بخشتے ہیں اسکی روزی میں ترقی کرتے ہیں فارغ البالی دیتے ہیں اور وہ وہ انعام اسپر کرتے ہیں جس کا شکر ہر گھڑی اور ہر آن واجب ہوتا ہے تو وہ ہم سے روگردان ہو جاتا ہے اور جب کوئی بلا اسپر نازل ہوتی ہے یا کوئی رنج اسے پہونچتا ہی تو پھر اوسے اس بات کی امید نہیں رہتی کہ کبھی یہ سختی کا وقت ٹل جاویگا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ آپ لوگوں سے کہدیں کہ تم ہر ایک آدمی اپنے اپنے طریقہ اور نیت کے موافق عمل کرتے ہو مطلب یہ ہی کہ جس کا نفس پاک و صاف ہے وہ اچھے عمل کرتا ہے اور جس کا نفس ناپاک و خبیث ہے وہ برے عمل کرتا ہے اس میں کفار کی مذمت ہے اور مومنین کی تعریف ہے پھر یہ فرمایا کہ اللہ پاک سب کو جانتا ہے کہ کون گمراہی میں ہے اور کون راہ یاب ہے کیونکہ وہ خالق ہر مخلوق کا ہر ایک شخص کے بھید کو جانتا ہے۔ اگرچہ یہ بھی مشرکین مکہ کا حال ہے کہ مثلاً کشتی کے ڈوبنے کے خوف کے وقت جب اللہ تعالیٰ سے اوس خوف کے ٹل جانے کی التجا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ انکی وہ آفت ٹال دیتا تھا تو اوس تکلیف کے رفع ہو جانے کے بعد راحت کے وقت یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بالکل بھول جاتے تھے اور اللہ کی مدد پر ان لوگوں کا پورا بھروسہ نہیں تھا اسلئے تکلیف کے وقت بے صبری کے سبب سے ان لوگوں کے دل میں یہ امید باقی نہیں رہتی تھی کہ یہ سختی کا وقت ٹل جاوے گا لیکن اس آیۃ میں یہ تنبیہ ہے کہ ہر ایماندار آدمی کو اس عادت سے بچنا چاہیے کیونکہ ایماندار آدمی کی شان یہی ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومی کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول

منزل ۴

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار آدمی کی نشانی یہ ہے کہ وہ تکلیف کے وقت کے ٹل جانے کا بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کر کے ایسے وقت پر صبر کرتا ہے اور راحت کے وقت ہر طرح کی شکر گزاری سے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے۔ مشرکین مکہ کا حال بیان فرما کر ایماندار شخص کو جو تنبیہ آیۃ میں کی گئی ہے اسکی یہ حدیث گویا تفسیر ہے۔ مسند امام احمد نسائی اور دارمی میں عبد اللہ بن مسعود سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچ کر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے اور پھر اس خط کے دائیں بائیں اور خط کھینچ کر فرمایا ان سب راستوں میں شیطان کا دخل ہے۔ ترمذی میں عبد اللہ بن عمرؓ سے اور مسند امام احمد ابو داؤد اور مستدرک حاکم میں معاویہؓ سے جو صحیح روایتیں ہیں انمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں وہی راستہ نجات کا ہے۔ یہ حدیثیں ہمن ہوا ہدے سبیلا کی گویا تفسیر ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں جو ہدایت کا راستہ تھا وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ راستہ امت کے لوگوں کو بتلایا آپ کے اس راستہ کے برخلاف جبریہ قدریہ لوگوں کے جتنے راستے ہیں ان سب میں شیطان کا دخل ہے۔ ترمذی کی عبد اللہ بن عمر کی حدیث کی سند میں ایک راوی عبد الرحمن بن زیاد افریقی کو دار قطنی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن امام بخاری نے اسکو کتاب ضعفا میں نہیں لکھا اور یحییٰ بن سعید القطان نے اوسے ثقہ قرار دیا ہے اسواسطے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے علاوہ اس کے معاویہؓ کی صحیح حدیث سے بھی اس حدیث کو تقویت ہو جاتی ہے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو خبر دی ہے تھوڑی سی

صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کا حال پوچھا تھا اور بخاری کی روایۃ میں یہ صراحت بھی آچکی ہے کہ یہود کا یہ سوال مدینہ میں تھا اس صورت میں اس آیۃ کا نازل ہونا مدینہ میں ہے اور یہ آیۃ مدنی ہے لیکن ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے جو روایۃ کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہود کے سکھلانے سے قریش نے مکہ میں آنحضرتؐ سے روح کا سوال کیا تھا اسپر یہ آیۃ نازل ہوئی ہے اس صورت میں یہ آیۃ مکی ٹھرتی ہے اس حدیث کی سند بھی معتبر ہے اسواسطے حافظ ابن کثیر اور معتبر علما نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ آیۃ قریش کے سوال پر پہلے مکہ اور یہود کے سوال پر پھر مدینہ میں دو دفعہ نازل ہوئی ہے متقدمین مفسرین صوفیہ کرام سب کا یہ قول ہے کہ روح کا حال سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ روح کیا چیز ہے لیکن متاخرین میں سے کچھ مفسرین اور صوفیوں نے اپنی سمجھ کے موافق روح کا حال بیان کیا ہے یہ متاخرین کے سب قول سو کے قریب ہیں مگر ایک قول دوسرے کے اس طرح ضد میں ہے کہ ایک بھی قول بھروسہ کے قابل باقی نہیں رہتا سچ بات یہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ میں روح کا حال نہیں بتلایا آنحضرتؐ سے کوئی روایۃ ایسی

منزل ۴

نہیں جس میں روح کا کچھ حال ہو پھر یہ غیب کی بات نہ اٹکل سے حل ہو سکتی ہے نہ کسی صوفی کے کشف سے حل ہو سکتی ہے
اٹکل تو شریعت میں گنتی کے قابل چیز نہیں کشف و الہام شریعت میں مسلم ہے لیکن کشف و الہام میں اسقدر قوت
کہاں ہے کہ وحی کی طرح اس سے کوئی مسئلہ شرعی ثابت ہو سکے شیطانی مداخلت سے وحی کی حفاظت خدا کی طرف سے
ہمیشہ فرشتے کیا کرتے ہیں جس کا ذکر سورہ جن میں آویگا اسلئے وحی سے ہی خدا کی شریعت ثابت ہوتی ہے اولیاء اللہ کے
کشف و الہام میں وہ بات نہیں ہے اس واسطے کشف اور الہام سے کوئی شرعی مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا ان علمانے
جنکو شریعت اور علم طریقت دونوں علموں میں مہارت ہے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ مجتہد کے اجتہاد میں جس طرح خطا
اور صحت کا گمان ہے اسی طرح علم طریقت میں صاحب کشف کے کشف کا حال ہے اور باوجود گمان خطا کے مجتہد کا اجتہاد
دلیل شرعی اس وجہ سے ٹھہرا ہے کہ شارع نے معاذ بن جبل کی حدیث میں اجتہاد کی دلیل شرعی قرار پانے کی اجازت دیدی
ہے کشف کے لئے اس طرح کی کوئی شرعی اجازت نہیں ہے اسلئے کشف تابع شریعت ہے اور تابع شریعت کے یہ معنے
ہیں کہ جس کشف کی شہادت شریعت دیوے وہ مقبول ہے نہیں تو نہیں غرض کشف کا دلیل شرعی تو ہونا درکنار بلکہ
دلیل شرعی سے کشف کی صحت ہوتی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جس طرح کسی کو یہ نہیں معلوم کہ قیامت کب آویگی یا مینہ کب
برسے گا یا ماں کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی یا کل کیا ہوگا یا کون کس سرزمین پر مریگا اسی طرح روح کا علم بھی اللہ ہی
کو ہے کہ روح کیا چیز ہے جس کسی نے عقل سے یا کشف سے روح کے حال میں کچھ بحث کی ہے وہ بحث ایسی ہے جس طرح
ان پانچ باتوں میں کوئی بحث کرے کیونکہ نبی وقت نے جس طرح ان پانچ چیزوں کی صراحت سے سکوت اختیار کیا ہے اسیطرح
روح کی صراحت سے سکوت اختیار کیا ہے پھر ان پانچ چیزوں کے بحث کو بطریق عقل اور کشف کے منع جاننا اور روح
کی بحث کو منع نہ جاننا ایک بے دلیل بات ہے اسی واسطے سہروردی رح نے عوارف میں لکھا ہے کہ الا قلیلا فرما کر بہت سی
باتوں کا علم اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو نہیں دیا یہ روح کی حقیقت کا علم بھی انہی بہت سی باتوں میں سے ہے۔ معاذ بن
جبل کی جس حدیث کا ذکر اوپر گزرا یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد میں ہے اگرچہ بعضے علمانے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار
دیا ہے لیکن ابو بکر خطیب نے اس سند کو قوی ٹھہرایا ہے جس میں عبد الرحمن بن غنم نے اس حدیث کو معاذ بن جبل سے روایت
کیا ہے۔ یہ احمد بن علی ابو بکر خطیب بغدادی مشہور علما میں ہیں ۴۶۳ھ کے علما میں ہیں دارقطنی کے ہم پلہ علما میں ان کا شمار ہے
اور راویوں کے باب میں انکے قول کا بڑا اعتبار ہے۔ اس تفسیر میں انکا حال ایک جگہ اور بھی بیان کر دیا گیا ہے مسند امام
امام احمد اور ابو داؤد میں براء بن عازب کی ایک صحیح حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ اچھے لوگوں کی روح کو جنت کے کپڑے میں اور
برے لوگوں کی روح کو ٹاٹ کے ٹکڑے میں لپیٹ کر فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں۔ اس حدیث سے اتنی بات کہہ سکتے ہیں کہ جن
علمانے روح کو جسم لطیف کہا ہے انکا قول اس حدیث کے قریب قریب ہے کیونکہ بغیر جسم کے کسی چیز کو کپڑے یا ٹاٹ
میں لپیٹنا ممکن نہیں ہے باقی جسقدر قول روح کے باب میں ہیں وہ اس حدیث کے برخلاف معلوم ہوتے ہیں۔

منزل ۴

وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝ إِلَّا رَحْمَةً

اور اگر ہم چاہیں لیجاویں جو چیز تجکو وحی بہیجی پہر نپاوے آسکے لادینے کو ہمپر کوئی ذمہ لینے والا مگر مہربانی

مِّن رَّبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝

سے تیرے رب کی اُسکی بخشش تجھپر بڑی ہے

اوپر ذکر تھا کہ یہ قرآن ایسے بڑے فائدہ کی چیز ہے کہ اُس سے دلی اور جسمانی بیماریوں کو شفا ہوتی ہے اِس آیۃ میں اُس فائدہ کی قدر بڑہانے کے لئے فرمایا اگر ہم اِس قرآن کو لوگوں کے دل اور ورقوں سے ایسا مٹا اور بھلا دیویں کہ اُسکا اثر تک باقی نرہے تو ہمارے اِس کام پر کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اعتراض کرے اور اسکو پہیر لاوے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں صحیح سند کی عبداللہ بن مسعودؓ کی روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے قریب قرآن اوٹھالیا جاویگا لوگوں نے پوچھا یہ کس طرح ہوگا قرآن تو حافظوں کے سینہ میں محفوظ ہے اور ورقوں میں لکھا ہوا ہے حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے جواب دیا کہ قیامت کے قریب ایک رات ایسی آویگی کہ جس میں تمہارے دل اور تمہارے ورقوں میں قرآن نہ ہوگا اور صبح کے وقت تم اوٹھوگے تو کوئی اثر اُسکا نہ پاوُگے پہر یہ آیۃ پڑہی اِس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے ایک ایسی ہوا چلے گی کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف لوگوں کے دلوں سے فراموش ہوجاویگا اور ورقوں میں سے حرف مٹا دئے جاوینگے اِس مضمون کی ایک صحیح روایۃ تفسیر ابن ابی حاتم اور مستدرک حاکم میں ابو ہریرہؓ سے بھی ہے پہر اللہ پاک نے اپنا فضل و انعام آنحضرت پر بیان فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو ایسا کرسکتے ہیں کہ قرآن کو اوٹھالیں مگر یہ ہمارا فضل و کرم ہے کہ ہم نے ایسا نہیں کیا اور علاوہ اِسکے اور بہت سے اللہ کی مہربانیاں آپ پر ہیں آپکو اولاد آدم کا سردار اور خاتم الانبیا قرار دیا مقام محمود عطا کیا اِسکے سوا اور بہت سے اور بڑے بڑے فضل خدا کے آپ پر ہیں۔ صحیح مسلم میں ابو موسےٰ اشعریؓ سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم سب صحابہ سورہ براءۃ کی برابر ایک سورۃ قرآن شریف کی سورتوں میں سے پڑھا کرتے تھے مگر اب اسکی ایک آیۃ بھی یاد نہیں رہی اِس حدیث سے آیۃ کا اور عبداللہؓ بن مسعود کی روایۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیۃ کے مضمون کے موافق جب اللہ چاہے اُس بھولی ہوئی سورۃ کی طرح سارے قرآن کو لوگوں کے دل اور ورقوں سے بھولا اور مٹا دیوے چنانچہ قیامت کے قریب جب وہ چاہے گا تو ایسا ہی کرے گا۔

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ

کہہ اگر جمع ہوویں آدمی اور جن اسپر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاوینگے ایسا قرآن اور پڑے

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝

مدد کریں ایک کی ایک اور ہمنے پہیر پہیر سمجہائی لوگونکو اِس قرآن میں ہر ایک کہاوت سو نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے

مَنزل ۴

تفسیر ابن جریر اور ابن اسحاق میں حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک صحیح روایۃ سے جو شان نزول اِس آیۃ کی بیان

لی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ یہود کے چند علما نے یہ کہا تھا کہ قرآن شریف کی عبارت توراۃ جیسی فصیح نہیں ہے اس قسم ہم چاہیں تو قرآن
جیسی عبارت بنا سکتے ہیں اور یہود سے یہ بات سنکر قریش بھی کہا کرتے تھے لو نشاء لقلنا مثل ہذا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر
ہم چاہیں تو ایسا قرآن بنا سکتے ہیں اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور قسم کھا کر فرمایا کہ ساری دنیا بھر کے انسان اور جنات
ایک ہو جائیں جب بھی ان سے اس قرآن کے مانند کلام نہیں بن سکتا اس آیت سے قرآن شریف کا معجزہ ہونا اور ایسا معجزہ ہونا
ثابت ہوتا ہے جسکے مقابلہ سے جن و انسان عاجز ہیں قرآن شریف کے معجزہ ہونے کی بحث ایک ایسی بڑی بحث ہے جس کی وجہ یہ
دس پانچ مثالیں نہیں ہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں ہیں علما نے اس خاص بحث میں بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں قاضی ابوبکر
باقلانی کی کتاب اس باب میں بے مثل مشہور ہے حاصل کلام یہ ہے کہ گذشتہ سچے تاریخی حالات آیندہ کے غیب کے واقعات یہ
معنوی معجزات تو قرآن شریف میں جدا ہیں یہ ایک خاص معجزہ قرآن شریف کا جدا ہے کہ الفاظ قرآن شریف کے وہی ہیں
جو اہل عرب کی زبان ہے لیکن ایسی حسن ترتیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں کو برتا ہے کہ وہ حسن ترتیب طاقت انسانی
سے باہر ایک چیز ہے نظم نثر کی جتنی خوبیاں اہل عرب میں مشہور ہیں وہ سب قرآن میں ہیں اور اس خوبی کے ساتھ ہیں کہ
تیرہ برس تک مکہ کے فصیح لوگوں سے یہی مقابلہ رہا کہ اگر یہ کلام الٰہی معجزہ نہیں ہے تو تم بھی اس طرح کا کلام بنا کر لاؤ مگر سب
عاجز ہو گئے اور کچھ نہ ہو سکا مستدرک حاکم میں معتبر سند سے حضرت عبداللہ بن عباس سے اس وقت کا ایک تاریخی حال
یوں منقول ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے ولید بن مغیرہ سے کہا کہ ہم سب لوگ چندہ کر کے تم کو بہت سا روپیہ دیتے ہیں
تم وہ روپیہ دلجمعی سے بیٹھ کر کھاؤ اور محمد جو کلام پڑھتے ہیں اسکے مقابل کا کچھ کلام بناؤ ولید بن مغیرہ نے جواب دیا
کہ فصیح انسانوں کے شعر کلام قصیدے تمکو معلوم ہیں کہ کسی کو قریش میں میرے برابر یاد نہیں ہیں لیکن یہ کلام جو محمد پڑھتے ہیں
ان سب سے نرالا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کلام میں ایسا جادو کا اثر ہے کہ اسکے سننے کے بعد دل قابو میں نہیں رہتا
ابوہریرہؓ کی روایت سے جو حدیث صحیح بخاری میں ہے اس میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے ایمان اور یقین کے لیے اللہ تعالیٰ
نے پچھلے انبیا کو طرح طرح کے معجزے دئے مگر قرآن ہی ایک میرا ایسا معجزہ ہے جس کے سبب قیامت تک لاکھا آدمی مسلمان
ہوتے رہینگے اسی سبب سے مجھکو توقع ہے کہ قیامت کے دن میری امت کی تعداد سب انبیاء سے بڑھ کر ہوگی۔ قرآن شریف کا یہ معجزہ
اب بھی سب کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ اس ضعف اسلام کے زمانہ میں ہر سال غیر قوموں کے لوگ دائرہ اسلام میں داخل
ہوتے رہتے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ
نے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونیکے بعد کتنے آدمی جنت میں جانیکے قابل کام کرینگے اور کتنے دوزخ
میں جھونکے جانیکے قابل۔ اسیطرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث بھی کئی جگہ گذر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے یہ حدیثیں
آخری آیت کی گویا تفسیر ہیں جس کا حال یہ ہے کہ جو لوگ علم غیب کے موافق دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل ٹھہر چکے ہیں

ع ۱۰ منزل ۴

انکے حق میں قرآن کی نصیحت اسی طرح رائگان ہے جس طرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائگان جاتا ہے اسی واسطے طرح طرح کی مثالیں دیکر جس قدر قرآن کی آیتوں سے ان لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے اسیقدر قرآن کو جھٹلانے پر یہ لوگ آمادہ ہوجاتے ہیں

وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ۝ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ

اور بولے ہم نہ مانینگے تیرا کہا جب تک تو نہ بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہوجاوے تیرے واسطے

وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ۝ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَ

اور انگور کا پھر بہاوے تو اسکے بیچ نہریں چلاکر یا گراوے آسمان ہمپر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور

الْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۝ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ

فرشتوں کو ضامن یا ہوجاوے تجھکو ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو آسمان میں اور ہم یقین نکرینگے تیرا چڑھنا

تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ۝

نہ اتار لاوے ہمپر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا

تفسیر ابن جریر میں کئی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے اور سنن سعید بن منصور میں سعید بن جبیر سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک روز ابوجہل اور چند قریش نے جمع ہوکر آنحضرت سے کہا کہ یہ نیا دین تم نے اگر روپے کے لالچ سے یا قوم کے سردار رہنے کی طمع سے نکالا ہے تو ہم روپیہ کا چندہ کرنے کو اور قوم کا سردار تم کو بنانے کو موجود ہیں اور اگر خلل دماغ کے سبب سے ایسی باتیں کرتے ہو تو اس کا علاج بھی ہوسکتا ہے آنحضرت نے جواب دیا کہ ان باتوں میں سے ایک بات بھی نہیں ہے بات فقط اتنی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تم لوگوں کو اللہ کا حکم سناتا ہوں اگر تم مانوگے تو تمہارے لئے اچھا ہے ورنہ تم جانو یہ سنکر اونہوں نے ضد سے کہا اچھا اگر تم سچے رسول ہو تو اس مکہ کی سرزمین پر باغ لگادو نہریں جاری کرادو یا اپنا گھر سونے کا بنالو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جاؤ یا اللہ اور فرشتے ہمارے روبرو آکر تمہارے رسول ہونے کی گواہی دیویں یا اللہ کی طرف سے کوئی نوشتہ اس صداقت میں ہمارے پاس آجاوے اگر ان باتوں میں سے کوئی بات تم نہیں کرسکتے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا عذاب کے طور پر گرادو ان باتوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں یہ سعید بن منصور ۲۲۷ھ اور شروع ۳۰۰ھ کے علما میں مشہور ثقہ عالم ہیں یہ امام مالک رح کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل رح کے استاد ہیں جب انکا ذکر آتا تھا تو امام احمد انکی بہت تعریف کیا کرتے تھے امام مسلم اور ابوداؤد نے بھی انسے حدیث کی روایتیں لی ہیں غرض انکے زمانہ کے علمانے انکو ثقہ اور انکی تصنیف کی کتابوں کو معتبر ٹھہرایا ہے۔ حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ معجزہ کا ظاہر کرنا اللہ کے اختیار میں ہے رسول کا اس میں کچھ اختیار نہیں ہے اور اللہ کی درگاہ میں ہر کام کا وقت مقرر ہے چنانچہ ویسا ہی ہوا اللہ کی طرف کا جب وقت مقررہ آگیا تو سب ضد جاتی رہی اور جن لوگوں کی ضد کی باتوں کا آیۃ میں ذکر ہے ان میں کے اکثر لوگ خود بخود مسلمان ہوگئے اونکے ضد کے موافق نہ فرشتوں

منزل ۴

کے رسول بنکر آنیکی ضرورت پڑی نہ کسی اور معجزہ کی ضرورۃ پڑی غرض یہ اللہ کے بھید اللہ ہی جانتا ہے جسوقت قریش نے آنحضرت
سے یہ ضد کی باتین کین اسوقت اللہ کے علم غیب میں یہ بھید تھا کہ اس جماعت میں کے تھوڑے آدمی تو کچھ دنون کے بعد بدر کی
لڑائی ہو کر حالت کفر میں ہلاک ہونے والے ہیں انکا کفر تو کسی معجزہ سے ٹوٹنے والا نہیں اور اکثر لوگ اس جماعت میں کے کچھ
عرصہ کے بعد بغیر کسی معجزہ کے خودبخود مسلمان ہونے والے ہیں انکو معجزہ کی ضرورۃ نہیں اسی بھید سے اللہ تعالی نے اسوقت
کی اُن لوگونکی ضد پر کوئی معجزہ ظاہر نہیں فرمایا بلکہ انکے جواب پر ان لوگون کی ضد کو ٹال دیا کہ معجزہ رسول کے اختیار مین نہین
ہے کیونکہ اگر اسوقت ان لوگون کی ضد پر کوئی معجزہ ظاہر ہوجاتا تو وقت مقررہ سے پہلے ان میں سے کسی کا اسلام لانا تو ممکن نہین
تھا اسی طرح ان میں سے جن لوگون کا حالت کفر پر مرنا اللہ کے علم غیب میں ٹھہر چکا تھا وہ ہزار دن معجزے دیکھ کر بھی اسی کفر
پر مرتے پھر جب ان میں سے کوئی شخص بھی معجزہ کو دیکھ کر ایمان نہ لاتا تو اسی روز عذاب آنکر سارا مکہ غارت ہوجاتا کیونکہ
عادت الٰہی ہے کہ ثمود کی اونٹنی کی طرح اس طرح کی ضد کے بعد کوئی معجزہ ظاہر ہو اور پھر وہ قوم ایمان نہ لائے تو فوراً وہ سب
قوم غارت ہوجاتی ہے او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا کی تفسیر ابن جریج نے یہ بیان کی ہے کہ اللہ اور فرشتے تمہارے رسول ہونے
کی ضمانت دیوین۔ ترجمہ میں شاہ صاحب نے یہی قول لیا ہے لیکن اس آیۃ کی تفسیر میں مجاہد کا قول وہی ہے جو اوپر بیان
کیا گیا کہ اللہ اور فرشتے ہمارے روبرو آنکر تمہارے رسول ہونے کی گواہی دیوین۔ اس تفسیر میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے کہ
حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگردون میں مجاہد کے قول کا بڑا اعتبار ہے اسلئے حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین
مجاہد کے قول کو ابن جریج کے قول پر ترجیح دی ہے اور باقی کے دونون ترجمون مین اسلئے یہی قول لیا گیا ہے اسواسطے اس تفسیر
میں وہی قول لیا گیا کیونکہ یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج اگرچہ مجاہد کے شاگردون میں ہیں لیکن انکو مجاہد سے تفسیر کی
روایتون کے لینے کا زیادہ موقع نہیں ملا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسےؓ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ
تعالی نافرمان لوگون کو راہ راست پر آنے کے لئے مہلت دیتا ہے اور مہلت کے زمانہ میں جب وہ لوگ راہ راست پر نہین
آتے تو کسی سخت عذاب میں پکڑ کر انکو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو ان آیتون کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے
کہ اہل مکہ نے ایسی سرکشی اور نافرمانی کی بہت سی باتین کین جیسی باتون کا ذکر ان آیتون میں ہے لیکن اللہ تعالی نے اپنی عادت
کے موافق تیرہ چودہ برس ان لوگون کو مہلت دی اور اس مہلت کے زمانہ میں تیرہ برس تک انکو طرح طرح سے سمجھایا گیا
جب یہ لوگ اپنی سرکشی اور نافرمانی سے باز نہ آئے تو بدر کی لڑائی کے وقت انپر یہ آفت آئی کہ انکے بڑے بڑے سرکش
دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدے کو سچا پایا چنانچہ صحیح بخاری
و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے یہ قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے بعد اسکے مکہ فتح ہو کر مکہ کی گلی گلی میں اسلام پھیل گیا اور ان
سرکشی کی باتون کا کہین نشان تک مکہ میں باقی نہ رہا۔

منزل ۴

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ

اور لوگون کو اٹکاؤ نہین ہوا اس سے کہ یقین لاوین جب پہنچے انکو راہ کی سوجھ مگر یہی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے بھیجا آدمی پیغام لیکر کہہ

لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝

اگر ہوتے زمین مین فرشتے پہرتے بستے تو ہم اتارتے انپر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

کہہ اللہ بس ہے حق ثابت کرنے والا میرے اور تمہارے بیچ وہ ہے اپنے بندون سے خبردار دیکھنے والا اور جسکو سمجھاوے اللہ

فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وہی ہے سوجھا اور جسکو بہکاوے پھر تو نپاوے انکے واسطے کوئی رفیق اسکے سوا اور اٹھاوینگے ہم انکو دن قیامت کے

عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝

اوندھے منہہ پر اندھے اور گونگے اور بہرے ٹھکانا انکا دوزخ ہے جب لگے گی بجھنے اور دین گے بہڑکا

النصف

منزل ۴

اوپر کی آیتون مین مشرکین مکہ کی سرکشی کی باتون کا ذکر فرما کر ان آیتون مین فرمایا بڑا سبب قرآن کی نصیحت کے نہ ماننے کا ان لوگون کے نزدیک یہی ہے کہ یہ لوگ اس بات کو خلاف عقل جانتے ہین کہ اللہ کا رسول کوئی انسان ہو سکتا ہے ان لوگون کا خیال یہی ہے کہ اللہ کا رسول فرشتہ ہونا چاہیے حالانکہ یہود کی باتون کو یہ لوگ بہت مانتے ہیں اور یہود سے اکثر یہ لوگ سن چکے ہین بنی اسرائیل کے رسول موسے علیہ السلام تھے پھر بھی شیطان کے بہکانے سے یہ لوگ ایک ظاہر بات کو خلاف عقل جانتے ہین اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو جس طرح بنی آدم زمین پر بستے ہین اسی طرح فرشتے بھی اگر زمین پر بستے ہوتے اور فرشتون کا اصلی صورت مین دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر نہ ہوتا تو انکے پاس کوئی فرشتہ رسول بنا کر بھیجدیا جاتا اب اگر کوئی فرشتہ رسول بنا کر بھیجا بھی جاوے تو وہ ضرور انسان کی صورت مین ہوگا اور پھر ان لوگون کا وہی شبہ باقی رہے گا جو اسوقت ہے سورۃ الانعام کی آیتون مین یہ مضمون تفصیل سے گزر چکا ہے وہ آیتین گویا ان آیتون کی تفسیر ہین جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ آگے فرمایا اے رسول اللہ کے ان لوگون سے یہ بھی کہدو کہ فرشتہ کی گواہی کچھ اللہ کی گواہی سے بڑھ کر نہین مین اپنے رسول ہونے پر اللہ کی گواہی پیش کرتا ہون اور اللہ کی گواہی کا ثبوت یہ ہے کہ اسلام کی جن باتون کی مین نصیحت کرتا ہون اللہ کی مدد سے ان باتون کی روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے اور اسلام کے برخلاف باتین روز بروز دنیا سے اٹھ رہی ہین اور یہ بھی کہدو کہ اللہ اپنے بندون کی ذرا ذرا حال سے خبردار اور انکے سب کامون کو دیکھتا ہے مین جو تم کو نصیحت کرتا ہون وہ بھی اسکو معلوم ہے اور تم بغیر کسی سند کے زبردستی جو مجھکو جھٹلاتے ہو وہ بھی اس سے پوشیدہ نہین ہے وقت مقررہ پر ان سب باتون کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرماویگا آگے فرمایا اللہ کے علم غیب مین جو لوگ راہ راست پر آنے والے ٹھہر چکے ہین وہی نیک کامون کا ارادہ کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ انہی کو نیک کامون کی توفیق دیتا ہے اور جو لوگ اللہ کے

علم غیب میں گمراہ ٹھہر چکے ہیں انکو کوئی نصیحت کرنے والا راہ راست پر نہیں لا سکتا اسلئے وہ لوگ اسی گمراہی کی حالت
میں مر جاوین گے اور قیامت کے دن وہ میدان محشر تک تو بجائے پیرون کے موہنہ کے بل چلیں گے اور پھر اوندھے
موہنہ گھسیٹے جاکر دوزخ میں ڈالدئے جاوین گے جہان سواہر وقت کے عذاب کے آنکھون سے کسی نجات کی صورت کے
دیکھنے سے وہ اندھے اور کانون سے سننے سے بہرے اور زبان پر لانے سے گونگے ہونگے قبرون سے میدان محشر تک
ایسے لوگون کے منہ کے بل چلنے کا حال تو ان آیتون میں ہے اور اوندھے موہنہ گھسیٹے جاکر دوزخ میں ڈالے جانے کا حال سورہ فرقان
میں آویگا صحیح بخاری و مسلم میں انسؓ بن مالک سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بعضے صحابہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم سے پوچھا کہ قیامت کے دن دوزخی لوگ موہنہ کے بل کس طرح چلیں گے آپ نے فرمایا جو پیرون کے بل چلانے پر قادر ہے
اُس دن وہی موہنہ کے بل چلانے پر قدرت رکھتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حاضر پر غائب کا قیاس کر کے غیب کی باتون
میں عقل نہیں دوڑائی چاہئے عذاب قبر حشر پل صراط عذاب دوزخ یہ سب غیب کی باتیں ہیں شریعت میں جس طرح یہ باتیں
آئی ہیں بغیر عقلی دخل کے انکا یقین کرنا ایماندار آدمی کا کام ہے۔ سورہ الزخرف میں آویگا کہ دوزخ کی آگ کی تیزی کبھی کم
نہ ہوگی۔ ترمذی ابن ماجہ موطا وغیرہ میں ابوہریرہؓ کی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کی آگ کی تیزی قائم رہنے
کے لئے اسکو تین ہزار برس تک دہکایا گیا ہے حاصل یہ ہے کہ اس قسم کی آیتون اور حدیثون کے لحاظ سے قتادہ نے کلما خبت
زدناہم سعیرا کی جو تفسیر کی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ دوزخ کی آگ کی ذاتی تیزی تو کبھی نہ کم ہوگی نہ وہ آگ کبھی بجھے گی لیکن دوزخیون
کے ایک کھال کے جل جانے کے سبب سے جب جلی ہوئی کھال پر آگ کی تیزی کم معلوم ہوگی تو فوراً دوسری کھال بدلی
جاکر آگ کو تیز کر دیا جاویگا۔ اِس تفسیر سے اِن آیتون اور سورۃ الزخرف کے مضمون کی آیتون میں مطابقت اچھی
طرح ہو جاتی ہے۔ یہ کھال کے بدلے جانے کا ذکر سورۃ النساء میں تفصیل سے گزر چکا ہے اور صحیح بخاری و مسلم کی ابوسعیدؓ
خدری کی روایت کے حوالہ سے یہ بھی گزر چکا ہے کہ کھالیں ان لوگون کی بدلی جاوین گی جو حشر کے منکر ہونے کے سبب سے
ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں اور جو لوگ دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہونے والے ہیں انکی کھال نہیں بدلی
جاویگی بلکہ وہ ایک دفعہ کے جلنے میں مر کر کوئلے ہو جاوینگے پھر ان کوئلون کو دوبارہ زندہ کیا جا کر جنت میں داخل کیا جاویگا

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ
یہ انکی سزا ہے اسواسطے کہ منکر ہوئے ہماری آیتون سے اور بولے کیا جب ہم ہوگئے ہڈیان اور چورا کیا ہمکو اٹھانا ہے
خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى
نئی بناکر کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے بنائے آسمان اور زمین سکتا ہے ایسونکو بنانا
اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝
اور ٹھہرایا ہے انکا ایک وعدہ بے شبہ سو نہیں رہتے بے انصاف بن ناشکری کئے

اوپر نافرمان لوگوں کے عذاب کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا کہ یہ عذاب ان لوگوں پر کچھ ظلم کے طور پر نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پر حرام ٹھہرایا ہی صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی روایۃ کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اسلئے فرمایا کہ یہ عذاب ان لوگوں کی بداعمالی کی سزا کے طور پر ہوگا کیونکہ یہ اللہ کے کلام کو حشر کو جھٹلاتے تھے۔ پھر فرمایا کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ انکی عقل سے باہر اس پاک ذات نے بغیر ستون کے آسمان کس طرح بنائے اور پانی پر زمین کیونکر بچھائی پھر آدم علیہ السلام کے پتلے کی طرح مٹی سے انکے دوبارہ پتلے بنانا اور انمیں روح کا پھونکنا اسکی قدرت کے آگے کیا مشکل ہے رہی یہ بات کہ آخر یہ کب ہوگا اسکے واسطے اللہ کے کارخانہ میں ایک وقت مقرر ہے اس وقت کو بغیر کسی سند کے جو یہ لوگ جھٹلاتے ہیں اسکا خمیازہ انکو بھگتنا پڑے گا۔ مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہی کہ منکر نکیر کے سوال اور مردہ کے جواب کے بعد نیک شخص کو جنت کا اور بدشخص کو دوزخ کا ٹھکانہ دکھا کر فرشتے یہ جتلا دیتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں رہنے کے لئے تمکو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا۔ ابوداؤد اور مسند امام احمد کے حوالہ سے براء بن عازبؓ کی صحیح حدیث بھی گزر چکی ہے کہ نیک لوگ اپنا جنت کا ٹھکانہ دیکھ کر قیامت کی جلدی سے قائم ہونے کی اور بدلوگ اپنے دوزخ کے ٹھکانہ سے ڈر کر قیامت کے قائم نہ ہونے کی آرزو کریں گے ان حدیثوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اب تو یہ لوگ مسخراپن سے قیامت کے آنے کی جلدی کرتے ہیں مگر مرنے کے ساتھ ہی جب انکا قیامت کا انجام انکو دکھا دیا جاویگا تو پھر اس سے ڈر کر بجائے قیامت کی جلدی کے انہیں قیامت کے قائم نہ ہونے کی آرزو کرنی پڑے گی۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا

کہہ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی مہر کے خزانے تو مقرر موند رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جاویں اور ہے انسان دل کا تنگ

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے قریش کی ان باتوں کا ذکر فرمایا تھا جن باتوں کا ضد سے معجزہ کے طور پر وہ ظاہر ہونا چاہتے تھے ان باتوں میں قریش نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر صفا پہاڑ سونے کا ہو جاویگا تو ہم مسلمان ہو کر اس سونے کو ہر طرح سے اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے یہ اسکا جواب اللہ نے دیا ہے کہ ایک صفا پہاڑ تو کیا دنیا میں جتنی سونے چاندی کی کانیں اللہ تعالیٰ کے خزانہ کی موجود ہیں ان سب کے یہ مالک بنجاویں جب بھی خرچ کرنے میں دل تنگی کریں گے کیونکہ ہر انسان کی جبلی عادت میں یہ بات داخل ہی کہ وہ مال کے خرچ کرنے میں تنگ دلی کرتا ہے یہاں بعضے مفسرین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ بعضے آدمی ذاتی سخی ہوتے ہیں پھر سب آدمیوں کو جو آیۃ میں دل تنگ فرمایا گیا ہے اس کا کیا مطلب ہے جواب اس اعتراض کا یہی کہ اہل دنیا دنیا کی نمود کے لئے اور دیندار دین کے اجر کے لئے سخاوت کرتے ہیں یہ اوپری سبب ہیں جنکے تصور سے آدمی میں سخاوت آجاتی ہے ورنہ ہر دل میں مال کی محبت ہے جسنے دل کو پیدا کیا ہی اس سے بڑھ کر دل کا حال کون جان سکتا ہے اسی واسطے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی جو روایۃ ہے اس میں آنحضرت

منزل ۴

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آدمی کا پیٹ مال سے اسوقت تک نہیں بھرتا جبتک قبر کی مٹی اسکے پیٹ میں نہ بھر جاوے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْــَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ
اور ہمنے دین موسیٰ کو نو نشانیاں صاف پھر پوچھ بنی اسرائیل سے جب آیا وہ انکے پاس تو کہا اسکو فرعون نے

اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۝
میری اٹکل میں موسیٰ تجھپر جادو ہوا

مسند امام احمد حنبل ترمذی نسائی ابن ماجہ اور تفسیر ابن جریر میں اس آیۃ کی شان نزول صفوان بن عسال کی روایۃ سے یوں بیان کی گئی ہی کہ دو یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان نو معجزوں کی تفصیل پوچھی جنکا ذکر اس آیۃ میں ہے تو آپ نے فرمایا شرک نہ کرنا چوری نہ کرنا بدکاری نکرنا قتل بیجا نکرنا جادو نہ کرنا سود نہ کھانا بادشاہ وقت سے چغلی نہ کھانا پارسا عورتوں پر بدکاری کا بہتان نہ لگانا دین کی لڑائی سے نہ بھاگنا یہ جواب سنکر ان یہودیوں نے آنحضرت کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا اور کہا بلاشک آپ نبی ہیں آپ نے فرمایا جب تم مجھکو سچا نبی جانتے ہو تو پھر مجھپر ایمان کیوں نہیں لاتے اونھوں نے کہا ہم اپنی قوم کے لوگوں سے ڈرتے ہیں کہ وہ ہمکو مار ڈالینگے اگرچہ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے لیکن عماد الدین حافظ ابن کثیر نے اس تفسیر پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ شان نزول عبارت قرآن کے مخالف ہے کیونکہ قرآن کی آیۃ سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ نو معجزے جنکا ذکر آیۃ میں ہے فرعون کے غرق ہونے سے پہلے فرعون کے جیتے جی حضرت موسے کو ملے اور وہ معجزے حضرت موسے نے فرعون پر ظاہر کئے اور فرعون نے وہ معجزے دیکھکر حضرت موسے کو جادو میں آلودہ بتلایا اور حضرت موسے نے فرعون سے کہا کہ نہیں جادو میں آلودہ ہوں اور نہ یہ نو باتیں جادو ہیں بلکہ تیرا دل ہی جانتا ہے کہ جادو ایسا نہیں ہوتا خدا کی طرف کے یہ معجزے ہیں پھر اوپر کی حدیث میں جن باتوں کا ذکر ہے وہ باتیں آیۃ کی تفسیر نہیں ٹھہرائی جاسکتی ہے کس واسطے کہ جن باتوں کا ذکر حدیث میں ہے نو باتیں وہ اور ایک ہفتہ کے دن کی تعظیم کا حکم یہ دس حکم تو وہ ہیں جو توراۃ کے شروع میں لکھے جاتے اور یہ ظاہر بات ہے کہ توریت تو فرعون کی ہلاکت کے ایک عرصہ کے بعد نازل ہوئی ہے غرض اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک شخص عبد اللہ بن سلمہ کے حافظہ میں فتور ہے اس سبب سے بجائے دس احکام کے نو معجزوں کا ذکر حدیث میں عبد اللہ بن سلمہ کی غلطی سے ہو گیا ہے آیۃ میں جن نو معجزوں کا ذکر ہے وہ وہی نو باتیں ہیں جنکا ذکر خود اللہ تعالے نے سورۃ الاعراف اور سورہ طٰہٰ میں کیا ہے کہ وہ نو باتیں عصا ید بیضا جوں اور ٹڈیوں اور مینڈکوں اور پانی کا خون ہو جانے کا عذاب اور طوفان اور قحط اور باغات کے پھل کے خراب ہو جانے کا خزانوں کے پتھر ہو جانے کا عذاب یہ سب باتیں ہیں چنانچہ تفسیر عبد الرزاق تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے چند روایتیں آیۃ کی تفسیر کی جو ہیں اون میں نو نشانیاں انہی باتوں کو ٹھہرایا گیا ہے جن کا ذکر سورہ اعراف اور سورہ

منزل ۴

سورہ طہ میں بھی اد جا رہم اس کا مطلب ہے کہ جب موسے علیہ السلام فرعون اور اسکی قوم کی ہدایت کے لیے رسول بنکر آئے
اوسوقت موسے علیہ السلام کو یہ نو نشانیاں معجزے کے طور پر دی گئی تھیں۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ أَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ إِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ

بولا تو جان چکا ہے کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں مگر آسمان اور زمین کے صاحب نے سوجھانے کو اور میری اٹکل میں

يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ۝ فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَفِزَّهُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَعَهُ جَمِيعًا ۝

فرعون تو کھپا چاہتا ہے پھر چاہا کہ انکو چین نہ دے اس زمین میں پھر ڈبا دیا ہمنے اسکو اور اسکے ساتھ والونکو سب

وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ۝

اور ہمنے کہا اسکے پیچھے بنی اسرائیل کو بسو تم زمین میں پھر جب آویگا وعدہ آخرت کا لے آوینگے ہم تمکو سمیٹ کر

اللہ تعالی نے اوپر کی آیتمیں یہ ذکر فرمایا تھا کہ ہمنے موسے علیہ السلام کو نو نشانیاں دیکر فرعون کے پاس رسول بناکر بھیجا تھا مگر فرعون نے حضرت موسے کو جادوگر تصور کیا حضرت موسے نے فرمایا کہ اے فرعون کیا تو نہیں جانتا کہ یہ نشانیاں اسنے اوتاری ہیں جو آسمان اور زمین سارے جہان کا پیدا کرنے والا ہے اور یہ نشانیاں اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ میں اللہ تعالی کا سچا رسول ہوں اور ان نشانیوں سے اللہ کی ہستی اور اسکی قدرت کا پورا پورا پتا چلتا ہے تو جو اسکا انکار کرتا ہے اور اسے نہیں مانتا مجھے جادوگر خیال کرتا ہے ان باتوں سے ضرور ہلاک ہو جاوے گا فرعون نے اس بات کو سنکر یہ ارادہ کیا کہ موسے علیہ السلام کو اور انکے ساتھ بنی اسرائیل کو جلا وطن کرکے ملک مصر سے کہیں دور نکال دیوے مگر اللہ عالم الغیب ہی اوس نے فرعون کو مع اسکے لشکر کے قلزم میں غرق کرکے ہلاک کر دیا پھر یہ فرمایا کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیدیا کہ فرعون تمہیں ملک مصر سے نکالنا چاہتا تھا تو اب تو وہ ہلاک ہو گیا تم اسکی جگہ سلطنت کرو اور مشرق سے مغرب تک جہاں چاہو بسو رہو کوئی تمہارا روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے ہاں جسوقت قریب قیامت ہوگا اور وعدہ کا دن آجائے گا اسوقت تمہیں اور تمہارے دشمنوں سب کو جزا اور سزا کے لئے دوبارہ زندہ کیا جاکر ایک جگہ اکٹھا کیا جاویگا یہ قصہ بیان فرماکر آیتہ میں اللہ پاک نے آنحضرت کو اس بات کی بشارت دی ہے کہ جس طرح فرعون چاہتا تھا کہ موسے علیہ السلام اور تمام بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکال دیوے مگر اسکا کچھ بس نہ چلا خدا کے سامنے مجبور ہو گیا اور اسکے ہلاک ہونے کے بعد بنی اسرائیل اسکے ملک اور مال پر قابض ہو گئے اسی طرح مشرکین چاہتے ہیں کہ آپکو اور آپکے صحابہ کو سرزمین مکہ سے علیحدہ کردیں مگر آخر کار مکہ پر تمہارا اور تمہارے صحابہ کا قبضہ ہوگا اور یہ مکہ کے مشرک لوگ مغلوب ہوجاوینگے فرعون اور اسکے لشکر کے غرق ہونے کا قصہ قرآن میں کئی جگہ ہے۔ یہ تو سورہ بقر میں گزر چکا ہے کہ اسرائیل یعقوب علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل انکی اولاد کو کہتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی مصر کی سکونت کے سبب سے بنی اسرائیل ملک شام سے مصر میں آگئے اور یوسف علیہ السلام کی

منزل ۴

وفات کے بعد بنی اسرائیل مصر مین ذلیل حالت سے رہتے تھے اسیلئے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ مصر سے بنی اسرائیل کو ساتھ لیجا کر انکے قدیمی وطن ملک شام مین اونہین آباد کردو اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام فرعون سے کہتے تھے کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ کردے اگرچہ فرعون نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالدینا چاہتا تھا لیکن ضد کے مارے جب فرعون نے بنی اسرائیل کو موسے علیہ السلام کے ساتھ کردینے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے موسے علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ ایک رات بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر مصر سے چلے جاوین موسے علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل کی فرعون نے بنی اسرائیل کے مصر سے چلے جانے کی خبر سنکر انکا پیچھا کیا اور دریائے قلزم پر انکو جا پکڑا اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسے علیہ السلام نے دریا کے پانی پر اپنا عصا مارا جس سے دریا مین راستہ ہوگیا موسیٰ علیہ السلام تو بنی اسرائیل کو لیکر اس رستے سے دریا پار ہوگئے مگر فرعون نے جب اُس رستے سے دریا پار ہونے کا قصد کیا تو وہ مع اپنے لشکر کے ڈوب کر ہلاک ہوگیا۔ اس قصہ کو مختصر طور پر فاغرقناہ ومن معہ جمیعا کے لفظون سے بیان فرمایا ہے۔ صحیح بخاری مین عبداللہ بن مسعود سے اور صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے جو روایتین ہین اُنکا حاصل یہ ہے کہ کعبہ کے گرد جو بت رکھے تھے فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے مار مار کر زمین پر گرادیا حضرت موسے علیہ السلام اور فرعون کے قصہ مین اللہ تعالیٰ نے جو بشارت اپنے رسول کو دی تھی اُسکا ظہور ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق مشرکین مکہ کو ایسا مغلوب کردیا کہ وہ اپنے جھوٹے معبودون کو ذلت سے نہ بچا سکے

وَبِالْحَقِّ أَنزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ

اور سچ کے ساتھ اتارا ہمنے یہ قرآن اور سچ کے ساتھ اُترا اور تجکو بھیجا ہمنے سو خوشی اور ڈر سناتا اور پڑھنے کا وظیفہ کیا ہمنے

لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا ۝

اُسکو بانٹ کر کہ پڑھے تو اُسکو لوگو نپر ٹہر ٹہر کر اور اُسکو ہمنے اتارتے اتارا

یہان حق کا مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن بالکل محفوظ ہے خدا کے پاس سے آنے مین کوئی کمی بیشی اس مین نہین ہوئی جبرئیل امین خداوند جل جلالہ کے پاس سے جون کا تون لائے پھر فرمایا کہ جو لوگ ایمان دار ہین اور تمھارے تابع اور مطیع ہین تم اُنکو خوشخبری سنانے والے ہو کہ نہین اُنکے نیک اعمال کا بدلہ آخرت مین اچھا ملے گا اور جنت اُنکے ہی واسطے تیار ہوئی ہے اور جو لوگ تمھاری نافرمانی کرتے ہین اور تمہین جھٹلاتے ہین آپ اُنکے واسطے خوف سنانے والے ہین کہ آخرت مین انکا نتیجہ اور انجام اچھا نہین ہوگا دوزخ اُنکے واسطے مقرر ہے۔ پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی کہ ہمنے قرآن کو ایکبارگی نہین اُتارا بلکہ تھوڑا تھوڑا کرکے جب جس بات کی ضرورت ہوئی ویسی ہی آیتین نازل کین تاکہ تمہین لوگون کو سنانا آسان ہو اور پہلے اس قرآن کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اُتارا پھر حسب ضرورت ۲۳ سال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا نسائی مستدرک حاکم وغیرہ کی صحیح روایتہ مین حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ قرآن

شب قدر کو رمضان کے مہینے میں پہلے پورا ایک ہی دفعہ میں آسمان دنیا پر اتار اگیا پھر جب مشرک کوئی نئی بات کرتے تھے تو اللہ پاک اونکا جواب دیتا رہا غرض کہ ۲۳ برس کی مدت میں تھوڑا تھوڑا ہو کر سارا نازل ہوا مکث کا یہی مطلب ہے کہ مدت دراز میں قرآن نازل ہوا چالیس برس کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ہوئی قیام مکّہ کے تیرہ برس میں سے پہلے تین برس میں تہوڑی کم آیتیں قرآن کی نازل ہوئیں اور کچھ دنوں وحی بند بھی رہی پھر دس برس تک متواتر وحی نازل ہوتی رہی۔

...... حاصل کلام یہ ہے کہ جن روایتوں میں یہ ذکر ہے کہ دس برس تک قرآن مکّہ میں نازل ہوا اور دس برس تک مدینہ میں ان روایتوں میں متواتر وحی کا زمانہ لیا گیا ہے اور جن روایتوں میں ۲۳ برس تک قرآن کے نازل ہونیکا ذکر ہے اُن میں قیام مکّہ کے وہ تین برس بھی لئے گئے ہیں جن کا ذکر اوپر گزرا۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے جو روایت ہے اسکی یہ بات تو صاف ہے کہ ۶۳ برس کی عمر میں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس لئے یہی بات صحیح ہے کہ چالیس برس کی عمر میں آپ نبی ہوئے اور ۲۳ برس تک آپ پر قرآن نازل ہوا کیونکہ بیس برس تک قرآن کے نازل ہونے کی مدت لیجاوے تو آپ کی عمر ساٹھ برس کی قرار پاتی ہے جو حضرت عائشہؓ کی صحیح روایت کے برخلاف ہے۔ سورۃ الجن میں آویگا کہ قرآن شریف کے نازل ہونے کے زمانے میں آسمان و زمین پر وحی کی حفاظت کا بڑا انتظام تھا۔ آسمان پر جگہ جگہ فرشتے تعینات تھے جو چوری سے وحی کی خبر سننے والے جنات پر چاروں طرف سے انگارے برساتے تھے اور آسمان سے زمین پر جب وحی آتی تھی تو اوس کے اردگرد فرشتے اس بات کی چوکسی کرتے تھے کہ اسمیں کوئی شیطانی دخل نہ ہونے پاوے سورۃ الجن کی آیتوں سے ونزلناہ تنزیلا کا یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآن خود نہیں بنایا بلکہ ایک خاص انتظام کے ساتھ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ جو ہر طرح کی کمی بیشی سے بالکل دور ہے۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝

کہہ تم اوسکو مانو یا نہ مانو جنکو علم ملا ہے اوس کے آگے جب اونکے پاس اوسکو پڑہئے گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب بیشک ہمارے رب کا وعدہ البتہ ہوتا ہے اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے اونکو عاجزی

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تم ان کافروں سے جو تم سے طرح طرح کی فرمائش اور معجزے مانگتے ہیں کہدو کہ تم قرآن شریف پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ پہلی کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے اس لئے اسکو وہ لوگ مانتے ہیں جو توریت و انجیل سے واقف ہیں جیسے ورقہ بن نوفل اور عبد اللہ بن سلام وغیرہ لوگ اللہ کے رسول صلعم کو سچا جانتے ہیں اور جب ان لوگوں کے روبرو قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاک ہے پروردگار ہمارا بیشک اوس کا وعدہ سچا ہے وہ سجدہ میں روتے ہیں اور عاجزی اونکی زیادہ ہوتی ہے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ

منزل ۴

پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے کہ اگر یہ مشرکین مکہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے تو پڑے نہ لاؤ تم پروا نکرو یہ بہن کس گنتی میں اہل علم تو ایک دانشمند ہیں اور جب وہ اس قرآن کو سنتے ہیں تو روتے ہیں اور عاجزی کرتے ہیں۔ یہ بھی اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو شخص تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے رووے گا حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ اوسکو سورج کی گرمی سے بچانے کے لئے سایہ میں جگہ دیوے گا صحیح سند سے ترمذی نسائی مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو اللہ کے ڈر سے رویا وہ دوزخ میں نہ جاویگا یہانتک کہ دودھ تھنوں میں پھر کر نہ جاوے معتبر سند سے ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ دو آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہ چھوویگی ایک وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے آنسو بھر لائے دوسری جس نے خدا کے راستے میں تمام رات پہرہ دیا سورۃ المائدہ میں توراۃ کے حصے استثنا کے باب ۳۳ اور انجیل یوحنا کے باب ۱۴ کے حوالے سے نبی آخر الزمان کے پیدا ہونے اور نبی ہونے کی اُن بشارتوں کا ذکر گزر چکا ہے جو توراۃ انجیل میں ہیں ان آیتوں میں اُن ہی اہل کتاب کا ذکر ہے جو ان بشارتوں کے پورے پابند تھے اور قرآن شریف کے نازل ہونے سے پہلے اپنی کتابوں میں نبی آخر الزمان کا اور قرآن کا حال پڑھکر اُن کا دل نرم ہوتا اور انکو رونا آتا تھا مثلاً جیسے نجاشی اور اوسکے ساتھیوں کے رونے کا ذکر سورۃ المائدہ میں گزرا یا مثلاً جیسے ورقہ بن نوفل جس کا قصہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہے جسکا حال یہ ہے کہ یہ شخص بت پرستی چھوڑکر نصرانی ہوگیا تھا جب ابتداء وحی کے زمانہ میں حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات اس شخص سے کرائی تو اُس نے آنحضرت کا حال سنتے ہی آپ کی نبوت اور وحی کو مان لیا اور متواتر قرآن کے نازل ہونے اور قریش کی مخالفت اور ہجرت کا زمانہ آنے تک اپنی زندگی کی تمنا کی لیکن اس قصے کے تھوڑے دنوں بعد اس شخص کا انتقال ہوگیا۔ یا وہ جنھوں نے اپنی کتابوں میں تو قرآن کا حال پڑھا تھا اگر پھر قرآن کے نازل ہونے کا پورا زمانہ بھی پایا مثلاً جیسے عبداللہ بن سلام کہ انھوں نے قرآن کو خود بھی کلام الٰہی جانکر اسلام قبول کیا اور اپنے قبیلہ کے یہود بنی قینقاع کو بھی قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے اقرار کی نصیحت کی چنانچہ صحیح بخاری کی انس بن مالک کی روایت میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے ایسے لوگوں کو دو شریعتوں پر عمل کرنے کے سبب سے قیامت کے دن دوہرا اجر ملیگا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی ابوموسیٰ اشعری کی حدیث میں اسکا ذکر تفصیل سے آیا ہے ان کان وعد ربنا لمفعولا اسکا مطلب یہ ہے کہ ان اہل کتاب میں سے جن نیک لوگوں نے قرآن کے نازل ہونے کا زمانہ نہ پایا وہ یہ کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ قرآن کی شان میں جو باتیں موبہہ سے نکالتے ہیں اللہ اور اُس کا کلام اُن سے دور ہے بلکہ اللہ نے یہ قرآن اُسی وعدہ کے موافق نازل فرمایا جس وعدہ کا ذکر توراۃ و انجیل میں ہے۔ پہلا سجدہ اس وعدہ کے پورا ہونے کے شکریہ کا ہے اور دوسرا سجدہ جنت اور دوزخ کے حال کی آیتیں سنکر جنت کی امید پر اور دوزخ کے خوف سے ہے اسی واسطے دوسرے سجدے میں عاجزی زیادہ اور دوزخ کے خوف سے رونا بھی ہے وہ لوگ اس طرح غش کہانے

منزل ۴

والے شخص کی طرح بے تاب ہو کر سجدہ مین گرتے تھے کہ انکی ٹھوڑیان بھی زمین پر ٹک جاتی تھین اسیواسطے سجدہ مین ٹھوڑی کا ذکر فرمایا یہ قرآن شریف میں تلاوت کا چوتھا سجدہ ہے اور اس سجدہ کی بابت سلف مین کچھ اس طرح کا اختلاف نہیں ہے جس طرح کا اختلاف سورہ الحج کے دوسجدون میں آویگا۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ

کہہ اللہ کو پکار دیا رحمٰن کو۔ جو کہکر پکاروگے سو اسی کے ہین سب نام خاصے

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اللہ یا رحمٰن کہکر دعا مانگا کرتے تھے یہ سنکر مشرکین مکہ کہنے لگے کہ ہمکو تو محمد اکیلے اللہ کی عبادت کرنے اور اسی سے دعا مانگنے کو کہتے ہین اور خود دو معبودون کا نام لیکر دعا مانگتے ہیں اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمایا کہ شریعت الٰہی مین اللہ تعالیٰ کے جو نام آچکے ہین دعا کے وقت لئے جاسکتے ہین ہان ان مشرکون نے لفظ اللہ سے لات اور لفظ منان سے منات تراش کر بتون کے نام جو رکھے ہین جن بتون کو یہ اللہ کا شریک جانتے ہیں اوس سے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ان مشرکون کو منع کرتے ہین صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ایک کم سو نام ہیں جو شخص انکو یاد کرے گا وہ جنت مین جاویگا یہ وہی مشہور نام ہین جو اکثر لوگون کو یاد ہیں اللہ کے نامون کی زیادہ تفسیر سورۃ الاعراف مین گزر چکی ہے۔

منزل ۴

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور تو نہ پکار اپنی نماز میں اور نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈھ لے اسکے بیچ مین راہ اور کہہ سراہیے اللہ کو

الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۧ

جسنے نہین رکھی اولاد اور نہ کوئی اسکا ساجھی سلطنت میں اور نہ کوئی اسکا مددگار ذلت کے وقت پر اور اسکی بڑائی کر بڑا جانکر

صحیحین مین اس آیۃ کی شان نزول کے باب میں دو قول ہیں ایک قول امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ غلبہ اسلام سے پہلے جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مین بلند آواز سے نماز مین قرآن شریف پڑھا کرتے تھے تو مشرکین قرآن کو برا بھلا کہا کرتے تھے یہ بات اللہ تعالیٰ کو ناگوار ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ بات نازل فرمائی اور فرمادیا کہ اوسط درجہ کی آواز سے قرآن شریف پڑھا کرو نہ ایسی بلند آواز سے ہو کہ مشرکین سنکر برا بھلا کہوین نہ ایسا آہستہ ہو کہ قرآن کے سننے کے مشتاق صحابہ بھی قرآن کے سننے سے محروم رہ جاوین دوسرا قول حضرت عائشہ کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دعا اوسط درجہ کی آواز سے مانگنے کے حکم مین یہ آیت نازل ہوئی ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین ان دونون قولون کا اختلاف یون رفع کردیا ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے جو قرأت قرآن کو بھی شامل ہے اور دعا کو بھی شامل ہے۔ بعضے مفسرین نے آیۃ ادعوا ربکم سے اس آیۃ ولا تجہر بصلاتک کو منسوخ

جو ٹھرایا ہے وہ قول صحیح نہین ہے کیونکہ صحیح بخاری و مسلم مین ابو موسیٰ اشعری سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت چیخ کر دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے اس صورت مین آیۃ ولا تجہر قرات اور دعا دونون کے حکم کو شامل ہو گئی تو اس صحیح حدیث کے موافق بہت چیخ کر دعا مانگنے کی ممانعت آیۃ سے نکلے گی یہی مطلب ادعوا ربکم کا ہے۔ پھر جب دونون آیتون مین مخالفت ہی نہیں تو ایک آیت سے دوسری آیۃ کیونکر منسوخ ہو سکتی ہے اسی واسطے سب مفسرین نے بالاتفاق جو پانچ آیتین منسوخ ٹھرائی ہین آئین یہ آیت نہین ہے ان پانچ آیتون کا ذکر تفصیل سے ایک جگہ اس تفسیر مین کر دیا گیا ہے۔ یہود عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور مشرکین مکہ اپنے بتون کی ہر وقت بڑائی کرتے رہتے تھے اسی واسطے آگے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ جس اللہ نے عزیر عیسیٰ اور ان مشرکون کے بتون کو سب کو پیدا کیا ہے بڑائی اُسی ذات کو سزاوار ہے۔ کہ جس کے نہ کوئی اولاد ہے نہ اُسکی بادشاہت مین کوئی اُسکا شریک ہے اور وہ ایسا زبردست ہے کہ وہ کسی کی مدد کا محتاج نہیں صحیح مسلم مین سمرہ رض بن جندب سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ صلعم نے فرمایا الحمد للہ اور اللہ اکبر یہ کلمے اللہ کو بہت پیارے ہین یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس آیۃ مین جو لفظ ہین وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہین۔ کیونکہ الحمد اللہ کا لفظ تو خود آیت مین موجود ہے اور اللہ اکبر کے کہنے سے کبرہ تکبیرا کی تعمیل بھی ہو جاتی ہے اور صحیح حدیث کے موافق وہ کلمہ بھی آدمی کے مونھ سے نکلتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل ختم ہوئی

منزل ۴

سورۃ الکہف مکیۃ وھی مائۃ وعشر آیات وفیہا اثنا عشر رکوعا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے۔ صحیح مسلم ترمذی ابو داؤد و نسائی وغیرہ مین ابو درداء رض سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس سورہ کی اول کی دس آیتین یاد کر لے گا وہ دجال کے فتنہ سے امن مین رہے گا۔ صحیح مسلم مین ابو درداء رض کی دوسری حدیث ہے جس مین آخر کی دس آیتون کا بھی ذکر ہے مستدرک حاکم مین ابو سعید خدری رض سے روایۃ ہے کہ اس سورہ کو جو شخص جمعہ کے دن پڑھے گا دو جمعون تک اُسکے ایمان کی روشنی بڑھ جاویگی حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۟ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا

سب تعریف اللہ کو جسنے اوتاری اپنے بندے پر کتاب اور نہ رکھی اُس مین کچھ کجی ٹھیک اوتاری تا ڈر سنادے ایک سخت آفت کا

مِّنْ لَّدُنْهُ وَ یُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۟ مّٰكِثِیْنَ فِیْهِ

اُسکی طرف سے اور خوشخبری دے یقین لانے والونکو جو کرتے ہین نیکیان کہ اُنکو اچھا نیگ ہے جس مین رہا کرین

اَبَدًاۙ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ۝ مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِھِمْ ؕ کَبُرَتْ

ہمیشہ اور ڈر سناوے انکو جو کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد کچھ خبر نہیں انکو اس بات کی نہ انکے باپ دادوں کو کیا بڑی

کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ ؕ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا ۝

بات ہے انکے منہ سے سب جھوٹھ ہے جو کہتے ہیں

صحیح مسلم کے حوالہ سے سمرہ بن جندب کی حدیث سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر میں گزر چکی ہے جس میں یہ ہے کہ الحمد للہ کا کلمہ اللہ تعالی کو بہت پیارا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف کی بعض سورتوں کے اول میں اور بعض کے آخر میں یہ کلمہ اس لئے فرمایا ہے کہ یہ اللہ کا پیارا کلمہ اسکے نیک بندوں کے موہنہ سے نکلے اور انکا عقبے کا بھلا ہوجاوے مشرکین مکہ یہ کہتے تھے کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا لیا ہے انزل علی عبدہ الکتاب سے اللہ تعالے نے انکو جھٹلایا اور فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جسکو اسنے اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے جس میں کسی طرح کی کچھ کجی نہیں عبارت اسکی ایسی ہی جسکو منکر لوگ بھی جادو کے اثر کی ایک چیز بتلاتے ہیں غیب کی خبریں اس میں کی ایسی سچی ہیں جو پہلی آسمانی کتابوں میں ہیں پہلی کتابوں کی صداقت اس میں ایسی ہے جو اسکے کلام آلہی ہونے کی پوری گواہی دیتی ہے معتبر سند سے مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیتیں سنکر جب ولید بن مغیرہ کے دل پر اثر ہوا تو اس نے کہا اس کلام میں جادو کا سا اثر معلوم ہوتا ہے یہ ولید بن مغیرہ مشرکین مکہ میں بڑا اسان مشہور تھا زیادہ حال اسکا سورۃ المدثر میں آویگا۔ اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا قصہ جس طرح توراۃ میں تھا اسی طرح قرآن کی آگے کی آیتوں میں ہے منکر قرآن لوگ قرآن کی عبارت میں جادو کا اثر جو بتلاتے تھے اسکا مطلب حضرت عبداللہ بن عباس کی اوپر کی روایۃ سے اور قرآن میں پہلی آسمانی کتابوں کی صداقت جو ہے ان قصوں سے اسکا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب انبیا کی نبوت کی مثال ایک عالیشان خوبصورت مکان کی بیان کر کے یہ فرمایا ہے کہ اس مکان میں ایک آخری اینٹ کی کسر تھی جو کسر میرے نبی ہونے کے بعد پوری ہوگئی قرآن کو قیما جو فرمایا اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف ایسا ٹھیک اوتارا جس سے نبوت کا عالیشان محل ٹھیک ہوگیا اب آگے قرآن شریف کے نازل فرمانے کا مقصد بیان فرمایا کہ یہ قرآن نافرمان لوگوں کو دوزخ کے سخت عذاب کا ڈر اور فرمانبردار لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنا دینے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے کئی جگہ روایتیں گزر چکی ہیں کہ نیک عمل کا اجر دس گونے سے لیکر سات سو تک اور بعض نیکیوں کا اجر اس سے بھی زیادہ ہے وہی حدیثیں اجرا حسنا کی گویا تفسیر ہیں۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ اور ابو سعید خدری کی روایتیں کئی جگہ گزر چکی ہیں کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ کے فرشتے جنتیوں کو ہمیشہ صحت تندرستی

منزل ۴

سے جنت مین رہنے کی خوشخبری سنادین گے - یہ روایتین ماکثین فیہا ابداً کی گویا تفسیر ہین - پھر فرمایا جو لوگ اتنی بڑی جھوٹی بات مونہہ سے نکالتے ہین کہ اللہ کو صاحب اولاد ٹھہراتے ہین انکے اور انکے بڑون کے پاس ان بے ٹھکانے باتون کی کچھ سند نہین ہے اسلئے انکو دوزخ کے سخت عذاب کا ڈر سنادیا جاوے - صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث کئی جگہ ذکر کی گئی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو دوزخ کے عذاب کا جو حال معلوم ہے اگر وہ مین پورا لوگون کے روبرو بیان کردون تو سوائے رونے کے لوگون سے دنیا کا اور کام نہ ہوسکے - اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ قرآن شریف مین جہان کہین دوزخ کے سخت عذاب کا ذکر آیا ہے اسکی پوری تفسیر علمائے امت کی طاقت سے باہر ہے کیونکہ دنیا کا انتظام قائم رہنے کے لئے اس کا پورا حال اللہ کے رسول نے اللہ کے حکم سے امت کے لوگون سے بیان نہین کیا -

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا

سو کہین تو گھونٹ ڈالے گا اپنی جان انکے پیچھے اگر وہ نہ مانین گے اس بات کو پچتا پچتا کر ہمنے بنایا ہے

مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝

جو کچھ زمین پر ہے اسکی رونق تا جانچین لوگونکو کون انمین اچھا کرتا ہے کام

تفسیر ابن جریر اور سیرۃ محمد ابن اسحاق مین حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایۃ سے جو شان نزول اس سورۃ کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ قریش نے چند آدمیون کو یہود کے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ یہود کچھ مشکل باتین قریش کو ایسی بتلادین جنکو قریش آنحضرت سے امتحان کے طور پر پوچھین یہود نے تین باتین بتلا کر یہ کہا کہ اگر ان باتون کا جواب محمدؐ دیدیوین تو جان لینا کہ وہ بلاشک سچے نبی ہین ایک تو روح کا سوال تھا کہ روح کیا چیز ہے اور دوسرا یہ سوال تھا کہ وہ کونسے چند شخص ہین جو دنیا مین جیتے جی غائب ہوگئے ہین تیسرا یہ سوال تھا کہ وہ کون شخص ہے جس نے دنیا بھر کا سفر کیا ہے جب یہود کے سکھلانے سے قریش نے آنحضرت سے یہ باتین پوچھین تو آپ نے وحی کے بھروسہ پر یہ وعدہ کیا کہ کل تک ان باتون کا جواب دیدون گا انشاء اللہ کہنا آپکو اس وعدہ کے وقت یاد نہ رہا اللہ تعالی کو آپکا بغیر انشاء اللہ کہنے کا وعدہ پسند نہین آیا اس لئے پندرہ روز تک وحی نازل نہیں ہوئی وحی کے نازل نہ ہونے سے آپکو بڑا رنج ہوا آخر سولھوین دن سورہ بنی اسرائیل مین کی وہ آیۃ جس مین روح کا حال ہے اور یہ سورۃ جس مین اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال ہے یہ دونو باتین نازل ہوئین ان باتون کو سنکر بھی جب قریش اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج ہوا جس کا ذکر اس آیۃ مین ہے اور اس رنج کے دور کرنے کے لئے آخری آیۃ مین فرمایا کہ دنیا کے عیش وآرام کو اللہ تعالی نے اسی امتحان کے لئے پیدا کیا ہے کہ بہت لوگ دنیا کی راحت کو اپنے پیدا ہونے کا مدار قرار دیکر آخرت سے مرتے دم تک بے خبر رہین گے اور کچھ لوگ دنیا کے عیش وآرام کو ناپایدار سمجھ کر عقبیٰ کی بہبودی کے کام

منزل ۴

میں لگے رہویں گے پھر اسے رسول اللہ کے تمہارے رنج کرنے سے اللہ کے انتظام کے برخلاف تمام اہل مکہ کو کیونکر ہدایت ہو سکتی ہے صحیح بخاری و مسلم میں عمرو بن عوف سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کی تنگدستی سے نہیں ڈرتا بلکہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرے بعد انکو دنیا کی راحت ملے اور وہ دنیا کی راحت میں پھنس کر پچھلی امتوں کی طرح ہلاک نہ ہو۔ آخری آیۃ میں دنیا کی راحت کو جانچ کی چیز جو فرمایا اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ کی جو حدیث ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی ایک دفعہ انشاء اللہ نہ کہنے سے رنج پہونچا تھا چنانچہ ایک روز کسی ذکر میں حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ آج میں اپنی نوّے عورتوں سے مباشرت کروں گا تو نوّے لڑکے خدا کی راہ میں لڑنے والے پیدا ہونگے حضرت سلیمان انشاء اللہ کہنا بھول گئے اس لئے ایک ہی عورت کو حمل رہا وہ بھی کچا ہی ساقط ہو گیا آنحضرتؐ نے فرمایا اگر سلیمانؑ انشاء اللہ کہتے تو ضرور نوّے لڑکے پیدا ہوتے غرض آیندہ کی بات پر آدمی کو انشاء اللہ تعالے کہنا ضرور ہے تاکہ اللہ کی مدد سے وہ بات پوری ہو جاوے۔

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًاؕ

اور ہمکو کرنا ہے جو کچھ اسپر ہے میدان چھانٹ کر

اوپر دنیا کی زیب و زینت کا ذکر فرما کر اس آیۃ میں فرمایا کہ ہم اسکو زینت و رونق کے بعد ایسا تباہ اور برباد کر دیں گے کہ ساری زمین ایک چٹیل میدان رہجاوے گی۔ قتادہ کا قول ہے کہ صعید اس زمین کو کہتے ہیں جس میں کسی طرح کی روئیدگی نہ ہو صحیح مسلم میں جابر بن عبد اللہؓ سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے حق میں فرمایا سو برس کے اندر ان میں سے شاذ و نادر کوئی زندہ رہے گا صحیح بخاری میں ابو ہریرہؓ کی اور صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمرؓ بن العاص کی روایۃ سے جو حدیثیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ بازاروں میں کپڑوں کے تھان جنگل میں کھیتیاں باغ حوض نہریں سب کچھ یوں ہی پڑا رہے گا کہ یکایک پہلے صور کی آواز سے سب مخلوقات بالکل فنا ہو جاویگی صحیح بخاری میں سہل بن سعدؓ اور صحیح سند سے شعب الایمان بیہقی میں عبد اللہ بن مسعودؓ کی جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ جس زمین پر لوگونکا حشر قائم ہوگا اُسپر کھیتی باغ پہاڑ مکان دنیا کی زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز نہ ہوگی نہ اس زمین پر کسی گنہ گار شخص نے کوئی گنہ کیا ہوگا مطلب یہ ہے کہ یہ زمین فنا ہو کر حشر کے لئے دوسری نئی زمین پیدا ہو گی ان حدیثوں کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سو برس کے اندر مکہ کے اُن لوگوں میں سے کوئی شخص باقی نہ رہے گا جو مکہ کے پہاڑوں کے دور ہٹ جانے اور انکی جگہ کھیتی کے لئے زمین کے نکل آنے کی اور مکہ میں نہروں کے جاری ہو جانے کی تمنا رکھتے ہیں اور پھر انکی نسل میں سے جو لوگ پہلے صور کے زمانہ میں ہونگے کھیتیاں باغ نہریں سب کچھ چھوڑ کر مرجاویں گے اور پھر آخر کو یہ زمین ہی نہ رہویگی جسپر کھیتی کیجاتی ہے باغ لگائے جاتے ہیں نہریں جاری کی جاتی ہیں یہ ان لوگوں کی بڑی نادانی ہے کہ انکو ہمیشہ سرسبز رہنے والے باغوں ہمیشہ جاری رہنے والی نہروں کے قبضہ میں لانے کی تدبیر بتلائی جاتی ہے اور یہ لوگ اس سے غافل اور چھوڑ جانے کی چیزوں کی تمنا میں لگے

منزل ۴

ہوئے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے شداد بن اوس کی معتبر روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ شخص ہے جو مرنے سے پہلے مرنے کے بعد کے لئے کچھ سامان کر لیوے اور نادان وہ شخص ہے جو
اس سامان سے عمر بھر غافل رہے اور مرنے کے بعد بہبودی کی توقع رکھے۔ اہل مکہ میں کے جن لوگوں کی نادانی کا ذکر اوپر
گزرا انکی حالت اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا
کیا خیال رکھتا ہے کہ غار اور کھوہ والے ہماری قدرتوں میں اچنبھا تھے جب جا بیٹھے وہ جوان اس کھوہ میں پھر بولے
رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ
اے رب دے ہمکو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے کام کا بناؤ پھر تھپک دئے ہمنے انکے کان اس کھوہ میں
سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝
کئی برس گنتی کے پھر ہمنے انکو اٹھایا کہ معلوم کریں دو فرقوں میں کسنے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ رہے

ع ۱۴

ان آیتوں میں اصحاب کہف کے قصہ کی بابت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کھوہ والوں کا قصہ ہماری قدرت
کے روبرو عجیب بات نہیں ہے کس لئے کہ آسمان و زمین کی پیدائش رات دن کا بدلنا چاند سورج اور اسکے سوا بڑی بڑی
نشانیاں ہماری قدرت کی ہیں جو اصحاب کہف کے قصہ سے بھی عجیب ہیں سیرۃ محمد بن اسحاق تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ
میں ان آیتوں کی تفسیر کے متعلق جس قدر قصہ مجاہد سے ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ کہف کے معنے غار کے ہیں اور جو لوگ غار
میں چھپے عیسائی تھے روم کے بت پرست دقیانوس بادشاہ نے ان لوگوں کو عیسائی مذہب چھوڑ کر بت پرستی اختیار کرنے
کے لئے ایک مہلت دی تھی اس مہلت میں یہ غار میں جا چھپے اور اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے انھوں نے اللہ تعالیٰ
سے وہ دعا مانگی جسکا ذکر ان آیتوں میں ہے انکی یہ دعا قبول ہوئی اور وہ باوجود تلاشی کے دقیانوس کے سپاہیوں کو
نظر نہ آئے اور اللہ کے حکم سے ان اصحاب کہف کو اس غار میں ایسی نیند آئی کہ تین سو برس تک انکی آنکھ نہ کھلی جب یہ اصحاب کہف
اسوقت کے لوگوں کو نظر نہ آئے تو ان لوگوں نے اصحاب کہف کے نام اور انکے غائب ہوجانے کی تاریخ یہ سب حال ایک تختے
پر کندہ کرا کے اوس غار میں وہ پتھر رکھدیا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے صحیح قول کے موافق اسی پتھر کے کندہ کو رقیم فرمایا
کیونکہ جس طرح قتیل مقتول کی جگہ بولا جاتا ہے اسی طرح رقیم مرقوم کی جگہ بولا جاتا ہے انکے غائب ہوجانے کے زمانہ کا تو
کوئی شخص اس تین سو برس کے عرصہ میں زندہ نہیں رہا کہ انکے غائب ہوجانے کی صحیح تاریخ اسکو یاد ہوتی اسلئے اصحاب
کہف کی قوم کے نئے لوگوں میں دو گروہ ہوگئے ایک گروہ انکے غائب ہوجانے کی مدت کچھ بتلاتا تھا اور دوسرا کچھ اس اختلاف
کے رفع ہوجانے کے لئے اللہ کے حکم سے اتنے عرصہ میں انکی آنکھ کھلی باقی کا قصہ آگے کی آیتوں میں آتا ہے لنعلم ای الحزبین
اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دنیا میں اس گروہ کا حال ظاہر ہوجاوے جسنے اس پتھر کے

کندے کے موافق اس قصہ کی صحیح تاریخ یاد رکھی ورنہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہیں ہے چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا

ہم سنادیں تجکو انکا احوال تحقیق وہ کئی جوان ہیں کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہمنے انکو سوجھ اور گرہ دی انکے

عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ

دل پر جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب آسمان و زمین کا　　نہ پکارینگے ہم اسکے سوا کسی کو ٹھاکر　　تو کہی بات

اِذًا شَطَطًا ۝ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ

بات عقل سے دور یہ ہماری قوم ہے پکڑے ہیں انھوں نے اسکے سوا اور معبود کیوں نہیں لاتے انکے واسطے کوئی سند کھلی

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى

پھر اس سے گنہگار کون جنے باندھا اللہ پر جھوٹ　　اور جب تمنے کنارہ پکڑا انسے اور جنکو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا اب جا بیٹھو

الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَــيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝

اس کھوہ میں پھیلا دے تمپر رب تمہارا کچھ اپنی مہر سے اور بنا دے　　تمکو تمہارے کام کا　　آرام

منزل ۴

اوپر مختصر طور پر قصہ کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں اسکی تفصیل بیان فرمائی۔ حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے یہود کے سکھانے سے قریش نے تم سے ان چند جوان شخصوں کا قصہ جو پوچھا ہے جو چنے جی غائب ہو گئے وہ صحیح قصہ یوں ہے کہ ان چند جوانوں کی ساری قوم تو بت پرست تھی مگر یہ چند جوان اللہ کی وحدانیت اور عیسائی دین پر قائم تھے پھر فرمایا جبکہ بت پرست بادشاہ دقیانوس نے بت پرستی اختیار کرنے کے لئے ان جوانوں کو بلا کر اپنے سامنے کھڑا کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکی ثابت قدمی بڑھا دی اور انکے دلوں کو خوب مضبوط کر دیا جس سے انھوں نے دقیانوس کو یہی جواب دیا کہ ہم سوا اللہ تعالیٰ کے بتوں کے معبود ہونے کا خلاف عقل اقرار ہرگز زبان پر نہیں لا سکتے کیونکہ یہ بات تو ہر ایک کی سمجھ میں آتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا تو اسکے شکریہ میں انسان پر اکیلے اللہ کی تعظیم واجب ہے ہماری قوم کے لوگ اللہ کی تعظیم میں اوروں کو جو شریک کرتے ہیں انکے پاس اسکی کوئی ایسی سند نہیں جو ہر ایک کی سمجھ میں آوے پھر بے سند بات کو دین ٹھہرانا اللہ پر یہ جھوٹ باندھنا ہے کہ یہ بے سند دین اللہ کا ٹھہرایا ہوا ہے دنیا کے حاکموں پر کوئی جھوٹ باندھے تو وہ اسکو مجرم قرار دیتے ہیں اسلئے ایسے شخص سے بڑھکر کوئی مجرم دنیا میں نہیں ہو سکتا جو سب سے بڑے حاکم پر جھوٹ باندھے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اب اپنے پیدا کرنے والے

کی تنظیم مین جو شخص دوسرون کو شریک کرکے اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین فرق ڈالے اُس سے بڑھکر دنیا مین کوئی گنہگار نہین اِس
حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ بے سند شرک مین پھنسنا اِس سے بڑھکر دنیا مین کوئی گناہ نہین - مجاہد کے
قول کے موافق اِس قصہ مین یہ بھی ہے کہ اِن جوانون کی یہانتک کی باتین سنکر دقیانوس نے اِن جوانون سے یہ کہا کہ تمہاری
جوانی پر مجھکو ترس آتا ہے اسواسطے مین تمہارے قتل کرنے مین جلدی نہین کرتا لیکن تم کو مہلت دیتا ہون اگر اِس مہلت کے
بعد تم نے قوم کا مذہب اختیار نہیں کیا تو تم کو ضرور قتل کردیا جاویگا یہ کہکر دقیانوس نے اِن جوانون کو اپنے دربار سے نکلوادیا
اِس مہلت کے زمانہ مین اِن جوانون نے اپنے دین پر قائم رہنے اور غار مین چھپ جانے کا مشورہ کیا اور اِس ارادہ کے پورا ہوجانے
مین اللہ کی رحمت پر بھروسہ کیا اسی کا ذکر آخری آیۃ مین ہے - غار مین چھپ جانے کے بعد جو اُنھون نے اللہ تعالیٰ سے
وہ دعا کی جس کا ذکر اوپر کی آیتون مین ہے وہ یہی لفظ تھے جنکا ذکر اونھون نے اپنے اِس مشورہ مین کیا تھا - صحیح بخاری و مسلم
مین ابو سعید خدریؓ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگون کی تعریف کی ہے جو بستی کے رہنے
مین دین کا خلل دیکھکر پہاڑ پر یا جنگل مین جا رہین - اِس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دین
کے خلل کے وقت ایماندار آدمی کو یہی کرنا چاہیئے - اِس قصہ کی روایۃ مین یہ بھی ہے کہ مہلت کے بعد جب یہ جوان دقیانوس
کے دربار مین حاضر نہیں ہوئے تو دقیانوس اِنکے رشتہ دار لوگون پر بہت خفا ہوا اور اِن جوانون کے حاضر کرنے کا حکم دیا جوانون
کے رشتہ دارون نے جواب دیا کہ گھرون سے تو وہ جوان چلے گئے مگر سنتے ہین کہ بستی کے پاس جو پہاڑ ہے اُسکے غار مین چھپ
گئے ہین یہہ سنکر دقیانوس نے غار کے موہنہ پر ایک دیوار چنوا دی تاکہ وہ جوان بھوک کے پیاس سے
اوس غار کے اندر مر جاوین مگر تقدیر آلہی کے آگے کسی کی کوئی تدبیر نہین چلتی اللہ تعالیٰ نے
اوس دیوار کو اون جوانون کی حفاظت کا ایک ذریعہ ٹھہرادیا تاکہ باہر سے کوئی اِس غار مین جاکر اون جوانون کی
نیند مین خلل نڈالے معتبر سند سے ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ مین ابو سعید خدریؓ سے اور صحیح سند سے طارق بن شہاب سے
جو روایتین ہین اُنمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظالم بادشاہ کے روبرو حق بات موہنہ سے
نکالنے مین کچھ خوف نکرے گا اُسکو قیامت کے دن بڑا اجر ملے گا - ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہہ
مطلب ہوا کہ اِن جوانون نے دقیانوس کے روبرو حق بات جو موہنہ سے نکالی وہ بڑے اجر کا کام ہے -

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ
اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ کے جاتی ہے اُنکے کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے اُنسے بائین کو
فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا
اور وہ میدان مین ہین اُسکے یہ ہے قدرتون سے اللہ کی جسکو راہ دے اللہ وہی آوے راہ پر اور جسکو بچلا دے پھر تو نہ پاوے اُسکا کوئی رفیق راہ پر لانے والا

اِس قصہ مین اللہ کی قدرت کی جس طرح اور نشانیان ہین یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن جوانون کے جسمون کو

دہوپ مینہ اور برف کے صدمہ سے بچا دیا ہے مینہ اور برف ہر روز کے صدمہ کی چیزین نہین ہیں موسمی چیزین ہیں اسواسطے فقط دہوپ کا ذکر فرمایا کہ یہ بارہ مہینے کے صدمہ کی چیز ہے بعضے علمانے غار کے دیوارون کی بلندی کو دہوپ کے غار مین نہ آنے کا سبب قرار دیا ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ دیوارون کی بلندی مینہ اور برف کو نہین روک سکتی اسواسطے یہی قول صحیح ہے کہ جس صاحب قدرت نے اوس غار سے مینہ اور برف کو روکا اوس نے دہوپ کو غار کے داہین بائین کرکے غار کو دہوپ سے بچا دیا علاوہ اسکے اون جوانون کا سونا غار کے میدان مین بیان کرکے دہوپ کے داہین بائین کر جانے کا ذکر جو آیۃ مین ہے اس سے بھی اس قول کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے تب کردینے کا اور اللہ تعالی کی قدرت کے یاد دلانے کا ذکر جو آیۃ مین ہے اس سے بھی اس قول کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالے نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت میں جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل اور جو لوگ جس انجام کے قابل پیدا ہوئے ہیں اونکو ویسے ہی کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہیں اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس آیۃ اور اور آیتون مین قدرت کی نشانیون کا جو ذکر ہے اون قدرت کی نشانیون سے وہی لوگ راہ راست پر آتے ہیں جو اللہ تعالی کے علم غیب مین جنت کے قابل ٹھہر چکے ہیں اور جو لوگ دوزخ کے قابل ٹھہر چکے ہین انکو گمراہی کے کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہیں اسلئے کوئی قدرت کی نشانی انکو راہ پر نہین لا سکتی اور اللہ تعالی کی طرف سے بھی ایسے لوگونکو راہ راست پر آنے کی توفیق نہین دیجاتی کیونکہ دنیا نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہے کسی کو مجبور کرکے راہ راست لانے کے لئے نہین پیدا کی گئی کس لئے کہ مجبوری کی حالت مین وہ امتحان اور آزمائش کا موقع باقی نہین رہتا۔

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ

اور تو جانے وہ جاگتے ہیں اور وہ سوتے ہیں اور کروٹ دلاتے ہیں ہم انکو داہنے اور بائین اور کتا انکا پسار رہا ہے اپنی

بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا

چوکھٹ پر اگر تو جہانک دیکھے انکو پیٹھ دیکر بھاگے انسے اور بھر جاوے بجھ مین انکی دہشت

یہ اور ایک قدرت کی نشانی بیان فرمائی کہ اے رسول اللہ کے اگر تم غار مین جاکر اون جوانون کو دیکھو تو یہ جانو کہ وہ جاگتے ہین کیونکہ اللہ کی قدرت سے وہ اس طرح آنکھین کھولے ہوئے سوتے ہیں کہ دیکھنے والا شخص انکو جاگتے ہوئے آدمی خیال کریگا لیکن حقیقت مین وہ سوتے ہین اور اللہ تعالی انکی داہین بائین طرف کی کروٹین بدلواتا رہتا ہے پھر فرمایا انکے ساتھ ایک کتا جو پلا گیا تھا وہ بھی غار کے منہ پر اپنے پنجے پھیلائے ہوئے سو رہا ہے پھر فرمایا ان جوانون کے آرام مین خلل نہ پڑنے کے لئے اللہ تعالی نے اوس غار میں ایسی ہیبت پیدا کردی ہے کہ اے رسول اللہ کے اگر تم غار کے اندر جہانک کر اون جوانون کو دیکھنا چاہو تو دہشت کے مارے وہان نہ ٹھہر سکو یہ رعب ایسا ہی ہے جس طرح کا رعب اللہ

تعالیٰ نے غار ثور مین اپنے رسول کی ہجرت کے وقت پیدا کر دیا تھا جس کا ذکر سورۃ التوبہ مین گذرا حضرت عبداللہ بن عباس
فرماتے ہین کہ ان جوانون کی کروٹین اسلئے بدلوائی جاتی ہین کہ ایک حالت پر رہنے سے انکا جسم نہ بگڑے مسند امام احمد ابوداؤد
ابن ماجہ صحیح ابن حبان مستدرک حاکم مین ابو درداؓ اور اوس بن اوس سے صحیح روایتین ہین جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا انبیا کے جسمون کو بگاڑنا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام ٹھہرا دیا ہے آیۃ اور ان حدیثون اور حضرت عبداللہؓ
بن عباس کے قول کو ملا کر یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو عزت انبیا کے جسمون کی ہے کہ کروٹین بدلوا کر اسکے قریب
قریب ان اولیاء اللہ کے جسمون کی عزت بھی اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ

اور اسی طرح انکو جگا دیا ہنے کہ آپس مین لگے پوچھنے ایک بولا انمین کتنی دیر ٹھیرے تم بولے ہم ٹھیرے ایکدن یا دن سے کم

يَوْمٍ ۚ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۖ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى

بولے تمہارا رب بہتر جانے جتنی دیر رہے ہو اب بھیجو اپنے مین سے ایک کو یہ روپیہ دے کر اپنا اس شہر کو پھر دیکھے

طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ

کونسا ستھرا ہے کھانا سو لادے تمکو اس مین سے کھانا اور نرمی سے جاوے اور جتا نہ دے تمہاری خبر کسی کو وہ لوگ اگر خبر پاوین تمہاری

يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝

پتھراؤ سے مارین تمکو یا الٹا پھیرین تمکو اپنے دین مین اور تب بھلا نہ ہو تمہارا کبھی

منزل ۴

ان آیتون مین تین سو نو برس کے بعد ان جوانون کے جاگنے کا ذکر ہے انکے جاگنے سے پہلے انتظام الٰہی کے موافق ایک بکریان
چرانے والے شخص نے اپنی بکریون کو اس غار مین رکھنے کا ارادہ کر کے غار کے مونہہ پر کی دیوار کو ڈھا ڈالا مگر اس غار مین
اللہ تعالیٰ نے وہشت جو پیدا کر دی تھی اسکے سبب سے وہ بکریان چرانے والا شخص غار کے اندر نہین گیا اور اپنی بکریان بھی
اُسنے وہان نہین رکھین۔ حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تین سو نو برس تک اون جوانون کو
سلایا اب انکو اسی طرح اوس صاحب قدرت نے اوٹھا بٹھایا تاکہ انکو اللہ کی قدرت معلوم ہو جاوے کہ بے آب و دانہ
کتنی مدت تک وہ کیونکر سوئے اور اوٹھنے کے ساتھ ہی بھوک انکو کیونکر لگ آئی اتنی مدت تک انکے جسم اور کپڑون
کو زمین نے کیونکر نہین کھایا سوتے اٹھتے ہی ان مین سے ایک نے اپنے ساتھیون سے پوچھا کہ ہم کتنی دیر سوئے ہونگے
اُسکے ساتھیون نے جواب دیا کہ دن بھر یا پہر دو پہر سوئے ہونگے مگر جب انھون نے اپنے بال اور ناخن بڑھے ہوئے
دیکھے تو کہنے لگے اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ کتنی دیر سوئے اب تو بھوک لگ رہی ہے ہم مین سے ایک شخص کو ایک
روپیہ لیکر بستی کو جانا اور کچھ اچھا سا کھانا لانا چاہیے مگر جو کوئی جاوے ذرا ہوشیاری سے جاوے تاکہ دقیانوس کے سپاہیون
یا شہر کے لوگون کو ہماری کچھ خبر معلوم نہ ہو کیونکہ اگر اون لوگون کو ہماری خبر معلوم ہو جاوے گی تو وہ ہمکو پکڑ لیجاوینگے

اور بغیر جان سے مارڈالنے کے یا بت پرست بنانے کے نہ چھوڑین گے اور اگر ہم نے جان کے خوف سے بت پرستی اختیار کر لی اور اسی حالت مین مرگئے تو پھر عقبیٰ کی بہبودی بالکل ہاتھ سے جاتی رہویگی۔ یہ تین سو برس کا عرصہ اس طرح ان جوانون کو اللہ کی قدرت سے تھوڑا معلوم ہوا جس طرح عزیر علیہ السلام کو سو برس کا عرصہ تھوڑا معلوم ہوا تھا جس کا قصہ سورہ بقر مین گزر چکا ہے۔ مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور مسند ابی یعلی میں ابوہریرہؓ اور ابو سعید خدریؓ سے جو صحیح روایتین ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ قیامت کا ایک دن پچاس ہزار برس کا ہوگا تو صحابہ کو اس دن کا بڑا ہونا شاق گزرا یہ حال دیکھکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار لوگون کو وہ اتنا بڑا دن ایسا معلوم ہوگا جیسے قریب غروب کے مغرب تک مین یا ایک وقت کی فرض نماز کے پڑھنے مین دیر لگتی ہے۔ تین سو نو برس کا عرصہ ان جوانون کو یا سو برس کا عرصہ عزیر علیہ السلام کو جو تھوڑا معلوم ہوا اس کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو ایماندار لوگ اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا پورا یقین کرتے ہیں کہ وہ صاحب قدرت جب چاہتا ہے لوگون کی نگاہ مین بڑی مدت کو چھوٹا کرکے دکھا دیتا ہے قیامت کے دن اللہ کی اس قدرت کو وہ ایماندار خود دیکھ لیوین گے کہ پچاس ہزار برس کی مدت انکو گھڑی دو گھڑی کی مدت نظر آویگی۔

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ
اور اسی طرح خبر کھولدی ہمنے انکی تا لوگ جانین کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور وہ گھڑی آنی اسمین دھوکا نہین جب جھگڑ رہے تھے
بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا
آپسمین اپنی بات پر پھر کہنے لگے بناؤ انپر ایک عمارت انکا رب بہتر جانے انکو بولے جن کا کام زبر تھا
عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝
ہم بنا دین گے انکے مکان پر عبادت خانہ

شروع سورہ سے اصحاب کہف کا قصہ جو یہان تک گزرا کہ یہ لوگ تین سو برس تک پہاڑ کی کھوہ میں بے آب ودانہ سوتے پڑے رہے اور جب اللہ نے چاہا انکو اٹھا کر کھڑا کر دیا یہ آیۃ اس قصہ کا نتیجہ ہے حاصل اس نتیجہ کا یہ ہے کہ جب اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تین سو برس تک جسم کو اس نے زمین مین رکھ کر پھر اوٹھا بٹھایا تو قیامت کے آنے اور مرکر پھر جینے مین کون شک کر سکتا ہے مرکر جینا تو ایسا ہی ہے جس طرح ماؤن کے پیٹون مین بچون کے پتلے تیار ہوتے ہین اور ان مین روح پھونکدی جاتی ہے اسی طرح حشر کے دن پتلے تیار کئے جاوین گے اور ان مین روح پھونکدی جاوے گی تین سو برس بے آب ودانہ روح کا جسم مین اور جسم کا مٹی مین رہنا اور جسم کو مٹی کا نہ کھانا اس سے زیادہ مشکل ہے جو پھر حشر کے دن ہوگا جس کی قدرت کے آگے ایسے مشکل کام آسان ہین اس کو آسان کامون کے کرنے مین کیا مشکل پیش آسکتی ہے شمسی سو برس کے ایک سو تین سال قمری ہوتے ہیں اصحاب کہف کی قوم مین شمسی سال کا حساب

منزل ۴

تھا اِس قوم کے حساب سے تین سو برس اصحاب کہف کو غائب ہوکر ہو گئے تھے اور عرب میں قمری سال کا حساب
ہے جس کے حساب سے شمسی تین سو برس کے قمری تین سو نو برس ہوتے تھے کیونکہ شمسی سو برس کے قمری ایک
سو تین برس ہو جاتے ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے تین سو برس علیحدہ اور نو برس علیحدہ آیۃ میں ذکر فرمائے تاکہ دونوں
حساب صحیح بیٹھ جاویں۔ عکرمہ کے قول کے موافق اِس آیۃ کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ اِس تین سو نو برس کی مدت میں
دقیانوس اور اُسکے بعد کئی بادشاہ ہوکر مر گئے تھے اور ان جوانوں کے جاگنے کے زمانہ میں ایک عیسائی دین کا پابند اُس
شہر کا بادشاہ تھا لیکن اُس کی رعیت میں کچھ لوگ حشر کے پورے قایل نہیں تھے اُنکے قائل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے
تین سو نو برس کے بعد اِن جوانوں کو جگایا اور اوپر کی آیتوں کے موافق جب اِن جوانوں میں کا ایک جوان دقیانوس
کے سکہ کا روپیہ لیکر شہر میں گیا تو شہر کے دوکاندار لوگ وہ اتنی مدت کا سکہ دیکھ کر یہ خیال کرنے لگے کہ اِس جوان کو کہیں
گڑا ہوا خزانہ ملا ہے یہ پرانے سکہ کا روپیہ اُس خزانہ میں کا ہے آخر یہ قصہ اُس وقت کے بادشاہ تک گیا بادشاہ نے
جوان سے اُس روپیہ کا حال پوچھا تو اُس نے سارا اپنا اور اپنے ساتھیوں کا قصہ بادشاہ کے روبرو بیان کیا۔ بادشاہ
اِس بات کی تلاش میں تھا کہ اپنی رعیت میں کے منکر حشر لوگوں کو کسی طرح قائل کر کے راہ راست پر لاوے اِس لئے
بادشاہ اپنی رعیت کو ساتھ لے کر اوس غار پر گیا۔ مجاہد کے قول کے موافق بادشاہ اور اُس کی رعیت نے اون
جوانوں کو دیکھا اور بادشاہ نے سارا قصہ اون جوانوں سے پوچھا اور اونھوں نے بادشاہ کے روبرو اپنا سارا قصہ
بیان کیا اِس کے بعد وہ جوان تو پہلے کی طرح سو گئے اور بادشاہ اپنی رعیت سمیت شہر کو واپس چلا آیا غرض اللہ تعالیٰ
نے اُس وقت کے لوگوں پر اِس واسطے اِن جوانوں کی حالت ظاہر کر دی کہ منکرین حشر اِس حشر کے نمونہ سے یہ جان لیویں
کہ حشر اور قیامت کا وعدہ برحق ہے اِس وعدہ کے ظہور میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں کیونکہ انسان پہلے نیست و نابود
تھا اللہ تعالیٰ نے جس طرح اُس کو پہلے دفعہ پیدا کیا اسی طرح دوبارہ پیدا کرے گا جو لوگ پہلے دفعہ کی پیدائش کو آنکھوں
سے دیکھ کر دوسری دفعہ کی پیدائش کے منکر ہیں اُن کو اتنی سمجھ نہیں کہ دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد دوسرا جہان
قائم ہو کر نیک و بد کی جزا و سزا کا فیصلہ نہ ہو تو دنیا کا پیدا کرنا بے فائدہ ٹھہرتا ہے جو اللہ کی شان سے بہت بعید ہے
اِس مطلب کو کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے وہی آیتیں اِس آیۃ کی گویا تفسیر ہیں
آگے فرمایا جو لوگ (اِس قصہ کے پہلے حشر کے منکر تھے اِن جوانوں کا حال دیکھ کر اتنے تو قائل ہوئے کہ اُس غار پر
عمارت بنانے کو تیار ہو گئے اور جب حشر کے ماننے والے لوگوں نے وہاں عبادت خانہ بنانے کا قصد کیا تو اُن سے
جھگڑنے لگے آخر بادشاہ کے حکم سے وہاں عبادت خانہ بنایا گیا۔ ربھم اعلم بھم۔ اِس کا مطلب یہ ہے
کہ اِس عبادت خانے کے بنانے سے اصحاب کہف خوش ہوئے یا ناخوش۔ اِس کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ صحیح
بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو نصاریٰ کے عبادتخانوں

منزل ۴

کا ذکر آیا اپنے مذمت کے طور پر فرمایا ان لوگون مین دستور ہے کہ جب کوئی نیک آدمی ان مین کا مر جاتا ہے تو اُس کی قبر کے پاس عبادت خانہ بنا کر اُس میں اُس نیک آدمی کی تصویر بھی بنا دیتے ہیں۔ اِس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جس دستور کے موافق اُس غار کے پاس عبادت خانہ بنایا گیا ہے اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اوس سے اصحاب کہف ناخوش ہیں کیونکہ اس طرح کے عبادت خانہ کی بنیاد بت پرستی کی بنیاد ہے اور اصحاب کہف بت پرستی سے ہی بیزار ہو کر اِس غار میں آنکر چھپے ہیں۔

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًاۢ بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۥ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۥ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝

اب یہی کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا اُنکا کتا اور یہ بھی کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا اُنکا کتا بن دیکھے نشانہ پتھر چلانا اور وہ سات ہیں اور آٹھوان اُنکا کتا تو کہہ میرا رب بہتر جانے اُنکی گنتی اُنکی خبر نہین رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو تو مت سرسری جھگڑا اور نہ تحقیق کر اُنکا احوال اُنون مین کسی سے

اِس تفسیر مین یہ بات ایک جگہ بیان کر دی گئی ہے کہ نصارا مین کئی فرقے ہیں اور ایک فرقہ دوسرے فرقے کی بات کو نہین مانتا اِسی واسطے فرمایا یہ قصہ سنکر آپس کے اختلاف کے سبب سے بعضے ان مین سے یہ کہوین گے کہ وہ غار مین چھپنے والے تین ہین اور چوتھا اُنکا کتا ہے اور بعضے یہ کہوین گے کہ وہ پانچ ہین چھٹا اونکا کتا ہے پھر فرمایا ان لوگون کی یہ باتین ایسی بے ٹھکانے ہین جسطرح کوئی شخص ایک نشانہ پر پتھر مارنا چاہے مگر پتھر ایسا بے ٹھکانے پھینکے کہ کوئی پتھر نشانہ کے ادہر جا دے اور کوئی ادہر غرض نشانہ پر ایک بھی نہ لگے پھر فرمایا کچھ لوگ یہ بھی کہوین گے کہ وہ سات ہین اور آٹھوان کتا ہے لیکن اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ اُنکی صحیح گنتی اللہ کو ہی معلوم ہے دنیا مین ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں جنکو اون کی صحیح گنتی کی خبر ہے پھر فرمایا اُنکی گنتی کے جان لینے پر کوئی دین کا معاملہ منحصر نہین ہے اسلئے اے رسول اللہ کے نہ تم اس بات مین ان لوگون سے جھگڑا کرو نہ کسی سے اُنکی گنتی کا حال پوچھو۔ تفسیر عبدالرزاق اوسط طبرانی وغیرہ مین صحیح سند سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایتہ ہے کہ وہ سات ہیں اور آٹھوان اُنکا کتا ہے آیۃ مین اس قول کو نشانہ سے بہکا ہوا پتھر نہین فرمایا اِس سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایتہ کی پوری تائید ہوتی ہے۔ مسند امام احمد ترمذی ابن ماجہ مسدرک حاکم وغیرہ مین ابوامامہؓ سے صحیح روایتہ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیفائدہ باتون مین جھگڑا کرنے سے امت کے لوگون کو اسی طرح روکا ہے جسطرح آیۃ مین اصحاب کہف کی گنتی کے جھگڑے سے روکا گیا ہے اس لئے یہ حدیث آیۃ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیۃ اگرچہ اہل کتاب کے جھگڑے کی شان مین ہے لیکن صحیح حدیث کے موافق ایتہ کے حکم مین یہ امت بھی داخل ہے فلا تمار فیہم الا مرآء ظاہرا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے موافق آیتہ کے اس ٹکڑے کی تفسیر یہ ہے کہ اے

ع

منزل۴

رسول اللہ کے قرآن میں جسقدر یہ قصہ نازل ہوا ہے وہ اہل کتاب کو سنا دیا جاوے اس سے زیادہ جھگڑنے کی ضرورت نہیں ۵

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ

اور نہ کہیو کسی کام کو کہ میں یہ کرونگا کل مگر یہ کہ اللہ چاہے اور یاد کرے اپنے رب کو جب بھول جاوے اور کہہ

عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ

امید ہے کہ میرا رب مجھکو سوجھا دے اس سے نزدیک راہ نیکی کی اور مدت گزری اپنے کھوہ میں تین سو برس

وَازْدَادُوا تِسْعًا ۝ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ

اور اوپر سے نو تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے اسی پاس ہیں چھپے بھید آسمان اور زمین کے عجب دیکھتا

مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝

کوئی نہیں بندوں پر اسکے سوا مختار اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو

شروع سورہ میں گزر چکا ہے کہ یہود کے سکھانے سے قریش نے تین باتیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں تو آپ نے وحی کے بھروسہ پر یہ وعدہ کیا کہ کل تک میں ان باتوں کا جواب دیدونگا مگر اس وعدہ کے وقت انشاء اللہ کا کہنا آپ کو یاد نہ رہا اسلیے پندرہ روز تک وحی نہیں آئی۔ مجاہد کے قول کے موافق اسپر اللہ تعالی نے اپنے رسول کو ان آیتوں میں حکم فرمایا کہ آیندہ ہر ایک وعدہ کے ساتھ لفظ انشاء اللہ کہنا چاہیے واذکر ربک اذا نسیت سے حضرت عبد اللہ بن عباس نے یہ بات نکالی ہے کہ اگر قسم کھا کر کوئی شخص ایک بات کہے اور انشاء اللہ بھول جاوے اور پھر جب وہ بات یاد آوے اور انشاء اللہ کہہ لیوے تو ایسی قسم کا کفارہ نہیں ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ قسم کے ساتھ ہی انشاء اللہ کہہ لیوے تو قسم کے ٹوٹ جانے پر کفارہ نہیں ہے ورنہ کفارہ ہے مسند امام احمد ترمذی ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمرؓ سے صحیح روایت ہے جس سے جمہور کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ جو جمہور کے قول کا مطلب ہے وہی اس صحیح روایت کا مطلب ہے علاوہ اسکے صحیح بخاری و مسلم میں عبد الرحمنؓ بن سمرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بات پر قسم کھائی جاوے اگر اوس سے کوئی اچھی بات نظر آوے تو آدمی کو چاہیے کہ قسم کا کفارہ دیکر اس اچھی بات کو کر لیوے۔ اس حدیث سے بھی جمہور کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قسم کے بعد بھی اگر انشاء اللہ کہنا جائز ہوتا تو آپ کفارہ کا ذکر نہ فرماتے بلکہ یہ فرماتے کہ جس بات پر قسم کھائی جاوے اگر اوس سے اچھی کوئی بات نظر آوے تو آدمی انشاء اللہ کہکر قسم کے کفارہ سے بچ جاوے اور اچھی بات کو کر لیوے۔ اسکے بعد فرمایا اے رسول اللہ کے ان مشرکوں سے یہ بھی کہہ دو کہ میری نبوت کا ثبوت کچھ اسپر منحصر نہیں ہے کہ مثلاً تم لوگوں نے یہود کے سکھانے سے اصحاب کہف کا قصہ پوچھا اور میں نے باوجود ان پڑھ ہونے کے صحیح صحیح وہ قصہ بیان کر دیا بلکہ مجھکو تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس سے بڑھکر مجھکو نبوت کا ثبوت عنایت کریگا۔ صحیح بخاری میں خبابؓ بن الارت سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایکروز خبابؓ نے اللہ کے رسول

منزل ۴

صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اب تو مشرکین مکہ بہت تکلیفیں دیتے ہیں آپ نے فرمایا ذرا صبر کرو اللہ تعالیٰ اسلام کے غلبہ کا وعدہ ایسا پورا کریگا کہ کسی دشمن کا خوف باقی نہ رہے گا۔ اصحاب کہف کے قصہ سے بڑھ کر نبوت کا ثبوت عنایت کرنے کی امید جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان آیتوں میں دلائی تھی اس قسم کی امید کی آیتوں پر بھروسہ کر کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے اسطرح کی تسلی صحابہ کی فرمایا کرتے تھے جس کا ذکر خباب بن الارت کی روایت میں گزرا آخر اللہ کا وعدہ اور اللہ کے رسول کا اس وعدہ پر بھروسہ کرنا یہ باتیں کہیں خالی جانے والی تھیں اللہ اکبر اسلام کے اس غلبہ کا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امید کے پورے ہونے کا کچھ ٹھکانا ہے کہ جن بتوں کی حمایت میں مشرکین مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بتوں کو اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر زمین پر گرادیا اور کسی مشرک کو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ ان بتوں کی کچھ حمایت کرتا۔ یہ بتوں کے زمین پر گرادینے کا قصہ صحیح بخاری کی عبد اللہ بن مسعودؓ کی اور صحیح مسلم کی ابو ہریرہؓ کی روایتوں کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اصحاب کہف کے قصہ سے بڑھ کر نبوت کا ثبوت عنایت کرنے کی امید جو اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں اپنے رسول کو دلائی تھی غلبہ اسلام کے اس طرح کے قصے اوس امید کے پورا ہونے کی تفسیر ہیں۔ آگے فرمایا اصحاب کہف غار میں سو کر پھر جو جاگے یہ مدت تو شمسی سال کے حساب سے تین سو اور قمری کے حساب سے تین سو نو برس کی ہے اور انکے دوبارہ سو جانے اور اس قصہ کے قرآن میں نازل ہونے تک کی مدت اللہ خوب جانتا ہے کیونکہ آسمان و زمین کے دیکھنے اور سننے کی سب غیب کی باتیں اوسی کو اچھی طرح معلوم ہیں سوا اسکے اور کسی کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ ولا یشرک فی حکمہ احدا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً جسطرح دقیانوس نے اصحاب کہف کو بت پرست بنانا چاہا اور اللہ کا حکم انکے حق میں یہ تھا جسکا ذکر اس قصہ میں ہے کہ وہ ایک مدت تک سوئیں اور پھر جاگیں اور منکرین حشر کو انکا حال دیکھ کر عبرت ہوئی غرض جو اللہ کا حکم تھا وہ ہو کر رہا یا مثلاً موسے علیہ السلام کے مار ڈالنے کے قصد سے فرعون نے بنی اسرائیل کے ہزار ہا لڑکے قتل کرائے مگر جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا وہ آخر ہو کر رہا غرض بادشاہ ہو یا وزیر اللہ کے حکم میں کوئی شریک نہیں اسلئے اسکے حکم کو اس طرح کوئی ٹال نہیں سکتا جس طرح ایک شریک دوسرے شریک کے حکم کو کبھی ٹال دیتا ہے مسند امام احمد اور ترمذی کے حوالہ سے حضرت عبد اللہؓ بن عباس کی معتبر روایت ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام دنیا کے لوگ اکٹھے ہو کر کسی شخص کو نفع یا نقصان پہونچانا چاہیں تو بغیر اللہ کے حکم کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث سے ولا یشرک فی حکمہ احدا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ اللہ کے حکم میں کوئی شریک نہیں اسلئے اسکا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا۔

منزل ۴

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝

اور پڑھ جو وحی ہوئی تجکو تیرے رب کی کتاب سے کوئی بدلنے والا نہیں اسکی باتیں۔ اور کہیں نہ پاویگا تو اسکے سوا چھپنے کو جگہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ

اور تھام رکھ آپ کو اُنکے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام طالب ہیں اُسکے منہ کے اور نہ دوڑیں تیری

عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ

چھوڑ کر تلاش میں رونق دنیا کی زندگی کی اور نہ کہا مان اُسکا جسکا دل غافل کیا ہمنے اپنی یاد سے اور پیچھے لگا ہی اپنی چاؤ کے

أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ

اور اُس کا کام ہے حد پر نہ رہنا اور کہہ سچی بات ہے تمہارے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانین اور جو کوئی چاہے نہ مانے

صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بعضے مالدار مکہ کے مشرکون نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواہش کی تھی کہ ہمارے آپکے پاس آنے کے وقت غریب مسلمان آپکی مجلس میں نہ بیٹھیں گے تو ہم آپکی مجلس میں آنکر قرآن کی آیتین سنا کرین گے اُسپر اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا اللہ کا حکم نہین بدل سکتا اُسکا حکم یہی ہے کہ غریب امیر سب کو یکسان ایک ہی مجلس مین قرآن کی آیتین نصیحت کے طور پر سنائی جاوین اور اے رسول اللہ کے تم کو اللہ کی پناہ کے سوا کسی کی پناہ نہیں ہے اسواسطے اللہ کی مرضی کے موافق تم اپنا کام کئے جاؤ پھر فرمایا غریبون کی مجلس مین اگر یہ مالدار مشرک نہ آوین تو اُسکی کچھ پروا نکرو کیونکہ اُنکے آنے سے فقط دنیا کی زیب زینت ہے جو اللہ کو پسند نہین بلکہ اللہ کو تو یہ پسند ہے کہ خالص اللہ کے واسطے جو غریب مسلمان قرآن کی آیتون کی نصیحت سننے کو تمہارے پاس آتے ہیں اور پھر اوس نصیحت کے موافق خالص عقبے کی بہبودی کی نیت سے صبح شام اللہ کی عبادت مین لگے رہتے ہین ایسے لوگون سے تم کام رکھو اور جن لوگون کے دل اللہ کی یاد سے غافل اور شرک مین گرفتار ہیں اُنکی کوئی بات نہ مانو کس لئے کہ ایسے لوگ اپنی مالداری کے غرور میں انسانیت کی حد سے بڑھ گئے ہیں کہ غریب مسلمانون کو انسان نہین گنتے اسلئے اُنکے ساتھ ایک مجلس مین بیٹھنے سے کتراتے ہین ایسے لوگون سے کہہ دیا جاوے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جسکا جی چاہے اُسکو مانے جسکا جی نہ چاہے وہ نہ مانے اب آگے کی آیتون مین قرآن کی نصیحت کے نہ ماننے والون اور ماننے والون کا نتیجہ بیان فرمایا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالے کی نظر انسان کے ظاہری حالت پر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کی نظر انسان کے دل پر ہے کہ کس نیت سے انسان نے یہ کام کیا ہے اس حدیث کو آیتہ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ عقبے کی بہبودی کی نیت سے قرآن کی نصیحت سننے کو اللہ کے رسول کی مجلس مین آتے تھے اونکی خاطر داری کی اللہ تعالی نے اپنے رسول کو تاکید فرمائی ہے اور جو لوگ اوپری دل سے آتے تھے اونکو دھمکانے کے طور پر فرمایا کہ اُنکا جی چاہے تو قرآن کی نصیحت کو مانین نہین تو اُنکے لئے دوزخ تیار ہے۔

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ

ہمنے رکھی ہے گنہگارونکے واسطے آگ کہ گھیر رہی ہیں اُنکو اُسکی قناتین اور اگر فریاد کرین گے تو ملے گا پانی جیسے پیپ

منزل ۴

يَشْوِي الْوُجُوهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا ۝

بھون ڈالے منہ کو کیا برا پینا ہے اور کیا برا آرام

جامع ترمذی میں حضرت ابو سعیدؓ خدری سے جو روایت ہے اس میں دوزخ کے ان پردون کی تفسیر ہے جن کا ذکر اس آیۃ میں ہے یون آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکان کے پردہ کی دیوار دن کی طرح دوزخ کے چارون طرف چار دیواری ہے جس کا آثار چالیس برس کے راستہ کا ہے ترمذی کی سند مین ایک راوی رشدین بن سعد ہے جسکو بعضے علماء نے ضعیف کہا ہے لیکن امام احمد نے ابن رشدین بن سعد کو نا قابل اعتراض قرار دیا ہے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ کیونکہ حاکم کی سند مین بجائے رشدین ابن سعد کے ایک عبد اللہ ابن وہب راوی ہے جسکا شمار ضعیف راویون میں نہین ہے اور دوزخ کے اس گرم پانی کی تفسیر جس کا ذکر اس آیۃ میں ہے ترمذی اور بیہقی مین ابو دردا کی معتبر روایۃ سے یون آئی ہے کہ دوزخ مین جب بھوک لگیگی تو ایک کانٹون دار گھاس انکو کھلائی جاویگی جو انکے حلق مین پھنس جاویگی جب وہ اسکو حلق سے اوتارنے کے لئے پانی مانگین گے تو ایسا گرم پانی گلے ہوئے تانبے کی طرح کھولتا ہوا دیا جاویگا جسکو مونہہ سے لگاتے ہی چہرہ کی تمام کھال اوتر کر اس پانی میں گر پڑے گی اور جب زبردستی وہ پانی انکو پلایا جاویگا تو سب انتڑیان کٹ کر باہر گر پڑین گی ان تکلیفون سے تنگ آنکر اہل دوزخ اپنے مرنے کی دعا مانگین گے ہزار برس تک تو انکی دعا کا کچھ جواب نہ ملے گا ہزار برس کے بعد دوزخ کے فرشتے ہنسے یہ کہوینگے کیا دنیا مین تمہارے پاس اللہ کے رسول نہین آئے اور اس عذاب سے تم کو نہین ڈرایا وہ جواب دینگے کہ ہان آئے تو تھے وہ فرشتے کہوینگے جب تم نے اللہ کے رسولون کا کہنا نہ مانا اور دنیا مین اس عذاب کا حال سنکر بھی اللہ کی نافرمانی کو نہ چھوڑا تو پھر آج تمکو موت کہان ہے اب تو تمکو ہمیشہ یہی عذاب بھگتنا پڑیگا۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو حال مجھکو معلوم ہے اگر وہ پورا حال لوگون کے سامنے مین بیان کردون تو لوگ سوائے رونے کے دنیا کے سب کام چھوڑدین اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ دنیا کا انتظام قائم رہنے کیلئے اللہ کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کے عذاب کا پورا حال امت کے لوگونکے روبرو بیان نہیں فرمایا اسلئے دوزخ کے عذاب کا جو کچھ ذکر اوپر گزرا وہ گویا مختصر ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ

بیشک جو لوگ یقین لائے اور کین نیکیان ہم نہین کھوتے نیگ اسکا جن نے بھلا کیا کام ایسونکو باغ ہیں

عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ

بسنے کے بہتی ہیں انکے نیچے نہرین پہناتے ہیں انکو وہان کچھ کنگن سونے کے اور پہنتے ہیں کپڑے سبز پتلے

ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝

اور گاڑھے ریشم کے تکئے بیٹھے ہیں ان مین تختون پر کیا خوب بدلا ہے اور کیا خوب آرام

اوپر کی آیۃ میں اہل دوزخ کا ذکر تھا اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس دوسری آیۃ میں اہل جنت کا ذکر فرمایا ہے تمام قرآن
شریف مین خدا تعالیٰ نے یہی طریقہ برتا ہے کہ جہان دوزخ اور اہل دوزخ کا ذکر فرمایا ہے اس کے مقابلہ مین جنت اور اہل جنت
عیش وآرام کا ذکر ضرور فرمایا ہے تاکہ کچھ لوگ دوزخ کے خوف سے اور کچھ لوگ جنت کے شوق سے ہدایت پاوین غرض ہدایت
کا کوئی خوفیہ یا شوقیہ طریقہ اوس معبود مطلق نے اوٹھا نہیں رکھا ہے اسپر بھی جو کوئی دنیا سے گمراہ اوٹھے سوا اوس کے
کم نصیبی کے اسکا سبب اور کیا کہا جا سکتا ہے غریب آدمیون کو بعضے بیش قیمت کھانے کپڑے میسر تو نہین مگر اوردن کو
کھاتے پہنتے اونھون نے آنکھون سے دیکھا ہے اسواسطے ان کھانے کپڑون کا حال اون غریب آدمیون سے کوئی
پوچھے تو جو کچھ اونھون نے آنکھون سے دیکھا ہے اسکو وہ بیان کر سکتے ہیں بعضے غریب آدمی ایسے ہین کہ انکو اچھا کھانا
اچھا کپڑا آنکھون سے دیکھنا تو نصیب نہین ہوا لیکن اونھون نے کانون سے سن لیا ہے کہ مثلاً پلاؤ ایسا ہوتا ہے اور
کمخواب کا تھان ایسا ہوتا ہے وہ بھی پلاؤ اور کمخواب کی سنی سنائی حالت بیان کر سکتے ہیں بعضے غریب لوگ ایسے ہین
کہ اونھون نے جو چیزین کبھی عمر بھر نہ آنکھ سے دیکھین نہ کانون سے سنین لیکن وہ گھر مین بیٹھے بیٹھے دل مین منصوبے کر لیتے
ہیں کہ خدا دے تو ایسے کھانے پکاوین ایسے کپڑے بناوین ایسے باغ لگاوین رہے بادشاہ وزیر امیر یہ تو اپنے اپنے مقدور
کے موافق ہر روز دنیا کی سب عیش وآرام کی چیزین آنکھون سے دیکھتے برتتے ہیں لیکن جنت کے عیش وآرام کے سامان
ایسے ہونگے کہ دنیا مین آجتک بادشاہ سے فقیر تک نہ وہ سامان کسی کو آنکھ سے دیکھنے نصیب ہوئے نہ کسی نے انکو کانون
سے سنا نہ کسی کے جی مین انکا منصوبہ جم سکتا ہے کہ وہ کیا کیا اور کس کس طرح کے سامان ہونگے چنانچہ صحیحین مین حضرت
ابوہریرہ رض کی روایۃ سے جو حدیث قدسی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے
کہ جنتی لوگون کے لئے جنت مین وہ وہ عیش کے سامان مہیا کئے گئے ہیں کہ وہ نہ کسی کی آنکھ نے دیکھے نہ کان نے سنے
نہ کسی جی مین اونکا تصور گزر سکتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل اور اپنے حبیب کے طفیل سے جن نیک بندون
کو بہشت نصیب کریگا وہ بہشت مین داخل ہونے کے بعد جانین گے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا سامان انکے لئے مہیا کیا ہے
قرآن شریف اور حدیث مین نمونہ کے طور پر بہشت کی نعمتون کا کسی قدر جو ذکر آیا ہے اور اس ذکر کو نیک لوگون نے کانون
سے سنا ہے جنت کی نعمتین اس صحیح حدیث کی شہادت سے ہزارون لاکھون کروڑون ابھی ایسی باقی ہین کہ جنکا نہ ذکر
آیا نہ کسی نے انکو کانون سے سنا خیر خدا اپنے فضل سے ایک دن انکو آنکھون سے ہی دکھلا دیوے اور ہر مسلمان کو
ایسے عملون کی توفیق دیوے جن سے اونکو وہ نعمتین پہنچنی نصیب ہون یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جنت کی وہ چیزین جو
دنیا کی چیزون کے ہمنام سمجھانے کے لئے قرآن شریف یا حدیث مین بتلائی گئی ہین انکو دنیا کی چیزون سے کچھ نسبت
نہین ہے جیسا اس آیۃ مین ذکر ہے کہ جنتیون کو سونے کے کنگنے پہنائے جاوینگے حضرت سعد بن ابی وقاص رض سے
ترمذی مین روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ کنگن اگر دنیا پر ظاہر ہو تو اسکی روشنی کی چمک سے سورج کی روشنی ماند ہو جاوے

منزل ۴

اب خیال کر لینا چاہیے کہ کیا کسی ہفت اقلیم کے بادشاہ کے پاس ایسا کوئی زیور ہے جسکی جھلک آفتاب کو ماند کر دیوے
اسی طرح جنت کی ان اور چیزوں کو سمجھنا چاہیے جنکا ذکر قرآن شریف یا حدیث میں دنیا کی چیزوں کے نام سے آیا ہے ۔ اگرچہ
سعد بن ابی وقاص کی حدیث کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ ہے اور ان ابن لہیعہ کی کتابیں جل جانے کے بعد انکو علمائے
ضعیف قرار دیا ہے لیکن ترمذی میں یہی حدیث مرسل طور پر عمر بن سعد کی روایت سے ہے جسکی سند میں ابن لہیعہ نہیں ہے
اس لئے ایک سند کو دوسری سند سے تقویت ہو جاتی ہے ۔ عمر بن سعد تابعی نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے جو روایت کیا ہے اس طرح کی روایت کو مرسل کہتے ہیں کسی دوسری روایت سے مرسل روایت کو جو تقویت ہو جاوے تو پھر
مرسل روایت معتبر ٹھہر جاتی ہے ۔

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا
اور بتا انکو کہاوت دو مردوں کی کہ بنا دیے ہمنے ایک کو ان میں باغ انگور کے اور گرد انکے کھجوریں اور رکھی دونوں
بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۚ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۙ وَ
کے بیچ میں کھیتی دونوں باغ لاتے ہیں اپنا میوہ اور نہ گھٹاتے اس میں سے کچھ اور بہائی ہمنے ان دونوں کے بیچ نہر اور
كَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ
اسکو پھل ملا پھر بولا اپنے دوسرے سے جب باتیں کرنے لگا اس سے مجھ پاس زیادہ ہے تجھ سے مال اور آبرو کے لوگ ۔ اور گیا اپنے باغ میں
وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ۝ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن
اور وہ برا کر رہا تھا اپنی جان پر بولا نہیں آتا مجھکو خیال کہ خراب ہو یہ باغ کبھی اور نہیں خیال کرتا ہوں میں کہ قیامت ہونیوالی ہے اور اگر
رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ۝ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي
کبھی پہنچایا مجھکو میرے رب کے پاس پاؤنگا بہتر اس سے اسطرف پہنچکر کہا اسکو دوسرے نے جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس شخص سے
خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۝ لَّٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۝
جسنے بنایا تجھکو مٹی سے پھر بوند سے پھر پورا کر دیا تجھکو مرد پر میں تو کہتا ہوں وہی اللہ ہے میرا رب اور نہیں مانتا ساجھی اپنے
وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَ
اور کیوں نہ جب تو آیا تھا اپنے باغ میں کہا ہوتا جو چاہا اللہ کا کچھ زور نہیں مگر دیا اللہ کا اگر تو دیکھتا ہے مجھکو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور
وَلَدًا ۝ فَعَسَىٰ رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ
اولاد میں تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجھکو تیرے باغ سے بہتر اور بھیجدے اسپر ایک بھبوکا آسمان سے
فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ۝ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ
پھر صبح کو رہ جاوے میدان چٹیل یا صبح کو ہو رہے اسکا پانی خشک پھر نہ سکے تو اسکو ڈھونڈ لاوے اور سمیٹ لیا اسکا

منزل ۴

فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ

پھر صبح کو رہ گیا ہاتھ نچاتا اس مال پر جو اُس میں لگایا تھا اور وہ پڑا تھا اپنی چھتریوں پر اور کہنے لگا کیا خوب تھا اگر میں ساجھی

بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ

نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو اور نہ ہوئی اُسکی جماعت کہ مدد کریں اُسکو اللہ کے سوائے اور نہ ہوا وہ کہ بدلہ لے سکے وہاں سب

الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝

اختیار ہے اللہ سچے کا اُسی کا انعام بہتر ہے اور اُسی کا دیا بدلا

ع ۱۷ ۵

اوپر اُن مالدار مشرکین مکہ کا ذکر تھا جو غریب مسکین مسلمانوں کے ساتھ بیٹھنے سے گھبراتے تھے اُسپر اللہ تعالیٰ نے ایک کہاوت بیان کی کہ دو مرد تھے ایک کے دو باغ تھے انگور و کھجور کے جنکے درمیان میں کھیتی بھی ہوتی تھی ہر طرح کے درخت اور پھل پھول اور میوے پیدا ہوتے تھے ولم تظلم منہ شیئاً سے اسی مطلب کو ادا فرمایا ہے۔ پھر فرمایا اُن باغوں میں نہریں جاری تھیں پھر فرمایا اُس باغ والے نے اپنے دوسرے بھائی سے بطور فخر کے کہا کہ میں تجھسے مال و اولاد اور خدمتگاروں میں زیادہ عزت والا ہوں اور وہ اپنے باغ میں اپنے بھائی کا بھی ہاتھ پکڑ کرلے گیا اور باغ کی سیر کرائی اترانے کے طور پر کہنے لگا کہ مجھے گمان نہیں کہ یہ میرا باغ کبھی اُجڑے اور یہ جائداد برباد ہو اور میں قیامت کے قائم ہونے کا خیال نہیں رکھتا اور اگر بالفرض قیامت ہووے تو بھی میں وہاں بہتر باغ پاؤنگا کیونکہ بقول تیرے اے بھائی یہ دنیا مقام فانی ہے اور آخرت باقی ہے تو جسطرح میں یہاں مالدار ہوں اُسی طرح آخرت میں بھی غنی ہونگا یہ نہ سمجھا کہ دنیا کی آسودگی خدا کی طرف سے ایک ڈھیل ہے اب آگے اللہ تعالیٰ اُس دوسرے شخص ایمان والے کے حال سے خبر دیتا ہے کہ اُسنے بات چیت کے وقت اوس سے کہا کیا تو کافر ہو گیا اُس خدا سے کہ جس نے تجھکو اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر اُنکی نسل کو نطفہ سے پیدا کیا ترمذی ابوداؤد و صحیح ابن حبان میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کے پتلے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کی مٹی لی ہے اس طرح طرح کی مٹی کی خاصیت کے سبب سے اولاد آدم میں کوئی گورا ہے کوئی کالا۔ خلقک من تراب کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کے بعد اگرچہ اولاد آدم کی پیدائش نطفہ سے ہے لیکن سب اولاد آدم کی پیدائش میں آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا اثر ضرور ہے اُس ایماندار شخص نے یہ بھی کہا کہ میں تو اللہ ہی کو اپنا معبود جانتا ہوں اور اُسکی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا اور یہ بھی کہا کہ بجائے اس فخر اور ناشکری کے لفظوں کے تو یہ کہتا کہ انسان کی کیا طاقت تھی کہ وہ ایسا باغ لگاتا اور اتنا مال کماتا تو خوب ہوتا کیونکہ انسان کو جو کچھ فارغ البالی ہوتی ہے وہ اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتی ہے اگرچہ مال و اولاد نہ ہونے کے سبب سے تو مجھکو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے مگر مجھکو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ آخرت میں تیرے اس باغ سے بہتر مجھے باغ دیویگا اور تیری اس ناشکری اور نافرمانی کے سبب سے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ دور نہیں کہ وہ تیرے اِس

منزل ۴

باغ پر کوئی آسمانی آفت بیچ پڑے۔ آخر کو اس ایماندار شخص کی زبان سے جو نکلا تھا وہی ہوا کہ جس باغ پر وہ قیامت کا منکر اترا تا تھا آسمانی آفت سے وہ باغ کھیتی سب کچھ برباد ہو گیا اور وہ اترانے والا شخص اپنے اترانے پر پچھتا تا اور نقصان پر افسوس سے ہاتھ ملتا ہوا رہ گیا اور اللہ کے عذاب کے آگے اس اترانے والے کی کوئی کچھ مدد نہ کر سکا۔ آخر قصہ پر اللہ تعالیٰ نے اس ایمان دار شخص کے قول کی تائید فرمائی کہ قیامت کے دن ایمانداروں کو اچھا بدلا ملنے والا ہے۔ مسند امام احمد میں جابر بن عبداللہؓ کی صحیح روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدری صحابہ میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہیں جاویگا۔ سورۃ الانفال میں گزر چکا ہے کہ بدر کی لڑائی کے لوٹ کا مال جب تقسیم ہوا تو ہر ایک بدری صحابی کے حصہ میں پانچ ہزار روپیہ کا مال آیا۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے خباب بن الارتؓ کی حدیث اوپر گزر چکی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ مالدار مشرکین مکہ غریب مسلمانوں کو طرح طرح سے ستاتے تھے جن علماء نے بدری صحابہ کے نام تفصیل سے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ خباب بن الارتؓ بدری صحابہ میں ہیں اور انکو غریب جانکر ہجرت سے پہلے مالدار مشرکین مکہ بہت ستاتے تھے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سردار بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جھٹلانے کے لئے اللہ کے رسول نے انکی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے وعدہ کو سچا پا لیا۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت سے وہ حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک بندوں کے لئے جنت میں جو نعمتیں پیدا کی گئی ہیں وہ نہ کسی نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی کے دل میں انکا خیال گزر سکتا ہے ان روایتوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جن مالدار مشرکوں کے دھمکانے اور غریب مسلمانوں کی تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کہاوت بیان فرمائی ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ مغرور مالدار مشرکوں نے دنیا میں جان اور مال کا نقصان جدا اٹھایا اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوئے اور جن غریب مسلمانوں کو یہ لوگ حقیر جانتے تھے دنیا میں انکا انجام یہ ہوا کہ ان حقیر جاننے والوں کا مال ان غریبوں کے ہاتھ آیا اور عقبےٰ میں وہ قطعی جنتی ٹھہرے جس جنت کی نعمتوں کی پوری تفصیل اللہ تعالیٰ ہی کو خوب معلوم ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے جنت کو نیک عملوں کا اچھا بدلہ فرمایا

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ

اور بتا انکو کہاوت دنیا کی زندگی کی جیسے پانی اتارا ہمنے آسمان سے پھر رلا ملا نکلا اس سے زمین کا سبزہ پھر کل کو

هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ

ہو رہا چورا باؤ میں اڑتا اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت مال اور بیٹے رونق ہیں دنیا

الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝

کے اور رہنے والے نیکیوں پر بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلا اور بہتر ہے توقع

منزل ۴

ان آیتوں میں پروردگار نے اپنے رسول مقبول سے فرمایا کہ تم لوگوں کے روبرو دنیائے فانی کی زندگی کی کہاوت بیان کرو
کہ جیسے آسمان سے پانی نازل ہوتا ہے اور اُس کے سبب سے کھیتیاں سرسبز ہو جاتی ہیں اور ایک بہار ہوتی ہے پھر بعد میں یہ سب
بہار خشک ہو کر جاتی رہتی ہے ہوا اُس کو اڑا لیجاتی ہے بہار کا موسم خزاں سے بدل جاتا ہے اور وہ کھیتی کے درخت کٹ کر
میدان نکل آتا ہے غرض جس طرح کھیتی کے درخت کا حال ہے کہ وہ بیج سے پیدا ہوتا ہے اور سرسبز ہو کر پھر زرد ہو جاتا ہے
اور کٹ جاتا ہے اسی طرح نطفہ سے آدمی کا بچہ پیدا ہوتا ہے اور جوانی کے زمانہ میں سرسبز ہو کر پھر بوڑھا ہو جاتا اور مر جاتا ہے
اس واسطے انسان کی زندگی کی مثال کھیتی کی فرمائی اور آخر آیت میں فرمایا اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح
مینہ برسا کر سوکھے ہوئے مردہ بیج سے وہ صاحب قدرت ہر سال کھیتی کے درخت پیدا کرتا ہے اسی طرح حشر کے دن انسان
کی ریڑھ کی ہڈی کے ایک ٹکڑے سے بیج کا کام لیا جاویگا اور دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسے گا جس کی تاثیر یہ ہوگی
کہ اس ہڈی کے ٹکڑے سے ہر ایک مردہ جسم تیار ہو جاویگا اور پھر جس طرح ماں کے پیٹ میں بچہ کا پتلا تیار ہو جانے کے بعد اُس
پتلہ میں روح پھونکدی جاتی ہے اسی طرح اُس جسم میں روح پھونکدی جاویگی صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے جو روایتیں
ہیں ان میں ریڑھ کی ہڈی کے ٹکڑے کا اور دوسرے صور سے پہلے کے مینہ کا اور اس سے ہر ایک مردہ کے جسم کے تیار ہو جانے
کا ذکر تفصیل سے ہے۔ معتبر سند سے طبرانی کبیر میں نعمان بن بشیرؓ سے اور مسند بزار میں ابوہریرہؓ سے جو روایتیں ہیں اُن کا
حاصل یہ ہے کہ مال اور اولاد فقط جیتے جی کے ساتھی ہیں آدمی کے ساتھ ان میں سے قبر میں کوئی نہ جاویگا ہاں عمل ایسی چیز ہے
کہ قبر میں آدمی کے ساتھ جاویگا اور قیامت تک باقی رہے گا آخر اُسی کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا۔ صحیح مسلم اور معتبر
سند سے ابن ماجہ بیہقی اور صحیح ابن خزیمہ میں ابوہریرہؓ سے جو روایتیں ہیں اُن کا حاصل یہ ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اُس کا
نیک عمل بند ہو جاتا ہے ہاں جو شخص علم دین کا چرچا یا مسجد سرائے یا اسی طرح کی اور کوئی ثواب کے جاری رہنے کی
چیز چھوڑ کر مرے گا تو اُس کا نیک عمل مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا ان حدیثوں کو آخر کی آیت کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب
اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ مال اور اولاد فقط جیتے جی کی بہبودی کی چیزیں ہیں ہاں نیک عمل مرنے کے بعد ایسی باقی رہنے
والی چیز ہے کہ اُس سے عقبیٰ کی بہبودی کی توقع ہو سکتی ہے خواہ وہ نیک عمل جیتے جی آدمی نے خود کیا ہو یا کسی نیک عمل کا
سلسلہ اپنے مرنے کے بعد دنیا میں چھوڑا ہو۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَعُرِضُوْا عَلٰى
اور جس دن ہم چلاویں پہاڑ اور تو دیکھے زمین کھل گئی اور گھیر بلاویں اُن کو پھر نہ چھوڑیں اُن میں ایک کو اور سامنے آویں
رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۢ ؗ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝
تیرے رب کے قطار کر کر آپہنچے تم ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلے بار نہیں تم سمجھتے تھے کہ نہ ٹھیراوینگے ہم تمہارا کوئی وعدہ

منزل ۴

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً

اور رکھا جاویگا کاغذ پھر تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہیں اسکے بیچ کے لکھے سے اور کہتے ہیں اے خرابی کیسا ہے یہ لکھا نہ چھوڑے

وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝

نہ بڑی بات جو اس میں نہیں گھیرلی اور پاوینگے جو کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نکرے گا کسی پر

ان آیتوں میں قیامت کا ذکر ہے کہ اس دن پہاڑ جاتے رہیں گے زمین صاف نکل آویگی اور اکٹھا کریں گے ہم انکو اس طرح کہ نہ چھوڑیں ان میں سے ایک کو بھی جس زمین کے ساتھ حشر کا ذکر ہے یہ وہ نئی زمین ہے جسپر حشر قائم ہوگا۔ یہ زمین دنیا کی زمین سے بالکل الگ اور نئی ہوگی کیونکہ شعب الایمان بیہقی تفسیر عبدالرزاق وغیرہ میں صحیح سند سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ اس زمین پر کسی گنہگار نے کوئی گنہ نہیں کیا اب یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی زمین پر روز گنہ کئے جاتے ہیں اسلئے یہ زمین بالکل نئی ہوگی مطلب یہ ہے کہ پہلے صور کے وقت دنیا کی زمین پر کے پہاڑ جو اوڑا دئے جاوینگے وہ پہاڑ یا کوئی ٹیلہ یا عمارت یا کوئی اور چھپ جانے کی جگہ اس نئی زمین پر نہ ہوگی پھر فرمایا اس نئی زمین پر سب حساب کیلئے صف باندھ کر کھڑے ہونگے اسوقت منکرین حشر کو یوں قائل کیا جاویگا کہ تم لوگ تو اس دنکے منکر تھے اب دیکھو تو یہ دن تمہارے سامنے آیا یا نہیں۔ پھر فرمایا اچھے لوگوں کے داہنے ہاتھ میں اور برے لوگوں کے بائیں ہاتھ میں جب نامہ اعمال دئے جاوینگے تو برے لوگ اپنے اعمال نامے میں عمر بھر کے بد اعمال دیکھکر بہت گھبرائینگے اور سزا کے خوف سے بہت ڈرینگے مگر بے وقت کا گھبرانا اور ڈرنا انکے کچھ کام نہ آویگا پھر فرمایا اسدن اللہ تعالیٰ کسی پر کچھ ظلم نہ کریگا بلکہ ہر شخص کے عملوں کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ کیا جاویگا یہاں مختصر طور پر فقط برے لوگوں کے اعمال نامہ کا ذکر ہے۔ سورۃ الحاقہ میں آویگا کہ اچھے لوگ اپنے اعمال نامہ کو خوش ہوکر پڑھینگے اور اپنے رشتہ داروں اور جان پہچان کے لوگوں سے کہوینگے تو تم بھی ہمارا اعمال نامہ پڑھ کر دیکھو۔ صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص کو پہلے اسکے صغیرہ گناہونکا نامہ اعمال دکھایا جاویگا اور کبیرہ گناہ اسکے اعمال نامہ میں سے الگ کردئے جاوینگے جب وہ شخص ان چھوٹے گناہوں کا اقرار کرلیویگا تو اللہ تعالیٰ فرماویگا میں نے اپنی رحمت سے تیرے ان چھوٹے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا یہ سنکر وہ شخص کہویگا یا اللہ میں نے تو دنیا میں اور بڑے بڑے گناہ بھی کئے تھے انکے بدلہ کی نیکیاں کہاں ہیں۔ اس قصہ کو بیان کرتے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہنسی آیا کرتی تھی صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حشر کے دن سب لوگ قبروں سے ننگے بدن ننگے پاؤں بغیر ختنہ کئے ہوئے اٹھینگے۔ اس حدیث سے لقد جئتمونا کما خلقناکم اول مرۃ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ماں کے پیٹ سے جس حالت میں بچہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح ننگے بدن ننگے پاؤں بغیر ختنہ کئے ہوئے سب لوگ قبروں سے اوٹھینگے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث کئی جگہ گزرچکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے یہ حدیث ولا یظلم ربک احدا کی

منزل ۴

گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اسلئے قیامت کے دن جزا و سزا کا فیصلہ نہایت انصاف سے ہوگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی آیتوں میں کھیتی کی مثال سے دنیا کی ناپائیداری کا حال بیان فرماکر ان آیتوں میں حشر اور قیامت کا ذکر فرمایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد حشر اور قیامت کا قائم ہونا ضروری ہے کیونکہ بغیر نیک و بد کی جزا و سزا کے دنیا کا پیدا کرنا بیفائدہ ٹھہرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان سے بہت بعید ہے۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ ٱلْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِۦٓ ۗ

اور جب کہا ہمنے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے سو نکل بھاگا اپنے رب کے

أَفَتَتَّخِذُونَهُۥ وَذُرِّيَّتَهُۥٓ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِى وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّۢ ۚ بِئْسَ لِلظَّٰلِمِينَ بَدَلًا ۝ مَّآ أَشْهَدتُّهُمْ

سو اب تم ٹھیراتے ہو اسکو اور اسکی اولاد کو رفیق میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں برا ہاتھ لگا بے انصافوں کے بدلا

خَلْقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنفُسِهِمْ وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ ٱلْمُضِلِّينَ عَضُدًا ۝ وَيَوْمَ يَقُولُ

دکھا نہیں لیا ہمنے انکو بنانا آسمانوں اور زمین کا اور نہ بنانا انکا اور میں وہ نہیں کہ پکڑوں بہکانیوالوں کو بازو اور جس دن فرماوے

نَادُوا۟ شُرَكَآءِىَ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا۟ لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم مَّوْبِقًا ۝ وَرَءَا

پکارو میرے شریکوں کو جو تم بتاتے تھے پھر پکارینگے پھر وہ جواب نہ دینگے اور کردینگے ہم انکے بیچ مرنیکا اسباب اور

ٱلْمُجْرِمُونَ ٱلنَّارَ فَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُم مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا۟ عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

دیکھیں گے گنہگار آگ کو پھر اٹکلیں گے کہ انکو پڑنا ہے اس میں اور نہ پاوینگے اس سے راہ بدلنی

ع منزل ۴ ۱۹

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم علیہ السلام کو ابلیس کی دشمنی پر آگاہ فرمایا کہ یہ تمہارا اور تمہارے باپ کا دشمن ہے جو لوگ ابلیس کے تابع اور خدا کے مخالف ہیں انکو ڈرایا ہے کہ ہمنے انسان کو پیدا کیا اور پالا اور پھر وہ شیطان کا دوست اور ہمارا دشمن بن گیا ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا کیونکہ اصل اسکی اچھی نہ تھی آگ کے شعلہ سے اسکی پیدائش ہے اور فرشتوں کی اصل نور سے ہے جس طرح صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رض سے آیا ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور شیطان آگ کے شعلہ سے سلف میں سے جس جماعت نے یہ کہا ہے کہ فرشتوں کی طرح شیطان نوری جسم نہیں ہے اسلئے وہ فرشتہ نہیں ہے بلکہ وہ جنات کی طرح آتشی جسم کا ہے اس حدیث سے انکے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے معتبر سند سے ترمذی نسائی صحیح ابن حبان صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں حارث اشعری رض سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے ذکر الٰہی کے شیطان کی دشمنی سے انسان نہیں بچ سکتا۔ جس طرح کا سجدہ فرشتوں نے اللہ کے حکم سے آدم علیہ السلام کو کیا پہلی شریعتوں میں تو سجدہ جائز تھا جیسا کہ سورۂ یوسف میں ذکر ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انکو سجدہ کیا مگر اب شریعت محمدی میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے چنانچہ مسند امام احمد ابن ماجہ وغیرہ میں جو معتبر روایتیں ہیں انمیں اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بی بیوں کو اجازت دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ انتہی۔ ذریتہ و ذریتہ سے ان علمائے سلف کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو شیطان اور شیاطین کی نسل اور اولاد کے قائل ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان رہتا ہے فرشتہ نیک کاموں کی رغبت دلاتا رہتا ہے اور شیاطین برے کاموں کی۔ اس حدیث سے شیاطین کی نسل کی کثرت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث کے موافق جہاں بنی آدم میں کا کوئی شخص موجود ہے وہاں نسل شیطان میں سے ایک شیاطین موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان کی ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا اسی واسطے فرمایا ان لوگوں نے اللہ کی فرمانبرداری کو چھوڑ کر اس کے معاوضہ میں شیطان کی فرمانبرداری اپنے ذمہ لی انہوں نے بہت برا کام کیا صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ پہلے پہل قوم نوح میں بت پرستی شیطان کے بہکانے سے شروع ہوئی پھر وہی رسم دنیا میں پھیل گئی۔ بت پرستی کو شیطان اور شیاطین کی رفاقت جو فرمایا اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ آگے فرمایا شیطان کے بہکانے سے جن بتوں کی یہ لوگ پوجا کرتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے پیدا کرنے میں ان بتوں سے کچھ مدد لی نہ قیامت کے دن اپنے پوجا کرنے والوں کو وہ کچھ مدد دیویں گے بلکہ یہ پوجا کرنے والے مدد کے لئے جب ان بتوں کو پکاریں گے تو وہ جواب تک بھی نہ دیویں گے پھر ان لوگوں کی نادانی ہے جو یہ ایسے عاجزوں کی پوجا کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق وجعلنا بینہم موبقا کی تفسیر یہ ہے کہ شیاطین اور ان کے رفیق بت پرست اپنے اپنے عذاب کی ہلاکت میں ایسے پھنس جاویں گے کہ ایک کو دوسرے کے حال کی خبر نہ رہے گی۔ شاہ صاحب نے ہلاکت کے اسباب کے لفظوں سے ترجمہ میں یہی مطلب ادا کیا ہے اور فائدہ میں موبقا کا مطلب آگ کی بھری خندق جو بتلایا ہے یہ قول مجاہد کا ہے مطلب دونوں قولوں کا ایک ہی ہے کہ ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے کے حال سے ایسی بے خبری ہو گی جیسے ان میں کوئی چیز حائل ہے۔ پھر فرمایا قیامت کے دن جب یہ نافرمان دوزخ کو دیکھیں گے اور یہ جان لیویں گے کہ اس میں ان کو رہنا پڑیگا تو بہت گھبرائیں گے لیکن اس بے وقت کے گھبرانے سے کچھ فائدہ نہ ہو گا کیونکہ اس آگ سے بچکر یہ کہیں جا نہ سکیں گے۔ دوزخ کو دیکھ کر یہ نافرمان لوگ دنیا میں دوبارہ آنے اور احکام الٰہی کے جھٹلانے سے پچتانے کی گھبرائی ہوئی باتیں جو کریں گے اس کا ذکر سورہ الانعام میں گزر چکا ہے سورہ الانعام کی وہ آیتیں گویا آخری آیۃ کی تفسیر ہیں۔ مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ رض کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ قبر میں رکھنے کے ساتھ ہی اچھے لوگوں کو جنت کا اور برے لوگوں کو دوزخ کا ٹھکانا دکھا کر فرشتے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس ٹھکانے میں رہنے کے لئے تم کو حشر کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا۔ یہ حدیث فظنوا انہم مواقعوہا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ پہلے سے فرشتوں نے ان کا دوزخ کا ٹھکانا جو انہیں دکھا دیا تھا اس لئے دوزخ کو دیکھتے ہی یہ لوگ جان لیویں گے کہ اب اس میں ان کو رہنا پڑے گا۔

منزل ۴

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝

اور پہیر پہیر سمجہائے ہمنے اس قرآن مین لوگونکو ہر ایک کہاوت اور ہی انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑنے کو

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالی نے باغ والے شخص کی مثال بیان فرمائی جو خدا کو بھول کر اپنے مال متاع پر مغرور ہو گیا تھا آخر ایک دم مین اس کا باغ جل گیا پہر دنیا کی زیست کی مثال بیان فرمائی کہ جسطرح پیڑون کا حال ہے کہ زمین مین بیج پڑتا ہے اور اوس مین قدرت آلہی کے طرح طرح کے تصرفات ہو کر وہ پہوٹتا ہے اور پورا ہو جاتا ہے اور روز بروز پودے کو شادابی ہوتی جاتی ہے لیکن اوس شادابی کو ہمیشگی نہیں کھیتی کا پیڑ ہے تو تھوڑے دنون میں وہ کھیتی پک کر کٹ جاتی ہے اور باغ کا پیڑ ہے تو آخر وہ بھی ایک دن سوکھ کر لکڑی ہو جاتا ہے جلنے کے کام مین مکانات بنانے کے کام مین تخت چوکی بنانے کے کام مین اور لکڑی کی چیزون کے کام مین ہر روز جو لکڑیان صرف ہوتی ہین ایک دن یہ سب شاداب پودے تھے ہرے پیڑ تھے آدمی کی پیدایش کا اور زیست کا بھی یہی حال ہے ایک دن مان کے پیٹ مین نطفہ کا بیج پڑتا ہے قدرت آلہی کے آئین طرح طرح کے تصرفات ہو کر پھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور پیڑ کے پودہ کی طرح دن بدن وہ بچہ بڑھتا جاتا ہے پھر کھیتی کے پیڑ کی طرح کوئی بچہ تھوڑے دنون مین مر کر نیست و نابود ہو جاتا ہے کوئی باغ کے پیڑ کی طرح کچھ دنون رہتا ہے پہر فرمایا کہ اس تھوڑے دنون کی زیست مین جس کسی نے کچھ نیک کام کر لئے تو اچھا ہے نہین تو سوکھی لکڑی کی طرح ایک دن دوزخ کی آگ ہے اور وہ ہے پھر شیطان کا حال فرمایا کہ وہ تو نافرمانی کرکے مردود بن چکا ہے جو اوسکا کہنا مانے گا وہ اوسی جیسا ہو جاویگا یہ سب مثالین فرما کر اس آیۃ مین فرمایا کہ ہم تو طرح طرح کی مثالین دیکر انسان کو سمجہا چکے مگر انسان اپنے جھگڑا لوپنے سے باز نہین آتا کبھی اللہ کے کلام کو پچھلے لوگون کی کہانیان بتلاتا ہے کبھی اللہ کے رسول کو جادوگر کہتا ہے ایسی باتون سے ہر شخص اپنے حق مین کانٹے بوتا ہے آخر کو خراب ہو گا پچھلی امتون کی طرح کوئی عذاب آنکر سب ہلاک ہو جاوینگے اور آخرت کا مواخذہ جدا باقی رہیگا پھر آگے فرمایا کہ ہم رسولون کو نجات کی خوشخبری اور عذاب کا ڈر سنانے کو زمین پر بھیجتے ہین اگر لوگ وہ ڈر کی باتین سنکر نہ ڈرے اور کافرون نے اپنے کفر سے اور گنہ گارون نے اپنے گناہون سے توبہ نہ کی اور نافرمانی کی حد کو پہونچکر کوئی عذاب اللہ کا آگیا تو پہر پچھتانے سے کچھ نہ ہو گا حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آسمان سے اپنا کلام پاک نازل فرما کر اسی کلام پاک کے ذریعہ سے اور اپنے رسولون کے دل مین الہام ڈالکر رسول کی حدیث کے ذریعہ سے جو سمجہانے کا حق تھا وہ سب کچھ سمجہا دیا ہے ہمکو اپنی حالت پر غور کرکے دیکھنا چاہیئے کہ اس فہمائش کا ہمارے دل پر کس قدر اور کہان تک اثر پیدا ہوا ہے اس اثر کی ایک نشانی اللہ کے پیغمبر نے بتلائی ہے آدمی کو چاہیئے کہ اس نشانی کے پتے سے اپنے دل کا حال کبھی کبھی ٹٹولا کرے وہ نشانی یہ ہے کہ معتبر سند سے صحیح ابن حبان اور مسند امام احمد بن حنبل مین حضرت ابی امامہؓ سے روایۃ ہے کہ ایک شخص نے ایک روز آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت آدمی اپنے آپکو کب خیال کرے کہ مین ایماندار ہون آپ نے فرمایا کہ جب نیک کام کرنے سے تیرے دل میں ایک طرح کی خوشی اور بد کام کرنے سے ایک طرح کی

منزل ۴

ندامت پیدا ہو تو جان لیجیو کہ تیرے دل میں ایمان کا اثر ہے اور اس نشانی کے قریب وہ نشانی ہے جو صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایۃ سے آئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص مین نور ایمانی ہوتا ہے اوس سے اگر کوئی گناہ ہو جاوے تو وہ اپنے آپکو ایک گر پڑنے والے پہاڑ کے نیچے کھڑا ہوا سمجھتا ہے اور ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ خدا جانے کسوقت یہ پہاڑ میرے اوپر ٹوٹ پڑے اور جو شخص گناہوں کی بالکل خو پکڑ لیتا ہی اُسکو گناہ کرنا ایسا ہی جسطرح ناک پر ایک مکھی بیٹھ گئی۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ

اور لوگوں کو اٹکا جو رہا اس سے کہ یقین لاوین جب پہنچی انکو راہ کی سوجھ اور گناہ بخشواوین اپنے رب سے سو یہی کہ پہنچے انپر رسم

الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَيُجَادِلُ

پہلوں کی یا کھڑا ہو آئے انپر عذاب سامنے اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں سو خوشی اور ڈر سنانے کو اور جھگڑے لاتے ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ

منکر جھوٹے جھگڑے کہ ڈگا دین اس سے سچی بات اور ٹھیرایا ہے میرے کلام کو اور جو ڈر سنائے تھٹھا اور کون ظالم

مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً

اس سے جسکو سمجھایا اُسکے رب کے کلام سے پھر منہ پھیرا اسکی طرف سے اور بھول گیا جو آگے بھیج چکے ہیں اسکے ہاتھ ہمنے رکھی ہے

اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ

نہ سمجھین اور اُنکے کانوں مین ہی بوجھ اور جو تو انکو بلاوے راہ پر تو ہرگز نہ آوین راہ پر اسوقت کبھی اور تیرا رب بڑا بخشنے

ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ

والا ہے مہر رکھتا اگر انکو پکڑے انکے کئے پر تو جلد ڈالے انپر عذاب پر انکا ایک وعدہ ہے کہیں نہ پاوینگے اس سے ورے

مَوْىِٕلًا ۝ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝

سرکنے کو جگہ اور یہ سب بستیاں ہیں جنکو ہمنے کھپا دیا جب ظالم ہو گئے اور رکھا تھا انکے کھپنے کو ایک وعدہ

منزل ٤

ع ٢

اوپر کی آیۃ مین ذکر تھا کہ قرآن کی آیتوں مین طرح طرح کی مثالین دیکر ان مشرکین مکہ کو سمجھایا جاتا ہے مگر یہ لوگ اپنے جھوٹے جھگڑوں سے باز نہین آتے کبھی کہتے ہیں اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا کوئی فرشتہ ہونا چاہیے کبھی کہتے ہیں اگر تم اللہ کے رسول ہو تو مکہ کے گرد و نواح کے پہاڑ ہٹا کر انکی جگہ کھیتی کی زمین نکالدو ان آیتوں میں فرمایا کہ ان لوگوں کے قرآن کی نصیحت نہ ماننے اور شرک سے باز آنے کا یہی سبب ہے کہ اللہ کے علم غیب کے موافق ان میں سے کچھ لوگوں پر پچھلی امتوں کی طرح دنیا کا کچھ عذاب وقت مقررہ پر آویگا اور عذاب کے وقت مقررہ سے پہلے ان میں کے جو لوگ شرک کی حالت پر مرجاوینگے انکے سر پر آخرت کا عذاب ناگہان آن کھڑا ہوگا۔ پھر فرمایا اللہ نے رسول اسلئے بھیجے ہیں کہ وہ نافرمان لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈراوین اور فرمانبردار لوگوں کو عقبیٰ کی بہبودی کی خوشی سناوین۔ اللہ کے رسول اسواسطے نہیں بھیجے گئے کہ لیسے اصحاب

کہف یا ذوالقرنین کے قصے پوچھے جاویں یا مکہ کے گرد و نواح کے پہاڑون کو ہٹا دینے یا صفا مروہ کے سونا ہو جانے کی خواہش
پیش کیجا وے یا قرآن کے احکام کو ہنسی مین اوڑا دیا جاوے ایسی باتون سے مطلب ان لوگونکا یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے جھوٹے
جھگڑون سے قرآن کی نصیحت کا اثر اورون کے دلون پر بھی جمنا نہین چاہتے لیکن انکے چاہنے سے کچھ نہین ہو سکتا جو اللہ
چاہیگا وہ ہوگا اور اللہ کے ارادہ کے موافق جو کچھ ہوگا وہ ان لوگون کی آنکھون کے سامنے آجاویگا۔ سورہ حشر مین آویگا
کہ مشرکین مکہ تو اپنے ان جھوٹے جھگڑون سے یہ چاہتے ہی رہے کہ قرآن کی نصیحت کا اثر لوگون کے دلون پر جمنے نہ پاوے
مگر اللہ تعالیٰ کے ارادہ کیموافق قبیلہ خزرج کے کچھ لوگ اسلام سے پہلے کی رسم کے موافق مدینہ سے مکہ مین حج کو آئے اور قرآن کی آیتین سنکر قرآن کی نصیحت کا
اثر انکے دل مین اچھی طرح جم گیا او منیٰ کی پہاڑ کی گھاٹی مین انھون نے اسلام کی بیعت کی جس بیعت مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ
شخص نقیب اسلام پھیلانے والے اس قبیلہ مین سے مقرر کئے اور اس بیعت کے بعد اہل مدینہ کا نام انصار قرار پایا جسکا
مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کے مددگار ہیں۔ صحیح بخاری وغیرہ مین عبادۃ بن صامت سے جو روایتین ہین اون مین
یہ بیعت کا قصہ تفصیل سے ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتون مین قریش کے جھوٹے جھگڑون کا اور ان جھگڑون سے
قرآن کی نصیحت کا اثر لوگون کے دل پر نہ جمنے دینے کا ذکر مختصر طور پر ہے اس بیعت کے قصے سے اسکی تفسیر اچھی طرح
سمجھ مین آسکتی ہے جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ یہ اہل مکہ اپنے جھوٹے جھگڑون سے جو کچھ چاہتے ہین وہ ہرگز
نہ ہوگا بلکہ اللہ جو چاہے گا وہی ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے موافق جو کچھ ہوگا وہ ان اہل مکہ کی آنکھون کے سامنے آجاویگا

منزل ۴

کہ قرآن کی نصیحت انصار کے دل پر ایسی جم جاویگی کہ ان انصار کی مدد سے آخر کو مکہ فتح ہو جاویگا اور مشرکین مکہ کی یہانتک ذلت
ہوگی کہ اللہ کے رسول ان مشرکون کے جھوٹے معبودون کو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے مار مار کر زمین پر گرادینگے اور کسی مشرک
کو اتنی جرات نہ ہوگی کہ وہ اپنے جھوٹے معبودون کی کچھ حمایت کر سکے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی
اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی وہ حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین بتون کو زمین پر گرا دینے کا قصہ ہے اسی طرح صحیح
بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی وہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین بدر کی لڑائی کے وقت ان مشرکین مین کے
بڑے بڑے سرکش سردارون کے نہایت ذلت سے مارے جانے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہو جانے کا قصہ
ہے ان آیتون مین دنیا اور آخرت کے عذاب کا جو جو وعدہ ہے اس کا ظہور اوپر کی روایتون سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا
ہے۔ پھر فرمایا قرآن کی نصیحت کا تو وہ اثر ہے کہ قبیلہ خزرج کے لوگ چند روز کے لئے مکہ مین آئے اور قرآن کی نصیحت کا
اثر انکے دل پر ہو گیا اس صورت مین ان مکہ کے مشرکون سے بڑھ کر اپنی جان پر ظلم کرنے والا دنیا مین کون ہو سکتا ہے
تیرہ برس تک انکو قرآن کی آیتون سے طرح طرح کی نصیحت کی گئی مگر ان لوگون نے اس نصیحت کی طرف سے منہ پھیر
لیا اور اپنی سرکشی پر اڑے رہے پھر فرمایا یہ وہ لوگ ہین جو اللہ کے علم غیب مین گمراہ ٹھہر چکے ہین اسلئے قرآن کی نصیحت
کے سمجھنے سے انکے دلون پر پردہ پڑا ہوا ہے اور اسکے سننے سے انکے کان بہرے ہین جسکے سبب سے اے رسول اللہ کے

قرآن کی تیرہ برس کی نصیحت نے اُنکو کچھہ فائدہ نہین پہونچایا اور نہ آگے ایسے لوگون کو قرآن کی نصیحت سے کچھہ فائدہ پہونچ سکتا ہے اور اللہ تعالی اپنی رحمت سے پہلے ایسے لوگون کو مہلت دیتا ہے عذاب کے بھیجنے مین جلدی نہین کرتا پھر جب مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہین آتے تو اُنکو کسی عذاب مین پکڑ لیتا ہے چنانچہ جس طرح پچھلی امتین طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوئی ہین اون سب کے عذاب مین یہی عادت الٰہی جاری رہی ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسٰی اشعری کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ نافرمان لوگونکو اللہ تعالی پہلے مہلت دیتا ہے اُس مہلت کے زمانہ مین اگر وہ لوگ اپنی نادانی سے باز نہین آتے تو پھر کسی طرح کے عذاب سے اُنکو بالکل ہلاک کر دیتا ہے۔ عادت الٰہی جو اوپر بیان کی گئی ہے یہ حدیث گویا اُسکی تفسیر ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث بھی گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین یہ لکھہ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل اب جس قابل جو شخص پیدا ہوا ہے ویسے کام اُسکو اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین۔ آیتون مین جن لوگون کا یہ حال بیان کیا گیا کہ قرآن کی نصیحت کے سمجھنے سے اُنکے دل پر پردہ پڑا ہوا ہے اور اُسکے سننے سے اُنکے کان بہرے ہین یہ حدیث اُنکے حال کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے علم مین دوزخی ٹھہر چکے ہین اسلئے اُنکے کام بھی ویسے ہی ہین۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا
اور جب کہا موسی نے اپنے جوان کو مین نہ ہٹونگا جب تک نہ پہنچون دو دریا کے ملاپ تک یا چلا جاؤن قرنون پھر جب پہنچے دونون دریا کے ملاپ تک

نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا
بھول گئے اپنی مچھلی پھر اُسنے اپنی راہ کر لی دریا مین سرنگ بنا کر پھر جب آگے چلے کہا موسی نے اپنے جوان کو لا ہمارے پاس ہمارا کھانا

مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ
اس سفر مین تکلیف بولا وہ دیکھا تونے جب ہمنے جگہ پکڑی اس پتھر پاس سو مین بھول گیا مچھلی اور یہ مجھکو بھلایا

اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا
شیطان ہی نے کہ اُسکا مذکور کرون اور وہ کر گئی اپنی راہ دریا مین عجب طرح کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پھرے

عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ
اپنے پیر پہچانتے پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندون میں کا جسکو دی تھی ہمنے مہر اپنے پاس سے اور سکھایا تھا

مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝
اپنے پاس سے ایک علم کہا اُسکو موسے نے کہے تو تیرے ساتھہ رہون اِسپر کہ مجکو سکھا دے کچھہ جو تجکو سکھائی گئی ہے بھلی راہ

ان آیتون مین مختصر طور پر قصہ شروع فرمایا ہے صحیح بخاری ومسلم مین ابی بن کعب کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس

منزل ۴

ان جو روایتیں ہیں ان میں اس قصہ کا شروع بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا
کہ اس زمانہ میں اے موسیٰ بڑا صاحب علم کون ہے موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو موسیٰ علیہ السلام کا
یہ جواب پسند نہیں آیا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جواب کو اللہ تعالیٰ کے علم پر نہیں سونپا اس واسطے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ
علیہ السلام کو خضر علیہ السلام سے ملنے کا حکم دیا اس حکم کے موافق موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خاص رفیق یوشع بن نون
کو ساتھ لے کر خضر علیہ السلام کے ملنے کی غرض سے سفر کا ارادہ کیا۔ اب آگے وہی قصہ ہے جو ان آیتوں میں ہے کہ موسیٰ
علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کہا کہ اس سفر میں خواہ کتنی ہی مدت لگ جاوے لیکن جب تک میں دو دریاؤں کے
ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں گا تو اس وقت تک میں اپنے اس سفر کا سلسلہ منقطع نہ کروں گا۔ اوپر کی حدیث میں یہ بھی
ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام سے ملنے کا حکم دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض
کیا یا اللہ مجھ کو خضر علیہ السلام کہاں ملیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ ملیں گے۔ آیتوں میں یہ جو ذکر
ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک کے سفر کا ارادہ یوشع بن نون سے ظاہر کیا حدیث کا
یہ ٹکڑا آیتوں کے اس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک کا سفر موسیٰ
علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قرار دیا تھا۔ تفسیر عبد الرزاق میں قتادہ کا قول ہے کہ وہ دریائے فارس اور
دریائے روم کے ملنے کی جگہ تھی۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی اوپر کی روایت میں یہ بھی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے
اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کیا کہ یا اللہ دونوں دریاؤں کی ملنے کی جگہ کی کوئی نشانی مجھ کو معلوم ہو جاوے اس پر اللہ تعالیٰ
نے فرما دیا تھا کہ مری ہوئی ایک مچھلی تم اپنے ساتھ رکھو جہاں وہ مچھلی جاتی رہے دونوں دریاؤں کے ملنے کی
جگہ وہیں ہے آیتوں میں یہ جو ذکر ہے کہ وہ مچھلی دریا میں سرنگ بنا کر چلی گئی اور موسیٰ علیہ السلام نے جب یوشع
بن نون سے مچھلی کا یہ حال سنا تو کہا ہم تو اس جگہ کی تلاش میں تھے حدیث کا یہ ٹکڑا گویا اس کی تفسیر ہے جس کا حاصل
یہ ہے کہ مچھلی کا جاتا رہنا مجمع البحرین کی نشانی تھی جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بتلائی تھی حضرت عبد اللہ
بن عباس کی روایت میں یہ بھی ہے کہ مجمع البحرین تک پہنچنے میں موسیٰ علیہ السلام کو کچھ تکان نہیں ہوئی تھی اللہ
نے اس سفر کی یہ حد ٹھہرائی اس سے بڑھنے کے بعد تھکان کا غلبہ شروع ہو گیا تاکہ تکان میں ناشتہ یاد آوے اور ناشتہ کے
ذکر میں مچھلی کے کھوئے جانے کا حال سن کر موسیٰ علیہ السلام الٹے پھریں اب آگے جو فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ یوشع بن نون سے
مچھلی کا حال سن کر موسیٰ علیہ السلام الٹے پھرے اور خضر علیہ السلام سے ملاقات کے وقت انہوں نے یہ خواہش کی کہ میں آپ کے
ساتھ چند روز اس ارادہ سے رہنا چاہتا ہوں کہ جو علم اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اس میں سے تم کچھ مجھ کو بھی سکھا دو۔

منزل ۴

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝

بولا تو نہ سکے گا میرے ساتھ ٹھیرنا ۔ اور کیونکر ٹھیرے دیکھ کر ایک چیز جو تیرے قابو میں نہیں

اوپر کی آیتون کی تفسیر مین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث جو گزری اوس حدیث مین اس آیت کی تفسیر یون ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کی ملاقات ہوئی اور حضرت موسےٰ نے حضرت خضر سے کہا کہ مین تمہارے پاس اسلئے آیا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم تم کو دیا ہے مین بھی اوس مین سے کچھ سیکھون اس وقت حضرت خضر نے یہ بات حضرت موسےٰ سے کہی کہ تمکو جو اللہ نے علم دیا ہے وہ مین نہین جانتا اور مجھکو جو علم دیا گیا ہے اوسکی مصلحت تمکو معلوم نہین اسواسطے تم میرے ساتھ رہکر جو باتین مین کرونگا اوسپر صبر نکر سکوگے کیونکہ ان باتون کی پوری مصلحت ابھی تم کو معلوم نہین ہے اس سے بعضے علماے صوفی مزاج نے یہ بات نکالی ہے کہ جس طرح حضرت خضر علیہ السلام کو کشتی کے توڑ دالنے اور لڑکے کے مار ڈالنے کا الہام ہوا اور باوجود اسکے کہ وہ الہام ظاہر شریعت موسوی کے برخلاف تھا مگر حضرت خضر نے اپنے الہام کے موافق عمل کیا اسی طرح اس امت مین بھی اگر بعضے اولیاء اللہ ایسے ہون جنکو کچھ الہام ایسا ہو جو ظاہر شریعت محمدی کے موافق نہ ہو تو بلحاظ شریعت اون اولیاء اللہ کے الہام پر کوئی اعتراض نہین کیا جا سکتا علماے شریعت نے اس بات کا جواب یہ دیا ہے کہ اور انبیا کی شریعت پر قیاس کرکے شریعت محمدی کے زمانہ مین کسی ولی کا ایسا الہام جو ظاہر شریعت محمدی کے خلاف ہو ہرگز مقبول نہین ہو سکتا کسواسطے کہ اور انبیا خاص ایک قوم کی ہدایت کے واسطے آیا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ایسی عام ہے کہ اولیا تو درکنار آپکے زمانہ مین حضرت نوح سے لیکر حضرت عیسےٰ تک جتنے نبی صاحب شریعت ہین اگر وہ زندہ اور موجود ہوتے تو سوا آپکی پیروی کے دوسرا کوئی طریقہ اختیار نہین کر سکتے تھے چنانچہ سورہ آل عمران مین جہان خدا تعالیٰ کا انبیا سے عہد لینے کا ذکر ہے وہان حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی صحیح بخاری وغیرہ کی روایہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہر نبی سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا عہد لیا ہے اسی واسطے صحیح حدیث مین آپ نے فرمایا ہے اگر میرے زمانہ مین حضرت موسےٰ زندہ ہوتے تو ضرور میری پیروی کرتے یہ حدیث صحیح سند سے مسند امام احمد و صحیح ابن حبان مین جابر بن عبداللہؓ کی روایت سے اور مسند امام احمد و ابن ماجہ مین حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایۃ سے آئی ہے غرض اولیاء اللہ کے الہام مین صحیح مذہب یہی ہے جو مشائخ صوفیہ کرام مثلاً فضیل بن عیاض ابراہیم بن ادہم ابو سلیمان دارانی معروف کرخی جنید بغدادی کے حوالہ سے سورہ یونس مین گزر چکا ہے کہ ولی کا جو الہام شریعت کے موافق ہے وہ مقبول ہے نہیں تو نہیں اور صحیح روایتون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنات کی ہدایت کے لئے بھی مامور ہونا نصیبین کے جنات کا آپ پر اسلام لانا اور آپکا سورۃ الرحمٰن انکو پڑھکر سنانا اور ہڈی اور لید سے آدمیون کو استنجا کرنے سے آپکا منع کرنا اور یہ فرمانا کہ یہ دونو چیزین تمہارے مسلمان بھائی جنات کی خوراک ہے یہ سب کچھ اس تفسیر مین بیان کر دیا گیا ہے اسواسطے انسان تو کیا جنات مین بھی کوئی ولی ایسا نہین قرار دیا جا سکتا جسکو خلاف شریعت محمدی الہام ہو اور وہ الہام مقبول ہو سکے اس بات مین کہ حضرت خضر علیہ السلام کس زمانے مین پیدا ہوئے اور اب زندہ ہین یا نہین اور وہ نبی تھے یا ولی علماء کا اختلاف ہے صحیح قول یہ ہے کہ اون کی پیدائش کا زمانہ حضرت ابراہیم سے پہلے ہے اور وہ

منزل ۴

حضرت ابراہیم کے دادا کے چچا کے بیٹے ہیں صحیح مسلم کی جابر بن عبد اللہ کی اُس حدیث کے موافق جو آنحضرت نے اپنی آخری عمر
مین فرمائی ہے کہ سو برس کے بعد جتنے جاندار روئے زمین پر آج موجود ہین ان مین سے کوئی باقی نہ رہے گا امام بخاری
ابن عربی اور کچھ اور علما اس بات کے قائل ہین کہ خضر علیہ السلام اب زندہ نہین ہیں لیکن علما کی بڑی جماعت اسی طرف ہی
کہ حضرت خضر زندہ ہین اور آنحضرت کی حدیث فرمانے کے وقت وہ دریا مین تھے اس لئے جسطرح ابلیس پر اُس حدیث کا مطلب
صادق نہیں آتا اسی طرح اُنپر بھی صادق نہیں آتا اور اکثر علما کے نزدیک وہ بھی نبی ہین لیکن رسول صاحب شریعت نہین ہین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے اُنکا ملاقات کرنا سند صحیح سے ثابت نہیں ہوتا ہان خلیفہ عمر بن عبد العزیز سے
اُنکا خلافت سے پہلے اُنکو ملنا اور خلافت کی خوشخبری کا دینا تاریخ ابی عروبہ وغیرہ مین سند صحیح سے ثابت ہے ابن عساکر
نے صحیح سند سے روایۃ کی ہے جسمین ابو زرعہ کہتے ہیں کہ جب مین جوان تھا تو مین نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُنھون نے مجھکو امیر
لوگون کی صحبت سے اور امیرون کے دروازہ پر جانے سے منع کیا جب مین بڈھا ہو گیا تو اس شخص کو اُسی صورت میں
پھر مین نے دیکھا اور اُسی شخص نے پھر مجھکو وہی نصیحت کی جو پہلی کی تھی جب مین نے اُس شخص سے بات کرنی چاہی
تو وہ شخص غائب ہو گیا میرا جی گواہی دیتا ہے کہ وہ خضر تھے مگر یہ ابو زرعہ کے دل کی فقط ایک گواہی ہے کوئی روایۃ نہیں ہے
تاریخ طبری وغیرہ مین ہے کہ حضرت خضر نے ذو القرنین کے ساتھ سفر کیا ہے اُنکو چشمہ حیات کا پانی خدا نے دکھلا دیا اور
اونھون نے وہ پانی پی لیا ذو القرنین اُسی پانی سے محروم رہ گیا اسلئے حضرت خضر اُسوقت تک زندہ رہوین گے
جب تک قرآن شریف دنیا سے اوٹھے گا مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعودؓ کی صحیح
روایۃ سورہ بنی اسرائیل میں گزر چکی ہے کہ قیامت کے قریب قرآن شریف دنیا پر سے اوٹھ جاویگا حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب
الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین خضر علیہ السلام کی قیامت کے قریب تک زندہ رہنے کی روایتین جو جمع کی ہیں اُنمین اکثر روایتین ضعیف ہین

منزل ۴

قَالَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ
اسکی سمجھ کہا تو پاویگا اگر اللہ نے چاہا مجکو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالونگا تیرا کوئی حکم بولا پھر اگر میرے ساتھ رہتا ہے تو مت پوچھیو
شَیْءٍ حَتّٰٓی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ
مجھسے کوئی چیز جبتک مین شروع نکرون تیرے آگے اسکا مذکور پھر دونون چلے یہان تک کہ جب چڑھے ناؤ مین اُسکو پھاڑ ڈالا موسی بولا
اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ
کہ ڈبا دے اسکے لوگونکو تو نے کی ایک چیز انوکھی بولا مین نے نکہا تھا تو نہ سکیگا میرے ساتھ ٹھیرنا کہا مجکو نہ پکڑ میرے
بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ
بھول پر اور نہ ڈال مجھپر میرا کام مشکل پھر دونو چلے یہان تک کہ ملے ایک لڑکے سے اُسکو مار ڈالا موسی بولا تو نے مار ڈالا

ع ۹ ۲۱

نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا ۝ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ

ایک جان ستھری بغیر بدلے کسی جان کے تونے کی ایک چیز نامعقول بولا میں نے تجکو نکہا تھا تو نہ سکے گا میرے ساتھ ٹھہرنا کہا

إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا

اگر تجھے پوچھون کوئی چیز اس سے پیچھے پہر مجکو ساتھ نہ کہیو تو اتار چکا میری طرف سے الزام پہر دونو چلے یہان تک کہ پہنچے

أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ

گانو کے لوگون تک کھانا چاہا وہان کے لوگون سے وہ نہ مانے کہ انکو مہمان رکھین پہر پائی اسمین ایک دیوار گرا چاہتی تھی سکو... کہا

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝ قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝

لیتا اسپر مزدوری کہا اب جدائی ہے میرے اور تمہارے بیچ اب جتاتا ہون تجکو پہیران باتونکا جس پر تو نہ ٹھہر سکا

جب خضر علیہ السلام نے موسی علیہ السلام سے یہ کہا کہ تم میرے ساتھ رہو گے تو تم سے میری باتون پر صبر نہ ہو سکے گا۔ اسی کا یہ جواب موسی علیہ السلام نے دیا کہ اگر اللہ نے چاہا تو مین تمہاری باتو پر صبر کرونگا اور تمہاری کوئی بات نہ ٹالون گا حضرت عبد اللہ بن عباس کی حدیث صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے جو قصہ کے شروع مین گزری اس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وعدہ کے موافق موسی علیہ السلام اگر خضر علیہ السلام کی باتو پر صبر کرکے کچھ اور خضر علیہ السلام کے ساتھ رہتے تو خوب ہوتا کیونکہ اس صورت میں اور نئی باتین اللہ تعالی اس قصہ مین ذکر فرماتا اسی سورہ مین مسند امام احمد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے عبد اللہ بن عمر کی صحیح روایت گزر چکی ہے جسمین یہ ہے کہ قسم کے ساتھ ہی اگر کوئی شخص ان شاء اللہ کہہ لیوے تو قسم کے ٹوٹ جانے پر کفارہ نہین آتا وعدے کے ساتھ ہی موسی علیہ السلام نے ان شاء اللہ جو کہا اسکا فائدہ اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے حضرت موسی علیہ السلام کے اس وعدے کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے یہ شرط کی کہ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو کسی بات کو جب تک مین نہ بتاؤن اسوقت تک اسکی تفصیل تم خود مجھ سے نہ پوچھنا حضرت عبد اللہ بن عباس کی اوپر کی روایت میں ہے کہ کشتی والون نے مفت حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کو کشتی مین بٹھا لیا تھا اس لئے موسی علیہ السلام کو کشتی کا تختہ توڑ ڈالنے پر بڑا تعجب ہوا کہ بھلائی کرنے والون کے ساتھ خضر علیہ السلام نے یہ برائی کیون کی اوسی روایت مین یہ بھی ہے کہ کشتی کی مونڈیر پر ایک چڑیا آن کر بیٹھی اور ایک بوند پانی دریا مین سے پیکر اوڑ گئی اسپر حضرت خضر علیہ السلام نے موسی علیہ السلام سے کہا میرا اور تمہارا علم اللہ تعالی کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے دریا کے مقابلہ مین چڑیا کا پیا ہوا وہ ایک قطرہ پانی کا حدیث کا یہ ٹکڑا موسی علیہ السلام کے سفر کا نتیجہ ہے کیونکہ یہ اوپر گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل مین کے ایک شخص نے موسی علیہ السلام سے یہ پوچھا تھا کہ بڑا صاحب علم کون ہے اور موسی علیہ السلام نے اس سوال کے جواب کو اللہ تعالی کے علم پر نہین سونپا تھا اسی خرابی کے جتلانے کے لئے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو سفر کرنے اور خضر علیہ السلام سے ملنے کا حکم دیا تھا حدیث کے اس ٹکڑے مین خضر علیہ السلام کی جس نصیحت

منزل ۴

کا ذکر ہے اوس سے مری خرابی جتلائی گئی ہے حضرت عبداللہ بن عباس کی اوپر کی روایت میں یہ بھی ہے کہ خضر علیہ نے جس
لڑکے کو قتل کیا اللہ کے علم غیب میں وہ لڑکا کافر ٹھہر چکا تھا اگر وہ جیتا رہتا تو ماں باپ کو بھی اپنے جیسا کر لیتا۔ حدیث کے
اس ٹکڑے سے اوس لڑکے کے قتل کرنے کی مصلحت سمجھ میں آسکتی ہے اوسی روایت میں یہ بھی ہے کہ اوس گاؤں کے لوگ
جنکا ایسے بے رحم تھے کہ مسافروں کو کھانا نہیں دیتے تھے تو ایسے لوگوں کی دیوار کو بے مزدوری کے درست کر دینا حضرت موسی
علیہ السلام کو ایک تعجب کی بات معلوم ہوئی کشتی کی حالت پر جب موسی علیہ السلام نے اعتراض کیا تو خضر علیہ السلام الم اقل
کہکر ٹال گئے جس کا مطلب یہ ہے کیا میں نے یہ پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ تم سے میری باتوں پر صبر نہیں ہو سکے گا لڑکے کی
قتل کی حالت پر جب موسی علیہ السلام نے پھر اعتراض کیا تو خضر علیہ السلام نے الم اقل کے آگے لام کاف بڑھا کر تاکید
کے طور پر کہا کہ تم سے میں تو پہلے ہی میں یہ کہہ چکا کہ تم میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے اس تاکید سے مطلب یہ ہے کہ جب تم
میری باتوں پر صبر نہیں کر سکتے تو پھر میرے ساتھ کیوں رہتے ہو حضرت عبداللہ بن عباس کی اوپر کی روایت میں یہ بھی ہے
کہ موسی علیہ السلام کا پہلا اعتراض بھولے سے تھا اور دوسرا جدائی کی شرط کے طور پر اور تیسرا جان بوجھ کر جدائی کے قصد سے
حدیث کا ٹکڑا موسی علیہ السلام کے تینوں اعتراضوں کی گویا تفسیر ہے حاصل کلام یہ ہے کہ چڑیا کے پانی پینے کے قصے سے اس
سفر کا نتیجہ تو موسی علیہ السلام سمجھ چکے تھے اسواسطے اونھوں نے خضر علیہ السلام کے ساتھ اب زیادہ رہنا ضروری نہیں خیال
کیا اور دوسرے اعتراض کے وقت جدائی کی شرط کو ظاہر کر دیا۔

منزل ۴

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ
وہ جو کشتی تھی سو تھی کئی محتاجوں کی محنت کرتے تھے دریا میں سو میں نے چاہا کہ اس میں نقصان ڈالوں اور انکے پرے تھا
كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝ فَأَرَدْنَا
ہر کشتی چھین کر — اور وہ جو لڑکا تھا سو اسکے ماں باپ تھے ایمان پر پھر ہم ڈرے کہ انکو عاجز کرے زبردستی اور کفر کر کر
أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ
بدلا دے انکو انکا رب اس سے بہتر ستھرائی میں اور نزدیک تر محبت میں اور وہ جو دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں
وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۝ رَحْمَةً
اور اسکے نیچے مال گڑا تھا انکا اور انکا باپ تھا نیک پھر چاہا تیرے رب نے کہ پہنچیں اپنے زور کو اور نکالیں اپنا مال گڑا مہربانی
مِنْ رَبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝
سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے یہ پھیر ہے ان چیزوں کا جس پر تو نہ ٹھہر سکا

ع

کشتی کا تختہ توڑنے کا سبب خضر علیہ السلام نے یہ بیان کیا کہ وہ کشتی ایسے محتاجوں کی تھی جن کی گذر اسی کشتی کے کرایہ کی
پر تھی اور دریا کے پرلے کنارہ پر ایک ظالم بادشاہ تھا جسکے حکم سے بادشاہی لوگ اچھی ثابت کشتیاں مفت بیگار میں

لیتے تھے اسواسطے مین نے اُس کشتی کا ایک تختہ توڑ کر اُس کو عیب دار کر دیا تھا کہ بادشاہی لوگ اُس کشتی کو نہ پکڑین اور اُن
محتاجون کی آمدنی مین خلل نہ پڑے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایت ایک جگہ گزر چکی ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے
کہ جو کوئی اس بادشاہ کی طرح کسی کا کچھ مال زبردستی چھین لیگا قیامت کے دن اُسکی اُسی قدر نیکیان چھین کر مالک مال کو دیدی
جاوین گی حدیث کے اسی ٹکڑے کو پہلی آیت کے ساتھ ملانے سے ایسے ظالم لوگون کی آخرت کی سزا کا حال اچھی طرح معلوم
ہوجاتا ہے جس طرح کے ظالم بادشاہ کا ذکر آیت مین ہے لڑکے کے مارڈالنے کا سبب یہ بیان کیا کہ اُسکے ماں باپ ایماندار تھے
اور وہ لڑکا اللہ تعالی کے علم غیب مین منکر ایمان ٹھہر چکا تھا اس لئے اُس کے زندہ رہنے سے اُسکے ماں باپ بھی اُس کی محبت
مین اپنی حالت پر نہ رہتے دین کی حفاظت کی نظر سے یہ قتل ایسا ہی ہے جیسے مثلاً کعب بن اشرف کے قتل کا قصہ صحیح بخاری
مین جابرؓ بن عبداللہ کی روایۃ سے ہے دونون قتلون مین فرق اتنا ہے کہ کعب بن اشرف کا دین مین خلل ڈالنا ظاہر ہو چکا
تھا اور اس لڑکے کا یہ خلل اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق آئندہ ظاہر ہوتا مگر اللہ تعالی نے وہ غیب کا حال خضر علیہ السلام
کو جتلا دیا اور اُنھون نے اللہ کے حکم سے اوسکو مار ڈالا حاصل کلام یہ ہے کہ شریعت اللہ کے حکم کا نام ہے خضر علیہ السلام کے
حق مین اللہ کا وہی حکم شریعت کا حکم تھا جسکے موافق اونھون نے عمل کیا شریعت موسوی کے موافق موسی علیہ السلام نے
خضر علیہ السلام پر جو اعتراض کئے تھے جب خضر علیہ السلام نے وما فعلتہ عن امری سے اُنکا جواب دیدیا تو خضر علیہ السلام کے
وہ کام شرعی ہوگئے ناقابل اعتراض سند سے نسائی مین حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس لڑکے کے مرجانے
پر اُسکی ماں کے پیٹ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکو اللہ تعالی نے ایک نبی کی ماں کر دیا یہ حدیث فاردنا ان یبدلھما ربھما خیرا منہ
کی گویا تفسیر ہے دیوار کے سیدھا کر دینے کا سبب یہ بیان کیا کہ اوس دیوار کے نیچے کا گڑا ہوا مال اون دونون یتیمون کو پہونچ
جانا اللہ کو منظور تھا صحیح بخاری میں سہلؓ بن سعد سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیونکو
ذرا فرق سے کھڑا کرکے فرمایا میں اور یتیم کے ساتھ شفقت سے پیش آنے والا شخص جنت مین ایسے قریب ہونگے جسطرح
یہ دونون انگلیان ہین اس حدیث کو آخری آیت کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ یتیمون کے حال پر اللہ تعالی کی ایک
خاص نظر رحمت ہے جسکے سبب سے آسنے یتیمون کے ساتھ شفقت سے پیش آنے والے شخص کے لئے جو مرتبہ رکھا
ہے اُس کو اپنے رسول کی معرفت ظاہر فرمایا اور اُسی رحمت کے سبب سے اس نیک شخص کی یتیم اولاد کے مال کی
حفاظت فرمائی جس کا ذکر آیۃ مین ہے۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ
اور تجھسے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو کہ اب پڑھتا ہون تمہارے آگے اسکا کچھ مذکور ہم نے اوسکو جمایا تھا ملک مین اور دیا تھا
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ
ہمنے ہر چیز کا اسباب پھر پیچھے پڑا ایک اسباب کے یہان تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل

منزل ۴

ع ۱۱

وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ

اور پائے اُسکے پاس ایک لوگ ہمنے کہا اے ذالقرنین یا لوگونکو تکلیف دے اور یا رکھہ انمین خوبی بولا جو کوئی ہوگا

ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

بے انصاف سو ہم اُسکو ماردینگے پہر اُلٹا جاویگا اپنے رب کے پاس وہ ماریگا اُسکو بری مار اور جو کوئی یقین لایا اور کیا

فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝

بہلا کام سو اُسکو بدلے مین بہلائی ہے اور ہم کہینگے اُسکو اپنے کام میں آسانی

شروع سورۃ کی تفسیر مین گزر چکا ہے کہ یہود کے سکھانے سے مشرکین مکہ نے روح اصحاب کہف اور سکندر ذوالقرنین کا حال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔ روح اور اصحاب کہف کا حال تو بیان ہو چکا یہ سکندر ذوالقرنین کا حال شروع ہوا۔ اگرچہ ابوزرعہ کی کتاب دلائل النبوۃ تفسیر ابن جریر وغیرہ مین عقبہؓ بن عامر کی ایک روایۃ ہے جس سے سکندر ذوالقرنین کا مصری اور سکندر رومی کا ایک ہونا پایا جاتا ہے اور اسی روایۃ کی بنا پر تفسیر ابن جریر کے علاوہ بعضی اور تفسیرون مین بھی یہی لکھا ہے کہ قرآن شریف مین جس شخص کا قصہ ہے وہ سکندر رومی ہے لیکن حافظ ابن کثیر نے عقبہؓ بن عامر کی اسی روایۃ کو ضعیف ٹہرا کر معتبر اہل تاریخ مثلاً سہیلی ازرقی کے قول کے موافق اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ سکندر دو شخص گزرے ہین پہلا سکندر ذوالقرنین جس کا ذکر قرآن شریف مین ہے اس سکندر اور حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ ایک ہی ہے یہ سکندر ملتہ ابراہیمی کا پابند شخص تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس شخص نے حج ادا کیا ہے۔ اس سکندر کے وزیر خضر علیہ السلام تھے دوسرا سکندر رومی ہے جسکا وزیر ارسطو تھا یہ عیسے علیہ السلام سے تین سو برس پہلے ہوا ہے یہ سکندر ثانی اور اسکا وزیر ارسطو بت پرست لوگ تھے تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر کی ایک بڑی معتبر کتاب دس جلد کی ہے جسمین قرآن اور حدیث کی تائید سے تاریخی قصے لکھے گئے ہیں بنی اسرائیلی روایتین نہیں لی گئی ہین اسی طرح سہیلی قدیمی تاریخون کے حافظ علما اندلس مین مشہور ہین اسواسطے قرآن شریف کی تفسیر مین ایسے ہی لوگونکا قول معتبر قرار پاسکتا ہے کیونکہ قرآن شریف مین جس شخص کا قصہ ہے اُس مین یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے ایک مشرک قوم کو اسکے قابو مین کر دیا تو اُسنے اُس قوم کو یہ حکم سنایا کہ اس قوم مین کے جو لوگ شرک پر قائم رہینگے آنکو دنیا مین طرح طرح کے عذاب سے قتل کیا جاویگا اور عقبی مین ایسے لوگون پر اللہ تعالی جدا سخت عذاب کریگا اور اس قوم مین کے جو لوگ خالص اللہ تعالی کی عبادت کے قائل ہو کر عقبی کی بہبودی کے لئے نیک عمل کرینگے دنیا مین ہم لوگ بھی اُنسے اچھی طرح پیش آوینگے اور عقبی مین ایسے لوگونکو بڑا اجر ملیگا قرآن شریف کی ان آیتون سے یقینی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا قصہ قرآن شریف مین ہے وہ خالص اللہ تعالی کی عبادت قیامت ملتہ ابراہیمی کے نیک عمل ان سب باتونکا قائل تھا اس لئے اس سکندر دلی اور بت پرست سکندر ثانی کو ایک ٹہرانا قرآن شریف کی آیتون اور معتبر علمائے اسلام کے قول کے برخلاف ہے

منزل ۴

تفسیر عبد الرزاق تفسیر ابن منذر اور مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا مجھکو معلوم نہیں کہ تبع اور ذوالقرنین نبی تھے یا نہیں اس حدیث سے بھی سہیلی ازرقی اور حافظ ابن کثیر کے اس قول
کی پوری تائید ہوتی ہے کہ قرآن شریف میں سکندر رومی کا قصہ نہیں ہے کس لئے کہ قرآن شریف میں ذوالقرنین کے نام سے
قصہ آیا ہے اگر ذوالقرنین اور بت پرست سکندر رومی ایک ہوتے تو بت پرست سکندر ثانی کی نبوت کا شبہ اللہ کے رسول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز نہ ہوتا فتح الباری میں کئی سند سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عباس کا قول ہے جس میں ذوالقرنین کا حضرت
ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کرنے اور انہی کے زمانہ میں حج کرنے کا ذکر ہے سیرۃ ابن اسحاق میں ہے کہ ذوالقرنین کا نام سکندر
ہے ان روایتوں سے بھی سہیلی ازرقی اور حافظ ابن کثیر کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کہ سکندر رومی دو شخص گزرے ہیں
کیونکہ سکندر رومی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں دو ہزار برس سے زیادہ کی مدت کا فرق ہے پھر یہ سکندر ثانی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں کہاں سے آسکتا ہے محمد بن مسلم ابن شہاب زہری کا قول ہے کہ اس سکندر اول نے سورج کی
غربی اور شرقی دونوں شعاعوں کے پیچھے بہت دور تک کا سفر کیا اس لئے اس کا نام ذوالقرنین ہوگیا ہے ابن شہاب زہری
بڑے ثقہ اور مشہور تابعی ہیں اور حدیث کی سب کتابوں میں ان سے روایت ہے قرن کے معنی سینگ کے ہیں یہاں سورج
کی غربی اور شرقی دونوں شعاعوں کو سورج کے سینگ قرار دیا گیا ہے۔ ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے یہ مشرک
مکہ تم سے ذوالقرنین کا حال جو پوچھتے ہیں تو تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں تم لوگوں کو اسکا قصہ سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
نے اسکو روئے زمین کی بادشاہت دی تھی اور ہر طرح کا بادشاہت کا سامان اسکو عنایت کیا تھا جس سامان کو کام میں
لاکر اس نے زمین کی غربی جانب کا سفر کیا اور اسکو یہ معلوم ہوا کہ ایک دلدل کے چشمہ میں سورج غروب ہوتا ہے مطلب
یہ ہے کہ جس طرح کشتی کے بیٹھنے والے شخص کو غروب کے وقت یہ دکھائی دیتا ہے کہ دریا کے کنارہ پر سورج غروب ہو جاتا ہے
یا ایک قلعہ کے رہنے والے شخص کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ کی دیوار کے پیچھے سورج غروب ہو جاتا ہے اسی طرح سکندر
کو یہ دکھائی دیا کہ اس دلدل کے چشمہ میں سورج غروب ہوتا ہے ورنہ سورج تو ساری زمین سے کئی حصہ بڑا ہے زمین
کے اتنے ٹکڑے میں جس میں وہ دلدل کا چشمہ ہے اس قدر گنجائش کہاں ہے کہ اس میں سورج چھپ جاوے علاوہ
اسکے سورج آسمان پر ہے اور یہ دلدل کا چشمہ زمین پر پھر سورج کا آسمان پر سے اتر کر زمین کے اس دلدل کے چشمہ
میں غروب ہونا کیونکر ہو سکتا ہے سورہ یٰسین میں آوے گا کہ سورج کے طلوع غروب کا راستہ اور طریقہ اللہ تعالیٰ نے
ٹھہرا دیا ہے سورج کی چال اسی کے موافق ہے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورج کی چال کی تفسیر یوں
فرمائی ہے کہ سورج لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہو جانے کے بعد عرش معلے کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور دوسرے
دن مشرق سے نکلنے کی اسکو اجازت ہو جاتی ہے ہاں قیامت کے قریب اسکو مغرب سے نکلنے کا حکم ہوگا یہ حدیث
صحیح بخاری مسلم نسائی وغیرہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آئی ہے اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے وہی مطلب

منزل ۴

ہوا جو اوپر بیان کیا گیا کہ دلدل کے چشمے کے پاس جاکر سورج سکندر کی نگاہ سے اوجھل ہو گیا اور پھر اللہ تعالے کی ٹھہرائی ہوئی چال کے موافق وہاں سے چلکر عرش معلی کے نیچے سورج نے سجدہ کیا اور دوسرے دن کے طلوع کی اجازت حاصل کی باقی مطلب آیتوں کا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ اوس دلدل کے چشمہ کے پاس اللہ تعالے نے ایک مشرک قوم کو سکندر کے قابو میں کر دیا تو سکندر نے اوس قوم کو یہ حکم سنایا کہ اس قوم مین کے جو لوگ شرک پر جمے رہیں گے اونکو دنیا مین طرح طرح کے عذاب سے قتل کیا جاویگا اور عقبی مین ایسے لوگو نپر اللہ تعالی جدا سخت عذاب کریگا اور اس قوم مین کے جو لوگ خالص اللہ تعالی کی عبادت کے قائل ہوکر عقبی کی بہبودی کی نیت سے نیک عمل کرینگے دنیا مین ہم لوگ بھی اون سے اچھی طرح پیش آوینگے اور عقبی مین بھی اونکو بڑا اجر ملیگا مجاہد اور سفیان ثوری کا قول ہے کہ تمام روئے زمین کی بادشاہت چار شخصوں کو ملی ہے جس مین سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین ایماندار تھے اور نمرود اور بخت نصر کافر۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ

پھر لگا اپنے اسباب کے پیچھے یہانتک کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ پایا کہ وہ نکلتا ہے ایک لوگوں پر کہ نہیں بنا دی

مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝

ہمنے اوس سے ورے کچھہ اوٹ یونہی ہے اور ہمارے قابو مین آچکی ہے اسکے پاس کی خبر

منزل ۴

مغرب کی طرف کے سفر سے فارغ ہوکر ذوالقرنین نے مشرق کی طرف کا جو سفر کیا ان آیتوں مین اسکا ذکر ہے کہ اللہ تعالی نے روئے زمین کی بادشاہت کا سامان جو ذوالقرنین کو دیا تھا اس سامان کو کام میں لاکر مغرب کی طرف کے سفر کے بعد اس نے مشرق کی طرف کا سفر کیا اور ایسی سرزمین پر پونہچا جہان پہلے پہل سورج نکلتا ہے اور وہان اسنے ایک ایسی قوم کو دیکھا کہ جنکے لئے سورج کی دہوپ سے بچنے کے واسطے اللہ تعالی نے کوئی آڑ نہیں بنائی مطلب یہ ہے کہ اس سرزمین پر نہ قدرتی کچھہ پہاڑ و درخت ایسے ہیں کہ انکی آڑ میں وہ لوگ دہوپ سے بچ سکین نہ وحشی پن کے سبب سے اتنی عقل ان لوگون مین ہے کہ وہ مکان بناوین زمین مین سرنگین کھود رکھی ہیں دہوپ کے وقت اون مین گھس جاتے ہیں اور ٹھنڈے وقت اون سرنگون مین سے نکل کر دنیا کا کچھہ کام دہندہ کر لیتے ہیں قتادہ کا قول ہے کہ یہ سرزمین حبشیون کی آخری سرحد پر ہے کذالک اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اور ملکون میں اللہ تعالی نے پہاڑ اور پیڑ دہوپ سے بچنے کی آڑ کے لئے پیدا کئے ہیں اس زمین پر نہیں ہین اور نہ اللہ تعالی نے اون لوگون کو اتنی عقل دی ہے کہ وہ مکان بناکر دہوپ سے بچ جاوین بعضے مفسرین نے کذالک کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ذوالقرنین نے جو حکم مغرب کی طرف کے سفر مین مشرک قوم کو سنایا تھا وہی حکم اس مشرقی قوم کو سنایا کہ اس قوم مین کے جو لوگ شرک پر اڑے رہیں گے انکو دنیا مین طرح طرح کے عذاب سے قتل کیا جاویگا اور عقبی مین بھی ایسے لوگون پر اللہ تعالی سخت عذاب کریگا اور اس قوم

ہیں کے جو لوگ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے قائل ہو کر عقبیٰ کی بہبودی کی نیت سے نیک عمل کریں گے دنیا میں ہم
لوگ بھی اُن سے اچھی طرح پیش آویں گے اور عقبیٰ میں بھی اون کو بڑا اجر ملے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو
بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر دنیا کے پیدا کرنے
سے پچاس ہزار برس پہلے وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے یہ حدیث وقد احطنا بما لدیہ خبرا کی گویا تفسیر ہے
جس کا حاصل یہ ہے کہ ذوالقرنین کے پاس جو کچھ اتنے بڑے سفر کا سامان تھا اور جو کچھ اِس سفر میں اُسنے عجائبات دیکھے
تھے اُن میں سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں ہے کیونکہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم
غیب کے نتیجہ کے طور پر یہ سب باتیں اور تمام دنیا کی باتیں اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لی ہیں ۔

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ
پھر لگا ایک اسباب کے پیچھے یہاں تک کہ جب پہنچا دو آڑ کے بیچ پائے اُسنے ورے ایک لوگ لگتے نہیں کہ وہ سمجھیں
قَوْلًا ۝ قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ
ایک بات بولے اے ذوالقرنین یہ یاجوج اور ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں تو کہہ تو ٹھیرا دیں
لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي
تیرے واسطے کچھ محصول اسپر کہ بنادے تو ہم میں اُنمیں ایک آڑ بولا جو مقدور دیا مجکو میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری

منزل ۴

بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ
محنت میں بنادوں تمہارے انکے بیچ ایک دیوار لاؤ دو مجکو تختے لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دو پہاڑوں
الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝
تک پہاڑ کے کنارے دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اُسکو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں اسپر پگھلا تانبا

مغرب کی طرف اور مشرق کی طرف کے سفر سے فارغ ہو کر ذوالقرنین نے شمال کی طرف کا جو سفر کیا ان آیتوں میں اُسکا
ذکر ہے کہ اِس سفر میں وہ دو پہاڑوں کی گھاٹی میں پہنچا ان پہاڑوں کی ورلی طرف ایک جنگلی قوم رہتی تھی جس کے لوگ
نہ دوسری کسی قوم کی بات سمجھ سکتے تھے نہ اون کی بات کوئی دوسری قوم سمجھ سکتی تھی مگر ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے اون کی
بات کی سمجھ دی اون لوگوں نے ذوالقرنین سے یہ کہا کہ ان پہاڑوں کی پرلی طرف یاجوج ماجوج کی قوم رہتی ہے اُس قوم
کے لوگ پہاڑوں کی گھاٹی میں سے ورلی طرف آکر ہماری کھیتی اور جانوروں کو بہت نقصان پہنچاتے ہیں ہم لوگ چندہ
کر کے روپیہ دیتے ہیں اوس روپے کے خرچ سے ہمارے اور یاجوج ماجوج کے بیچ ایک دیوار بنائی جا کر اِس گھاٹی کو بند کر دیا
جاوے تو پھر یاجوج ماجوج ہمکو کچھ تکلیف نہ دے سکیں گے تفسیر عبدالرزاق میں قتادہ کا قول ہے کہ یاجوج ماجوج نوح علیہ السلام
کے بیٹے یافث کی اولاد میں ہیں ۔ قتادہ کے اِس قول سے وہ مشہور قصہ بے اصل قرار پاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک دفعہ

سوتے مین نہانے کی حاجت ہو کر آدم علیہ السلام کا نطفہ زمین پر گر پڑا تھا زمین کی اوس مٹی سے یاجوج ماجوج کی پیدائش ہوئی ہے نسائی مین عمرو بن اوس کی اپنے باپ کے حوالہ سے صحیح ابن حبان مین عبد اللہ بن مسعود سے اور تفسیر عبد بن حمید مین عبد اللہ بن سلام سے معتبر روایتین ہین جنکا حاصل یہ ہے کہ یاجوج ماجوج مین کا ہر شخص جب مرتا ہے کہ اوسکی اولاد کی گنتی ایک ہزار تک پونہچ جاتی ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ دوزخیون کی ہزار آدمیون کی جماعت مین سے نو سو ننانوے یاجوج ماجوج ہون گے ان روایتون سے یاجوج ماجوج کی کثرت کا حال اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب اس جنگلی قوم کے لوگون نے دیوار بنانے کے خرچ کے لئے چندہ کا ذکر کیا تو ذوالقرنین نے ان کو جواب دیا کہ اللہ تعالی نے جو مجھکو مقدور دیا ہے وہ بغیر چندہ کے دیوار کے بنانے کے لئے کافی ہے تم لوگ فقط ہاتھ پاؤن سے محنت کرو اور اتنے لوہے کے تختے لادو کہ مین اون سے اس گھاٹی کو دونو پہاڑون کی اونچائی تک روک دون اور پھر اس لوہے کو خوب تپا کر اون تختون کی درزون مین پگھلا ہوا تانبا ڈالدون ناقابل اعتراض سند سے طبرانی مین ابی بکرہ سے روایت ہے جسمین یہ ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیان کیا کہ مین نے سد سکندری کو دیکھا ہے آپ نے اس شخص سے اس دیوار کی صورت پوچھی تو اوسنے چار خانے کی لنگی کی صورت بتائی آپنے فرمایا یہ شخص سچ کہتا ہے کہ اوس نے سد سکندری کو دیکھا ہے یہ حدیث مسند بزار مین بھی ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اس دیوار مین لوہے کے تختون کی درزون کو پگھلے ہوئے تانبے سے بھر گیا ہے اس لئے اوسکی صورت سیاہ سرخ دھاریون کے چار خانہ کی ہو گئی ہے قتادہ کا قول بھی ابی بکرہ کی اس روایت کے موافق ہے خلفائے عباسیہ مین سے خلیفہ واثق باللہ نے کچھ لوگ اس دیوار کے دیکھنے کے لئے بھیجے تھے دو برس کے سفر کے بعد اون لوگون نے واپس آنکر یہی بیان کیا کہ یہ دیوار لوہے اور تانبے سے بنائی گئی ہے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین یہ جو لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وقت مین روپیہ برابر سوراخ دیوار مین پڑ گیا تھا یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ رض کی روایت سے ہے حضرت عیسی علیہ السلام جب دجال کو قتل کر چکین گے اسوقت یہ دیوار گر پڑیگی جس کے سبب سے یاجوج ماجوج گھاٹی کی ورلی طرف آکر زمین مین طرح طرح کی خرابی ڈالین گے دریاؤن اور کنوون کا سب پانی پی جاوین گے جو کچھ ملے گا وہ کھا جاوینگے آسمان کی طرف تیر چلاوینگے جو انکو زیادہ گمراہ کرنے کے لئے خون مین بھرے ہوئے پلٹین گے اسوقت عیسی علیہ السلام اللہ کے اپنے ساتھ کے مسلمانون کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاوین گے اور جب وہان مسلمانون کو کھانے پینے کی بہت تنگی ہوگی تو عیسی علیہ السلام یاجوج ماجوج کے حق مین بددعا کرین گے جس کے اثر سے ان کی ناکون مین ایکطرح کا کیڑا پیدا ہو جاویگا اور اسی مرض سے سب ہلاک ہو جاوین گے مسند ابی یعلی مستدرک حاکم وغیرہ مین ابو ہریرہ رض اور حذیفہ رض سے جو روایتین ہین ان مین یہ ذکر تفصیل سے ہے حاکم نے ان روایتونکو صحیح قرار دیا ہے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین ان ہی روایتون کا خلاصہ بیان کیا ہے یہ روایۃ نواس بن سمعان سے صحیح مسلم مین بھی مختصر طور پر آئی ہے یاجوج ماجوج کے نکلنے کی زیادہ تفصیل سورۃ انبیا مین

منزل ۴

فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّي

پہر نہ سکین کہ اُسپر چڑہ آوین اور نہ سکین اُسکو سوراخ کرنا بولا یہ ایک مہر ہے میرے رب کی

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۝

پہر جب آوے وعدہ میرے رب کا گرا دے اُسکو ڈہا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا

یہ قصہ کے بیچ میں اللہ تعالیٰ نے ایک غیب کی بات فرمائی کہ قیامت کے قریب تک نہ یاجوج ماجوج اُس دیوار پر چڑہ کر گھاٹی کی ورلی طرف آسکین گے نہ دیوار مین سوراخ کر کے آسکین گے صحیح بخاری و مسلم کی ابوہریرہ کی روایت کے حوالہ سے اوپر یہ جو گزرا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت مین روپیہ برابر سوراخ اس دیوار مین ہوگیا تھا آیت کے اس ٹکڑے اور اوس حدیث میں کچھ اختلاف نہیں ہے کیونکہ حدیث مین جس سوراخ کا ذکر ہے وہ یاجوج ماجوج کے نقب لگانے سے نہیں پڑا اور نہ وہ سوراخ ایسا ہے جس مین سے آیت کے مضمون کے برخلاف وقت مقررہ سے پہلے یاجوج ماجوج گھاٹی کی ورلی طرف آسکتے ہیں بلکہ یہ سوراخ تو اللہ کے حکم سے اس لئے پڑا ہے کہ وقت مقررہ تک رفتہ رفتہ یہ سوراخ بڑھکر دیوار کو کم زور کردیوے جس سے وقت مقررہ پر دیوار گر پڑے اور یاجوج ماجوج تمام زمین پر پھیل جاوین اوپر کی آیتون کی تفسیر مین گزر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دجال کو قتل کر چکین گے تو یہ وقت مقررہ آجاویگا سورہ انبیاء مین بھی اس وقت مقررہ کا ذکر آویگا اب آگے ذوالقرنین کا قول پھر شروع ہوا کہ ذوالقرنین نے اس دیوار کے بنجانے کو اللہ کی رحمت کہا کیونکہ اس دیوار کے بنجانے سے ذوالقرنین کا ایک نیک کام دنیا مین باقی رہا اور اُس جنگلی قوم کا نقصان بچ گیا اور ساتھ ہی اس کے اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کی زبان سے یہ سچی بات بھی کہوادی کہ جب اللہ تعالیٰ کا ٹھہرایا ہوا وقت مقررہ آجاویگا تو اس دیوار کی مضبوطی کچھ کام نہ آویگی بلکہ وقت مقررہ پر یہ دیوار گر کر بالکل ڈہیر ہوجاوے گی ملتہ ابراہیمی کے موافق ذوالقرنین کو یہ بات معلوم تھی کہ دنیا کی کسی چیز کو ہمیشگی نہین اسواسطے ذوالقرنین نے اس دیوار کے گرجانیکا ذکر کیا

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوجُ فِي بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ

اور چھوڑ دینگے ہم خلق کو اُسدن ایک دوسرے مین دھنستے اور پھونک مارین صور مین پھر جمع کر لاوین انکو ہم سارا اور دکھا دین ہم دوزخ

لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝ الَّذِيْنَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝

کافرون کو سامنے جنکی آنکھو پر پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سکتے تھے سننا

یہ ہر ایک ایماندار آدمی کا اعتقاد ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں اسی اعتقاد کے موافق ذوالقرنین نے وقت مقررہ پر اُس دیوار کے گرجانے کا ذکر کیا اب اُس دیوار کے گرجانے کے بعد جو کچھ ہوگا وہ ایک غیب کی بات تھی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین فرمایا کہ اُس دیوار کے گرتے ہی یاجوج ماجوج اپنی کثرت کے سبب دریا کی موج کی طرح تمام زمین پر پھیل جاوینگے صحیح مسلم کی نواس بن سمعان کی جس روایت کا تذکرہ اوپر گزرا اُسمین یاجوج ماجوج کے زمین پر پھیل جا[illegible]

منزل ۴

ع ۱۶ / ۱۲

سے لیکر پہلے صور تک کا حال یوں ہے کہ یاجوج ماجوج کے زمین پر پھیل جانے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا
کہ تم اپنے ساتھ کے ایماندار لوگوں کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاؤ کیونکہ زمین پر اب اللہ کی ایک ایسی مخلوق پھیلنے والی ہے جس کے
مقابلہ کی تمہیں طاقت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے موافق عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاوینگے
اور یاجوج ماجوج زمین میں پھیل کر طرح طرح کی دھوم مچاوینگے جس کا ذکر اوپر کی آیتوں کی تفسیر میں گزر چکا ہے کوہ طور
پر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کھانے کی چیزوں کی اس قدر تکلیف ہوگی کہ ایک گائے کی سری کی قدر سو
اشرفیوں سے بھی زیادہ ہوجاویگی اس تکلیف سے تنگ آنکر عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے حق میں بددعا کرینگے اور
اللہ کے رسول کی بددعا سے جسطرح یاجوج ماجوج ہلاک ہوجاوینگے اس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے
بعد اللہ تعالیٰ ایک طرح کے جانور پیدا کریگا جو جانور یاجوج ماجوج کی لاشوں کو اوٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہاں پھینک
دینگے اور اللہ کے حکم سے پھر خوب مینہ برسے گا جس سے زمین پر ان لاشوں کے سبب سے جو بدبو پھیل گئی تھی وہ سب جاتی
رہویگی اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اور انکے ساتھیوں کو کوہ طور سے زمین پر اوترنے کا حکم ہوگا اور سات برس تک
عیسیٰ علیہ السلام اور انکے ساتھی زمین پر رہوینگے اگرچہ نواس بن سمعان کی روایت میں ان سات برس کا ذکر نہیں ہے لیکن صحیح
مسلم کی اور روایتوں میں یہ ذکر صاف آیا ہے اس نواس بن سمعان کی روایۃ کے موافق اسکے بعد ایک ٹھنڈی ہوا ایسی چلے
گی جس کے اثر سے ایسے سب لوگ مرجاوینگے جن کے دل میں کچھ بھی ایمان ہے صحیح مسلم کی انس بن مالک کی روایت کے
موافق اب ایسے لوگ دنیا میں رہ جاوینگے جو کبھی اللہ کا نام بھی نہ لیوینگے ایسے ہی لوگوں کے زمانہ میں پہلا صور پھونکا جاوے
گا تمام دنیا فنا ہوجاویگی اس کے چالیس برس کے بعد دوسرا صور پھونکا جاویگا اور سب لوگ قبروں سے اوٹھ کر حساب کتاب
کے لئے میدان محشر میں جمع ہوجاوینگے اسی دوسرے صور کا اور سب لوگوں کے میدان محشر میں جمع ہوجانے کا ذکر اس آیت میں
ہے دوسرے صور کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اسی کے مشرکین مکہ منکر تھے اسی واسطے خاص طور پر اسی کا ذکر فرمایا یاجوج ماجوج
کے نکلنے کے بعد سے دوسرے صور تک جن باتوں کا ذکر اوپر گزرا ان باتوں کا کچھ ذکر آیت میں نہیں فرمایا اس تفسیر میں کئی جگہ
اس بات کا ذکر آیا ہے کہ ہجرت سے پہلے مسلمانوں کی کمزوری کے زمانہ میں درگزر کا جو حکم تھا ہجرت کے بعد مسلمانوں میں قوت آجانے اور جہاد کا حکم نازل
ہو جانے سے وہ درگزر کا حکم منسوخ نہیں ہے کیونکہ شریعت میں جو احکام کسی سبب کے موجود ہونے پر منحصر ہیں انکا مطلب یہ ہے کہ جب سبب
پایا جاویگا تو حکم بھی پایا جاویگا نہیں تو نہیں۔ مثلاً مالداری زکوٰۃ کے واجب ہونے کا سبب ہے اور تنگدستی زکوٰۃ کے واجب ہونیکا
سبب نہیں اب فرض کیا جاوے کہ ایک شخص کچھ عرصہ تک تنگدست تھا پھر مالدار ہوگیا اور کچھ مدت کے بعد پھر پہلے کیطرح اسکو تنگدستی نے آن گھیرا تو
پہلے تنگدستی کے زمانہ میں شریعت کا یہی حکم ہے کہ ایسے تنگدست شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ کے واجب ہونیکا
سبب اس شخص میں اب نہیں پایا جاتا یہی حالت جہاد کے حکم کی ہے کہ ہجرت سے پہلے مسلمانوں کی کمزوری کے سبب سے درگزر کا حکم
تھا جہاد کا حکم نہیں تھا ہجرت کے بعد مسلمانوں میں قوت آگئی اس لئے جہاد کا حکم ہوا اب ضعف اسلام کے وقت مسلمانوں کی

منزل ۴

وہی حالت ہو جاویگی جو مالدار شخص کی پچھلی تنگدستی کی حالت تھی اسواسطے جس طرح ایسے تنگدست شخص کے حق مین شریعت کا یہ
حکم ہے کہ ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب نہین ہے اسی طرح مسلمانون کی کمزوری کے زمانہ مین جہاد کا بھی وہی حکم ہے کہ ایسے وقت
مین بجائے جہاد کے حکم پر عمل کرنے کے درگزر کے حکم پر عمل کیا جاوے اس لئے اس تفسیر مین یہی قول صحیح قرار دیا گیا ہے کہ جہاد
کے حکم سے درگزر کا حکم منسوخ نہین ہے بلکہ درگزر کے زمانہ مین مسلمانون کی جو حالت تھی ویسی حالت مین اب بھی درگزر کا حکم ہے اس
تفسیر مین جہان کہین یہ ذکر کیا گیا ہے کہ درگزر کا حکم منسوخ نہین ہے وہان صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی وہ حدیث بھی
ذکر کی گئی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار شخص جب کوئی خلاف شریعت بات دیکھے تو
اُسی وقت ہاتھ سے اُسکی اصلاح کرے اگر ہاتھ سے اصلاح کرنے کی قوت نہ ہو تو زبان سے نصیحت کر کے اُسکی اصلاح کرے اور اگر
ضعف اسلام کے سبب سے زبانی نصیحت کی بھی قوت نہ ہو تو دل سے اُس خلاف شریعت بات کو بُرا جانے یہ صحیح حدیث
ہر جگہ اس تفسیر مین اس مطلب کے ثابت کرنے کے لئے بیان کی گئی ہے کہ اگر درگزر کا حکم منسوخ ہوتا تو ضعف اسلام کے زمانہ
مین خلاف شریعت بات کو دیکھ کر ہاتھ پاؤن کی کوشش سے درگزر کرنے اور زبانی نصیحت یا دلی نفرت کے
کافی ہو جانے کا حکم اللہ کے رسول ہرگز نہ دیتے جو مطلب ابو سعید خدری کی حدیث
سے کئی جگہ ثابت کیا گیا ہے وہی مطلب نواس بن سمعان کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ شرعی روایتون
سے جسطرح یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ آخری زمانہ مین حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے زمین پر آوین گے اور چالیس برس کے
قریب زمین پر رہیں گے اُسی طرح شرعی روایتون سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اُس زمانہ مین عیسی علیہ السلام ہر کام شریعت
محمدی کے موافق کرینگے اب اگر شرع محمدی مین درگزر کا حکم منسوخ ٹھہرایا جاوے تو عیسی علیہ السلام کو یہ حکم کیونکر ہو سکتا ہے
کہ تم مین یاجوج ماجوج کے مقابلہ کی طاقت نہین ہے اس لئے تم ان کے مقابلہ سے درگزر کرو اور اپنے ساتھیون کو لیکر کوہ طور
پر چڑھ جاؤ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ ستر ہزار نکیلیں لگا کر دوزخ کو محشر کے میدان مین
لایا جاویگا آیۃ مین یہ جو ذکر ہے کہ دوزخ مین جھونکے جانے سے پہلے نافرمان لوگونکو دوزخ کے عذاب کا حال دکھایا جاویگا یہ حدیث
گویا اُسکی تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس دوزخ کے یہ لوگ دنیا مین منکر تھے اُنکو قائل کرنے کے لئے پہلے میدان محشر مین اوس
دوزخ کو انہین دکہایا جاویگا پھر حساب وکتاب کے بعد اوس مین اُنکو جھونکا جاویگا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی
حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ
دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین داخل ہونیکے قابل کام کریگا اور کون دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل اب
دنیا مین پیدا ہونے کے بعد ہر شخص اُسی انجام کے قابل کام کرتا ہے اور ویسے ہی کام اُسکو اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین
اس حدیث کو آیت کے ساتھ ملانے سے آیت کے آخری ٹکڑے کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ
جو لوگ اللہ کے علم غیب مین دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے ہین وہ بُرے کامون مین ایسے مصروف ہین

منزل ۴

کہ اللہ تعالی کی وحدانیت کی نشانیون کے دیکھنے سے انکی آنکھونپر گویا پردہ پڑا ہوا ہے اور قرآن کی نصیحت کے سننے سے انکے کان گویا بہرے ہین اس سبب سے ایسے لوگ مرتے دم تک اسی حالت پر رہ کر آخر کو مرجاوینگے اور قیامت کے دن دوزخ کا ایندہن بنین گے

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا جَہَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ نُزُلًا ۝

اب کیا سمجھے ہین منکر کہ ٹہیرادین میرے بندونکو میرے سوا حاتی ہمنے رکھی ہے دوزخ منکرون کی مہمانی

ویرادن مشرکون کا ذکر تھا جنکی آنکھونپر اللہ تعالی کی وحدانیت کی نشانیونکے دیکھنے سے پردہ پڑا ہوا تھا اور انکے کان قرآن کی نصیحت کے سننے سے بہرے تھے اس آیۃ مین فرمایا کیا ایسے لوگ یہ سمجھتے ہین کہ شیطان کے بہکانے سے جن نیک مردونکی مورتونکی پوجا یہ بت پرست دنیا مین کرتے ہین عقبی مین وہ نیک لوگ ان بت پرستون کے کچھ کام آوینگے پہر فرمایا یہ سمجھ ان لوگونکی بڑی نادانی کی سمجھ ہے عقبی مین وہ نیک لوگ ان بت پرستون کی بت پرستی پر اللہ تعالی کی گواہی سے بیزاری ظاہر کرینگے اور اللہ تعالی کا یہ وعدہ ہے کہ اسکی درگاہ مین مشرک کی کسی طرح بخشش نہین اسواسطے ایسے لوگونکی مہمانی کے لیے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے نیک لوگ اپنی مورتون کے پوجا کرنے والون سے قیامت کے دن بیزاری ظاہر کرکے اوس بیزاری پر اللہ تعالی کو جو گواہ قرار دیوینگے اسکا ذکر سورہ یونس مین گزر چکا ہے اور مشرک کی بخشش نہ ہونے کا جو اللہ تعالی کا وعدہ ہے اسکا ذکر سورہ النساء مین گزر چکا ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ رض بن عباس کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس قوم مین پہلے پہل بت پرستی پھیلی اس قوم مین کے کچھ نیک لوگ مر گئے تھے جنکے مرجانے کا رنج قوم کے لوگون کو بہت تھا شیطان نے قوم کے لوگون کے دل مین یہ وسوسہ ڈالا کہ ان نیک لوگون کی صورت کی مورتین بنا کر رکھ لی جاوین تو ان نیک لوگون کے آنکھون کے سامنے سے اوٹھ جانے کا کچھ رنج کم ہوجاویگا قوم کے لوگون نے اس وسوسہ شیطانی کے موافق عمل کیا اور ایک عرصہ تک تو وہ بت یونہی رہے پہر رفتہ رفتہ انکی پوجا ہونے لگی اسی قوم کی ہدایت کے لیے نوح علیہ السلام نبی ہوکر آئے مگر بت پرستی دنیا سے نہ اوٹھی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ بغیر مرضی اور بلا اجازت نیک لوگون کے نیک لوگونکی مورتین بنائی گئین اور ان ہی مورتون کی پوجا سے دنیا مین بت پرستی شروع ہوئی جسکی ان نیک لوگونکو خبر تک نہین اسی واسطے قیامت کے دن وہ نیک لوگ اس سے اپنی بےخبری اور بیزاری ظاہر کرکے اللہ تعالی کو اسپر گواہ ٹہرادینگے

قُلۡ ہَلۡ نُنَبِّئُکُمۡ بِالۡاَخۡسَرِیۡنَ اَعۡمَالًا ؕ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ سَعۡیُہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ ہُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ

تو کہہ بتادین تمکو کن کن کے بہت اکارت جنکی دوڑ بہٹک رہی ہے دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجھتے ہین کہ خوب

یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ وَ لِقَآئِہٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فَلَا نُقِیۡمُ لَہُمۡ یَوۡمَ

بناتے ہین کام وہی ہین جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیونسے اور اسکے ملنے سے سو مٹ گئے انکے کیے پہر نہ کہڑی کرینگے ہم انکے واسطے

منزل ۴

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ٥ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ٥

قیامت کے دن تول ۔ یہ بدلا ہے اونکا دوزخ اسپر کہ منکر ہوئے اور ٹھہرائیں میری باتیں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا ۔

حضرت علیؓ سے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن مردویہ وغیرہ میں یہ جو روایت ہے کہ یہ آیتہ خارجی لوگوں کی شان میں ہے یا حضرت سعد بن ابی وقاص سے صحیح بخاری اور نسائی میں یہ جو روایت ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کی شان میں ہے ان روایتوں کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خارجیوں یا یہود و نصاریٰ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور جب تک آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو نہ یہود و نصاریٰ سے آپکو کچھہ واسطہ تھا نہ قرآن شریف یہود و نصاریٰ کی شان میں نازل ہوتا تھا یہود و نصاریٰ سے جو کچھہ واسطہ آپ کو پیدا ہوا ہے وہ آپکے مدینہ تشریف لانے کے بعد پیدا ہوا ہے اور خارجی گروہ آنحضرت کے بعد حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں ظاہر ہوئے ہیں اسلئے حضرت علی اور حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ یہ آیت مکی ہے اور کفار مکہ کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن مضمون آیت کا ایسا عام ہے کہ توراۃ اور انجیل کی مخالفت کے سبب سے یہود اور نصاریٰ پر اور قرآن شریف کی مخالفت کرکے صاحب کبیرہ گناہ کو کافر بتلانے سے خارجیوں پر سب پر آیتہ کا مضمون صادق آتا ہے حضرت علیؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے اس قول کی تائید میں حضرت ثوبانؓ کی وہ صحیح حدیث ہے جسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بعضے لوگ میری امت کے قیامت کے روز پہاڑ کے برابر نیک عمل رکھتے ہونگے مگر اُن کے سب عمل اللہ تعالیٰ ایسے اکارت کر دیگا جیسے ہوا میں ریت اُڑ جاتی ہے حضرت ثوبان نے عرض کیا کہ ایسے لوگوں کی کچھہ نشانی تو فرمایئے ایسا نہو کہ انجانی میں ہم لوگوں میں بھی اونکی سی عادتیں پیدا ہو جاویں آپنے فرمایا کہ وہ لوگ بھی تمہارے بھائی مسلمان ہونگے مگر گناہوں سے بچنے کی انکو پروا نہ ہوگی ۔ اس حدیث سے معلوم کہ آیت میں نیک عمل اکارت ہونے کا جو ذکر ہے وہ مشرکین کے ساتھہ مخصوص ہے نہ یہود و نصاریٰ و خارجیوں کے ساتھہ بلکہ جو عمل اللہ کی مرضی کے مخالف ہوں گے خواہ کسی فرقہ کے ہوں اُن کو اللہ تعالیٰ اکارت کر دیگا اور عمل کے مرضی الٰہی کے موافق نہ ہونے کی یہی صورتیں ہیں کہ خرابی عقیدہ کے سبب سے یا تو عمل اصول شرعیہ کے موافق نہ ہوں جسطرح اہل کفر اہل نفاق اہل بدعت کے عمل یا وہ عمل اصول شرع کے موافق تو ہوں لیکن خاص اللہ کے واسطے نہ ہوں جسطرح ریاکاروں کے عمل یہ سب عمل آیتہ کے حکم میں داخل ہیں ۔ چنانچہ اور حدیثوں میں بھی اہل بدعت اور ریاکاروں کے عمل نیک کے اکارت ہونے کی صراحت صاف لفظوں میں آئی ہے چنانچہ معتبر سند سے مسند امام احمد بن حنبل میں محمود بن لبید سے اور صحیح ابن حبان میں ابو سعید بن فضالہ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کے روز سب لوگ جمع ہونگے تو حساب کتاب سے پہلے ہی ایک فرشتہ پکار دیگا کہ جس کسی نے دنیا کے دکھاوے کے لئے کوئی نیک کام کیا ہے اوسکے ثواب کی امید خدا کی درگاہ سے بے سود ہے ۔ ایسے نیک کام کا اجر اُس سے مانگنا چاہیئے جس کے دکھانے کو وہ نیک کام کیا گیا ہے

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اوس کا حاصل
یہ ہے کہ جو نیک عمل شرعی حکم کے موافق نہ ہوگا وہ اکارت ہے ان روایتوں سے ثوبان کی روایت کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ
ثوبان کی روایت میں ان لوگوں کے نیک عملوں کے رائگان ہو جانے کا ذکر ہے جو لوگ گناہوں سے بچنے کی پرواہ نہیں کرتے
اب یہ تو ظاہر بات ہے کہ جو لوگ عام گناہوں سے بچنے کی پرواہ نہ کریں گے وہ ریاکاری اور بدعت سے بچنے کی کیا پروا کر سکتے ہیں حاصل
مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ یہ مشرکین مکہ اپنی عقل کے طور پر اپنے طریقہ کو اچھا جان کر اے رسول اللہ کے تم سے طرح طرح کی
جھگڑے کی باتیں جو لگاتے ہیں اور بیہودہ سے پوچھ پوچھ کر تم سے طرح طرح کی باتوں کے سوالات کرتے ہیں اور عقبیٰ کی
جزا و سزا کے انکار کے سبب سے ان نیک عملوں کو رائگان گنتے ہیں جو عمل عقبیٰ کے اجر کی نیت سے کیے جاتے ہیں تو اے
رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ جن لوگوں کے نیک عمل اکارت ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کے سارے کاموں کا دار
مدار دنیا کی زندگی پر ہے اور اسی کو وہ اچھا جان کر عقبیٰ کی سزا و جزا کی قرآن کی آیتوں کو مسخراپن میں اڑاتے ہیں اور قرآن کی
آیتوں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کے نہ ماننے پر ہر وقت کمر باندھے رہتے ہیں ایسے عقبیٰ کی جزا کے منکر لوگ اگر کوئی نیک
کام کر لیتے بھی ہیں تو دنیا کی نمود کے طور پر کرتے ہیں واسطے ایسے لوگوں کے نیک عملوں کا جو بدلہ ہے وہ انکو دنیا
ہی میں مل جاتا ہے کہ انکی دنیا اچھی کٹتی ہے اور آخرت کے اجر کے حساب سے ان کے عمل بالکل رائگان ہیں اس لئے قیامت
کے دن ان کے عملوں کے تولنے کیلئے ترازو بھی نہ کھڑی کی جاوے گی کیونکہ ترازو تو ایسے لوگوں کے عملوں کے تولنے کے لئے
کھڑی کی جاوے گی جن کی نیکی کے پلڑے میں چڑھانے کے لئے کچھ نیک عمل بھی ہوں گے جن کے نیک عملوں کا بدلہ دنیا کی زندگی میں ملگیا اور
قیامت کے دن کے لئے انکا کوئی نیک عمل باقی نہیں رہا انکے عملوں کے لئے ترازو کیا کھڑی کی جاسکتی ہے اگر ہوگا تو
بعضے سلف کے قول کے موافق اتنا ہی ہوگا کہ ایسے لوگوں کے قائل کرنے کے لئے بدی کے پلڑے میں انکے بداعمال رکھے
جا کر نیکی کا خالی پلڑا انکو دکھا دیا جاوے گا غرض کہ ایسے لوگوں کے نیک عمل عقبیٰ کے اجر کے حساب سے اکارت ہیں کہ فقط بد عمل باقی
رہ جاویں گے جن کی سزا بھگتنے کے لئے ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے صحیح مسلم میں انس بن مالک سے روایت ہے جس میں
اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حشر کے منکر لوگ جو دنیا میں کچھ نیک عمل کرتے ہیں تو اس کا بدلہ انکو وہیں
دنیا میں مل جاتا ہے عقبیٰ کے اجر کے لئے انکا نیک عمل کچھ نہیں رکھا جاتا سورۃ الاعراف میں گزر چکا ہے کہ عملوں کے تولے جانے
کے بعد جن کے نیک عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاویں گے اور جن کا بد عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ میں جاویں گے
اور نیکی بدی کے عمل یا دونوں پلڑے برابر ہوئے انکو جنتیوں اور دوزخیوں کے فیصلہ آخر تک جنت اور دوزخ کے درمیان کی دیوار
پر ٹھہرا کر دیا جاوے گا پھر آخر کو یہ لوگ بھی جنت میں چلے جاویں گے حاصل کلام یہ ہے کہ جن لوگوں کا یہاں ذکر ہے
انس بن مالک کی روایت کے موافق انکا کوئی نیک عمل عقبیٰ کے اجر کے لئے باقی نہ رہے گا اس لئے سورۃ الاعراف
کی آیتوں کے موافق یہ لوگ دوزخی قرار پاویں گے

منزل ۴

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝

جو لوگ یقین لائے اور کئے ہیں بھلے کام انکو ہے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی سدا رہا کریں انمین نہ چاہیں وہاں سے جگہ بدلنی

اوپر ذکر تھا کہ عقبیٰ کے اجر کے حساب سے منکرین حشر کے سارے نیک عمل اسواسطے اکارت ہیں کہ یہ لوگ حشر اور اُس دن کی سزا و جزا کے قائل نہیں ریاکاروں اور بدعقیدوں کے اوس قدر نیک عمل اکارت ہیں جن مین ریاکاری اور بدعت کا دخل ہے کیونکہ ریاکاری کے نیک عمل دنیا کے دکھاوے کے لئے کئے ہیں اور بدعت کے دخل کے عمل شریعت کے حکم کے موافق نہین ہیں ان آیتوں میں فرمایا جن لوگون کے نیک عملون کے بدلہ مین جنت الفردوس دی جاویگی وہ ایسے لوگ ہین جو اللہ کی وحدانیت کا اور اللہ کے رسول کے سچے ہونے کا یقین دل مین رکھتے ہیں اور زبان سے اُس کا اقرار اور اوس یقین اور اقرار کے موافق ہاتھ پیرون سے نیک عمل بھی کرتے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فردوس اعلیٰ درجہ کی جنت ہے اس مین سے جنت کی نہرین نکلی ہیں اور اسی کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے جب تم جنت کے ملنے کی دعا اللہ تعالیٰ سے کیا کرو تو اسی جنت کی دعا مانگا کرو جنت کی نہرین دودھ شہد شراب اور پانی کی ہیں جن کا ذکر سورہ محمد مین آوے گا ترمذی میں معاذ بن جبلؓ کی صحیح روایت ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں جن مین فردوس اعلیٰ درجہ کی جنت ہے ان روایتوں سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ فردوس اعلیٰ درجہ کی جنت ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گذر چکی ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک لوگون کے لئے جنت مین وہ نعمتین پیدا کی ہین جو کسی نے نہ آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دل میں انکا خیال گذر سکتا ہے ان آیتون مین یہ جو فرمایا کہ جنتی لوگ جنت مین ہمیشہ اس طرح رہوینگے کہ وہان کے رہنے سے اوکتا کر کسی دوسری جگہ چلے جانے کو انکا دل نچاہے گا اسکا مطلب اس حدیث قدسی سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جنت کی نعمتون کے سبب سے کسی کا دل اسکو چھوڑنے کو نہ چاہے گا۔

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝

تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتین بیشک دریا نبڑ چکے ابھی نہ نبڑین میرے رب کی باتین اور اگر دوسرا بھی لا دین ہم

ناقابل اعتراض سند سے مستدرک حاکم وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جب روح کی آیۃ نازل ہوئی کہ روح اللہ کا ایک حکم ہے اُس آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگون کو بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے روح کیا چیز ہے بہت سے بھید اللہ کے لوگون کو معلوم نہیں اس آیۃ کو سنکر یہود کے علما نے یہ کہا کہ ہمارا علم تھوڑا نہین ہے ہمارے پاس توریت ہے جسمین دین و دنیا کا علم موجود ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے آیۃ کے وہی ہیں جو الہام الٰہی سے حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسےٰ کے روبرو اسوقت بیان

کے جبکہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے اور چڑیا نے ایک قطرہ پانی کا دریا میں سے پیا اور حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو جتلادیا کہ میرا اور تمہارا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا دریا کے مقابلہ میں یہ چڑیا کا پیا ہوا ایک قطرہ ہے پھر جب حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے علم کو اللہ کے علم کے مقابلہ میں قطرہ اور دریا کی نسبت ہے تو فقط توریت کے علم کو اللہ کے علم سے جو نسبت ہے وہ ظاہر ہے غرض نظر عبرت سے اس قصہ کو یہود دیکھتے تو یہ نسبت اللہ کے علم کے توریت کے علم کو تھوڑا کہنے کو ضرور کلام الٰہی جانتے یہ چڑیا کے پانی پینے کا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے حوالہ سے اسی سورۃ میں اوپر گذر چکا ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے

اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا قصہ بیان کرنے کے بعد مشرکین مکہ کے قائل کرنے کے لئے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہدو کہ بشر ہونے میں تم اور میں برابر ہیں پھر تم لوگوں کو کیا اتنی سمجھ نہیں کہ بغیر پڑھے لکھے یہ غیب کے قصے کس طرح سے کیونکر بیان کرسکتا ہوں جو پچھلی آسمانی کتابوں کے موافق ہیں اور جو باتیں میں تم لوگوں کو آسمانی وحی کے موافق سمجھاتا ہوں وہ بھی ہر شخص کی سمجھ میں آجانے کی بات ہے کہ جب اللہ نے تم کو تمہاری سب ضرورت کی چیزوں کو اس طرح سے پیدا کیا کہ اس میں کوئی اس کا شریک تم ثابت نہیں کرسکتے تو پھر اس وحدہ لاشریک کی تعظیم میں شریک ٹھہرانا بڑے وبال کی بات ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کئی جگہ گذر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شرک سے بڑھکر دنیا میں کوئی گناہ نہیں اس حدیث کو آیۃ کے اس ٹکڑے کے ساتھ ملانے سے وہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان کی ضرورت کی چیزوں کو اس طرح سے پیدا کیا کہ اس میں کوئی اس کا شریک نہیں تو پھر یہ بات ہر شخص کی سمجھ میں آجانے کے قابل ہے کہ اس وحدہ لاشریک کی تعظیم میں دوسروں کو شریک ٹھہرانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے بڑھکر دنیا میں کوئی دوسرا گناہ نہیں۔

فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ

پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو کرے کچھ کام نیک اور ساجھا نہ رکھے اپنے

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا

رب کی بندگی میں کسی کا

صحیح سند سے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص ثواب آخرت کے خیال سے نماز روزہ اور نیک کام کرے لیکن کسی قدر اوس کے دل میں یہ بھی خواہش ہو کہ لوگ اس کے نیک کام کی تعریف کریں اور اس کو بڑا نیک گمان کریں ایسے شخص کی

منزل ۴

ع ۱۲ ۵ ۳

شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ جس شخص کو مرنے کے بعد پھر جینے اور اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب کتاب اور سزا و جزا کے لئے کھڑے ہونے کا پورا یقین ہے اور اس یقین کے سبب سے اس امید پر وہ نیک کام کرتا ہے کہ ایک دن اللہ کی درگاہ سے اس نیک کام کی جزا پاویگا۔ تو ایسے شخص کو چاہیئے کہ جس طرح خالص نیت سے نیک عمل کرے کہ اس عمل میں سوائے اللہ کے کسی دوسرے کے دکھاوے کی کسی طرح کی شراکت نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کے شرک سے بیزار ہے غرض بہت سی آیات قرآنی اور احادیث سے نیک عمل کے مقبول ہونے کی دو شرطیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ عمل قواعد شرعیہ کی بنا پر صحیح ہو عقیدہ کی خرابی سے بلا اجازت شرع کے بدعت کے طور پر ایجاد کیا ہوا نہ ہو کیونکہ اس طرح کا ایجادی عمل شرعی عمل جب نہیں ہے تو شارع سے اوسکی اجر کی توقع بے سود ہے دوسرے دنیا کے دکھاوے یا نیک کہلانے کی شہرت کا اس میں کچھ دخل نہ ہو ہاں یہ بات اور ہے کہ عمل کرنے والی کی نیت خالص ثواب آخرت کی ہو کسی طرح کی دنیا کے دکھاوے یا نیک کہلانے کی شہرت کا اوسکی نیت میں لگاؤ یا دخل نہیں ہے لیکن اپنے طور پر لوگ اوسکی نیکی کی تعریف کرتے ہیں یا اوسکی نیکی کے سبب سے اوسکو عزیز رکھتے ہیں تو یہ اللہ کی ایک نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو دنیا میں دی ہے صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا حضرت ایک شخص بغیر خیال شہرت دنیا کے نیک نیتی سے نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اپنے طور پر اوسکی تعریف کرتے ہیں یا اسکو عزیز رکھتے ہیں تو ایسے شخص کے باب میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا اس طرح کے مومن کے حق میں یہ اللہ کی دنیا میں پیشگی خوشخبری ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں اس شخص سے راضی رہے گا۔ یہ فیصلہ آدمی اپنے دل سے پوچھکر کر سکتا ہے کہ اسکی شہرت میں اوسکی خواہش کو کچھ دخل تھا یا نہیں۔ اگر دخل تھا تو جس عمل پر شہرت ہوئی ہے وہ بالکل اکارت ہے اور اگر نہیں تھا تو صحیح حدیث کی رو سے وہ شہرت جلا شک اللہ کی ایک نعمت ہے علاوہ اس نعمت کے دنیا میں اور بھی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے خالص نیت کے عمل کرنے والوں کے لئے رکھی ہیں جنکا ذکر صحیحین کی صحیح حدیثوں میں آیا ہے مثلاً نیک عمل کا ثواب اور اجر دس سے سات سو تک اور کبھی سات سو سے بھی بڑھکر لکھا جاتا ہے اور اللہ کے فرشتوں کا جان کنی کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنت کے عیش و آرام کی اس طرح کی خوشخبری سنانا کہ اوسکی اسطرح پوری تصویر کا آنکھوں کے سامنے آجانا جس سے جان کنی کی تکلیف دنیا کے چھوٹنے بال بچوں سے جدا ہونے کا رنج سب رفع ہو جاوے حاصل کلام یہ کہ اگر آدمی کا نیک عمل قواعد شرع کی رو سے صحیح ہے اور خالص اللہ کے واسطے ہے تو سب کچھ ہے نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت شداد بن اوس سے صحیح روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سب سے زیادہ دیوانہ اور عاجز اور کمبخت وہ قیامت کے دن وہ شخص ہے جو بغیر اجازت شرع کے اپنی مرضی کے موافق دنیا میں عمل کرے اور خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ سے اجر اور ثواب کی توقع رکھے۔

سورہ کہف ختم ہوئی۔

سُوْرَۃُ مَرْیَمَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ ثَمَانٍ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَّتِسْعُوْنَ آیَۃً وَّسِتُّ رُکُوْعَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

حضرت عائشہؓ اور ابن زبیرؓ رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سورہ مریم مکی ہے فخلف من بعدہم خلف کو مدنی کہا ہے اور امام احمد
ہے کہ سورہ مریم مکے میں نازل ہوئی ہے بعض مفسروں نے آیۃ سجدہ اور آیۃ فخلف من بعدہم خلف کو مدنی کہا ہے نجاشی حبشہ کے بادشاہ
نے عبداللہ بن مسعود سے اور بیہقی ابن ابی حاتم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایۃ بیان کی ہے کہ نجاشی حبشہ کے بادشاہ
نے جعفر بن ابی طالب سے کہا کیا تم کو اس وحی میں سے جو محمدؐ لائے ہیں کچھ یاد ہے انہوں نے سورہ مریم کو پڑھا تو بادشاہ نے
سنا اتنا رویا کہ ڈاڑھی تر ہو گئی اس کے پاس والے بھی روتے رہے اس کے بعد بادشاہ نے کہا کہ یہ اور جو چیز حضرت عیسیٰ لائے ہیں
ایک طاق سے نکلی ہیں محمد بن اسحاق نے اس قصہ کو طول سے بیان کیا ہے۔ اس قصہ کی کئی سندیں ہیں اسلئے ایک سند کو دوسری سے تقویت
ہو جاتی ہے قرآن مجید میں سوائے حضرت مریم کے نام کے اور کسی عورت کا نام نہیں ہے۔ حضرت مریم کا نام قرآن میں تیس جگہ ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ إِنِّيْ وَهَنَ
یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر جب پکارا اپنے رب کو چھپی پکار بولا اے میرے رب بوڑھی
الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَّلَمْ أَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا
ہو گئیں میری ہڈیاں اور ڈیگ نکلی سر سے بڑھاپے کی اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں محروم نہیں رہا

نصف

اس سورت میں مریم علیہا السلام کا قصہ ہے اسواسطے اس سورت کا نام سورہ مریم ہے حروف مقطعات کی تفسیر کا ذکر سورہ بقرہ میں
گزر چکا ہے سورہ آل عمران کی آیتوں کے مضمون کے موافق حضرت مریم کی ماں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر ان کے ہاں لڑکا پیدا
ہوگا تو اس کو دنیا کے کاموں سے باز رکھ کر بیت المقدس کا خادم بنا دیا جاویگا۔ اتفاق سے لڑکی پیدا ہوئی لڑکی
کو بیت المقدس کی خادمہ بنانے کا دستور نہ تھا اس واسطے حضرت مریم کی ماں کو نذر کے پورا نہ ہونے کا بڑا رنج ہوا اللہ تعالیٰ
نے اونکا رنج رفع کرنے کے لئے اپنی رحمت سے حضرت مریم کی خادمی جائز فرمائی اور حضرت مریم کی پرورش اونکے
خالو زکریا علیہ السلام کے ذمہ ٹھیری جب حضرت مریم سیانی ہو گئیں تو زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے لئے ایک عبادت خانہ
بنوا دیا اس عبادت خانہ میں زکریا علیہ السلام جب حضرت مریم سے ملنے آتے تو حضرت مریم کے پاس اونکو بے فصل کا میوہ
رکھا ہوا نظر آیا کرتا تھا جیسے حضرت زکریا نے ایکدن پوچھا مریم یہ میوہ کہاں سے آیا تو حضرت مریم نے جواب دیا کہ یہ میوہ
اللہ تعالیٰ نے دیا ہے حاصل کلام یہ جب زکریا علیہ السلام نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بے فصل کا میوہ حضرت مریم کو عنایت
کیا تو زکریا علیہ السلام کے دل میں یہ بات کھٹکی یہ خیال گزرا کہ وہ صاحب قدرت میرے بڑھاپے اور میری بی بی کے بانجھ پن
میں مجھے اولاد عطا فرما دے تو اوس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں اسی خیال سے زکریا علیہ السلام نے یہ دعا کی جس

ان آیتون مین یہ حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے اسوقت اللہ کی رحمت کا حال سنو جب کہ زکریا علیہ السلام نے اس خیال سے کہ بڑہاپے مین بیٹے کا مانگنا ایک ایسی خلاف عادت بات ہے کہ جسکو سنکر لوگ تعجب کرینگے اسلئے تنہائی مین زکریا علیہ السلام نے اپنی دعا کو یون شروع کیا کہ یا اللہ بڑہاپے کے سبب سے اگرچہ میرے بدن کے سب جوڑ کمزور ہوگئے اور سارا سر سفید ہوگیا لیکن اس سے پہلے میری کوئی دعا رائگان نہین گئی اس لئے تیری رحمت کے بہروسہ پہ ایک دعا کرکے اسکی قبولیت کا امیدوار ہون صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث ہے جسمین اللہ کے رسول صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے کے ساتھ ہر شخص جیسا گمان رکہتا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین بہی اوس شخص کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہون اس حدیث کو آیتون کے ساتہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ زکریا علیہ السلام نے قبولیت کے گمان سے بڑہاپے مین اولاد کی دعا کی اس لئے اللہ تعالی نے اون کے گمان کو پورا کیا اللہ تعالی کی رحمت کے ساتھ زکریا علیہ السلام کو جو نیک گمان تہا اسکو اونہون نے اسطرح ظاہر کیا کہ یا اللہ اس دعا سے پہلے میری کوئی دعا رائگان نہین گئی ہے اسلئے میرا حسن ظن یہی ہے کہ میری یہ دعا بہی بلا اثر نہ جاویگی ڈہیک کے معنے آگ کے شعلہ کے ہین مطلب یہ ہے کہ جس طرح کہ لکڑیون مین آگ کا شعلہ پہیل جاتا ہے اسی طرح سارے سر کے بالون مین سپیدی پہیل گئی۔

وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ

اور مین ڈرتا ہون بہائی بندون سے اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش مجکو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانیوالا جو میری جگہ

مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا

بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی اور کر اوسکو اے رب من مانتا

حضرت زکریا حضرت مریم کے خالو تہے چنانچہ معراج کی صحیح بخاری کی مالک بن صعصعہ کی حدیث مین یہ تفصیل آچکی ہے کہ حضرت یحیی اور حضرت عیسے خالہ زاد بہائی ہین اگرچہ حضرت زکریا بیت المقدس کے متولیون مین تہے لیکن صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایت مین ہے کہ بڑہئی کا کام کرکے اپنے ہاتہ کی کمائی سے اپنی گذر کیا کرتے تہے اس لئے اُنکے پاس کچھ ایسا مال متاع تو نہین تہا صرف نبوت کے اپنے خاندان مین چلنے کے لئے لڑکے کی دعا مانگی اور اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول کی اور حضرت یحیی پیدا ہوئے یہ نام صرف حضرت یحیی کا اللہ تعالی نے رکہا ہے اور فرما دیا ہے کہ ان سے پہلے اس نام کا کوئی آدمی دنیا مین نہین ہوا اس نام کے موافق اگرچہ حضرت یحیی دنیا مین زیادہ نہین جئے لیکن بنی اسرائیل کے ہاتہ سے شہید ہوئے اسواسطے گویا ہمیشہ اپنے نام کے موافق زندہ ہین بنی اسرائیل کا اسوقت کا بادشاہ ایک عورت سے شادی کرنا چاہتا تہا اور توریت کے حکم سے وہ نکاح جائز نہ تہا اسلئے حضرت یحیی نے اوس بادشاہ کو اس نکاح سے منع کیا اس بادشاہ نے ضد کرکے حضرت یحیی کو شہید کر ڈالا مستدرک حاکم مین عبداللہ بن زبیر کی معتبر روایت سے حضرت یحیی کے شہید ہونے کا پورا قصہ ہے اس قصہ مین حضرت عبداللہ بن زبیر کی روایت سے یہ بہی ہے کہ

کہ حضرت یحییٰ جس جگہ شہید ہوئے تھے اُس جگہ زمین میں سے خود بخود خون اُبلتا تھا اُسی عرصہ میں بخت نصر نے بنی اسرائیل پر چڑھائی
کر کے آیا اور ستر ہزار آدمی بنی اسرائیل میں کے قتل کئے جا چکے جب وہ خون کا اُبلنا بند ہوا یہ قصہ مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عباس
کی روایت سے بھی ہے اور اُس کی سند ناقابل اعتراض ہے حاصل یہ کہ حضرت یحییٰ کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار آدمی کا قصاص لیا حضرت زکریا سے
بھی بنی اسرائیل منحرف ہو گئے حضرت زکریا بنی اسرائیل سے ڈر کر جنگل کو بھاگ گئے۔ اور جنگل کے ایک درخت سے پناہ چاہتے تھے پیڑ شق ہو گیا اور
یہ اُسکے اندر چھپ گئے بنی اسرائیل بھی اُنکی تلاش میں اُس پیڑ کے پاس تک پہنچ گئے شیطان ملعون بھی وہاں آن موجود ہوا اور آرے کی
صورت بنی اسرائیل کو سمجھائی بنی اسرائیل نے لوہے کا آرا بنایا اور مع پیڑ کے حضرت زکریا کو بیچ میں سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالا معتبر
سند سے بروایت عبداللہ ابن زبیر سیرت ابن اسحٰق وغیرہ میں یہ قصہ تفصیل سے لکھا ہے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش ایک ہی سال
کی ہے حضرت یحییٰ پر خالص توریت کی شریعت کا زمانہ ختم ہو گیا اب اس سے آگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور
توریت اور انجیل کی ملی ہوئی نبوت کا زمانہ ہے حاصل کلام یہ ہے کہ زکریا علیہ السلام کو جو اندیشہ تھا کہ اُنکے پیچھے اُنکے
بھائی بند دین کو بگاڑ دیں گے اُسکا ظہور زکریا علیہ السلام کی زندگی میں ہی ہو گیا کہ بے دینی کے سبب سے اپنے اور غیر سب نے
ملکر دونوں نبیوں کو شہید کر ڈالا سورۃ والذاریات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی حضرت سارا کے بانجھ ہونے
اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری کا ذکر آویگا اس سے حضرت عبداللہ بن عباس کی اوس روایت
میں کسی راوی کا سہو پایا جاتا ہے جس روایت میں یہ ہے کہ سوائے زکریا علیہ السلام کی بانجھ بی بی کے اور کسی بانجھ
عورت کے پیٹ سے اولاد نہیں ہوئی واجعلہ رب رضیا اسکا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ وہ لڑکا ایسا ہو جو ہر بات میں تیری
مرضی کے موافق کام کرے صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جس شخص سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تو جبرائیل
علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خبر پکار کر فرشتوں کو سنا دیتے ہیں جس سے آسمان و زمین میں اس نیک شخص
کی محبت ہر کسی کو ہو جاتی ہے اس حدیث سے واجعلہ رب رضیا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آ جاتا ہے جس کا حاصل
یہ ہے کہ یا اللہ وہ لڑکا ایسا ہو کہ تیری مرضی کے موافق کام کرے جس سے تو اوس سے خوش ہو اور تیری خوشنودی
کے سبب سے آسمان و زمین میں اُسکی محبت پھیل جاوے۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ
اے زکریا ہم تجھکو خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جسکا نام یحییٰ ہے نہیں کیا ہمنے پہلے اس نام کا کوئی بولا اے رب کہاں سے ہوگا مجھکو لڑکا
وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ
اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک کہ اکڑ گیا کہا یونہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر
هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ
آسان ہے اور تجھکو بنایا میں نے پہلے سے اور تو نہ تھا کچھ چیز بولا اے رب ٹھیرا دے مجھکو کچھ نشانی فرمایا تیری نشانی یہ کہ بات نکرے تو لوگوں سے

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ○ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ○

تین رات تک چنگا بھلا پھر نکلا اپنے لوگون کے پاس حجرے سے تو اشارت سے کہا انکو کہ یاد کرو صبح اور شام

اتنی عبارت یہان گویا اور ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ ہم تم کو لڑکے کے ہونے کی خوشی مناتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے آیت آگے حضرت زکریا علیہ السلام کے تعجب کا بیان ہے کہ جب انکی دعا قبول ہوئی اور لڑکے کے ہونے کی ان کو خبر سنائی گئی تو اس سے وہ بہت خوش ہوئے اور لڑکے کے ہونے کی کیفیت کا سوال کیا یہ تعجب زکریا علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ بیوی بانجھ اور بوڑھی تھی اور آپ بھی اس قدر بوڑھے ہو گئے کہ ہاتھ پیر اکڑ گئے تھے فرشتے نے انکے تعجب کے جواب میں کہا اسی طرح فرمایا ہے تیرے پروردگار نے کہ بوڑھے باپ اور بانجھ مان سے لڑکا پیدا کر دینا اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہین ہے کیونکہ اب تو بوڑھے باپ اور بانجھ مان موجود ہیں اُس صاحب قدرت نے تو انسان کو ایسی حالت مین پیدا کیا ہے کہ جب انسان کچھ بھی نہین تھا ترمذی ابوداؤد اور صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری رضی کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی مین اللہ نے تمام اولاد آدم کے پتلون کی مٹی جگہ جگہ سے لی ہے جس سے سلسلہ بسلسلہ اولاد آدم کی پیدائش اسطرح چلی آتی ہے کہ کوئی گورا ہے اور کوئی کالا اس حدیث سے وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئا کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس صاحب قدرت نے انسان کی پیدائش کی ابتدا ایسی حالت سے کی ہے کہ جب انسان کچھ بھی نہین تھا اُس صاحب قدرت کے آگے بوڑھے باپ اور بانجھ مان سے لڑکے کا پیدا کر دینا کچھ مشکل نہین ہے اور عرب لوگ العود العاتی سوکھی لکڑی کو کہتے ہیں اس لئے وقد بلغت من الکبر عتیا کا مطلب ہی کہ بوڑھاپے کے سبب سے سارا بدن سوکھ کر بالکل ڈھلپنج ہو گیا ہڈی سے چمڑا لگ گیا شاہ صاحب نے اکڑنے کے لفظ سے اسی مطلب کو ادا کیا ہے ان آیتون مین یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری کا جو ذکر ہے اُس سے زکریا علیہ السلام کو یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ انکی دعا قبول ہو گئی مگر یہ نہین معلوم ہوا تھا کہ اس قبولیت کا ظہور کب تک ہوگا اس لئے زکریا علیہ السلام نے قبولیت کے ظہور کی نشانی اللہ تعالیٰ سے پوچھی اور اللہ تعالیٰ نے جو نشانی اُنکی بتلائی اوسی کا ذکر آگے کی دونون آیتون مین ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی بی بی کے حاملہ ہونے کے وقت اے زکریا باوجود تندرست ہونے کے تین راتون تک تم سوائے تسبیح و تہلیل کے کسی سے اور کچھ بات نہ کر سکوگے وقت مقررہ پر زکریا علیہ السلام اپنے حجرہ سے جو نکلے تو قوم کے لوگون سے بات نہ کر سکے اسلئے اُنھون نے صبح و شام یاد الٰہی کا حکم قوم کے لوگون کو اشارے سے سمجھایا اب مدت حمل کے بعد یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جنکا ذکر آگے آتا ہے۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ○ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ

اے یحییٰ اُٹھا لے کتاب زور سے اور دیا ہمنے اُسکو حکم کرنا لڑکا پن مین اور شوق اپنی طرف سے اور ستھرائی اور تھا

تَقِيًّا ○ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ○ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ○ ع

پرہیزگار اور نیکی کرتا اپنے مان باپ سے اور نہ تھا زبردست بےحکم اور سلام ہے اُسپر جسدن پیدا ہوا اور جسدن مرا اور جسدن اٹھ کھڑا

منزل ۴

ع ۵

مطلب کو مختصر کرنے کے لئے یہان اتنی عبارت کو حذف کر دیا گیا ہے کہ زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونیکی خوشخبری جو
دی گئی تھی اسکے موافق یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے موافق جب سات برس کی عمر کو
پونہچ گئے تو انکو یہ حکم ہوا کہ اے یحییٰ توریت کے احکام کے موافق تم خود بھی مستعدی سے عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی اون
احکام کا پابند رکھو اگرچہ اس مین اختلاف ہے کہ کتنی عمر مین یحییٰ علیہ السلام کو احکام توریت کے موافق عمل کرنے کا حکم ہوا
لیکن ترمذی مین سبرہ بن معبد جہنی کی صحیح حدیث ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب لڑکا
سات برس کی عمر کو پونہچ جاوے تو اسکو نماز کی تاکید کرو اس صحیح حدیث سے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کی پوری تائید
ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سات برس کی عمر مین لڑکا اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُسکو احکام شرع کا پابند کیا
جا سکتا ہے حنانا کے معنے اکثر سلف نے رحمۃ کے لئے ہین جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے زکریا علیہ السلام
کو صاحب اولاد کیا اور پہر یحییٰ علیہ السلام کو چھوٹی عمر مین نبوت دی بعضے سلف نے حنانا کے معنے شوق کے لئے ہین جس کا مطلب
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو نیک کام کا شوق دیا تھا ترجمہ مین یہی قول لیا گیا ہے زکوٰۃ کے معنے یہان پاکیزگی کے
ہین قتادہ کے قول کے موافق جس کا مطلب یہ ہے کہ یحییٰ علیہ السلام عمر بھر ہر طرح کے گناہون سے پاک رہے آگے اللہ تعالیٰ
نے یحییٰ علیہ السلام کی یہ تعریف فرمائی کہ وہ پرہیزگار اور مان باپ کے فرمانبردار تھے کسی طرح کی جبر وزیادتی یا بیحکمی انکی عادت مین
نہ تھی سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ پیدا ہونے والے دن عالم ارواح سے دنیا مین آنے کی اور مرنے والے دن قبر کی تنہائی
کی اور حشر کے دن اُس دن کی سختیون کی انسان کو پریشانی ہوتی ہے اس لئے فرمایا کہ یحییٰ علیہ السلام ان تینون دن کی
پریشانی سے امن مین ہین نبی بنکر پیدا ہوئے شہید ہوکر مرے اور اسی حال مین حشر کے دن اُٹھین گے قرآن شریف مین اللہ
تعالیٰ نے اپنی فرمانبرداری کے ساتھ کئی جگہ مان باپ سے اچھی طرح پیش آنے کا ذکر فرمایا ہے جس سے مان باپ کا رتبہ اچھی طرح
سمجھ مین آسکتا ہے اسی واسطے صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایت مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے
بوڑھے مان باپ یا ان دونون مین سے ایک کو زندہ پاوے اور پہر انکی خدمت کر کے اسکے اجر مین جنت نہ حاصل کرے تو
ایسا شخص بڑا بدنصیب ہے صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے دوسری روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا دنیا مین جو شخص لوگون کے ساتھ ظلم وزیادتی کا برتاؤ کریگا اسکی نیکیان چھینی جاکر قیامت کے دن مظلومون
کو مل جاوین گی ان آیتون مین تعریف کے طور پر اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ یحییٰ علیہ السلام کی کسی پر ظلم زیادتی کرنے
کی عادت نہ تھی اُس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا مین جو لوگ اس عادت
کے پابند نہین وہ قیامت کے دن اپنی نیکیان ہاتھ سے کھو بیٹھین گے۔

منزل ۴

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا ۚ فَأَرْسَلْنَا
اور مذکور کر کتاب مین مریم کا جب کنارے ہوئی اپنے لوگون سے ایک شرقی مکان مین پہر پکڑ لیا انسے ورے ایک پردہ پہر بھیجا ہمنے

إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَا أَنَا

اس پاس اپنا فرشتہ پھر بن آیا اُسکے آگے آدمی پورا بولی مجکو رحمن کی پناہ تجہسے اگر تو ڈر رکھتا ہے بولا مین تو

رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝

بہیجا ہون تیرے رب کا کہ دیجاؤن تجکو ایک لڑکا ستہرا بولی کہان سے ہوگا میرے لڑکا اور چہوا نہیں مجکو آدمی اور مین کبہی بدکار نہ تھی

قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۖ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝

بولا یونہین فرمایا تیرے رب نے وہ مجہپر آسان ہے اور اسکو ہم کیا چاہتے ہین لوگون کے لئے نشانی اور مہر ہماری طرف سے اور ہے یہ کام ٹہر چکا

اوپر بنی اسرائیل کے اس دستور کا ذکر گزر چکا ہے کہ وہ اپنے لڑکون کو بیت المقدس کا خادم بنا دیا کرتے تھے حضرت مریم کی
مان حنانے اس دستور کے موافق نذر مانی کہ اون کے پیٹ مین جو بچہ ہے اُسکے پیدا ہونے کے بعد اُسکو وہ بیت المقدس کا
خادم بنادیوین گی جب حضرت مریم پیدا ہوئین تو لڑکی کے پیدا ہونے سے اُنکو بڑا رنج ہوا کس لئے کہ لڑکیون کو بیت المقدس
کا خادم بنانے کا حکم نہیں تھا مگر یہ قصہ سورہ آل عمران مین گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر باوجود لڑکی ہونے کے
ان کا خادم ہونا قبول فرمالیا حضرت مریم کے باپ عمران حضرت مریم کے پیدا ہونے سے پہلے وفات پاگئے تھے اس لئے اپنے
خالو حضرت زکریا کے پاس حضرت مریم پرورش پاکر بیت المقدس کی خدمت کیا کرتی تھین اسواسطے ان کا نام مریم ہے
سریانی زبان مین مریم کے معنے خادم کے ہین چھوٹی سی عمر مین حضرت مریم کی اس کرامت کا ذکر سورہ آل
عمران مین ہے کہ اکثر بے فصل کے میوے حضرت زکریا اُنکے پاس دیکھ کر پوچھا کرتے تھے کہ مریم یہ میوے کہان سے
آئے تو جواب دیا کرتی تھین کہ یہ میوے اللہ نے دئے ہین حضرت مریم کے نبی ہونے مین علما کا اختلاف ہے اکثر علما کا
قول یہی ہے کہ حضرت مریم صدیقہ ہین نبی نہیں ہین غرض جب اللہ کو منظور ہوا کہ اپنی قدرت کا ایک نمونہ دنیا مین پیدا کرے
تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُنکے جسم مین حضرت عیسیٰ کی روح پھونکدی اور اُنکو حمل رہ گیا حضرت مریم کے چچا کا
بیٹا یوسف نجار بھی بیت المقدس کا خادم تھا جب اسکو حضرت مریم کے حمل کا حال معلوم ہوا تو اُسکو بہت حیرت
ہوئی کہ بغیر خاوند کے اُنکو حمل کس طرح رہگیا ایک دن یوسف نے حضرت مریم سے پوچھا کہ کیا دنیا مین بغیر بیج کے بھی
پیڑ اوگتا ہے حضرت مریم اسکا سوال سمجھ گئین اور یوسف کو یہی جواب دیا کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے علما نے لکھا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی پیدائش دنیا مین ظاہر کردی تاکہ انسان کو اُسکی ہر طرح کی قدرت پر پورا ایمان ہو حضرت آدم
کو بغیر مان باپ کے پیدا کیا حضرت حوا کو بغیر عورت کے صرف مرد حضرت آدم کے جسم سے اور حضرت عیسیٰ کو صرف عورت
حضرت مریم کے جسم سے پیدا کیا اور مرد و عورت سے تو اولاد کا پیدا ہونا ایک عادتی بات ہے حاصل یہ ہے کہ دنیا مین جو اسباب
اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہین اُن اسباب پر کچھ اُسکی قدرت منحصر نہیں ہے جس طرح جو چاہے وہ کرسکتا ہے عادتی سبب
یہ ہے کہ بانجھ عورت کے اولاد نہیں ہوتی اُس نے باوجود بانجھ ہونے کے حضرت زکریا کی بی بی ایشاع کو اولاد دی یعنے

منزل ۴

ظاہری سبب دنیا کے سب موجود ہوتے ہیں لیکن اس کا حکم نہیں ہوتا تو کوئی سبب کام نہیں آتا میاں بی بی اکثر جگہ جوان ہوتے
ہیں اور اولاد کی تمنا بھی حد سے بڑھکر ہوتی ہے مگر بچہ نہیں ہوتا موسم برسات کا ہوتا ہے اور بادل بھی گھر گھر آتا ہے مگر ایک
بوند نہیں پڑتی اس طرح اور اسباب کا حال ہے غرض جس طرح بغیر سبب کے ہر کام پر وہ قادر ہے اسی طرح اسباب میں تاثیر کا
دینا بھی اسکا کام ہے حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت مریم کے خالو زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو پالا تھا اس مناسبت سے
اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں اور یہاں زکریا علیہ السلام کے قصہ کے بعد حضرت مریم کا ذکر فرمایا حاصل مطلب ان آیتوں
کا یہ ہے کہ حضرت مریم نہانے کا ارادہ کرکے اپنے عبادت خانہ سے مشرق کی طرف کے ایک مکان میں گئیں اور لوگوں سے آڑ کر
لینے کے لئے وہاں انھوں نے ایک پردہ ڈال لیا اللہ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام وہاں ایک آدمی کی صورت بنکر آگئے حضرت
مریم نے خالی مکان اور پردہ کی آڑ میں جب غیر مرد کو دیکھا تو یہ کہا کہ اے شخص اگر تو پرہیزگار ہے تو میں تیرے برا ارادہ سے
اللہ کی پناہ میں آنا چاہتی ہوں حضرت مریم کی اس بات سے انکی کمال درجہ کی پارسائی ثابت ہوتی ہے اسی واسطے اللہ
تعالیٰ نے سورہ التحریم میں انکی پارسائی کی تعریف فرمائی ہے صحیح بخاری اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رض کی روایت سے
ایک قصہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک عورت جونیہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور جب آپ نے
اس عورت کے پاس جانے کا قصد کیا تو اس عورت نے یہ کہا کہ میں تم سے اللہ کی پناہ میں آنا چاہتی ہوں آپ نے فرمایا تو نے
بہت بڑی پناہ چاہی یہ فرماکر آپ نے اس عورت کو طلاق دیدی اس سے معلوم ہوا کہ لڑائی جھگڑے کے وقت کسی عورت
کو اپنے خاوند سے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میں تجھسے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں کیونکہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ جونیہ کے مونہہ سے جب کلمہ
نکلا تو پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اپنے نکاح میں رکھنا پسند نہیں کیا اور اللہ کی پناہ کی عظمت اس میں خیال
کی کہ اس عورت کو طلاق دیدی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اکیلے مکان میں غیر مرد کو دیکھ کر مریم علیہ السلام
گھبرائیں تو انھوں نے مریم علیہ السلام کی تسکین کی اور یہ کہا میں تو اللہ کا قاصد ہوں تم کو لڑکے کے پیدا ہونے کا پیغام
پونہچانے آیا ہوں جبرئیل علیہ السلام کا یہ پیغام سنکر مریم علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا اور انھوں نے تعجب سے کہا کہ نہ
کسی مرد سے میرا نکاح ہوا اور نہ میں بدکار تھی پھر بغیر مرد سے واقف ہونے کے میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا مریم
علیہ السلام کی یہ بات سنکر جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ کسی مرد سے واقف نہ ہونے کی تمہاری بات تو سچ ہے مگر
اللہ کا حکم یہی ہے جس کا میں نے پیغام پونہچایا اور جس صاحب قدرت نے بنی آدم کے باپ آدم علیہ السلام کو بغیر ماں
باپ کے پیدا کر دیا اسکی قدرت کے آگے بغیر باپ کے لڑکے کا پیدا کر دینا کچھ دشوار نہیں ہے یہ بغیر باپ کا لڑکا اس لئے پیدا
ہوگا کہ لوگوں کی نظروں میں اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہو اور یہود نے توریت کے احکام میں طرح طرح کے اختلاف
جو ڈال رکھے ہیں اُن اختلافوں کے رفع ہو جانے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا بہت سے لوگوں کے حق میں گویا اللہ
کی ایک رحمت ہے اور یہ باتیں جو اوپر بیان کی گئیں یہ ایسی باتیں ہیں کہ اللہ کے علم غیب کے موافق یہ باتیں ٹھہر چکی اور لوح

منزل ۴

محفوظ میں لکھی جا چکی ہیں اسواسطے ان میں سے کوئی بات اب ٹل نہیں سکتی صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے یہ حدیث ان آیتوں کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا آدمی کی صورت بن مریم علیہا السلام کے پاس آنا اور انکو عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کا پیغام الٰہی پہونچانا اور پھر اس پیغام کے موافق عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اور بہت سے لوگوں کے حق میں اس پیدائش کا قدرت الٰہی کی نشانی کا ٹھہرنا ایسی باتیں ہیں جو دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھیں اسواسطے ان باتوں میں سے کوئی بات ٹل نہیں سکتی اس تفسیر سے وکان امرا مقضیا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ

پھر پیٹ میں لیا اسکو پھر کنارے ہوئی اسکو لیکر ایک پرے مکان میں پھر لے آیا اسکو جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح

مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝

میں مر چکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری پھر آواز دی اسکو اسکے نیچے سے کہ غم نہ کھا کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ

اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریگی تجھ پر پکی کھجوریں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ

فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝

سو کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمٰن کا روزہ سو بات نکروں گی آج کسی آدمی سے

منزل

صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مرد اور عورت کا نطفہ چالیس روز تک عورت کے رحم میں رہکر جما ہوا خون ہو جاتا ہے پھر اس خون کا گوشت بن جاتا ہے اور اس گوشت سے ہڈیاں بنکر ان ہڈیوں پر گوشت کا غلاف چڑھ جاتا ہے اس طرح ساڑھے چار مہینے میں یہ سب کچھ ہوکر بچہ کا پتلا تیار ہو جاتا ہے اور پھر اس پتلے میں روح پھونکدی جاتی ہے یہ تو سب عورتوں کے حمل کی حالت ہوئی حضرت مریم کے حمل میں یہ بات نئی ہوئی کہ بجائے مرد اور عورت کے نطفہ کے فقط عورت کے نطفہ سے کلمہ کن کے موافق پتلہ تیار ہوا اور پتلہ سے اس روح کا تعلق ہو گیا جو روح جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مریم کے جسم میں پھونکدی تھی چنانچہ سورہ نساء کی آیت انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاہا الی مریم سے اس نئی بات کو جتلایا گیا ہے غرضکہ جس صاحب قدرت نے مرد اور عورت کے نطفہ سے حسب عقل پتلہ کی تیاری کا کام لیا بغیر مرد اور عورت کے نطفہ کے آدم علیہ السلام اور حوا کو پیدا کیا فقط عورت کے رحم کی رطوبت سے ایک بچہ کا پتلا بنا دینا اسکی قدرت سے کیا بعید ہے ان آیتوں میں حضرت مریم کے حمل کا ذکر ہے اتنا ذکر نہیں تھا کہ وہ حمل بغیر مرد کے نطفہ کے کیونکر رہ گیا سورہ نساء کی اوپر کی آیۃ کو ان آیتوں

ساتھ ملایا جاوے تو یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ خلاف عادت اس حمل کا ظہور کیونکر ہوا بغیر مرد کے نطفہ کے حمل کا رہنا خلاف عادت تھا جس سے مریم علیہ السلام کو یہ اندیشہ ہوا کہ اس خلاف عادت حمل کو دیکھکر قوم کے لوگ طرح طرح کی باتیں بناویں گے اس اندیشہ سے مریم علیہ السلام اپنے عبادت خانہ سے دور ایک مکان میں چلی گئیں اور بچہ کی پیدائش کے وقت تک وہیں رہیں اور بچہ کی پیدائش کا درد جب شروع ہوا تو وہاں سے بھی الگ ایک کھجور کے درخت کے نیچے جا بیٹھیں پھر درد زہ کی تکلیف اور خلاف عادت بچہ کی پیدائش کی شرم سے اپنے آپ کو یوں کوسنے لگیں کہ کسی طرح اس حالت سے پہلے میں مرجاتی اور اب تک لوگوں کے دل سے بھولی بسری ہو جاتی تو خوب ہوتا سورۃ الاعراف میں گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل میں کے ستر آدمی جب بجلی گر کر مر گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت کی تمنا ظاہر کی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت موسوی میں اس طرح کی تمنا جائز تھی اسی واسطے مریم علیہ السلام نے اس طرح کی تمنا کو جائز رکھا لیکن شریعت محمدی میں تکلیف کے وقت موت کی تمنا جائز نہیں ہے چنانچہ صحیح مسلم کی انس بن مالک کی روایۃ میں اس طرح کی تمنا کی مناہی آئی ہے آگے یہ جو ذکر ہے کہ اس گھبراہٹ کے وقت مریم علیہ السلام کو یہ آواز آئی کہ گھبراؤ نہیں تمہارے پیروں کے نیچے اللہ تعالیٰ نے پانی کی نہر جاری کر دی ہے اور اس کھجور کے درخت کو ہلاؤ گی تو اس میں سے پکی کھجوریں جھڑیں گی وہ کھجوریں کھاؤ نہر کا پانی پیو اپنے لڑکے کو دیکھکر آنکھیں ٹھنڈی کرو اور قوم میں کا کوئی شخص نظر آوے اور تم سے بات چیت کرنی چاہی تو اس سے کہدو کہ آج میرا خاموشی کا روزہ ہے اس لئے میں بات چیت نہیں کر سکتی حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ مریم علیہ السلام کے پیروں کے نیچے سے پیدا ہوتے ہی یہ آواز جبرئیل علیہ السلام کی تھی اور مجاہد کا قول ہے کہ یہ آواز عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی حافظ ابو جعفر ابن جریر نے مجاہد کے قول کو ترجیح دی ہے اور اس ترجیح کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس آواز کے دینے سے مریم علیہ السلام کو عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف عادت بولنے کا تجربہ ہو چکا تھا اسی واسطے انہوں نے آگے کی آیۃ میں قوم کے لوگوں کو اشارہ سے جتلایا کہ تم اس لڑکے سے بات چیت کرلو لیکن اکثر سلف کا قول وہی ہے جسکی روایۃ حضرت عبد اللہ بن عباس سے ہے اس واسطے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں یہی قول لیا ہے شریعت موسوی میں خاموشی کا روزہ ہوا کرتا تھا شریعت محمدی میں اس طرح کا روزہ جائز نہیں ہے چنانچہ عبد اللہ بن مسعود نے ایک شخص کو اسطرح کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھکر منع کیا اسطرح کی ممانعت عبد اللہ بن مسعود نے ضرور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر کی ہوگی کیونکہ اپنی طرف سے صحابہ کوئی ایسا حکم نہیں دیتے تھے۔

منزل ۴

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ

پھر لائی اسکو اپنے لوگوں پاس گود میں بولے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا

أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ۝ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي

باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار پھر ہاتھ سے بتایا اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر بات کریں اس شخص

الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي

کہ وہ گود میں لڑکا ہے وہ بولا میں بندہ ہون اللہ کا مجکو اسنے کتاب دی ہے اور مجکو اسنے نبی کیا اور بنایا مجکو برکت والا جسجگہ

بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝

نماز کی اور زکوۃ کی جبتک میں رہون جیتا اور سلوک والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجکو زبردست بدبخت

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝

اور سلام ہے مجھپر جسدن پیدا ہوا اور جسدن مرون اور جسدن اٹھ کھڑا ہون جی کر

تفسیر سدی مین ہے کہ حضرت عیسے کے پیدا ہونے کے بعد شیطان نے مریم علیہ السلام کی قوم مین یہ خبر پھیلا دی کہ مریم کے ہان بن باپ کا بچہ پیدا ہوا اس خبر کو سنکر قوم کے لوگ بڑے جوش مین آئے اور مریم علیہ السلام کو اس الگ مکان مین سے بستی مین بلایا اسپر مریم علیہ السلام چلہ نہانے کے بعد عیسے علیہ السلام کو لیکر قوم کے لوگون کے پاس گئین یہ تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس کے اس قول کے موافق ہے کہ گھبراہٹ کے وقت مریم علیہ السلام کو جو آواز آئی تھی وہ جبرائیل علیہ السلام کی آواز تھی عیسے علیہ السلام کی آواز نہیں تھی۔ اوپر گزر چکا ہے کہ مجاہد کے قول کے موافق وہ آواز عیسے علیہ السلام کی تھی اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ مجاہد ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اس قول کو ترجیح دی ہے اسواسطے تفسیر ابن جریر میں ہے کہ عیسے علیہ السلام کے بولنے سے جب مریم علیہ السلام کو یہ اطمینان ہو گیا کہ قوم کے لوگون سے عیسے علیہ السلام خود جوابدہی کر لیوین گے تو اسی اطمینان کے بھروسہ پر وہ عیسے علیہ السلام کو گود مین لیکر قوم کے لوگون کے پاس آئین غرض جب مریم علیہ السلام کی گود مین عیسے علیہ السلام کو قوم کے لوگون نے دیکھا تو کہنے لگے مریم تم نے یہ انوکھا کام کیا اور یہ بھی کہنے لگے کہ نیک نامی کی شہرت مین ہارون کی بہن مریم تمہارے ماں باپ تو ایسے بد رویہ نہ تھے پھر تم کس پر ہوئین جو تم نے ایسا انوکھا کام کیا قوم کے لوگون کی یہ باتین سنکر مریم علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا جس سے انکا مطلب یہ تھا کہ میرا تو خاموشی کا روزہ ہے مگر جس لڑکے کی پیدائش کو انوکھا کام کہا جاتا ہے اسکی جوابدہی خود وہ لڑکا ہی کر لیویگا حضرت مریم کے اس اشارہ کے مطلب کو سمجھکر قوم کے لوگونکو بہت غصہ آیا اور غصہ سے یہ کہنے لگے کہ چالیس دن کے بچہ نے دنیا مین کہین باتین کی ہین جو ہم اس لڑکے سے بات چیت کرین قوم کے لوگون کی سب باتین سنکر عیسے علیہ السلام نے وہ جواب دیا جس کا ذکر آگے آتا ہے اگرچہ تفسیر سدی میں ہے کہ مریم علیہ السلام موسے علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کے خاندان مین سے تھے اسواسطے قوم کے لوگون نے مریم علیہ السلام کو ہارون کی بہن کہا کیونکہ عرب کا یہ محاورہ ہے مثلاً تمیمی قبیلہ کے مردون کو تمیم کا بھائی اور عورتون کو تمیم کی بہن کہتے ہیں یہی قول شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین لیا ہے لیکن قتادہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل مین ایک نیک شخص مریم علیہا السلام کے زمانہ کا تھا اسی تشبیہ سے قوم کے لوگون نے مریم علیہا السلام کو ہارون کی بہن کہا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ مریم تم تو نیک اسرائیلی

منزل ٤

مین کے زمانہ حال کے ہارون کی طرح نیک مشہور تھیں پھر تم نے انوکھا کام کیون کیا۔ صحیح مسلم میں مغیرہ بن شعبہ سے روایۃ ہے
جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ قرآن مین مریم علیہا السلام کو جس ہارون کی بہن کہا گیا ہے وہ
حضرت موسیٰ کے بھائی کے علاوہ دوسرا شخص تھا اس حدیث سے قتادہ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے اسیواسطے حافظ
ابو جعفر ابن جریر نے قتادہ کے قول کی پوری تائید کی ہے عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کے لوگونکو جو جواب دیا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ
اے لوگون مین اللہ کا بندہ اور نبی ہون اس طرح خلاف عادت میرا پیدا ہونا ایسا ہی میرا ایک معجزہ ہے جس طرح خلاف عادت
میرا بولنا معجزہ ہے قرآن شریف کی ان آیتون مین جس طرح یہ ذکر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو اللہ کا بندہ کہا اسطرح
کا ذکر یوحنا کی انجیل کے باب ۴ مین بھی ہے قرآن کا جھٹلانا تو عیسائیون کے نزدیک معمولی ہے مگر معلوم نہیں انجیل کے باب کو یہ
لوگ کس طرح جھٹلاتے ہین عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن کی عمر مین اپنے آپ کو نبی صاحب کتاب جو جتلایا اسکا مطلب
یہ ہے کہ وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ انکو صاحب کتاب نبی کریگا دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے عالم ارواح مین جو عہد لیا گیا ہے
اسکا ذکر سورہ آل عمران مین گزر چکا ہے جس سے یہ بات سمجھ مین آسکتی ہے کہ ہر نبی کو اپنے پیدا ہونے سے پہلے اپنی نبوت
کا حال معلوم ہے اسی واسطے ترمذی مین ابو ہریرہ کی صحیح روایۃ ہے جسمین خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے مین نبی تھا اپنی نبوت کے ذکر کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی ہو کر ہر وقت مین اللہ کی
رضامندی کے کامون کی نصیحت لوگونکو کرتا رہونگا اسلیے مین جہان رہونگا وہان خیر وبرکت رہیگی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے
مجکو تا بہ زندگی نماز وزکوۃ کا حکم فرمایا عیسیٰ علیہ السلام کے حال مین علمانے لکھا ہے کہ زکوۃ کے قابل نقد روپیہ کا جمع کرنا
تو در کنار عیسیٰ علیہ السلام دوسرے دن کے لیے کوئی کھانے کی چیز نہین رکھتے تھے اسی واسطے زکوۃ کے معنے گناہون سے پاک
رہنے کے ہین پھر فرمایا مجکو یہ بھی حکم ہے کہ مین مان کے ساتھ سلوک سے رہون لوگونپر ظلم وزیادتی کرکے عقبی کے اجر سے بدنصیب
نہ ٹھیرون پھر فرمایا پیدا ہونے کے دن مرنے کے دن اور حشر کے دن کی پریشانی سے اللہ تعالیٰ نے مجکو امن وامان مین رکھا ہے
صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایتین مان باپ کے ساتھ حسن سلوک کے انجام اور لوگون کے ساتھ ظلم وزیادتی کرنے
کے انجام مین اوپر گزر چکی ہین وہی روایتین وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا کی گویا تفسیر ہین جنکا حاصل یہ ہے کہ مان باپ سے
بدسلوکی کرنے والا جنت کے اور ظلم وزیادتی کرنے والا نیکیون کے ہاتھ سے کھو دینے کے سبب سے بڑا بدنصیب ہے صحیح بخاری
ومسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان
اس بچے کی پسلی مین اپنی انگلی چبھو کر اس بچہ پر اپنا تسلط جتاتا ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کے اس
تسلط سے امن وامان مین رکھا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے نواس بن سمعان کی روایۃ سورۃ الکہف مین گزر چکی ہے کہ قیامت
کے قریب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر آوین گے اور دجال کو قتل کرین گے سورۃ الانبیا مین آویگا کہ مشرکین مکہ نے
جب اپنے بتون کا دوزخ کا ایندھن بنائے جانے کا حال سنا تو وہ مشرک یون کہنے لگے کہ نصرانی لوگ عیسیٰ علیہ السلام

منزل ۴

کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں تو عیسے بھی کیا ہماری بتون کے ساتھ ہونگے اسپر اللہ تعالی نے فرمایا اللہ کے ایسے خاص بندے قیامت کے دن کی ہر ایک آفت سے بے فکر اور ہر طرح امن و امان مین رہیں گے عیسے علیہ السلام نے یہ جو فرمایا کہ پیدا ہونے کے دن مرنے کے اور حشر کے دن کی پریشانی سے اللہ تعالی نے مجکو امن و امان مین رکھا ہے اوسکا مطلب سورہ الانبیا کی آیتون اور اوپر کی حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے پیدا ہونے کے دن انکو شیطان کے تسلط سے امن میں رکھا اور غازی نبی ہونے کا مرتبہ دیکر دنیا سے اوٹھایا اور حشر کے دن کی ہر ایک آفت سے امن مین رکھنے کا وعدہ اپنے کلام پاک مین فرمایا

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝

یہ ہے عیسی مریم کا بیٹا سچی بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں

یہود اور نصاری دونو حضرت مریم اور حضرت عیسے کے باب مین طرح طرح کے شک مین پڑے ہوئے ہیں یہود کا شک حضرت مریم کے باب مین یہ ہے کہ حضرت مریم کو وہ یوسف نجار کے ساتھ زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور حضرت عیسے کے باب مین انکا شک یہ ہی کہ نہ وہ حضرت عیسے کو حلال کی اولاد جانتے ہین نہ نبی جانتے ہیں جب حضرت عیسے نبی ہوئے اور طرح طرح کے معجزے انسے ظاہر ہوئے اسی شک سے کہ وہ نبی نہیں ہیں یہود انکے دشمن ہوگئے اور اسوقت کے یونان کے ستارہ پرست بادشاہ سے انھون نے حضرت عیسے کی چغلیان کھاکر سولی کا حکم حاصل کیا آخر اللہ تعالی نے ایک شخص پر حضرت عیسے کی شباہت ڈالدی اور اس شخص کو مخالفون نے سولی پر چڑھا دیا یہ قصہ سورہ نسا مین ہے اور نسائی تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں اس قصہ کی تفصیل سے روایتیں ہے نصاری کا شک حضرت عیسے کے باب مین یہ ہے کہ ایک فرقہ تو نعوذ باللہ من ذلک حضرت عیسے کو خدا کہتے ہیں اور ایک فرقہ حضرت عیسے کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ایک فرقہ حضرت مریم اور حضرت عیسے اور اللہ تعالی کو ملاکر تین خدا ہونے کے قائل ہیں اگرچہ خدا تعالی نے ان آیتون مین حضرت مریم کی برات کا اور حضرت عیسے کا اللہ کا بندہ اور رسول ہونے کا ذکر فرماکر یہود و نصاری دونون کے شک کو رفع فرما دیا ہے لیکن ہر کام کا وقت اللہ کی جناب مین مقرر ہے قیامت کے قریب جب حضرت عیسے دجال کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے اوترکر زمین پر آوین گے اسوقت ان دونون کا شک جاوے گا اور دونون حضرت عیسے کو رسول جانکر ایمان لاوین گے سورہ نسا مین اس کا ذکر گزرا ہے اور صحیح حدیثون مین اسکی تفصیل آئی ہے نصاری مین کا جو فرقہ حضرت عیسے مریم علیہما السلام اور اللہ تعالی کو ملاکر خدا کہتا ہے اسکو تثلیث کا فرقہ کہتے ہین اس فرقہ کو انہین کے فرقہ پروٹسٹنٹ نے یون جھٹلا دیا ہے کہ یہ تثلیث کا مسئلہ انجیل ہی نہیں ہے یہ پروٹسٹنٹ فرقہ انجیلی کہلاتا ہے یہ لوگ تثلیث کے مسئلہ کو انجیل کے مابعد کا مسئلہ خیال کرکے اپنی کتابون مین اسکا ذکر نہین کرتے علاوہ اسکے تین خدا کو ماننا کھلم کھلا شرک ہے اور انجیل یوحنا کے سترہوین باب مین لکھا ہے کہ مشرک کا ٹھکانا دوزخ ہے اس سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہی کہ اس طرح سے شرک کا پھیلانے والا مسئلہ کسطرح انجیل کے حکم کے موافق نہین ہوسکتا انجیل متی کا تیسرا اور چوتھا باب دیکھنے کے قابل ہے جسمین عیسے علیہ السلام نے اللہ تعالی کو وحدہ لا شریک اور اپنے آپکو اللہ کا بندہ ٹھہرایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نصاری

منزل ۴

ہیں کہ جو فرقے عیسےٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اُنکا اعتقاد عیسےٰ علیہ السلام کے قول کے برخلاف ہے سورہ المائدہ میں گزر چکا ہے کہ نصاریٰ میں یہ اعتقاد عیسےٰ علیہ السلام کے بعد بعضے لوگوں کی الہامون کی بنا پر پیدا ہوئے ہیں اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ پوحنا حواری نے اپنے رسالے کے چوتھے باب میں عیسےٰ علیہ السلام کے بعد کے الہامون کو بے اعتبار ٹھہرا دیا ہے سورہ المائدہ اور سورہ التوبہ میں بھی عیسائیون کا حال گزر چکا ہے صحیح بخاری و مسلم میں عبادہؓ بن الصامت سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیسےٰ علیہ السلام کے اللہ کے بندے اور رسول ہونے کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ نے عیسےٰ علیہ السلام کے اصلی حال میں طرح طرح کی غلط باتین تراش لی تھیں اسواسطے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ میں عیسےٰ علیہ السلام کے بندے اور رسول ہونے کو قول الحق فرمایا اسی طرح اللہ کے رسول نے بھی خاص طور پر اس حق بات کو جتلا دیا۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ؁

اللہ ایسا نہیں کہ رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھیرا تا ہے کچھ کام یہی کہتا ہے اُسکو کہ ہو وہ ہوتا ہے

اوپر گزرا کہ نصاریٰ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے باب میں طرح طرح کا جھگڑا ہے اسی واسطے اس آیۃ میں فرمایا یہ جھگڑا ڈالنے والے لوگ اللہ کی قدرت کو بھول گئے ہیں اسواسطے ایسی باتین کرتے ہیں اُسکی قدرت تو وہ ہے کہ جس کام کے کرنے کا اُس کا ارادہ ٹھہرتا ہے کلمہ کن کے فرمادینے سے وہ کام فوراً ہو جاتا ہے اسی کلمہ کن کے فرمادینے سے اُس نے بغیر ماں باپ کے آدم علیہ السلام اور بغیر باپ کے عیسےٰ علیہ السلام کو پیدا کیا غرض عیسےٰ علیہ السلام آدم علیہ السلام کی طرح اللہ کی مخلوق میں سے ہیں نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے نہ خدا کے شریک اللہ کی شان ان لوگون کی تراشی ہوئی باتون سے بہت دور ہے اسیواسطے کسی آسمانی کتاب سے یہ لوگ اپنی ان تراشی ہوئی باتون کی سند نہیں پیش کر سکتے صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے عبادہؓ بن الصامت کی حدیث جو اوپر کی آیۃ کی تفسیر میں گزری وہ اور متی کی انجیل کا تیسرا اور چوتھا باب گویا اس آیۃ کی تفسیر ہیں جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر کی آیۃ کی تفسیر میں بیان کیا گیا کہ عیسےٰ علیہ السلام انجیل اور قرآن کی تعلیم کے موافق اللہ کے بندے رسول ہیں اور عیسےٰ علیہ السلام کے بعد بعضے الہامون کی بنا پر جو باتین تراشی گئی ہیں وہ الہام بالکل غلط ہیں کیونکہ کوئی صحیح الہام کتاب آسمانی کے برخلاف نہیں ہو سکتا کسلئے کہ اللہ کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ وحی کے ذریعہ سے نبی کو ایک حکم دیا اُسی نبی کی امت میں کے بعضے لوگو کو الہام کے ذریعہ سے دوسرا حکم دے اور الہام کے ذریعہ سے وحی آسمانی کو جھٹلا دے چالیس دن کی عمر میں معجزے کے طور پر عیسےٰ علیہ السلام نے قوم کے لوگون سے جو باتین کین اُن باتون کے سلسلہ میں اس آیۃ اور اس سے اوپر کی آیۃ کا مضمون اللہ تعالیٰ نے نصیحت کے طور پر بڑھا دیا تھا اب آگے کی آیۃ میں عیسےٰ علیہ السلام کی باتون کے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ؁

اور کہا بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اسی کی بندگی کرو یہ ہے راہ سیدھی

منزل ۴

شروع تقریر میں عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا تھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں رسول ہوں اسی سلسلہ میں اب یہ فرمایا کہ اے لوگو جب میں اور تم سب اللہ کے بندے ہیں اور وہ ہم سب کا معبود اور رب ہے تو خالص اسی کی عبادت کا کرنا اور اسکی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا ایک ایسا سیدھا راستہ ہے مطلب یہ ہے کہ سوائے اس ایک راستہ کے اور سب راستے ٹیڑھے ہیں اس لئے کہ خالص اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر جو کوئی دوسرا راستہ چلا وہ دوزخ میں جانے کا شرکیہ راستہ ہے مسند امام احمد نسائی مستدرک حاکم میں عبداللہ بن مسعود سے اور ترمذی وغیرہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے معتبر روایتیں ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز بہت سی لکیریں زمین پر کھینچ کر یہ فرمایا کہ ان میں سوائے ایک راستہ کے اور سب راستے دوزخ کے ہیں اور وہ ایک راستہ دوزخ سے بچا ہوا وہی ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں ان روایتوں سے اور انجیل یوحنا کے باب ۱۷ سے عیسیٰ علیہ السلام کی اس نصیحت کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ جو کوئی خالص اللہ کی عبادت کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ چلا وہ دوزخ میں جانے کا شرک کا راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

پھر کئی راہ ہوگئے فرقے ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

کیا سنتے دیکھتے ہوں گے جس دن آویں گے ہمارے پاس پر بے انصاف آج کے دن صریح بھٹکتے ہیں

منزل ۴

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت کا نتیجہ ذکر فرمایا کہ جو لوگ اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام کا پیرو کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت کو بالکل رائگان کر دیا اور بجائے خالص اللہ کی عبادت کے ان میں کے کچھ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہنے لگے کچھ خدا کا بیٹا اور کچھ خدا کا شریک اور ان میں کے جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت پر قائم تھے ان سے لڑے اور ان کو مارا اس لڑائی کا ذکر اس وقت کی تاریخ کی کتابوں میں تفصیل سے ہے پھر فرمایا ایسے منکر شریعت لوگوں کو قیامت کے دن بڑی خرابی پیش آنے والی ہے اب دنیا میں تو یہ لوگ اللہ کے رسول کی نصیحت کو رائگان کر رہے ہیں لیکن قیامت کے دن اس نصیحت کے سننے کو انکے کان اور نصیحت کے رائگان کرنیکے عذاب کو دیکھنے کے لئے انکی آنکھیں کھل جاویں گی مگر وہ بے وقت کا سننا دیکھنا انکے کچھ کام نہ آویگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس رض بن مالک کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ کم سے کم عذاب والا دوزخی شخص تمام دنیا کے مال و متاع کو جرمانہ میں دیکر دوزخ کے عذاب سے نجات چاہے گا تو نجات نہ ہوسکے گی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ اللہ کے رسولوں کی نصیحت کو رائگان کرنا اتنا بڑا جرم ہے جو تمام دنیا کے مال متاع کے جرمانہ سے بھی معاف نہیں ہوسکتا۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ

اور ڈر سنا دے انکو اس پچھتاوے کے دن کا جب فیصل ہوچکے گا کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ یقین نہیں لاتے ہم وارث

نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝

ہوں گے زمین کے اور جو کوئی ہے زمین پر اور ہماری طرف پھر آوینگے

اوپر عیسائیوں کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں مشرکین مکہ کا ذکر فرمایا جس سے یہ بات جتلائی گئی ہے کہ جس طرح عیسائی لوگ اپنے آپ کو عیسے علیہ السلام کا پیرو کہتے ہیں اور حقیقت میں عیسے علیہ السلام کے طریقہ کے بالکل برخلاف ہیں یہی حال ان مشرکین مکہ کا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی کا پابند کہتے ہیں اور حقیقت میں ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ کے بالکل برخلاف ہیں کیونکہ ابراہیم علیہ السلام تو بت پرستی سے ایسے بیزار تھے کہ اسی پر انکا اور انکے باپ کا جھگڑا ہوا جسکا ذکر آگے آتا ہے اور ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ رات دن بت پرستی میں لگے ہوئے ہیں قیامت کے دن اس بت پرستی کی جو سزا انکو بھگتنی پڑیگی اس سے بالکل غافل ہیں اور باوجود ہر وقت کی نصیحت کے اس شرک سے باز نہیں آتے اس لئے رسول اللہ کے تم اپنا کام کئے جاؤ کہ ان لوگوں کو اس دن کے پچھتاوے سے ڈراتے رہو اس پر جو لوگ شرک سے باز نہ آدیں تو اسکا کچھ رنج نہ کرو ایک دن دنیا فنا ہونے والی ہے اور دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہو کر جب تمام دنیا کے لوگ سزا و جزا کے لئے ہمارے روبرو حاضر ہونگے تو اسوقت یہ لوگ اپنے اس شرک کی سزا بھگت کر بہت پچھتاوینگے اس پچھتاوے کا ذکر سورہ الانعام میں گزر چکا ہے کہ اس طرح کے لوگ اپنی دنیا کی غفلت کی زندگی پر پچھتا کر پھر دوبارہ دنیا میں آنے اور نیک عمل کرنے کی خواہش کرینگے مگر اس بے وقت کے پچھتانے اور بے موقع خواہش سے انکو کچھ فائدہ نہوگا صحیح بخاری مسلم اور ترمذی میں ابو سعید خدری سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب جنت میں ہمیشہ رہنے والے جنتیوں اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے دوزخیوں کو یہ حکم سنا دیا جاویگا کہ اب جو جہاں ہے وہیں رہے گا کبھی وہاں سے نہ نکلے گا اسوقت دوزخی لوگ اپنی دنیا کی غفلت کی زندگی پر بہت پچھتاوینگے یہ حدیث فرما کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آیتوں میں کی پہلی آیت پڑھی اس حدیث سے ایسے لوگوں کے پچھتاوے کے وقت کی تفسیر اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِبْرٰهِيمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يٰأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ

اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا بیشک تھا وہ سچا نبی جب کہا اپنے باپ کو اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے جو چیز نہ سنے

وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ۝ يٰأَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ

اور نہ دیکھے اور نہ کام آوے تیرے کچھ اے باپ میرے مجکو آئی خبر ایک چیز کی جو تجکو نہیں آئی سو میری راہ چل سجھا دوں

صِرٰطًا سَوِيًّا ۝ يٰأَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۖ إِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰأَبَتِ إِنِّي

تجکو راہ سیدھی اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بیشک شیطان ہے رحمن کا بے حکم اے باپ میرے

أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ

میں ڈرتا ہوں کہیں آلگے تجکو ایک آفت رحمن سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے میرے

ع ۵ منزل ۴

الِهَتِي يَا إِبْرٰهِيمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ

ٹھاکرون سے اے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑیگا تو تجکو پتھراؤ سے مارونگا اور مجسے دور جا ایک مدت کہا تیری سلامتی رہی مین گناہ

لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَأَدْعُوا رَبِّي عَسٰى أَلَّا

تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجہپر مہربان اور کنارہ پکڑتا ہون تم سے اور جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا اور مین پکارونگا اپنے رب کو

أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ

نہ ہونگا اپنے رب کو پکار کر محروم پہر جب کنارے ہوا اُنسے اور جنکو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہمنے اُسکو اسحق

وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

اور یعقوب اور دونون کو نبی کیا اور دیا ہمنے اُنکو اپنی مہر سے اور رکھا اُنکے واسطے سچا بول اونچا

تفسیر سدی اور سیرۃ ابن اسحاق مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ جو لکھا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کی پیدائش سے پہلے نمرود نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک بڑا روشن ستارہ آسمان پر نکلا ہے اُسوقت کے نجومیون نے اوسنے اپنا یہ خواب بیان کیا اونھون نے جواب دیا کہ اس سال ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا کہ اوسکے سبب سے تیری سلطنت غارت ہوجاویگی اس خواب کی تعبیر کے خوف سے بستی کے سب مردون کو اپنے ساتھ لیکر نمرود بستی کے باہر چلا گیا اور سب عورتون کو بستی کے اندر چھوڑ دیا تاکہ اس سال مرد و عورت مین مباشرت اور کوئی اولاد پیدا نہ ہو لیکن خدا کے کارخانون کو کون روک سکتا ہے بستی مین آنے کا ایک ضروری کام درپیش آیا اور نمرود نے حضرت ابراہیم کے باپ آزر کو اُس کام کے لئے بستی مین بھیجا اور سخت تاکید کی کہ تم اپنی بی بی سے مباشرت نہ کرنا مگر جب آزر بستی مین آئے تو اُنسے نہ رہا گیا اُنھون نے اپنی بی بی سے مباشرت کی اور حضرت ابراہیم کا حمل رہا نجومیون نے پہر نمرود کو خبر دی کہ اُس لڑکے کا حمل قرار پاچکا ہے لیکن حضرت ابراہیم کی مان کو دیکھنے مین حمل نہیں معلوم ہوتا تھا آخر حضرت ابراہیم پیدا ہوے اور نمرود کے خوف سے سات برس کی عمر تک انکی مان نے انکو ایک تہ خانہ مین پالا پہلے تو حضرت ابراہیم کی مان نے اپنے خاوند آزر سے بھی حضرت ابراہیم کا حال چھپایا اور یون کہہ دیا کہ ایک مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تھا کیونکہ جب نجومیون نے نمرود کو اُس بچہ کے حمل قرار پاجانے کی خبر دی تھی تو نمرود نے حکم دیدیا تھا کہ اس سال جو بچہ پیدا ہو وہ مار ڈالا جاوے اس خوف سے حضرت ابراہیم کی مان نے اپنے خاوند سے بھی حضرت ابراہیم کے حال کو چھپایا کہ نمرود کی خوشامد سے کہیں آزر اس بچہ کا حال ظاہر کرکے اس بچہ کو قتل نہ کرادیوین اس تہ خانہ کے رہنے کے زمانہ مین انکی مان نے ایک رات ان کو تہ خانہ سے باہر نکالا تھا اور جب ہی اونھون نے چاند ستارون کو غروب اور طلوع کے وقت دیکھکر ھذا ربی کہا تھا جس کا ذکر سورۃ انعام مین ہے غرض جب نمرود کے خواب کو سات برس گزر گئے اور بچون کے مار ڈالنے کا حکم بھی نمرود نے موقوف کردیا اور حضرت ابراہیم خوب باتین کرنے لگے تو ایک روز حضرت ابراہیم کی مان نے آزر سے محبت دلانے کے لئے

منزل ۴

حضرت ابراہیم کی باتون کا اور حضرت ابراہیم کی پیدائش کا حال کہا آزر نے حضرت ابراہیم کو تہ خانہ مین جاکر دیکھا اور جتلایا کہ مین تمہارا باپ ہون حضرت ابراہیم نے کہا اے میرے باپ تمہارا پیدا کرنے والا کون ہے آزر نے کہا نمرود حضرت ابراہیم نے کہا نمرود کو کس نے پیدا کیا آزر نے ایک طمانچہ حضرت ابراہیم کے مونہہ پر مارا اور غصہ ہوکر تہ خانہ سے باہر چلے آئے یہ گویا بت پرستی کی پہلی بحث تھی جو حضرت ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کی پھر اسی طرح سولہ برس کی عمر تک حضرت ابراہیم اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگون سے بحث کرتے رہے اور طرح طرح سے بت پرستی کی برائی اونکو سمجھاتے رہے اون ہی بحثون مین کی ایک بحث کا ان آیتون مین ذکر ہے جب ان بحثون سے وہ لوگ نہ مانے تو سولہ برس کی عمر مین حضرت ابراہیم نے اون کے بت توڑ ڈالے اور اسی الزام مین نمرود نے پہلے تو حضرت ابراہیم کو چند روز قید مین رکھا پھر قید سے ایک روز اونکو اپنے روبرو بلایا اور بحث ہوئی جسکا ذکر سورہ بقرہ مین گزرا جسمین حضرت ابراہیم نے نمرود سے کہا کہ میرا خدا تو ہر روز مشرق سے سورج نکالتا ہے تجھہ مین کچھہ قدرت ہے تو سورج کو مغرب سے نکال اس بحث مین لاجواب ہوکر پھر نمرود نے حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالا یہ قصہ سورہ انبیا مین آویگا اولوالعزم رسولون مین پہلے رسول حضرت نوح ہین دوسرے حضرت ابراہیم بغیر اولوالعزم دو رسول حضرت ہود اور حضرت صالح حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے بیچ کے زمانہ مین گزرے ہین جامع الاصول مین ہے کہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے بیچ کے زمانہ کی مدت بارہ سو چالیس برس کی ہے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری حضرت ابراہیم مین بہت تھی حکم آتے ہی اسی برس کی عمر مین اپنے ہاتھہ سے اپنا ختنہ کیا جس کا ذکر صحیح بخاری مین ابوہریرہ رضی کی روایت سے ہے اپنے بیٹے حضرت اسمعیل کے ذبح کرنے کو جھٹ مستعد ہوگئے جس کا ذکر والصافات مین آویگا مہمان نوازی حضرت ابراہیم کی مشہور ہے مکہ کے مشرک لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر کہتے تھے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیتون مین انکو بت پرستی کے وبال سے ڈرا کر ان آیتون مین ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا تاکہ ان لوگون کو معلوم ہوجاوے کہ ابراہیم علیہ السلام بت پرستی سے کس قدر بیزار تھے پھر یہ لوگ بت پرستی مین گرفتار رہ کر اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر کیونکر بتلا سکتے ہین غرض باپ کی بت پرستی سے بیزار ہوکر ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ جن بتون کو تم پوجتے ہو نہ اونکے کان ہین جو تمہارا کوئی مقصد وہ سنین نہ اونکی آنکھین ہین جو تمہاری پوجا کی حالت کو وہ دیکھین پھر کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کہ یہ بت تمہارا کونسا مقصد پورا کر سکتے ہین اگر تم میرا کہنا مانو تو مین تم کو عبادت کا سیدھا راستہ بتا سکتا ہون جن نیک لوگون کی مورتون کو تم پوجتے ہو اون نیک لوگون کو تو تمہاری اس پوجا کی خبر تک بھی نہین یہ تو شیطان کا کام ہے کہ جیسا وہ خود گمراہ ہے اور دن کو بھی ویسا کرنا اور اپنا گروہ بڑھانا چاہتا ہے اسے میرے باپ مین ڈرتا ہون کہ شیطان کے کہنے پر چلنے اور شیطان کا ساتھی قرار پا جانے سے تم پر اللہ کی طرف سے کوئی آفت نہ آجاوے ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر نے ابراہیم علیہ السلام کی یہ باتین سنکر کہا معلوم ہوتا ہے ابراہیم تم ہمارے ٹھاکرون سے پھرے ہوئے ہو اگر تم اپنی اس حالت کو نہ چھوڑ دگے تو مین تمکو پتھرون سے کچل ڈالونگا جاؤ کچھہ دنون تک تم مجھکو اپنی صورت نہ دکھاؤ باپ کی یہ باتین سنکر ابراہیم علیہ السلام

منزل ۴

باپ کو رخصتی سلام کیا اور یہ کہا کہ اے باپ میں تم سے اور تمہارے بتوں سے کنارے ہو جاتا ہوں مگر میں جہاں رہونگا تمہارے حق میں دعا خیر کرتا رہونگا اور مجھکو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میری دعا رائگان نہ جاویگی آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے واسطے اپنے ماں باپ اور قوم کو چھوڑا تو انکو اولاد اور اولاد کی اولاد والا کیا اور ان سب کو نبی کر کے ان کا ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا۔ صحیح بخاری وغیرہ میں معراج کی جو روایتیں ہیں انسے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور خاتم الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ملاقات ساتویں آسمان پر ہوئی ہے ان روایتوں سے ابراہیم علیہ السلام کا رتبہ اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ

اور مذکور کر کتاب میں موسی کا وہ تھا چنا ہوا اور تھا رسول نبی اور پکارا ہمنے اسکی داہنی طرف

الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝

سے طور پہاڑ کے اور نزدیک بلایا اسکو بھید کہنے کو اور بخشا ہمنے اسکو اپنی مہر سے بھائی اسکا ہارون نبی

تفسیر سدی اور تفسیر ابن جریر وغیرہ میں حضرت موسی کی پیدائش کا قصہ جو ذکر کیا گیا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت موسی کی پیدائش سے پہلے فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ نکلی اور سوا بنی اسرائیل کے محلے کے تمام مصر کو اس آگ نے جلا دیا فرعون نے اپنا یہ خواب اسوقت کے نجومیوں سے بیان کیا انھوں نے کہا ایک لڑکا بنی اسرائیل میں سے جن کا اصل وطن ملک شام بیت المقدس کی سرزمین ہے پیدا ہونے والا ہے اس کے ہاتھ سے مصر خراب اور برباد ہوگا فرعون نے بنی اسرائیل میں جو لڑکے پیدا ہوتے تھے ان کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہزار ہا لڑکے بنی اسرائیل کے قتل کئے گئے جب حضرت موسی پیدا ہوئے تو اللہ تعالی نے انکی ماں کے دل میں یہ بات ڈالدی کہ ان کی ماں نے حضرت موسی کو ایک صندوق میں بند کر کے اور ایک رسی سے اس صندوق کو باندھکر وہ صندوق دریا میں ڈالدیا جب دودھ پلانا ہوتا وہ صندوق کی رسی کھینچکر صندوق میں سے حضرت موسی کو نکالکر دودھ پلا دیا کرتیں اور پھر وہ صندوق دریا میں ڈالدیا کرتیں ایک روز خدا کی قدرت کہ وہ رسی کھل گئی اور صندوق دریا میں بہگیا حضرت موسی کی ماں نے گھبرا کر حضرت موسی کی بہن مریم کو اس صندوق کی خبر کو بھیجا مریم نے آنکر خبر دی کہ دریاے نیل سے ایک نہر فرعون نے جو اپنے رہنے کے مکان تک کاٹ لی تھی اسکے راستہ سے بہکر وہ صندوق فرعون کے دروازہ پر پہنچ گیا اور اتفاق سے وہ صندوق حضرت آسیہ فرعون کی بی بی کو نظر پڑا اور انھوں نے نکلوایا اور کھولا اور فرعون سے حضرت موسی کے پالنے کی اجازت بھی حاصل کر لی اور حضرت موسی کسی انا کا دودھ نہیں پیتے اسواسطے ایسی انا کی تلاش ہو رہی ہے جس کا دودھ حضرت موسی پئیں سورہ طہ و سورہ شعرا اور قصص میں یہ قصہ پورا آویگا کہ خدا کی قدرت سے حضرت موسی اپنی ماں کے ہی دودھ سے اپنے دشمن فرعون کے گھر میں پرورش پائی اور پھر بڑے ہو گئے اور وہاں

منزل ۴

حضرت شعیب کی بیٹی سے نکاح ہوا اور دس برس مدین مین رہے جب حضرت موسی گھٹنیون چلنے لگے تو ایک دن آسیہ نے انکو فرعون کی گود مین دیا حضرت موسی نے فرعون کی ڈاڑھی نوچ لی فرعون کو غصہ آگیا اس نے جلاد کو حضرت موسے کے مار ڈالنے کے لیے بلوایا آسیہ نے کہا کہ نا سمجھ بچہ ہے اسکی بات پر تم کیا غصہ کرتے ہو ناحق لوگ ہنسین گے مین ایک طرف آگ کا انگارہ رکھتی ہون اور ایک طرف یاقوت رکھتی ہون اگر اس بچہ نے آگ کا انگارہ اوٹھالیا تو جان لینا نا سمجھ بچہ ہے اور اگر یاقوت اوٹھایا تو جاننا سمجھ دار ہے پھر تمکو سزا دلانے کا اختیار ہے یہ دونون چیزین آسیہ نے رکھین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت موسے کا ہاتھ پکڑ کر آگ مین ڈالدیا اور وہ آگ کا انگارہ حضرت موسی کے ہاتھ مین دیکر پھر حضرت موسی کا ہاتھ حضرت موسی کے موہنہ مین دیدیا جس سے حضرت موسی کی زبان جلکر توتلی ہو گئی پھر نبی بننے کے بعد جب حضرت موسی نے اللہ تعالی سے دعا کی تو وہ توتلا پن گیا جس کا ذکر سورہ طہ مین آویگا ایک سو بیس برس کی عمر مین حضرت موسی نے وفات پائی صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ملک الموت جب حضرت موسی کی جان قبض کرنیکے لئے آئے تو حضرت موسے نے ملک الموت کی آنکھ مین ایک گھونسا مارکر ملک الموت کی آنکھ پھوڑ ڈالی ملک الموت نے جاکر خدا سے فریاد کی اللہ تعالی نے ملک الموت کی آنکھ اچھی کردی اور فرمایا کہ پھر جاکر موسی سے کہو کہ اگر انکو دنیا کی زیست درکار ہے تو ایک بیل کی پیٹھ پر وہ ہاتھ رکھدین بیل کے جتنے بال انکے ہاتھ کے نیچے دبین گے ہر ایک بال کو ایک سال قرار دیا جاکر انکی عمر بڑہا دی جاویگی جب ملک الموت نے اللہ تعالی کا یہ پیغام حضرت موسی کو پہنچایا تو حضرت موسی نے کہا کہ اتنی عمر پانے کے بعد پھر آخر انجام کیا ہوگا اللہ تعالی کی طرف سے جواب ملا آخر موت ہے حضرت موسی نے کہا تو ابھی سہی بعضے لوگون نے اس حدیث کے مطلب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت موسی نے ملک الموت کو پہچان لیا تھا اور پھر آنکھ پھوڑی تو اللہ کے فرشتہ کی توہین کی اور اگر نہیں پہچانا اور ایک اجنبی شخص جانکر گھونسا مارا تو حضرت موسے سے قصاص لینا چاہیے تھا جواب اس اعتراض کا وہی ہے جو حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین دیا ہے کہ شریعت موسوی اور شریعت محمدی انسانون پر نافذ اور جاری ہے یہ قصہ ایک اللہ کے رسول اور ایک فرشتہ کے فی مابین کا ہے اس قصہ کا فیصلہ کسی شریعت انسانی سے نہین ہو سکتا خاص اللہ تعالی کے اقتدار مین یہ فیصلہ تھا جو اللہ تعالی کو مناسب معلوم ہوا وہ فیصلہ اللہ تعالی نے کردیا اب اللہ تعالی کے فیصلہ کے بعد کسی انسان کی کیا بساط ہے جو اس فیصلہ پر اعتراض کر سکے حاصل یہ ہے کہ یہ اعتراض حد شریعت سے بڑھا ہوا ہے اسلئے علما کی توجہ کے قابل نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دس برس مدین مین رہنے کے بعد شعیب علیہ السلام سے اجازت لیکر جب موسی علیہ السلام نے اپنی مان اور بھائی ہارون سے ملنے کا قصد کیا اور مدین سے مصر کی طرف روانہ ہوئے تو اسوقت موسی علیہ السلام کے ساتھ انکی بی بی بھی تھین جاڑے کا موسم اور رات کا سفر تھا اور موسی علیہ السلام رات کے اندھیرے کے سبب سے راستہ بھی بھول گئے تھے اسی حالت مین ان کو دور سے آگ کی روشنی نظر آئی یہ آگ کی روشنی دیکھ کر موسے علیہ السلام نے اپنی بی بی سے کہا تم یہیں ٹھیرے رہین

منزل ۴

اس آگ مین سے ایک انگارہ لے آؤن اور آگ کے پاس کوئی آدمی مل گیا تو اوس سے راستہ بھی پوچھ لون گا علما کا قول ہے
کہ اللہ تعالیٰ کے روئے مبارک کے آگے جو پردے ہین انہین ایک پردہ آگ کا بھی ہے وہی آگ موسیٰ علیہ السلام کو نظر آئی
تھی صحیح مسلم مین ابوموسیٰ اشعری سے جو روایت ہے اُس مین بھی اس آگ کے پردہ کا ذکر ہے اس حدیث سے ان علما کے قول
کی تائید ہوتی ہے غرض اوس روشنی مین سے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی آواز آئی اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون
اور اُسکی قوم کی ہدایت کے لئے نبی ٹھہرا کر موسیٰ علیہ السلام سے بہت سی باتین کین جن کا ذکر سورہ طٰہٰ مین آویگا اُسی وقت
عصا اور ید بیضا کا معجزہ موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کی خواہش پر ہارون علیہ السلام کو بھی نبی قرار
دیا یہ سب ذکر بھی سورہ طٰہٰ مین تفصیل سے آویگا ان آیتون مین بھی وہی ذکر مختصر طور پر فرمایا گیا ہے صحیح بخاری وغیرہ مین
معراج کے بیان مین جو روایتین ہین اُنکے موافق خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہارون علیہ السلام کی ملاقات
پانچوین آسمان پر ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی چھٹے آسمان پر ان روایتون سے یہ بات سمجھ مین آسکتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام
اور ہارون علیہ السلام کے مرتبہ مین فرق ہے مشرکین مکہ موسیٰ علیہ السلام کو صاحب توراۃ نبی اور یہود کو اہل کتاب جانتے تھے
اسی واسطے اونھون نے یہود کے مشورہ کے موافق روح اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال اللہ کے رسول صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تھا لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت پر اُنکا یہ اعتراض تھا کہ اللہ کا رسول انسان
نہیں ہو سکتا فرشتہ ہونا چاہئے اس اعتراض کو موسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے یون غلط ٹھہرایا کہ آخر موسیٰ علیہ السلام بھی
انسان تھے پھر وہ کیونکر اللہ کے رسول قرار پا گئے۔

منزل ۴

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِسْمٰعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ
اور مذکور کر کتاب مین اسمعیل کا وہ تھا وعدے کا سچا اور تھا رسول نبی اور حکم
يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۚ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝
کرتا تھا اپنے گھر والون کو نماز اور زکوٰۃ کا اور تھا اپنے رب کے یہان پسند

تفسیر ابن ابی حاتم مین معتبر سند سے ابن شہاب زہری کا قول ہے۔ کہ اسمعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے کچھ وعدہ
کیا تھا پھر وہ شخص وعدہ پر نہیں آیا تو اسمعیل علیہ السلام ایک برس تک اُس شخص کا انتظار کرتے رہے ان آیتون مین
اسمعیل علیہ السلام کو وعدہ کا سچا جو فرمایا اُسکی تفسیر اس قصہ سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے یہ محمد بن مسلم ابن شہاب زہری
قتادہ کے مرتبے کے بڑے ثقہ مشہور تابعی ہین اور صحاح ستہ کی سب کتابون مین اُنکی روایتین ہین سورہ سبا مین آویگا
کہ پانی کا بند ٹوٹ جانے کی آفت سے جب قوم سبا کے یمنی عرب تباہ ہو گئے تو ان مین کے کچھ قبیلے یمن سے اوٹھ کر مدینہ
منورہ مین آن بسے یہ وہی لوگ ہین جنکا لقب خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مین انصار قرار پایا صحیح بخاری
مین سلمۃ بن الاکوع سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگون کو بنی اسمعیل فرمایا ہے سوا

اسمعیل علیہ السلام کے ذکر سے سلف کا قول ہے کہ مکہ میں اور انکے اطراف کے سب عرب اولاد اسمعیل میں داخل ہیں۔ اسمعیل علیہ السلام کا تو یہ حال تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز اللہ تعالی نے مشرکین مکہ کو یون قائل کیا ہے کہ تمام عرب کے باپ اسمعیل علیہ السلام کا تو یہ حال تھا کہ وہ اپنے گھر والون کو نماز اور زکوۃ کی تاکید کیا کرتے تھے اور ان لوگون کا یہ حال ہے کہ نماز کے وقت یہ لوگ سیٹیان اور تالیان بجاتے اور زکوۃ کو جرمانہ جانتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو اولاد اسمعیل کہتے ہیں۔ اسمعیل علیہ السلام نے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے حکم کے موافق اپنی بی بی کو طلاق دیدی جس کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ سے صحیح بخاری میں ہے کعبہ کے بنانے کے وقت پتھر ڈھونڈھو کر لائے اور ابراہیم علیہ السلام کو بڑی مدد دی یہ ذکر بھی صحیح بخاری کی اسی روایتہ میں ہے ابراہیم علیہ السلام کے خواب کی بنا پر اللہ کے واسطے ذبح ہونے اور اپنی جان دینے کو تیار ہو گئے جس کا ذکر سورہ الصافات میں آویگا اسی واسطے ان آیتون مین فرمایا کہ اسمعیل علیہ السلام کی عادتین اللہ کو پسند تھین۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝

اور مذکور کر کتاب مین ادریس کا وہ تھا سچا نبی اور اٹھا لیا ہمنے اسکو ایک اونچے مکان پر

حضرت ادریس کے نسب مین علما کا بڑا اختلاف ہے صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود کا قول جو بغیر سند کے معلق طور پر بیان کیا گیا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ادریس اور الیاس ایک ہی پیغمبر کا نام ہے۔ اس صورت میں حضرت ادریس گویا بنی اسرائیل میں کے ایک پیغمبر ہیں کیونکہ حضرت الیاس تو حضرت ہارون کے پڑپوتے ہیں بعضے مفسر کہتے ہیں کہ حضرت ادریس حضرت آدم کے پوتے ہیں اس آخری قول کو اکثر مفسرین نے اختیار کیا ہے۔ کیونکہ اس معلق قول کی سند قوی نہین ہے اسی طرح حضرت ادریس کے زندہ آسمان پر جانے میں اور اب انکے زندہ ہونے مین اور اس میں کہ سورج پر جو فرشتہ متعین ہے اوس سے اونکی دوستی ہو کر اسکے ذریعہ سے آسمان پر گئے علما کے مختلف قول ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ مرفوع حدیث تو اس باب مین کوئی نہیں ہے مگر اس اختلاف کے رفع کرنے میں مجاہد بن جبیر کا یہ قول قوی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ادریس زندہ آسمان پر اوٹھا لئے گئے کیونکہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ مجاہد نے تیس دفعہ سارا قرآن حضرت عبداللہ بن عباس سے تفسیر سیکھنے کی غرض سے پڑھا ہے اور یہ بھی اوپر گزر چکا ہے کہ متقدمین مفسرین مین سے سفیان ثوری نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تفسیر کے باب مین مجاہد کا قول سب پر فوقیت رکھتا ہے رہا مجاہد کے قول میں یہ احتمال کہ مجاہد کی تفسیر باب مین جو کچھ روایتہ ہے وہ حضرت عبداللہ بن عباس سے ہے اور تفسیر ابن ابی حاتم مین خود حضرت عبداللہ بن عباس سے جو اس باب مین روایتہ ہے وہ کعب احبار کا قول ہے اور اہل کتاب سے روایتہ کا لینا بخاری وغیرہ مین جو روایتہ ہے اوس سے منع ہے اس کا جواب یہی ہے کہ حرام حلال کے باب میں اہل کتاب سے روایتہ کا لینا منع ہے جہان یہ منع کی روایتہ کی حدیث بخاری مین ہے وہیں ابن بطال وغیرہ شارحین بخاری نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس طرح کے تاریخی واقعات اس منع مین داخل نہین ہے خود اللہ تعالی نے فاسئلوا اہل الذکر فرما کر اس طرح کی تاریخی روایتہ کا اہل کتاب سے لینا جائز فرما دیا ہے کس لئے کہ اصلی شان نزول آیۃ فاسئلو

اہل الذکر کی یہی ہے کہ جسکو شبہ ہو وہ اہل کتاب سے پوچھ لیوے کہ رسول ہمیشہ سے آدمی ہی آتے رہے ہیں فرشتے کبھی نہیں آئے ادریس علیہ السلام کے ذکر سے اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو یوں قائل کیا ہے کہ یہود کو یہ لوگ اہل کتاب ملتے ہیں اور یہود کی کتاب تورات میں ادریس علیہ السلام کے انسان اور نبی ہونے کا ذکر موجود ہے پھر یہ لوگ کس سند سے یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا فرشتہ ہونا چاہیے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ

وہ لوگ ہیں جنپر نعمت دی اللہ نے نبیوں میں اور آدم کی اولاد میں اور انمیں

حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا

جنکو لادلیا نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں اور اسرائیل کی اور انمیں جنکو ہمنے

وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩

سوجھ دی اور پسند کیا جب انکو سنایئے آیتیں رحمن کی گرتے ہیں سجدے میں اور روتے

یوں تو سب اولاد آدم علیہ السلام ہیں مگر شروع سورۃ سے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے دس پیغمبروں کا ذکر جو فرمایا ہے بعضے ان میں سے حضرت آدم علیہ السلام کے قریب کے سلسلہ کی اولاد ہیں جیسے حضرت ادریس اور حضرت نوح اور بعضے پھر حضرت نوح کے سلسلہ میں ہیں جیسے حضرت ابراہیم بعضے پھر حضرت ابراہیم کے سلسلہ میں ہے جیسے حضرت اسحق اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت یعقوب اور بعضے پھر حضرت اسرائیل یعنے حضرت یعقوب کے سلسلہ میں ہیں جیسے حضرت موسیٰ اور ہارون اور زکریا و یحییٰ و عیسیٰ اس سلسلہ کا ذکر اس آیۃ میں ہے اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ کہ صحیح بخاری میں معلق طور پر حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس کا یہ قول جو ہے کہ ادریس اور الیاس ایک ہی پیغمبر کا نام ہے اسکی سند قوی نہیں ہے اوس سند کا حال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس کے قول کی پوری سند تفسیر جو یبر میں ضحاک کے سلسلہ سے ہے جو بالکل ضعیف ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے قول کی پوری سند تفسیر ابن ابی حاتم اور مسند عبد بن حمید میں ہے یہ سند بھی قوی نہیں ہے اسواسطے جس طرح اکثر مفسرین نے حضرت ادریس کو حضرت آدم کے سلسلہ میں رکھکر انکو حضرت نوح علیہ السلام کا دادا بتلایا ہے یہی قول قوی معلوم ہوتا ہے اسی واسطے امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس کے قول کو معلق طور پر بیان کیا ہے یقینی طور پر بیان نہیں کیا حاصل مطلب اس آیۃ کا یہ ہے کہ جن انبیا کا ذکر اس سورہ میں کیا گیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب بنانے کے لئے پسند کیا ہے اور انکو نبوت کی نعمت دی ہے۔ مکہ کے مشرک یہ جو کہتے ہیں کہ اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا یہ اونکی نادانی ہے کیونکہ فرشتوں کو اصلی صورت میں دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے پھر بنی آدم کی ہدایت کے لئے فرشتہ رسول کیونکر ہو سکتا ہے آخر کو فرمایا اللہ کی وہ عظمت ہے کہ باوجود نبی ہونے کے اپنے صحیفوں اور کتابوں میں جب یہ لوگ عذاب کی آیتیں سنتے ہیں تو عذاب سے ڈر کر سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور رونے لگتے ہیں یہ بھی مشرکین مکہ کو تنبیہ فرمائی گئی

منزل ۴

ہے کہ نبی لوگ تو اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں مگر یہ مکہ کے مشرک عذاب کی آیتوں کو اس کان سے سنکر اُس کان سے اڑا دیتے ہیں
جس کا خمیازہ ایک دن اُنکو بھگتنا پڑیگا مسند امام احمد وغیرہ کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے جس میں اللہ کے
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کل نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں تین سو تیرہ اور بعضی روایتوں کے موافق تین سو
پندرہ رسول ہیں ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے سورۃ الانعام میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ قرآن شریف میں پچیس ۲۵ نبیوں کا
ذکر آیا ہے اس حدیث اور سورہ انعام کی تفسیر سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ کل نبی کتنے اور ان میں رسول کتنے
ہیں اور قرآن شریف میں کتنے نبیوں کا ذکر آیا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام تک کے نبی فقط
نبی تھے نبی رسول نہیں تھے کیونکہ اُس زمانہ تک شریعت کے تفصیلی احکام نازل نہیں ہوئے تھے حضرت نوح علیہ السلام
سے صاحب شریعت انبیا کا سلسلہ شروع ہوا اسی واسطے نوح علیہ السلام کو پہلا رسول کہتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری و مسلم
کے حوالہ سے ابوسعیدؓ خدری کی روایۃ الخ باب میں کئی جگہ گذر چکی ہے وممن ہدینا واجتبینا میں انبیا کی امتوں کے وہ لوگ
بھی داخل ہیں جنہوں نے انبیا کی نصیحت کو مانکر ہدایت پائی اور اللہ تعالیٰ کی پسند کے موافق کام کئے چنانچہ سورۃ النساء کی
آیۃ ومن یطع اللہ والرسول سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۙ
پھر اُنکی جگہ آئے ناخلف گنوائی نماز اور پیچھے پڑے مزوں کے سو آگے ملے گی گمراہی

منزل ۴

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۙ
مگر جنے توبہ کی اور یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جاوینگے بہشت میں اور انکا حق نہ رہے گا کچھ

اوپر انبیا اور نیک لوگوں کا ذکر تھا اس آیۃ میں فرمایا کہ ان نیک لوگوں کی جگہ ایسے ناخلف آئے کہ نماز جیسی چیز کو جسکی ہر ایک
شریعت میں تاکید ہے اونھوں نے یا تو بالکل چھوڑ دیا یا بعضوں نے اُسکو ادا بھی کیا تو شریعت کے حکم کے موافق ادا نہیں
کیا اور دنیا کے عیش و آرام کے پیچھے ایسے سرگرداں ہوئے کہ نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے بچنے کی کچھ پروا
نہ کی پھر فرمایا ایسے لوگ عقبیٰ میں بڑا نقصان اوٹھاوینگے کیونکہ حکم الٰہی میں ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ قرار پا چکا ہے ہاں
انمیں سے جو لوگ عقبیٰ کی باتوں کا پورا یقین کرکے اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ اور آگے کو نیک عمل کریں تو وہ لوگ بہشت میں
جاوینگے اور اُنکے نیک عملوں کی جزا میں کچھ کمی نہ کی جاویگی مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ابو سعید خدریؓ
سے روایۃ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن ناخلف لوگوں کا ذکر آیہ میں ہے وہ اس سنہ ۶۰ میں
کے بعد ہونگے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس حدیث میں بڑی پیشین گوئی ہے کیونکہ سنہ ۶۰ ہجری کے بعد کا زمانہ
یزید بن معاویہ کی خلافت کا زمانہ ہے جسمیں امام حسین کی شہادت کا معاملہ اہل مدینہ پر چڑھائی کے وقت اہل مدینہ اور
مدینہ کی بیحرمتی کا معاملہ ابن زبیر پر چڑھائی کے وقت کعبہ کی بیحرمتی کا معاملہ یزید کے شراب پینے اور نماز کے چھوڑ دینے

کا سوا اس کے یہ سب معاملے ایسے ہی ہیں جسکا ذکر آیۃ اور حدیث میں ہے صحیح بخاری و مسلم میں خلاد بن رافع کا قصہ ابوہریرہؓ کی روایۃ سے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خلاد بن رافع نے نماز میں رکوع سجدہ اچھی طرح نہیں کیا تھا اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلاد سے کہا تو پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے روایۃ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوقت کی نماز کو مردہ نماز فرمایا ہے ان حدیثوں کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کرنے کی نماز اور بیوقت کی نماز اضاعۃ الصلوۃ کے حکم میں داخل ہے جسکا مطلب یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ناخلف لوگون میں سے بعضے لوگون نے نماز کو بالکل چھوڑ دیا اور بعضون نے اسکو شریعت کے حکم کے موافق ادا نہیں کیا۔

جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِیًّا ۝ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا

باغون میں بسنے کی جنکا وعدہ دیا ہے رحمن نے اپنے بندونکو بن دیکھے بیشک ہے اسکے وعدے پر پہنچنا نہ سنینگے وہان بک

سَلٰمًا ؕ وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا ۝

سوائے سلام اور انکو ہے انکی روزی وہان صبح اور شام وہ بہشت ہے جو میراث دینگے ہم اپنے بندون میں جو کوئی ہوگا پرہیزگار

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنت میں نیک لوگون کے لئے جو نعمتیں پیدا کی گئی ہیں وہ نہ کسی نے آنکھون سے دیکھیں نہ کانون سے سنیں نہ کسی کے دل میں ان کا خیال گذر سکتا ہے ان آیتون میں جنت کو بن دیکھی چیز جو فرمایا اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں بعضی بن دیکھی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگرچہ آدمی انکو آنکھون سے نہیں دیکھتا لیکن انکا حال کانون سے سنا ہوا ہوتا ہے یا کبھی دل میں انکا خیال آجاتا ہے جنت ایسی انوکھی چیز ہے جو دیکھی نہ سنی نہ کبھی اسکا خیال کسی کے دل میں گذرا ابن ماجہ کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی صحیح روایۃ کئی جگہ گذر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شخص کا ایک ٹھکانا جنت میں اور ایک دوزخ میں پیدا کیا ہے جو لوگ ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار پا دینگے انکے جنت میں کے لاوارث خالی مکانون کا وارث جنتیون کو بنا دیا جاویگا جنت کو میراث کی چیز جو فرمایا اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ نیک لوگون سے بن دیکھی جنت کے دینے کا وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے ایک دن اس وعدہ کا ظہور بلاشک ہونے والا ہے پھر فرمایا یہ جنت وہ ہے جہان سوائے سلام علیکم کی آواز کے اور کوئی ایسی آواز جنتیون کے کان میں نہ آویگی جو انکے کانون کو بری لگے پھر فرمایا وہان صبح شام انکو طرح طرح کی نعمتیں کہانے کو ملیں گی جنت میں اگرچہ صبح شام نہیں ہے صبح صادق سے لیکر سورج کے نکلنے تک جیسا ٹھنڈا وقت ہوتا ہے وہان ہمیشہ ایسا وقت رہیگا لیکن دنیا میں لوگونکا صبح و شام کہانا کہانے کا معمول ہے اسواسطے صبح و شام کا ذکر کیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ وہان بھی اندازہ سے یہی معمول قائم رہے گا پھر فرمایا یہ جنت ان لوگون کی میراث ہے جو دنیا میں نیک کامون کے کرنے اور برے کامون سے بچنے کی

منزل ۴

عادت رکھتے ہین جنتیون کی سلام علیک کا ذکر سورہ یٰسین مین اور سورہ الواقعہ مین آویگا مجاہد اور اکثر سلف کا قول یہی ہے کہ جنت مین رات دن نہ ہوگا ہمیشہ صبح کا سا نورانی وقت رہے گا۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

اور ہم نہین اترتے مگر حکم سے تیرے رب کے اُسی کا ہے جو ہمارے آگے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اُسکے بیچ اور تیرا رب نہین بھولنے والا

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا

رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو اُنکے بیچ ہے سو اُسی کی بندگی کر اور ٹھیرا رہ اُسکی بندگی پر کوئی پہچانتا ہے تو اُسکے نام کا

ع

صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ ایکدفعہ وحی لیکر آنے مین جبرائیل علیہ السلام کو کچھہ دیر لگی اس کے بعد جب وحی لیکر جبرائیل علیہ السلام آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان سے دیر کی شکایت کی اس پر اللہ تعالی نے یہ آتین نازل فرماکر اس شکایۃ کا یہ جواب جبرائیل علیہ السلام کو بتایا کہ اللہ کے فرشتے آسمان پر سے زمین پر اللہ تعالی کے حکم کے بغیر نہین اوتر سکتے جبرائیل کی طرف کا یہ کلام قرآن شریف مین اس طرح داخل ہے جس طرح ایاک نعبد وایاک نستعین بنی آدم کی طرف کا کلام قرآن شریف میں داخل ہے۔ پھر فرمایا آسمان وزمین مین جب کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہین ہے تو وحی مین جو کبھی دیر ہو جاتی ہے وہ کسی بھول چوک کے سبب سے نہیں ہوتی بلکہ کسی مصلحت سے ہوتی ہے جیسے مثلاً روح اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے قصہ کی وحی مین وعدہ کے وقت ان شاء اللہ کا لفظ یاد رکھنے کی مصلحت سے دیر ہوئی پھر فرمایا جب اللہ تعالی ایسا بے نظیر بادشاہ ہے کہ نہ آسمان وزمین مین کوئی اُس کا ہم نام ہے نہ اُسکی سی صفتین اور کسی مین پائی جاتی ہیں اور آسمان وزمین مین کوئی چیز اُسکے حکم سے باہر نہین تو خالص اُسکی عبادت زیبا ہے اُسکی عبادت مین کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا بڑے وبال کی بات ہے پھر فرمایا جاڑے کے وضو روزہ کی پیاس کی تکلیف یا اسی طرح کی اور کوئی تکلیف عبادت الٰہی میں پیش آوے تو اُسپر صبر کرنا چاہیے کیونکہ صبر کا اجر بہت بڑا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ دینی عبادت میں آدمی کو طرح طرح کی تکلیفین پیش آتی رہتی ہین اسی واسطے عبادت کے ساتھہ ان تکلیفون پر صبر کرنے کا ذکر فرمایا صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے صبر کو ایمان کی نشانی فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دین کے کامون مین جو تکلیفین پیش آتی ہیں اُنپر صبر کرنا ایماندار آدمی کا کام ہے۔

شان نزول

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ

اور کہتا ہے آدمی کیا جب میں مرگیا پھر نکلونگا جی کر کیا یاد نہین رکھتا آدمی کہ ہمنے

أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝

اُسکو بنایا پہلے سے اور وہ کچھہ چیز نہ تھا

منکرین حشر مین سے جس کسی کو صاحب عقل ہونے کا دعویٰ ہو اوس سے مثال کے طور پر پوچھا جاوے کہ جب دنیا مین مثلاً ریل نہین
تھی تو پہلے پہل جس نے ریل نکالی اوسکو یہ سوچنا پڑا ہوگا کہ انجن کس طرح بنایا جاوے پانی کا اندازہ اتنا ہو اور آگ کا اندازہ
اتنا جب انجن مین اس قدر قوت پیدا ہوگی کہ اتنے بوجھ کو وہ اس قدر بھاپ کے زور سے کھینچ سکے گا جب یہ سب اندازہ صحیح
تجربہ مین آگیا اور ایک مدت سے ریل چلتی ہے اب اگر فرض کیا جاوے کہ دنیا بھر کی ریل ناپید ہو جاوے تو جن لوگون کے
اندازہ مین ریل کی باتین ہین اونکو پھر ریل کے بنا دینے مین کیا ایسی مشکل پیش آویگی جیسے نئے سرے سے ریل کے بنانے
مین پیش آئی تھی کوئی صاحب عقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحیح اندازہ سے ایک کام ہوکر مدت تک اوس کام کی مشق اور رہ چکی
ہو اور کام کرنے والون کو پورا اور صحیح تجربہ حاصل ہو چکا ہو اب دوبارہ وہ کام وہی کام کرنے والے کرینگے تو اون کو پہلے
تجربہ کی مدد سے اوس کام کے کرنے مین کچھ آسانی نہ ہوگی اگر آسانی ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے اوس حالت مین دنیا کو پیدا کردیا
کہ سوائے اسکی ذات کے کچھ بھی نہ تھا اور مدت تک اوسنے اپنی قدرت سے دنیا کی ریل گاڑی کو چلایا اب بعد اس حالت کے
نابود کردینے کے اوسکو پھر اس حالت کا پیدا کردینا مشکل ہے۔ نہین نہین۔ کچھ مشکل نہیں بلکہ جسکو کچھ تجربہ ہے۔ اوس کے
نزدیک نہایت سہل ہے دنیا کی پہلی حالت سبکی آنکھون کے سامنے ہے اور ایک کام ایک دفعہ کیا جا کر تجربہ مین آجاوے
تو دوبارہ اوس کام کا کرنا سہل ہو جاتا ہے اسواسطے ثبوت حشر مین اللہ تعالیٰ نے اس قدر فرمایا ہے کہ جس نے پہلے دنیا کو
پیدا کیا ہے وہی پھر پیدا کریگا اور اوسکو دوسری دفعہ کا پیدا کرنا آسان ہے وھو الذی یبدؤا الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ غرض
جو سورہ الروم مین فرمایا وہ گویا ان آیتون کی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس صاحب قدرت نے پانی جیسی پتلی چیز سے
مان کے پیٹ مین انسان کا پتلہ بنا کر اوس پتلہ مین روح پھونکدی اوسکو آدم علیہ السلام کے پتلہ کی طرح انسان کے دوبارہ پیدا کرنے کے وقت مٹی کا
پتلہ بنانا اور اوس پتلہ مین روح کا پھونکدینا کیا مشکل ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی ایک جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے مین نے انسانکو پہلی دفعہ پیدا کیا اور دوسری دفعہ پیدا کرنیکی خبر اپنے کلام پاک مین انسان کو سنادی لیکن انسان نے میرے کلام پاک کو جھٹلایا حالانکہ پہلی دفعہ کی پیدائش
کو آنکھون سے دیکھہ کر دوسری دفعہ کی پیدائش کو جھٹلانا انسان کو زیبا نہیں تھا اس حدیث سے منکرین حشر کی جرأت
کا حال اچھی طرح سمجھہ مین آسکتا ہے اور یہ بھی سمجھہ مین آسکتا ہے کہ عقبی مین کلام الٰہی کے جھٹلانے کی سزا ایسے لوگون کو بھگتنی
پڑے گی جسمانی حشر کے منکرون کو یہ جو شبہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی خاک رواں دواں ہو جاوے گی پھر وہ خاک دوبارہ
کیونکر جمع ہو جاوے گی اس کا جواب سورہ ق مین آویگا کہ ان منکرین حشر کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق
اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ پتہ لکھہ لیا ہے کہ ان لوگون کی خاک ہوا سے اوڑکر یا پانی مین بہکر کہان کہان جاویگی اسی پتہ
سے ہر ایک کی خاک جمع کرلی جاویگی زیادہ تفصیل اسکی سورہ ق مین آویگی۔

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ
سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گہیر بلاوینگے انکو اور شیطانون کو پہر سامنے لاوینگے گرد دوزخ کے گھٹنو پر گرے پہر جدا

منزل ۴

شِيعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۞ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۞

مین سے جو نسا ان مین سے سخت رکہتا تھا رحمن سے اکڑ پہر ہمکو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اس مین پیٹھنے کے

اوپر منکرین حشر کو عقلی طور پر یون قائل کیا گیا تھا کہ ان کے انکار سے اللہ تعالی کا انتظام بدل نہیں سکتا جسنے اپنے انتظام کے موافق پہلی دفعہ انکو پیدا کیا ہے وہی دوبارہ ان نہیں پیدا کریگا ان آیتون مین اسی مضمون کو تاکید کے طور پر اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر فرمایا کہ ضرور سزا و جزا کے لئے ایک دن سب کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا تاکہ دنیا کا پیدا کرنا ٹھکانے لگے اور جن شیاطینون کے بہکانے سے یہ منکر حشر دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں انکے ساتھ انکو بھی زندہ کیا جاویگا اور دوزخ کے کنارہ پر ان سب کو کھڑا کیا جاویگا جہان دوزخ کی دہشت سے گھٹنون مین سر ڈالکر بیٹھ جاوینگے پھر ان مین سے بڑے بڑے سرکشون کو چھانٹا جا کر دوزخ مین پہلے جھونکا جاویگا اور جو سرکش لوگ دوزخ کے پہلے جھونکے کے قابل ہیں انکا حال اللہ تعالی کو خوب معلوم ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے کہ جو شخص خود بھی گمراہی کے کام کریگا اور دوسرونکو بھی بہکاویگا اسکو دوہرا عذاب بھگتنا پڑے گا جو لوگ زیادہ عذاب کے مستحق ٹھہر کر پہلے جھونکے جانے اور دوزخ کے پہلے جھونکے کے قابل آیتون مین ذکر کئے گئے ہیں تفسیری طور پر اونکی مثال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۞ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۞ منزل ۴

اور کوئی نہیں تم مین جو نہ پہنچے گا اس پر ہوچکا تیرے رب پر ضرور مقرر پہر بچادینگے ہم انکو جو ڈر رکہتے رہے اور چہوڑ دینگے گنہگار ونکو اسی مین

فرقہ معتزلہ نے اس آیہ سے یہ بات نکالی ہے کہ کبیرہ گناہون کے گنہگار ہمیشہ دوزخ مین رہا کرینگے اس واسطے کہ اللہ تعالی نے اس آیت مین سب آدمیون کا پلصراط پر سے گزرنے کا ذکر فرما کر فقط متقیون کی نجات فرمانے کا ذکر فرمایا ہے اور کبیرہ گناہ کے گناہ گار کو متقی کوئی نہین کہہ سکتا اسلئے پلصراط پر سے جب وہ کٹ کٹ کر دوزخ میں گر پڑینگے تو انکی نجات کا ذکر قرآن شریف مین نہین ہے اہل سنت نے جواب دیا ہے کہ صحیح حدیثون سے گناہگار کلمہ گو لوگونکا ملائکہ انبیا صالحین کی شفاعت کے سبب سے دوزخ سے نکلکر جنت مین جانا ثابت ہو چکا ہے اس لئے آیۃ مین لفظ متقی کی تفسیر شرک سے بچنے کی ہے گناہ سے بچنے کی تفسیر جو فرقہ معتزلہ نے کی ہے وہ صحیح حدیثون کے مخالف ہے اور خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف کسی کی تفسیر صحیح نہیں قرار پا سکتی اس لئے فرقہ معتزلہ کی تفسیر غلط ہے اور صحیح تفسیر وہی ہے جس کا ذکر صحیح حدیثون میں آیا ہے کہ جسکے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ ضرور دوزخ سے نکلکر جنت مین جاویگا کبیرہ گناہ کے سبب سے کوئی کلمہ گو ہمیشہ دوزخ مین ہرگز نہ رہے گا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں انس بن مالکؓ سے اور صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے جو روایتین ہیں انمین صاف یہ ذکر آیا ہے کہ کوئی کلمہ گو ہمیشہ دوزخ مین نہ رہے گا اگرچہ وان منکم الا واردہا کی تفسیر مین سلف کے کئی قول ہیں لیکن معتبر سند سے ترمذی مسند امام احمد اور مستدرک حاکم مین عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت

ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واردھا کی تفسیر پلصراط پر گزرنے کی فرمائی ہے صاحب حق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی اس تفسیر کے بعد سلف کا اختلاف خود بخود رفع ہو جاتا ہے اسواسطے حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اس تفسیر کو معتبر
ٹھیرایا ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہی کہ پلصراط پر سب لوگونکا گزرنا اللہ تعالیٰ کے انتظام مین قطعی طور پر ٹھیر چکا ہے اب اس مین
پرہیزگار لوگ تو صحیح سالم پلصراط پر سے گزر کر جنت مین چلے جاوین گے اور گنہگار لوگ اوندھے مونہہ دوزخ مین جا پڑین گے اسکے بعد
اوپر جو روایتین گزرین اُنکے موافق ہر ایک کلمہ گو شخص تو آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت مین جاویگا اور مشرک لوگ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے
کیونکہ سورہ النسا مین گزرچکا ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہوگی صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ مین اگر کوئی پتھر پھینکا جاوے تو ستر برس مین اُسکی تہ تک پونہچے گا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح
سمجھہ مین آجاتا ہے کہ گہرائی کے سبب سے دوزخ کی شکل تنور کی سی ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے دوسری روایت ہے کہ دوزخ
کے مونہہ پر جو پل ہوگا اُسی پر سے گزر کر سب جنت مین جاوینگے سب سے پہلے خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو
اس پل پر سے گزرنے کا حکم ہوگا اس پل کو پلصراط کہتے ہین ابو سعید خدریؓ روایت کے طور پر یہ کہا کرتے تھے کہ پلصراط بال سے
باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین ان ہی روایتون کا خلاصہ بیان کیا ہے پلصراط کے تلوار
سے تیز ہونے کی روایت طبرانی مین عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی ہے اور اُسکی سند بھی معتبر ہے اسی مضمون کی ایک روایت سلمانؓ
فارسی سے مستدرک حاکم مین بھی ہے جسکی سند معتبر اور اللہ کے رسول صلعم تک پوری ہے ۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝

اور جب سنائیے اُنکو ہماری آیتین کھلی کہتے ہین جو لوگ منکر ہین ایمان والونکو دونون فرقون مین کسکا مکان بہتر ہے اور اچھی لگتی ہی مجلس

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝

اور کتنے کھپا چکے ہم پہلے اُنسے سنگتین وہ اُنسے بہتر تھے اسباب مین اور نمود مین

اوپر منکرین حشر کا ذکر تھا ان آیتون مین فرمایا کہ یہ لوگ دنیا کا پیدا کیا جانا بلا نتیجہ گنتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے انتظام مین دنیا کے
فنا ہونے کے بعد نیک و بد کی جزا و سزا کا فیصلہ جو ضروری ٹھیرا ہے اُسکو یہ لوگ جھٹلاتے ہین اسی واسطے جزا و سزا کی قرآن
کی آیتین جب ان کو سنائی جاتی ہین تو تنگدست ایماندار لوگون سے کہتے ہین کہ اگر تم حق پر ہوتے اور ہم ناحق پر ہوتے تو تم دنیا مین
ایسے تنگدست اور ہم اسطرح کے خوشحال نہ ہوتے کیونکہ دنیا کی خوشحالی اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی نشانی ہے اللہ نے اس کا جواب دیا
کہ اُنسے پہلے بڑے بڑے خوشحال منکر حشر لوگ طرح طرح کے عذابون سے ہلاک کئے جا چکے ہین جس سے ہر ایک کی سمجھ مین یہ
بات آسکتی ہے کہ اگر حشر کا انکار قابل سزا جرم نہ ہوتا اور دنیا کی خوشحالی اللہ کی مہربانی کی نشانی ہوتی تو بلا جرم ایسے قابل
مہربانی لوگون کو اللہ تعالیٰ طرح طرح کے عذابون سے کبھی ہلاک نہ کرتا کس لئے کہ اس طرح کا ہلاک کرنا ظلم مین داخل ہے اور
ظلم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھیرالیا ہے ۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی ایک جگہ گزرچکی ہے جسمین

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرا لیا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالکؓ کی حدیث بھی ایک جگہ گزر چکی ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ منکر شریعت لوگ عقبیٰ کے اجر کو نہیں مانتے اس لئے ایسے لوگوں کی نیکی کے بدلہ میں دنیا کی کچھ خوشحالی دنیا میں ہی انکو مل جاتی ہے منکر شریعت لوگوں کی دنیا کی خوشحالی کا سبب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰى إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ

تو کہہ جو کوئی رہا بھٹکتا سو چاہیے اسکو کھینچ لیجاوے رحمٰن لنبا یہاں تک کہ دیکھیں گے جو وعدہ پاتے ہیں یا آفت

وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۝

اور یا قیامت سو تب معلوم کرینگے کس کا برا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور ہے

منکرین حشر اپنی دنیا کی خوشحالی کو اپنے حق میں بہتر جو سمجھتے تھے اوپر اسکا ذکر تھا ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہدو کہ یہ دنیا کی خوشحالی ان لوگوں کے حق میں کچھ بھلائی کی چیز نہیں ہے بلکہ یہ انکے حق میں ایک وبال کی چیز ہے کیونکہ اس خوشحالی کی حالت میں جس قدر انکی عمر بڑھے گی اپنی خوشحالی کے نشہ میں اسی قدر یہ لوگ گمراہی کے کام زیادہ کرینگے جس کے وبال میں یا تو دنیا کا کوئی عذاب ان پر آجاویگا یا اگر ایسے حال میں یہ لوگ مر گئے تو قیامت کے دن انکو معلوم ہو جاویگا کہ جن تنگدست ایمانداروں سے اپنے آپ کو یہ لوگ اچھا جانتے تھے انکا کیا انجام ہوا صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالکؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن بڑے بڑے مالدار منکر شریعت لوگونکو جب دوزخ میں ڈالا جاویگا تو دوزخ کے پہلے ہی جھونکے کے بعد فرشتے انسے پوچھیں گے کہ دنیا کی جس خوشحالی کے نشہ میں تم اس عذاب کو جھٹلاتے تھے اس عذاب کے آگے وہ خوشحالی کچھ تم کو یاد ہے تو وہ لوگ قسمیں کھا کر جواب دیوینگے کہ اس عذاب کے آگے ہم کو وہ دنیا کی خوشحالی کچھ بھی یاد نہیں اسی طرح بڑے بڑے تنگدست جنتیوں سے پوچھیں گے کہ جنت کی ان نعمتوں کے آگے تم کو دنیا کی وہ تنگدستی کچھ یاد ہے جسپر تم نے صبر کیا اور اس صبر کے اجر میں تم کو جنت کی یہ نعمتیں ملیں تو یہ بھی قسمیں کھا کر جواب دیوینگے کہ نہیں۔ اس حدیث سے مالدار نافرمانوں اور تنگدست ایمانداروں کا عقبیٰ کے انجام کا حال اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے مشرکین مکہ کے بڑے بڑے مالدار نافرمانوں پر دنیا اور آخرت میں جو عذاب بدر کی لڑائی کے وقت آیا انس بن مالکؓ کی صحیح بخاری و مسلم کی روایت سے اسکا حال کئی جگہ گزر چکا ہے

وَيَزِيدُ اللّٰهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝

اور بڑھاتا جاوے اللہ سوجھے ہوؤنکو سوجھ اور رہنے والی نیکیاں بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلا اور بہتر جانیکو جگہ

اوپر ان لوگونکا ذکر تھا جنکی گمراہی قرآن شریف کی آیتیں سنکر دن بدن اور بڑھتی جاتی تھی اس آیت میں ان لوگونکا ذکر ہے جنہوں نے قرآن کی نصیحت سے دن بدن زیادہ نیک ہدایت پائی جیسے مثلاً ہجرت سے پہلے مکہ میں فقط نماز فرض تھی تو اللہ تعالیٰ نے اسی کو اچھی طرح ادا کرنیکی انہیں توفیق دی تھی ہجرت کے بعد جب زکوۃ روزوں اور حج کی آیتیں نازل ہوئیں تو ان لوگوں کو نیک عمل کی توفیق الٰہی کے سبب اور بڑھ گئے پھر فرمایا یہی نیک عمل ایسی چیز ہیں جنکا بدلہ بارگاہ الٰہی سے بہت

اچھا ملنے والا ہے جو لوگ اپنی دنیا کی خوشحالی کے نشہ میں عقبیٰ سے غافل ہیں وہ خوشحالی کی سب چیزیں چھوڑ کر دنیا سے اٹھ جاوینگے اور عقبیٰ میں ایسے لوگونکو بہت ندامت ہوگی اور بے وقت کی ندامت انکے کچھ کام نہ آویگی۔ معتبر سند سے مسند بزار میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال اور اولاد دنیا میں چھوڑ جانے کی چیزیں ہیں ہاں جو عمل آدمی نے عمر بھر کئے ہیں وہ مرنے کے بعد اسکے ساتھ جانے کی چیز ہے۔ مسند امام احمد اور ابوداؤد میں براء بن عازب سے صحیح روایت ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ نیک عمل اچھی صورت اور بد عمل بری صورت بنکر قبر میں ہر ایک مردہ کے پاس آتے ہیں مسند امام احمد میں محمد بن ابی عمرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ دنیا میں عمر بھر نیک عمل کرتے رہیں گے وہ بھی قیامت کے دن یوں پچھتاوینگے کہ انھوں نے نیک عمل اور زیادہ کیوں نہیں کئے جو آج کے روز زیادہ اجر ملتا اس حدیث سے ان لوگوں کے پچھتانے کا حال جو عمر بھر برے کاموں میں لگے رہے اور اوپر کی حدیثوں سے مال و اولاد کا دنیا میں چھوڑ جانے اور نیک عمل کا مرنیکے بعد کام آنے کا حال اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

اَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝

بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجکو ملنا ہے مال اور اولاد کیا جھانک آیا ہے غیب کو یا لے رکھا ہے رحمٰن کے یہاں قرار

كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوْا

یوں نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑھاتے جاوینگے اسکو عذاب میں لمبا اور ہم لے لیں گے اسکے مرے پر جو بتاتا ہے اور آویگا ہم پاس اکیلا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

اور پکڑا ہے لوگوں نے اللہ کے سوائے اوروں کا پوجنا کہ وہ ہوں انکی مدد یوں نہیں وہ منکر ہونگے انکی بندگی سے اور ہو جاوینگے انکے مخالف

صحیح بخاری و مسلم میں خبابؓ بن ارت کی روایت سے جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اس میں خباب کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ میں کے ایک شخص عاص بن وائل پر میرا کچھ قرضہ آتا تھا میں جب اپنا قرضہ مانگنے کو اس کے پاس گیا تو اسنے کہا تم اسلام سے پھر جاؤ تو میں تمہارا قرضہ ابھی چکائے دیتا ہوں میں نے جواب دیا کہ اگر تو مر کر بھی جی اٹھے تو بھی میں اسلام سے نہ پھروں گا عاص بن وائل نے یہ سنکر کہا کہ اگر مر کر پھر جینا سچ ہے تو تم مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق وہاں جنت میں میرے پاس مال و اولاد سب کچھ ہوگا پھر وہیں میں تمہارا قرضہ ادا کر دونگا اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا اے رسول اللہ کے تم نے ان منکرین قرآن کا حال دیکھا اور انکی باتیں سنیں کہ یہ لوگ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں اور پھر اس امید میں ہیں کہ عقبیٰ میں انکو مال و اولاد سب کچھ مل جائے گا۔ ایسی باتیں مسخراپن کے طور پر یہ لوگ اسی واسطے کہتے ہیں کہ عقبیٰ کی باتیں انکی آنکھوں کے سامنے نہیں آئیں جب مرنے کے ساتھ ہی دوزخ میں کا اپنا ٹھکانا دیکھ لیوینگے تو انہیں ان باتوں کی قدر کھل جاویگی۔ پھر فرمایا عقبیٰ کی باتیں تو انسان کی نگاہ سے غائب ہیں پھر کیا عاص بن وائل غیب کا حال دیکھ آیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے اس سے کوئی وعدہ کر لیا ہے۔ جو یہ عقبیٰ میں مال و اولاد سب کچھ مل جانے کی امید رکھتا ہے پھر

منزل ۴ ع ۱۷ / ۵

فرمایا تو یہ غیب کی باتین دیکھ آیا ہے نہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی اس کے پاس کوئی سند ہے مسخرا پن کے طور پر یہ جھوٹی باتین کرتا ہے
جس سے علاوہ کفر کے اس جھوٹ کی سزا اسنے اپنے ذمہ اور ڈال لی کیونکہ اسکی یہ سب جھوٹی باتین اللہ کے حکم سے فرشتے لکھ رہے
ہین پھر فرمایا مرنے کے بعد یہ ہمارے پاس اکیلا آویگا جو کچھ اسکے پاس ہے وہ یہین دنیا مین رہ جاویگا اور پھر دنیا کے فنا ہو جانے
کے بعد تمام دنیا کا مال اللہ تعالیٰ کے قبضہ مین آجاویگا اس کے پاس وہان عقبیٰ مین کیا ہوگا جو یہ قرضہ ادا کریگا پھر فرمایا ان لوگون
نے بتون کو اپنا سفارشی جو ٹھہرایا ہے یہ بھی ان لوگونکا ایک جھوٹا خیال ہے کیونکہ جن نیک لوگونکی مورتون کو یہ مشرک پوجتے ہین
قیامت کے دن وہ نیک لوگ اپنے پوجا کرنے والون کے دشمن بن جاوینگے اس دشمنی کا ذکر سورہ یونس مین گزرچکا ہے۔ ترمذی
اور ابن ماجہ کے حوالہ سے شداد بن اوس رضی کی معتبر روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
عقلمند وہ شخص ہے جو مرنے سے پہلے مرنے کے بعد کا کچھ سامان کر لیوے اور عقل سے بے بہرہ وہ ہے جو عمر بھر برے کامون
مین لگا رہے اور مرنے کے بعد بہبودی کی امید رکھے۔ اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ عاص بن
وائل کی طرح جو شخص برے کامون مین لگا رہے اور عقبیٰ کی بہبودی کی امید رکھے وہ عقل سے بالکل بے بہرہ ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّآ أَرْسَلْنَا الشَّيَٰطِينَ عَلَى الْكَٰفِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ

تونے نہین دیکھا کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہین شیطان منکرون پر اچھالتے ہین انکو ابھار کر سو تو جلدی نکر انپر ہم پوری کرتے ہین انکی

عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝

گنتی جسدن ہم اکٹھا کر لاوینگے پرہیزگارونکو رحمن کے پاس مہمان بلائے اور ہانک لیجاوینگے گنہگارونکو دوزخ کی طرف پیاسے

منزل ۴

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے منکرین حشر کا ذکر فرمایا تھا اس آیۃ مین ان کے انکار کا سبب فرمایا ہے کہ ان کے کفر کے سبب سے
شیطان انپر ایسا مسلط ہو گیا ہے کہ انکی عقل بالکل جاتی رہی ہے کیسی ہی موٹی اور ظاہر بات کیون نہ ہو شیطان ان کو
کسی بات کے سمجھنے کا موقع نہین دیتا دنیا مین چھوٹی سے چھوٹی عقل کا آدمی کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام کرتا ہے تو کوئی فائدہ
اس کام کا ضرور سوچ لیتا ہے مکان کوئی بناتا ہے تو رہنے کے خیال سے کوان کوئی کھدواتا ہے تو پانی پینے کے خیال سے اتنا
بڑا جہان اللہ تعالیٰ جیسے صاحب حکمت نے کیا بیفائدہ پیدا کیا ہے ہی کہ عمر بھر جو اللہ کی فرمانبرداری کرے اور دنیا بھی اسکی کچھ خوشحالی
سے نہ گزرتی ہو اسکی مٹی بھی یونہی اکارت جاوے نہ حشر ہو نہ قیامت نہ کبھی اسکی نیکی کی جزا کا موقع اسکو ملے اور جس شخص نے
عمر بھر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو اور دنیا مین بھی مال اولاد سے وہ خوش رہا ہو اسکی مٹی بھی یونہی اکارت کبھی کوئی پرسش کا موقع ہی نہیں خدا کی خدائی تو دنیا کے
شروع سے ابتک قائم ہے دنیا کی چار دن کی سلطنت مین بھی کوئی ایسا اندھا دھن کرے کہ نیک بد کو ایک ہی لکڑی ہانکے تو چار دن بھی سلطنت نہ چل سکے
غرض ایسی ایسی موٹی باتین شیطان منکرین حشر کو سمجھنے نہیں دیتا لیکن اے رسول اللہ کے ایسے لوگونپر عذاب کی جلدی نکرو اللہ تعالیٰ ایسے
لوگون کے حال سے غافل نہین ہے دن دن گھڑی گھڑی انکی عمر کی اسکے روبرو ہے جس دوزخ کا انکو اب انکار ہے آنکھ بند ہوتے
ہی جب اس دوزخ مین جھونک دئے جاوینگے اور فرشتے انکو قائل کرینگے اور کہوینگے ہذہ النار التی کنتم بہا تکذبون جسکا

مطلب یہ ہے کہ یہی دوزخ ہے جسکو تم لوگ دنیا مین جھٹلاتے تھے تو پھر قائل ہو جانے کے بعد انکا یہ سب انکار نکل جاویگا
اور یہی پکارین گے کہ کاش ہم پھر دوبارہ دنیا مین بھیجے جاوین تاکہ نیک عمل کرین یہ بھی ذرا یادرہے کہ دنیا مین ایسے مسلمان
بھی ہین کہ رات دن شیطان اُنپر ایسا مسلط ہے کہ اگرچہ وہ کافرون کی طرح حشر و قیامت کا زبان سے صاف انکار تو نہین
کرتے مگر رات دن کے عمل انکے ایسے ہین کہ گویا آخرت کی سزا وجزا اُنکے نزدیک کوئی چیز نہین ہے اُنکو بھی ذرا اس آیۃ کے مضمون
سے عبرت پکڑنی چاہیے اور شیطان کو اپنا دشمن جانی گنا چاہیے دوست جانی گنکر رات دن اسکے کہنے مین نہ رہنا چاہیے
کوئی لگڑ ہی تو اپنے پیدا کرنے والے کا کہنا بھی مان لینا چاہیے یہ تو معلوم ہے کہ شیطان نے اُنکو پیدا نہین کیا پیدا کرنے والا
تو اور ہی ہے اوس سے بھی ذرا معاملہ اچھا رکھنا چاہیے جس حشر کے یہ لوگ منکر تھے آگے کی آیۃ مین اُس کا ذکر
فرمایا کہ اُس دن شریعت کے پابند پرہیزگار لوگ قبرون سے اوٹھکر مہمانون کی طرح سواریون پر میدان محشر تک جاوینگے
اور منکر شریعت لوگو نکو قیدیون کی طرح دوزخ کی آگ گھیر کر میدان محشر تک لیجاویگی صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ سے جو
روایۃ ہے اُس مین ان دونون گروہ کا ذکر تفصیل سے ہے سورج کے پاس اجانے اور دوزخ کے میدان محشر مین لائے جانے
سے میدان محشر مین بہت گرمی ہوگی جس کے سبب سے پیاس تو سب کو لگیگی مگر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پرہیزگار
لوگو نکو حوض کوثر کا پانی پلادوین گے اس واسطے جنت مین جانے سے پہلے ان لوگون کی پیاس تو بجھ جاویگی اور منکر شریعت لوگو نکو
اُسی پیاس کی حالت مین دوزخ کا جھونکا نصیب ہوگا اُسی کا ذکر آیۃ کے آخر مین ہے میدان محشر کی گرمی کا اور سورج کے پاس
آجانے کا ذکر مسند امام احمد صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم کی عقبہ بن عامر کی معتبر روایۃ مین ہے اسی طرح دوزخ کے میدان محشر
مین لائے جانے کا ذکر صحیح مسلم کی عبد اللہ بن مسعود کی روایۃ مین ہے اور نیک لوگو نکو حوض کوثر کا پانی پلانے کا ذکر عبد اللہ بن عمرؓ
کی صحیح روایۃ سے مسند امام احمد مین ہے سورہ الکوثر مین آویگا کہ یہ حوض کوثر میدان محشر مین ہوگا پلصراط پر گزرنے سے پہلے
اللہ کے رسول اپنی امت کے نیک لوگون کو پانی پلادینگے جنت مین جو نہر کوثر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے جس کو
معراج کی رات مین اپنے دیکھا ہے حشر کے دن اُس نہر مین سے اس حوض مین پانی آویگا اسلیے اسکو حوض کوثر کہتے ہین

منزل ۴

وقف لازم

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۝ لَّقَدْ جِئْتُمْ
نہین اختیار رکھنے لوگ سفارش کا مگر جس نے لے لیا ہے رحمن سے قرار اور لوگ کہتے ہین رحمن رکھتا ہے اولاد تم آگئے ہو بھاری
شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَن دَعَوْا
چیز مین ابھی آسمان پھوٹ پڑین اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑین پہاڑ ڈھے کر اسپر کہ پکارتے
لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي
ہین رحمن کے نام پر اولاد اور نہین بن آتا رحمن کو کہ رکھے اولاد کوئی نہین آسمان اور زمین مین جو نہ آوے

الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝

رحمن کا بندہ ہوکر اس پاس انکا شمار ہے اور گن رکھی ہے انکی گنتی اور ہر کوئی ان مین آویگا اس پاس قیامت کے دن اکیلا

مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اول تو قیامت قائم ہی نہ ہوگی اور اگر ہوئی اور ہم کسی عذاب مین پکڑے گئے تو جن نیک لوگون کی مورتین کی ہم پوجا کرتے ہین۔ وہ اللہ تعالی سے سفارش کرکے ہمکو اس عذاب سے چھوڑالین گے مشرکین مکہ کی اس بات کا جواب اللہ تعالی نے ان آیتون مین یہ دیا کہ اللہ تعالی نے قیامت کے دن کی سفارش کا ہر کسی کو مالک اور مختار نہین بنایا ہے جو یہ مشرک جس سے چاہین گے اپنی سفارش کرالیوین گے یہ شفاعت تو اللہ کے فرشتے اسکے رسول اور نیک لوگ ایسے لوگون کے حق مین کرین گے جو اللہ کی وحدانیت اسکے رسولون کو سچا جاننے کے عہد پر قائم ہون گے۔ لیکن سوائے شرک کے اور گناہون مین عمر بھر گرفتار رہکر بغیر توبہ کے مرجاوین گے۔ صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری رض کی روایتہ سے شفاعت کی ایک بہت بڑی حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ شفاعت کرنے والے اللہ کے فرشتے اس کے رسول اور نیک لوگ ہون گے اور یہ شفاعت ایسے لوگون کے حق مین ہوگی جن کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس حدیث سے شفاعت کرنے والونکا اور جن کے حق مین شفاعت کی جاوے گی انکا حال اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے صحیح بخاری اور مستدرک حاکم مین ابو ہریرہ رض سے روایتہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کی سفارش کرنی چاہیں گے۔ مگر منظور نہ ہوگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ مشرک کے حق مین کسی کی شفاعت منظور نہ ہوگی جس عہد کا ذکر ان آیتون میں ہے یہ شرک سے بچنے کا وہی عہد ہے جو تمام اولاد آدم سے عالم ارواح میں لیا گیا ہے جس کا ذکر تفصیل سے سورہ الاعراف میں گذر چکا ہے۔ آگے فرمایا جب انتظام الہی مین یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ شفاعت ان ہی لوگون کے حق میں منظور ہوگی جو شرک سے بچنے کے اس عہد پر قائم ہیں جو انسے عالم ارواح میں لیا گیا ہے پھر جو لوگ اس عہد کے یاد دلانے والے قرآن اور رسول کو جھٹلاتے ہیں رات دن بت پرستی کے شرک مین گرفتار ہیں فرشتون کو اللہ کی بیٹیاں کہکر اسکو صاحب اولاد ٹھہراتے ہیں اور انتظام الہی کے برخلاف قیامت کے دن شفاعت کی امید رکھتے ہیں یہ ان لوگون کی بڑی نادانی ہے کیونکہ یہ انکو جتلا دیا گیا ہے کہ جن نیک لوگون کی مورتون کو یہ مشرک پوجتے ہیں وہ نیک لوگ قیامت کے دن ان پوجا کرنے والون کی صورت سے بیزار ہوجاوین گے اور یہ پتھر کی مورتین دوزخ کا ایندھن بنادی جاوینگی پھر وہ کونسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت کے بھروسہ پر یہ لوگ شرک سے باز نہیں آتے پھر فرمایا اللہ تعالی کو صاحب اولاد ٹھہرانے کا کلمہ جو یہ لوگ زبان پر لاتے ہیں یہ ایسے غضب کا کلمہ ہے کہ اگر اللہ تعالی کو اپنی بردباری سے وقت مقررہ تک دنیا کا چلانا منظور نہ ہوتا تو اللہ کے حکم سے ابھی اس غضب کے کلمہ کے وبال مین ان لوگو پر آسمان پھٹ پڑتے یا زمین پاش پاش ہوجاتے یا پہاڑ گر پڑتے پھر فرمایا اللہ تعالی کی بڑائی اور عظمت کے آگے سب اسکے حقیر بندے ہیں یہ لوگ اپنے غلامون سے تو رشتہ ناتا جوڑنا نہیں چاہتے پھر اللہ کی شان مین ایسا گستاخی کا کلمہ کیون زبان سے نکالتے ہیں کہ اسکے حقیر بندون کے ساتھ اسکا رشتہ ناتا ہے پھر فرمایا

منزل ۴

اچھے برے سب کی گنتی اللہ تعالیٰ کو معلوم اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اس گنتی کے موافق جب ہر ایک شخص قیامت کے
دن بے یار و بے مددگار اپنے عملوں کی جوابدہی کے لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو اکیلا کھڑا ہو گا تو اس وقت اس غضب کے کلمہ کی سزا
ان لوگوں کو سنادی جاویگی صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بردبار کون ہو سکتا ہے کیونکہ لوگ اسکو صاحب اولاد ٹھہراتے ہیں اور وہ انکے ہر طرح کے آرام اور راحت
کے انتظام میں خلل نہیں ڈالتا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ وقت مقررہ تک دنیا کا انتظام
اللہ تعالیٰ کی بردباری کے سبب سے چل رہا ہے ورنہ شرک ایسے غضب کی چیز ہے جس سے آسمان زمین اور پہاڑ سب
کانپتے ہیں اور آسمان پھٹ جانے کو اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہونے کو اور پہاڑ گر پڑنے کو تیار اور حکم کے منتظر ہیں ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝

البتہ جو یقین لائے ہیں اور کیں ہیں اونھوں نے نیکیاں آنکو دیگا رحمن محبت

اوپر کی آیۃ میں متقی لوگوں کے ساتھ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو محبت کریگا اوسکا ذکر گزر چکا ہے کہ قبروں سے انکو
اللہ تعالیٰ مہمانوں کی سی خاطرداری سے اوٹھاویگا اسکے علاوہ نیک لوگوں سے جب اللہ محبت کرنے لگتا ہے تو ایسے نیک
لوگوں کی طرف تمام مخلوق الٰہی کے دل مائل ہو جاتے ہیں اور دنیا بھر ایسے لوگوں کو عزیز رکھنے لگتی ہے صحیحین میں حضرت
ابو ہریرہ سے روایۃ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو جاتی ہی تو اللہ
تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو جتلا دیتا ہے کہ مجھکو فلاں بندہ سے محبت ہے جبرائیل اس بات کی تمام آسمانوں میں شہرت
کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت رکھتا ہے اس سے تمام آسمان کے فرشتے اس شخص سے محبت کرنے لگتے
ہیں اور زمین پر بھی لوگوں کے دلوں میں ایک توقیر اور محبت اوس شخص کی طرف سے پیدا ہو جاتی ہے یہ تو ایماندار نیک
عمل لوگوں کی دنیا کی عزت اور قبروں سے اوٹھنے کے وقت کی عزت کا حال ہوا اسکے بعد قیامت کے دن انکی یہ عزت
بھی ہوگی کہ اللہ کے فرشتوں اور رسولوں کی طرح یہ متقی لوگ بھی گنہگار کلمہ گو لوگوں کی شفاعت کرینگے اور ان کی
شفاعت منظور ہو کر بہت سے کلمہ گو گنہگار جنت میں داخل ہونگے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی
جس شفاعت کی حدیث کا ذکر اوپر گزرا اس میں نیک لوگوں کی شفاعت کا ذکر تفصیل سے ہے ۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا

سو ہمنے آسان کیا یہ قرآن تیری زبان میں اسی واسطے کہ خوشی سنادے تو ڈر والوں کو اور ڈرادے جھگڑالو لوگونکو اور کتنی کھپا چکے ہم

قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ۭ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

انسے پہلے سنگتیں آہٹ پاتا ہے اُنمیں تو کسی کی یا سنتا ہے اُن کی بھنک

اوپر ذکر تھا کہ قریش میں کے بعضے لوگ قرآن کی آیتیں سنکر طرح طرح کے جھگڑے نکالتے ہیں اور بعضوں کی ہدایت قرآن

منزل ۴

ع ۹ النصف

کی نئی نئی آیتوں سے دن بدن بڑھتی جاتی ہے ان آیتوں مین فرمایا اے رسول اللہ کے یہ قرآن عربی زبان مین اس آسانی کے لئے نازل کیا گیا ہے کہ تم عقبیٰ کی خرابی سے ڈرا کر نیک کام کرنے والون کو عذاب آخرت سے نجات اور جنت مین داخل ہونے کی خوشی اور جھگڑالو لوگون کو عذاب آخرت کا ڈر سنا دو اسپر بھی ان مین سے جو لوگ سرکشی اور بیجا جھگڑون سے باز نہ آوین تو انکو یہ جتلا دیا جاوے کہ انسے پہلے بہت سے جھگڑالو لوگ طرح طرح کے عذابون سے اس طرح دنیا مین ہلاک ہو کر آخرت کے عذاب مین گرفتار ہو چکے ہیں کہ دنیا مین کہیں اونکا نشان تک باقی نہین رہا اگر یہ لوگ بھی اون پچھلی قومون کے قدم بقدم چلین گے تو یہی انجام انکا ہوگا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے قریش کے بڑے بڑے سرکش جھگڑالو لوگون کا انجام بدر کی لڑائی کے وقت ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انس رضؓ بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اوسکا ذکر کئی جگہ گزر چکا ہے کہ دنیا مین بڑی ذلت سے یہ لوگ مارے گئے اور مرنے کے ساتھ ہی آخرت کے عذاب مین گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پا لیا۔ سورہ مریم ختم ہوئی۔

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمٰنُ رُكُوْعَاتٍ
	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	

طٰهٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ○ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ○ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ○

اسواسطے نہین اتارا ہمنے تجھپر قرآن کہ تو محنت مین پڑے مگر نصیحت کے واسطے جنکو ڈر ہے اوتارا ہے اس شخص کا جسنے بنائی زمین اور

حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے مجاہد کے قول کے موافق طٰہٰ حروف مقطعات مین سے ہے حروف مقطعات کی تفسیر کا ذکر سورہ بقر کے شروع مین گزر چکا ہے حضرت عبد اللہ رضؓ بن عباس فرماتے ہین کہ جب تہجد کی نماز فرض ہوئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز مین یہان تک کھڑے رہتے تھے کہ آپ کے پیرون پر ورم آ جاتا تھا آپ کا یہ حال دیکھکر مکہ کے مشرک لوگ کہتے تھے یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو محنت اور مشقت مین ڈالنے کیلئے اوتارا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے مشرکون کی اس بات کے جواب مین فرمایا اے رسول اللہ کے یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے تمپر تکلیف اوٹھانے کے لئے نہیں اتارا بلکہ یہ قرآن تو ان لوگونکی نصیحت کے لئے اوتارا ہے جنکے دلمین آخرت کے عذاب کا ڈر ہے جن لوگونکے دلمین آخرت کے عذاب کا ڈر نہیں ہے وہ مسخرا پن سے ایسی باتین کرتے ہین کہ قرآن تم کو اور مسلمانون کو محنت اور مشقت مین ڈالنے کے لئے اترا ہے یہ منکر قرآن لوگ قیامت کے دن نیک کام والون کے محنت اور مشقت کے اجر کو دیکھین گے تو پچھتا وینگے کہ اونھون نے یہ محنت و مشقت کیون نہیں اوٹھائی مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہین ہے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا لیا ہے مشرکین کی اس بات کو جھٹلانے کیلئے فرمایا یہ قرآن اوس صاحب قدرت کا اوتارا ہوا ہے جس نے زمین اور آسمان

منزل ۴

کو پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس قرآن سے اسکی یہ قدرت ظاہر ہوتی ہے کہ اُسنے ان پڑھ رسول پر یہ اپنا ایسا کلام اوتارا ہے کہ ان پڑھ آدمی تو کیا اہل کتاب بھی قرآن میں کی غیب کی باتیں بغیر تائید غیبی کے ہرگز نہیں بتا سکتے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور معجزوں کے علاوہ قرآن کا ایک ایسا معجزہ مجھکو دیا گیا ہے جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن قرآن کے پیرو لوگوں کی تعداد اور آسمانی کتابوں کے پیرووں سے زیادہ ہوگی اس ضعف اسلام کے زمانہ میں فقط قرآن کی ہدایت سے غیر قوموں کے لوگ جو قرآن کے پیرو بن رہے ہیں اس سے اس حدیث کا مطلب اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے معتبر سند سے ترمذی میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی پانسو برس کی راہ کی اونچائی ہے یہ حدیث والسموات العلیٰ کی تفسیر ہے جس سے آسمانوں کی اونچائی کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ○

وہ بڑے مہر والا تخت کے اوپر قائم ہوا

سورہ آل عمران میں بیان ہوچکا ہے کہ اس طرح کی متشابہات آیتوں میں سلف کا مذہب یہی ہے کہ ایسی آیتوں کے ظاہر معنے پر ایمان لانا چاہیئے اور اُنکی تفصیلی کیفیت اللہ کے علم پر سونپنی چاہیئے بعضے مفسرین نے آیت کے یہ معنے جو کئے ہیں کہ پہلے زمین اور آسمان کو پیدا کر کے پھر اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا وہ بالکل سلف کے خلاف اور اسی طرح سوا اس معنے کے اور جس قدر تاویلی معنی مفسرین متاخرین نے کئے ہیں وہ سب سلف کے مخالف ہیں اور تفسیر قرآن میں جس قدر سلف کی مخالفت مضر اور اُنکی پیروی ضرور ہے وہ ہر ایک مسلمان کو خوب معلوم ہے کیونکہ تفسیر قرآن اور روایت حدیث کے باب میں یہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہوچکا ہے کہ جو کوئی بغیر نقل شرعی کے اس باب میں اپنی رائے اور عقل کو دخل دیگا اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے تو پھر بغیر اسکے چارہ نہیں ہے کہ متشابہ آیتوں کی تفسیر میں صحابہ تابعین نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہی طریقہ اختیار کیا جاوے تاکہ مخالفت سلف میں عقل اور رائے کا دخل تفسیر قرآن میں ہوکر حدیث کی وعید میں آدمی گرفتار نہ ہوجاوے ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ مسند امام احمد بن حنبل میں یہی وعید کی حدیث چند صحابہ کی روایت سے آئی ہے جس کا حاصل یہی ہے کہ تفسیر قرآن یا روایت حدیث میں جو کوئی عقل کو کام میں لاویگا اُسکا ٹھکانا جہنم ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس اور چند صحابہ سے متشابہ آیتوں کے باب میں یہی صراحت آچکی ہے کہ سوائے اللہ کے اون کے معنے کوئی نہیں جانتا جو اُنکے معنے جاننے کا دعویٰ کرے وہ نازیبا ہے کیونکہ صحیحین کی حضرت عائشہ کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متشابہ آیتوں کی تاویل سے منع فرمایا ہے کہ جسکو تاویل کرتے دیکھو اُسکو ڈراؤ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تاویل کا طریقہ بڑے خوف کی چیز ہے حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جس طرح سے عرش پر ہونا اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب ہے اسی طرح بلا مشابہت دنیا کے بادشاہوں کے اللہ تعالیٰ جل شانہ عرش پر ہے جسکی تفصیلی کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے

منزل ۴

حاصل کلام یہ ہے کہ حاضر پر غائب کو قیاس کیا جاکر دین میں کوئی بات کہی جاوے تو اُس مین غلطی کا گمان باقی رہ جاتا ہے اسواسطے تمام سلف نے متشابہ آیتون کے معنے میں اُس طریقہ کو پسند نہیں کیا بلکہ اسی طریقہ کو پسند کیا ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَإِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ

اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین مین اور ان دونون کے بیچ اور نیچے گیلی زمین کے اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اُسکو خبر ہے

السِّرَّ وَأَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ۝

چھپے کی اور اُس سے چھپے کی اللہ ہے جسکے سوا بندگی نہیں کسی کی اسی کے سب نام خاصے

مطلب یہ ہے کہ آسمان سے لیکر ساتوین زمین کے نیچے تک سب کچھ اللہ کے قبضہ اور اختیار میں ہے اور یہ سب کچھ اوس نے اِس طرح پیدا کیا ہے کہ اُس میں کوئی اُسکا شریک نہیں ہے علم اُس کا ایسا وسیع ہے کہ آدمی کے دل میں جو بات آچکی یا آنیوالی ہے یہ سب اُسکو معلوم ہے ایسے معبود کی تعظیم مین جو دوسرون کو شریک کرتے ہیں وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ سوائے اللہ کے انسان کو انسان کی ضرورت کی چیزون کو کسی دوسرے نے پیدا نہین کیا جو انسان پر اُسکی تعظیم واجب ہو نہ سوائے اللہ کے کسی دوسرے کو انسان کے دل کے مقصد کی خبر ہے نہ کسی مقصد کے پورا کرنے کا کسی دوسرے کو اختیار ہے۔ مشرکین مکہ کو جب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی باتین سمجھائی جاتی تھین تو وہ مشرک مسلمانون سے کہتے تھے کہ تم بھی تو کبھی اللہ کبھی رحمٰن کبھی رحیم کہہ کر دعائین مانگتے ہو پھر اللہ کو وحدہ لاشریک بھی کہتے ہو اُس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ اُس ایک ذات کی بہت سی صفتین ہیں اون صفتون کے موافق اُسکے بہت سے نام ہیں حاصل یہ ہے کہ ایک ذات کے کئی نام ہون تو اُن نامون کا لینا اور بات ہے اور ایک ذات کے ساتھ دوسرے کو شریک ٹھہرانا اور بات ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ایک کم سو نام ہیں جو شخص اُنکو یاد کریگا وہ جنت مین داخل ہوگا زیادہ تفصیل اسکی سورۃ الاعراف مین گزر چکی ہے۔

منزل ۴

وَهَلْ أَتٰىكَ حَدِيثُ مُوسٰى ۝ إِذْ رَأٰى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا

اور پہنچی ہے تم کو بات موسیٰ کی جب اُسنے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والون کو ٹھیر دیئے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤن تم

بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّا أَتٰىهَا نُودِيَ يٰمُوسٰى ۝ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ

پاؤن اُس آگ پر راہ کا پتا پھر جب پہونچا آگ پاس آواز آئی اے موسیٰ مین ہون تیرا رب سو اُتار اپنی پاپوشین

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحٰى ۝ إِنَّنِي أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي

تو ہی پاک میدان طوی مین اور مین نے تجکو پسند کیا سو تو سنتا رہ جو حکم ہو مین جو ہون اللہ ہون کسی کی بندگی نہین سوائے میرے سو

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي ۝ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ۝ فَلَا

اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو قیامت مقرر آنی ہے مین چھپا رکھتا ہون اسے کہ بدلا ملے ہر جی کو جو وہ کماتا ہے سو کہین

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝

تجکو نہ روکدے اس سے وہ جو یقین نہین رکہتا اُسکا اور پیچہے پڑا ہوا اپنی خواہش کے پہر تو ٹہیکا جاوے

موسی علیہ السلام کے قصہ کے ذکر سے یہان یہ مطلب ہی کہ جسطرح قریش مین کے سرکش لوگ رسول اللہ کے تم سے وہ گستاخی کی باتین کرتے ہین جن کا ذکر اوپر گذرا اسی طرح فرعون نے بھی موسی علیہ السلام سے بہت سرکشی کی باتین کہین تھین لیکن آخر کو اللہ کے رسول موسی علیہ السلام کا غلبہ ہوا اور فرعون ڈوب کر ہلاک ہوگیا وقت مقررہ پر یہی انجام اب ہونے والا ہے کہ اسلام کا غلبہ ہو کر مکہ کی ہر گلی کوچہ مین کلمہ گو نظر آوینگے اور جن بتون کی حمایت مین یہ مشرک لوگ سرکشی کی باتین کرتے ہین اُن بتون کی اور اُن کے پوجنے والون کی نہایت ذلت ہوگی اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے چنانچہ قرآن شریف کی اس غیب کی خبر کا ظہور فتح مکہ کے وقت جو کچھ ہوا صحیح بخاری کی عبد اللہ بن مسعودؓ اور صحیح مسلم کی ابو ہریرہؓ کی روایتون کے حوالہ سے اوس کا ذکر کئی جگہ گذر چکا ہے کہ اُن بتون کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر زمین پر گرادیا اور کسی مشرک کا اتنا حوصلہ نہ ہوا کہ وہ اپنے جہوٹے معبودون کی حمایت کرتا مسند امام احمد کے حوالہ سے عبد اللہ بن عباسؓ کی یہ معتبر روایۃ بھی گذر چکی ہے کہ شیطان اس غلبہ اسلام کو دیکھ کر بہت رویا چلایا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ شعیب علیہ السلام سے اجازت لیکر جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر کو اپنی مان اور اپنے بھائی ہارون سے ملنے کے لئے آرہے تھے تو اس سفر مین انکی بی بی بھی اُنکے ساتھ تھین زنانے ساتھ کے سبب سے موسیٰ علیہ السلام راتون کو راستہ چلتے تھے وہ سخت جاڑے کا موسم تھا برف کے پڑنے سے ایک رات بڑی سردی ہوئی اور اتفاق سے اوس رات کو موسیٰ علیہ السلام رستہ بھی بھول گئے اسی حالت مین طور پہاڑ کی داہنی طرف اُنکو کچھ آگ کی سی روشنی دکھائی دی اس روشنی کو دیکھ کر اونھون نے اپنی بی بی سے کہا تم یہین ٹہری رہو مین جہان یہ آگ کی روشنی ہے وہان جاکر تاپنے کے لئے کچھ آگ بھی لے آتا ہون اور آگ کے پاس کوئی آدمی ملا تو اُس سے راستہ بھی پوچھ لونگا جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس پہنچے تو اُنکو آواز آئی کہ اے موسی مین تمہارا رب ہون تم طوے نام کے پاک میدان مین ہو اسلئے تم اپنی جوتیان اوتار ڈالو اور اللہ تعالی نے تمکو نبوت کے لئے پسند کیا ہے اسواسطے تم کو جو حکم دیا جاتا ہے اُسکو سنو وہ حکم یہ ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہین ہے اوسی کی عبادت کیا کرو اور اُس کی یاد قائم رہنے کے لئے نماز پڑھا کرو اور یاد رکھو کہ دنیا نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہے اسواسطے نیکی و بدی کی جزا و سزا کے واسطے قیامت ایک روز ضرور آنے والی ہے جسکے آنے کا وقت سوائے اللہ تعالی کے کسی دوسرے کو معلوم نہین ہے جو لوگ قیامت کے آنے کے قائل نہین ہین وہ عقبی کی بہبودی کے کامون سے غافل ہین اور جو اُنکا جی چاہتا ہے سو کرتے ہین ایسے لوگون کا کہنا نہ مانو کیونکہ وہ رستہ ہلاکت کا ہے پاک جوتیون سے نماز پڑہنے اور یہود سے مخالفت کرنیکی جن حدیثون کا حوالہ شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین بیان کیا ہے ان مین سے یہود سے مخالفت کرنے کی حدیث شداد بن اوس کی روایۃ سے ابوداؤد اور صحیح ابن حبان مین ہے اور اُسکی سند بھی معتبر ہے اسی طرح جوتیون کے پاک ہونے

منزل ۴

کی حدیث ابوداؤد میں ابوسعید خدری رضؓ کی روایت سے ہے اس کی سند بھی صحیح ہے ان حدیثوں کی بنا پر اکثر علما کا قول ہے کہ موسیٰ
علیہ السلام کی جوتیاں ناپاک تھیں کچھ نجاست اون میں لگی ہوئی تھی اسواسطے انکے اتار دینے کا حکم ہوا حضرت عبداللہ بن
عباس کا قول ہے کہ وہ روشنی جو موسیٰ علیہ السلام کو نظر آئی وہ اللہ تعالیٰ کا نور تھا موسیٰ علیہ السلام اس نور کی روشنی کو آگ
کی روشنی سمجھے تھے اس لئے انکے کلام میں نور کو نار فرمایا بعضے علما کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منہ کے آگے جو پردے ہیں انمیں
ایک پردہ آگ کا بھی ہے یہ اوسی کی روشنی تھی جو موسیٰ علیہ السلام کو نظر آئی صحیح مسلم میں ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے جو روایتیں
اللہ تعالیٰ کے منہ کے آگے کی پردوں کے ذکر میں ہیں اون میں نور اور نار دونوں لفظ آئے ہیں اسواسطے دونوں قول صحیح معلوم ہوتے
ہیں ابوموسیٰ اشعری رضؓ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے مونھ کے آگے سے پردے اوٹھ جاویں تو اسکے جلال سے
تمام عالم جل جاوے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے یہ جو فرمایا کہ وہ روشنی جو موسیٰ علیہ السلام کو نظر آئی وہ اللہ تعالیٰ کا نور
تھا اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مونھ پر نور کا جو پردہ ہے وہ اس نور کے پردہ کا نور تھا کیونکہ اس حدیث کے موافق
اللہ تعالیٰ کی تجلی کے دیکھنے کی تمام عالم میں کسی کو تاب نہیں سورۃ الاعراف میں جو قصہ گزرا کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی سے پہاڑ ٹوٹ
کر گر پڑا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوگئے اوس سے اس حدیث کا مطلب اور حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کے قول کا مطلب
اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے صحیح مسلم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں کہ دنیا کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا اون سے
بھی حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کا وہی مطلب قرار پاتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ وہ روشنی جو موسیٰ علیہ السلام کو
نظر آئی وہ اللہ تعالیٰ کے نور کے پردہ کی روشنی تھی اسی واسطے اس نور کے دیکھنے کے بعد سورۃ الاعراف کے قصہ کی طرح موسیٰ علیہ السلام
بیہوش نہیں ہوئے مونھ اور اسکے آگے کے پردے دنیا میں جسم کے ساتھ خصوصیت رکھنے کی چیزیں ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم سے
پاک ہے اسلئے جس طرح متشابہ آیتوں کی تفصیلی کیفیت کا اللہ تعالیٰ کے علم پر سونپنے کا طریقہ سلف نے اختیار کیا ہے وہی
طریقہ سلف نے اس قسم کی حدیثوں کے معنی میں بھی اختیار کیا ہے صحیح بخاری و مسلم میں عدی رضؓ بن حاتم سے روایت ہے جس میں اللہ
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حساب وکتاب کے وقت قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بلا واسطہ ہر شخص سے کلام کریگا
معتزلی فرقہ کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے موسیٰ علیہ السلام کو آواز دینے اور انسے کلام کرنے کا یہ مطلب جو بیان کیا ہے کہ
طور پہاڑ کی داہنی طرف جو پیڑ تھا اللہ تعالیٰ نے اس میں گویائی کی قوت پیدا کردی تھی اسی آواز کو موسیٰ علیہ السلام نے
سنا کیونکہ بلاواسطہ بات چیت کرنے کے لئے مونھ ہونٹ اور زبان کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ان اعضا اور جسم سے پاک
ہے اس صحیح حدیث میں اللہ تعالیٰ کے بلاواسطہ کلام کرنے کا جو صاف ذکر ہے اس سے معتزلہ فرقہ کے اعتقاد کی غلطی اچھی طرح
ثابت ہوتی ہے اس کی زیادہ تفصیل سورہ الاعراف میں گذر چکی ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضؓ بن مالک سے جو روایتیں
ہیں ان میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے واقم الصلوۃ لذکری کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز پڑھنی
بھول جاوے تو جب یاد آوے اسی وقت وہ بھولی ہوئی نماز پڑھ لیوے کہ اس بھول کا یہی کفارہ ہے۔

منزل ۴

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا

اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ بولا یہ میری لاٹھی ہے اسپر ٹیکتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں اور میرے اس سے

مَآرِبُ أُخْرٰى ۝ قَالَ أَلْقِهَا يٰمُوسٰى ۝ فَأَلْقٰهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا

کتنے کام ہیں اور فرمایا ڈالدے اسکو اے موسیٰ تو اسکو ڈالدیا پھر تبھی وہ سانپ دوڑتا فرمایا پکڑ لے اسکو اور نہ ڈر ہم پھیر دینگے

سِيرَتَهَا الْأُولٰى ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ آيَةً أُخْرٰى ۝ لِنُرِيَكَ

اسکو پہلے حال پر اور لگا اپنا ہاتھ اپنے بازو سے کہ نکلے چٹا ہوکر نہ کچھ بری طرح ایک نشانی اور کہ دکھاتے

مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرٰى ۝ اِذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغٰى ۝ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي

جاویں ہم تجکو اپنی نشانی بڑی جا طرف فرعون کے کہ اسنے سر اوٹھالیا بولا اے رب کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر

أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي ۝ هٰرُونَ

میرا کام اور کھول گرہ میری زبان سے کہ بوجھیں میری بات اور دے مجکو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا ہارون میرا

أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهٖ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝

بھائی اس سے بند ہا میری کمر اور شریک کر اسکو میرے کام کا کہ تیری پاک ذات کا بیان کریں بہت سا اور یاد کریں ہم تجکو

إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يٰمُوسٰى ۝

اور یاد کریں ہم تجکو بہت سا فرمایا ملا تجکو تیرا سوال اے موسے

ع ۲

منزل ۴

موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری جو ملی اوپر اس کا ذکر تھا ان آیتوں میں معجزوں کے ملنے کا ذکر ہے اگرچہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام کو یہ بات جتلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسے اس لکڑی کا حال پوچھا کہ موسے علیہ السلام ابھی جس لکڑی کا حال بیان کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے دم بھر میں اسکو اپنی قدرت سے سانپ بنا دیا اس بات کے اچھی طرح جتلانے میں یہ حکمت تھی کہ فرعون کو معجزہ دکھانے اور جادوگروں کے مقابلہ کے وقت اس لکڑی کا سانپ بن جانا موسے علیہ السلام کے دھیان میں رہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے موسے تمہارے داہنے ہاتھ میں یہ کیا چیز ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا یہ میرے ہاتھ کی لکڑی ہے بکریاں چرانے کے وقت اسپر اپنی ٹھوڑی ٹیک کر میں کھڑا ہو جاتا ہوں اور اسی سے بکریوں کے لئے درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں اور کبھی یہ لکڑی میرے اور کام بھی آجاتی ہے۔ یہ آخری بات اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نکلوائی کیونکہ اسی لکڑی کے کام میں لانے سے پانی کے وہ بارہ چشمے پیدا ہوئے جنکا ذکر سورہ البقرہ میں گزرا اور اسی لکڑی کے کام میں لانے سے دریائے قلزم نے راستہ دیدیا جسکا ذکر سورہ الشعراء میں آویگا غرض اسی طرح کی غیب کی خبروں سے قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا جب موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کی لکڑی کا حال بیان کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا موسیٰ تم

اس لکڑی کو زمین میں ڈالدو موسیٰ علیہ السلام نے اسکو زمین میں ڈالدیا اور ڈالتے ہی اس لکڑی کا سانپ بنکر دوڑنے لگا یہ حالت دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ ڈرو نہیں اس سانپ کو ہاتھ میں پکڑلو پھر وہ سانپ کی لکڑی ہو جاویگی آگے اب اللہ تعالیٰ نے دوسرے معجزے کی تدبیر بتلائی کہ موسیٰ تم اپنے ہاتھ کی ہتیلی کو بغل میں دباکر نکالو اور پھر دیکھو کہ تمہارے ہاتھ کی ہتیلی سفید اور اس میں سورج کی سی روشنی ہو جاویگی یہ سفیدی برص کی بیماری کی طرح نہ ہوگی بلکہ جب تم بچا ہوگے تو وہ ہتیلی کی سفیدی جاتی رہے گی یہ تمہارا دوسرا معجزہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھانے کے لئے یہ دو بڑے معجزے تم کو دیئے ہیں اب تم مصر میں فرعون کے پاس جاکر اوسے یہ معجزے دکھاؤ کہ اوسنے بہت سر اوٹھایا ہے اپنے آپ کو خدا کہتا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی تو وہ فرعون کے رعب کا حال خوب دیکھ چکے تھے اسواسطے فرعون کے پاس جانے کا حکم سنکر موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ یا اللہ تو اپنی رحمت سے میرا دل ایسا کھول دے کہ میں بیدھڑک تیرا پیغام فرعون کو پہونچا دوں اور میرے نزدیک یہ کام بہت مشکل ہے تو ہی اپنی قدرت سے اسکو آسان کردے زبان کے جل جانے کے سبب سے اس میں ایک طرح کا توتلاپن جو ہو گیا ہے وہ بھی جاتا رہے تاکہ فرعون اور اسکی قوم کے لوگ میری بات کو اچھی طرح سمجھیں جس طرح اپنی رحمت سے تو نے مجھکو پیغمبر بنایا ہے اسی طرح میرے بھائی ہارون کو نبوت دیکر میرا مددگار بنا دے تاکہ اسکے شکریہ میں ہم دونوں بھائی ہر وقت تیری یاد میں لگے رہیں ہماری حالت کچھ تجھ سے چھپی نہیں ہے کہ ہم تیری یاد میں کوتاہی نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کے جواب میں فرمایا کہ تمہاری دعا قبول ہوگئی تمہاری دعا کے موافق سب باتیں تم کو مل جاوینگی جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر میں پرورش پارہے تھے تو فرعون کی بی بی آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک دن فرعون کی گود میں دیدیا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی ڈاڑھی نوچ ڈالی اس سے فرعون کو اپنے خواب کی وہ تعبیر یاد آئی جو نجومیوں نے بتلائی تھی کہ بنی اسرائیل میں کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو فرعون کا دشمن ہوگا اور اسکے ہاتھ سے فرعون کی سلطنت کو زوال آویگا یہ تعبیر یاد کرکے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا قصد کیا آسیہ نے فرعون کو اس قصد سے روکا اور کہا کہ اتنے چھوٹے بچے بالکل ناسمجھ ہوتے ہیں تم کو میری بات کا یقین نہ ہو تو ایک رکابی میں آگ کے انگارے اور دوسری میں کچھ جواہرات منگوا کر اس بچہ کے سامنے رکھو اور دیکھو تو یہ کونسی رکابی میں ہاتھ ڈالدیتا ہے جب یہ رکابیاں آئیں تو موسیٰ علیہ السلام جواہرات کی رکابی میں ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے لیکن جبرئیل علیہ السلام نے ادھر سے موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ کھینچ کر انگاروں کی رکابی میں ڈالدیا اور ایک انگارہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں دیکر وہی ہاتھ انکے موتھ میں دیدیا جس سے انکی زبان جل گئی اور اس میں توتلاپن آگیا اسی کا ذکر ان آیتوں میں ہے سورہ مریم کی آیۃ ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ہارون نبیا سے جس طرح ہارون علیہ السلام کا نبی ہونا ثابت ہے اسی طرح صحیح بخاری میں سعد بن ابی وقاص رضی سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا میری نبوت کے زمانہ میں تمہارا وہی مرتبہ ہے جو موسیٰ

منزل ۴

علیہ السلام کی نبوت مین ہارون علیہ السلام کا تھا فقط اتناہی فرق ہے کہ ہارون نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے
سورہ مریم کی وہ آیۃ اور یہ حدیث واشرکہ فی امری کی گویا تفسیر ہے جس سے ہارون علیہ السلام کا نبی ہونا اچھی طرح سمجھ
مین آجاتا ہے۔ صحیح بخاری ومسلم مین مالک بن صعصعہ سے اور صحیح مسلم مین انس بن مالک سے جو معراج کی روایتین ہین
ان مین یہ ہے کہ معراج کی رات مین پہلے پچاس نمازین فرض ہوئین تھین پھر موسیٰؑ کے مشورہ کے موافق خاتم الانبیا
صلعم نے اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی التجا کی تو پچاس نمازون کی پانچ رہ گئین موسیٰ کی نبوت سے امت محمدیہ کو جو فائدہ پہنچا
یہ روایتین گویا اس کی تفسیر ہین۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ
اور احسان کیا ہے ہمنے تجھپر ایک بار اور جب بھیجا ہمنے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہین کہ ڈال اسکو صندوق مین پھر اسکو ڈالدے
فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۝ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي
پانی مین پھر پانی اسکو ڈالدے کنارے پر اٹھالے اسکو ایک دشمن میرا اور اسکا اور ڈالدی مین نے تجھپر محبت اپنی طرف سے اور تاکہ تیار
إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۝
جب چلنے لگی تیری بہن اور کہنے لگی بتاؤن تم کو ایک شخص کہ اسکو پالے پھر پہنچایا ہمنے تجھکو تیری ماں پاس کہ ٹھنڈی رہے اسکی آنکھ اور

ان آیتون کا مطلب سمجھنے کے قابل اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ فرعون نے خواب مین ایک آگ دیکھی جو شام کے ملک سے
پیدا ہوکر مصر مین بنی اسرائیل کا محلہ جو کہلاتا تھا سوائے اس محلہ کے مصر کے اور سب گھر جل گئے فرعون نے اس وقت
کے نجومیون سے اپنے اس خواب کی تعبیر پوچھی انھون نے یہ تعبیر بتلائی کہ بنی اسرائیل مین ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے
جسکے سبب سے فرعونی سلطنت برباد ہوجاوے گی فرعون نے اس تعبیر سے بچنے کے لئے یہ تدبیر نکالی ہے کہ بنی اسرائیل
مین جس قدر لڑکے پیدا ہون انکو مار ڈالا جاوے اور لڑکیون کو چھوڑ دیا جاوے سورۃ الاعراف مین گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل
یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو کہتے ہین جن کا اصلی وطن ملک شام ہے یوسف علیہ السلام کی مصر کی سکونت کے سبب سے یہ
لوگ مصر مین آکر آباد ہوئے حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی اصلی سکونت ملک شام کی تھی اور موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل
مین سے ہین اسواسطے وہ آگ فرعون کے خواب مین ملک شام سے پیدا ہوئی لڑکون کے قتل کے حکم سے جب بنی اسرائیل
کے ہزارہا لڑکے قتل ہوگئے اور ان مین کے بڈھے اپنی موت سے مرے تو فرعون کے مصاحبون نے فرعون سے کہا کہ اس طرح
سے تمام بنی اسرائیل ختم ہوجاوین گے اور سلطنت کے محنت مزدوری کے کام جو انکے ذمہ ہین ان مین ہرج پڑجاوے گا
اس کے بعد سے فرعون نے یہ حکم دیا کہ ایک سال بنی اسرائیل کے لڑکے قتل کئے جایا کرین اور دوسرے سال چھوڑ دئیے
جایا کرین اتفاق سے موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اوس سال مین ہوئی جس مین بنی اسرائیل کے لڑکون کے قتل کئے جانے
کی باری تھی اسواسطے موسیٰ علیہ السلام کی جان کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو تدبیر موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بتلائی

منزل ۴

اسکا ذکر ان آیتوں میں ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اوپر نبوت اور معجزوں کے احسانات کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا کہ اے موسیٰ اللہ کے احسانات کچھ اسی پر منحصر نہیں ہیں کہ اُسنے تم کو نبی کیا معجزے دئیے بلکہ تم پر اُسکے یہ احسانات بھی ہیں کہ بنی اسرائیل کے لڑکوں کے قتل کئے جانے کے سال میں جب تمہاری پیدائش ہوئی تو تمہاری جان کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماں کے دل میں یہ بات ڈالدی کہ دودھ پلانے کے بعد وہ تم کو ایک صندوق میں لٹا کر نیل دریا میں وہ صندوق ڈالدیا کریں پھر اللہ کی قدرت سے ایک دن وہ صندوق بہکر فرعون کے محل کے نیچے پونہچ گیا جو فرعون اور اسکی بی بی آسیہ نے نکلوایا اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے دل میں تمہاری ایسی محبت ڈالدی کہ وہ دودھ پلوا کر تمہارے پالنے کو تیار ہوگئے اور اللہ کے حکم سے جب تم نے کسی غیر انا کا دودھ نہ پیا تو تمہاری بہن نے تمہاری ماں کا در پردہ پتہ دیا غرض اس تدبیر سے اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پونہچا دیا تاکہ تمہارے دیکھنے سے تمہاری ماں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تمہاری جدائی کا غم تمہاری ماں کے دل سے جاتا رہے صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر الٰہی کے موافق جو بات پیش آنے والی ہے وہ ٹل نہیں سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا جانا تھا وہ لکھا جا کر قلم بھی خشک ہوگیا مطلب یہ ہے کہ تحریر کے ختم ہوجانے پر قلم خشک کیا جاتا ہے اس لئے لوح محفوظ کی تحریر اب ختم ہوگئی کوئی نئی بات اب اُس تحریر میں نہیں لکھی جاسکتی اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ انسانی تدبیر سے تقدیر نہیں ٹل سکتی اپنی تدبیر کے موافق فرعون نے بنی اسرائیل کے ہزاروں لڑکے قتل کروا ڈالے مگر تقدیر الٰہی کے موافق اُس نے جو خواب دیکھا تھا آخر اُس کا ظہور ہو کر رہا۔ ولتصنع علی عینی اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت فرعون اور اُسکی بیوی آسیہ کے دلمیں اسواسطے ڈالدی کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تمہاری پرورش اچھی طرح ہوجائے اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اپنا دشمن تو اس لئے فرمایا کہ وہ ملعون خدا کی ہستی کا منکر اور اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا دشمن وہ یوں تھا کہ بنی اسرائیل کے ہزارہا لڑکے اُس نے موسیٰ علیہ السلام کی دشمنی میں قتل کرائے۔

منزل ۴

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۵ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۵ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ۝

اور تو نے مار ڈالی ایک جان پھر بچا دیا ہم نے تجکو اس غم سے اور جانچا تجکو ایک ذرا جانچنا پھر ٹھیرا رہا کئی برس مدین والوں میں پھر آیا تو تقدیر سے اے موسیٰ

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ۝ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ

اور بنایا میں نے تجکو خاص اپنے واسطے جا تو اور تیرا بھائی لیکر میری نشانیاں اور سستی نہ کرو میری یاد میں جاؤ طرف فرعون کے

اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝

اُسنے سر اٹھایا سو کہو اُس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے

بچپنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی طرح کی آزمائش میں پڑے اول تو اس سال میں پیدا ہوئے جب بنی اسرائیل

کے لڑکے فرعون قتل کر رہا تھا پھر صندوق میں بند ہو کر دریا میں ڈالے گئے پھر وہ کسی انا کے پاس آنے کو اللہ تعالیٰ نے
لینے سے قتل کے قابل قرار پائے پھر آخر زبان جلگئی پھر قبطی کے انکے ہاتھ سے مارے جانے … وہ تفصیل سورۃ المجادلتہ میں ہوگی
قتل پر آمادہ ہو گئے پھر بھوکے پیاسے مدین کا سفر کرنا پڑا اس قصہ میں گویا آنحضرت صلی … یہ لوگ مصر میں آکر آباد ہوئے
کی بات نہیں ہے انبیا کو قدیم سے دنیا میں تکلیفیں پہونچتی رہی ہیں پھر ولیکن بھی آخرت میں ان … محنت کے کام اونسے لیتا تھا
اور دنیا میں بھی وقت مقررہ پر قدیم سے انبیا کا غلبہ آخر کو ہوتا رہا ہے اور انکے مخالف … انکے اصلی وطن ملک شام میں بسا دیا
رہے ہیں ان آیتوں میں موسی کے ہاتھ سے فرعون کی قوم کا ایک شخص جو مارا گیا اس کا ذ… کہا کہ بنی اسرائیل کو کیوں ستاتا ہے
وفتنک فتونا فرما کر مختصر طور پر ذکر کیا جس سے مقصود وہی آزمائش کی باتیں ہیں جو اوپر … ی علیہ السلام کے عصا اور ید بیضا
قوم کے شہر میں ایک آدمی موسی علیہ السلام کے ہاتھ سے جو مارا گیا اسکے قصہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک اسرائیلی … اس پہلی ملاقات میں موسی علیہ السلام
رہے تھے اور شہر میں گشت لگاتے میں موسی علیہ السلام لگ گئے انکو دیکھ کر اسرائیلی شخص نے انسے فریاد کی موسی علیہ ال… موسے علیہ السلام کو جادوگر اور انکے
ہوئی اوس پر انکو غصہ آگیا اونھوں نے غصہ میں ایک گھونسا اس قبطی شخص کے مارا … حکم کے موافق اسکے رسول جو ایک
ایک کسی شخص نے یہ ماجرا نہیں دیکھا اسواسطے اس قوم کے لوگ کسی پر نالش نہ کر سکے اسکے ایک … جو کوئی اللہ کے رسولوں کو جھٹلاوے گا
قبطی شخص سے جھگڑ رہا تھا کہ اتفاق سے اب بھی موسی علیہ السلام وہاں آگئے اور پھر اسرا… یہ وعدہ جو کیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ
موسی علیہ السلام سے کی موسی علیہ السلام نے اس اسرائیلی شخص کو دھمکایا کہ تو روز جھگڑتا … کے وقت ان جادوگروں نے اپنی رسیان
اس قبطی شخص کے مارنے کو ہاتھ اوٹھایا اسرائیلی شخص یہ سمجھا کہ موسیٰ نے مجھکو دھمکایا … دیکھ کر کچھ ڈرنے لگے تھے اسپر اللہ
ہاتھ مجھی پر اوٹھایا ہے اس لئے اس نے غل مچادیا کہ موسی تم نے کل ایک قبطی کو جس طرح … تڑی جھٹ پٹ زمین میں ڈال دو
… بھیجا گیا … کہ اس قبطی کو موسیٰ نے مارا ہے فرعون نے مو… للہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ دیکھ کر
… الٰہی نے اسکے دل میں مصر … بلکہ گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے
… علیہ السلام جب مدین پہ … وسی کے بعد کون شخص دوزخ میں جھونکے
… عباس کا قول ہے کہ موسیٰ … ہے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے
… ت کے ملنے کا زمانہ قریب آگیا … دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل قرار
… اسکا ذکر اسی سورۃ کے شروع … ٹھہرے۔

فرعون کی آیتیں …
… بعد جب موسی علیہ السلام نے یہ … قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ
… کو بھی نبی کر دیا جاوے تو موسی علیہ السلام … عا قبول ہو کر ہارون علیہ السلام بھی … بولا پھر کون ہے صاحب تم دونوں کا ایسے کہا
… علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں کو فرعون کی ہدایت کے لئے جانے کا حکم ہوا … مَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝ قَالَ
… کے سبب سمجھ میں آتی ہوئی بات کو بھی آدمی نہیں سمجھتا اسواسطے ان آیتوں میں … حقیقت ہے ان پہلے سنگتوں کی کیا

منزل ۴

نازل فرمائیں یہ حدیث سمیع داری کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خولہ کے اپنے رسول کے پاس آنے کو اللہ تعالیٰ نے فوراً دیکھ لیا اور آنکی چپکے چپکے سے باتون کو اُسی وقت سن لیا خولہ کے طلاق کے مسئلہ کی زیادہ تفصیل سورۃ المجادلۃ مین آویگی اوپر گزرچکا ہے کہ بنی اسرائیل کا اصلی وطن ملک شام ہے یوسف علیہ السلام کے زمانہ سے یہ لوگ مصر مین آنکر آباد ہوئے اور یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد فرعون اُنکو بہت ستاتا تھا طرح طرح کی ذلت اور محنت کے کام اُنسے لیتا تھا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے لیجاکر اُنکے اصلی وطن ملک شام مین بسا دیا جاوے۔ اِس حکم کی تعمیل مین موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے فرعون سے یہ کہا کہ بنی اسرائیل کو کیون ستاتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق اُنکو ہمارے ساتھ کر دیا جاوے ان آیتون میں مختصر طور پر موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور ید بیضا کے معجزے کا ذکر قد جئناک بآیۃ من ربک کے لفظون سے ہے لیکن سورہ شعرا مین آویگا اِس پہلی ملاقات مین موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو عصا اور ید بیضا کا معجزہ بھی دکھایا جس سے پہلے تو فرعون ڈر گیا اور پھر موسےٰ علیہ السلام کو جادوگر اور ان کے معجزے کو جادو بتلایا والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق اُسکے رسول جو نیک راستہ بتلاتے ہیں جو کوئی اُس راستہ پر چلیگا آخرت مین وہی امن و امان سے رہیگا اور جو کوئی اللہ کے رسولون کو جھٹلاویگا وہ آخرت میں سزا بھگتیگا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے یہ وعدہ جو کیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہون اُس کا ظہور وقت پر ہوتا رہا چنانچہ آگے آتا ہے کہ جب جادوگرون کے مقابلہ کے وقت اُن جادوگرون نے اپنی رسیون اور لکڑیون کے سانپ بناکر میدان مین چھوڑے تو موسےٰ علیہ السلام اُن سانپون کو دیکھ کر کچھ ڈرنے لگے تھے اسپر اللہ تعالیٰ نے فوراً اُنکی تسکین کی اور فرمایا ڈرو نہین تم ہی غالب رہوگے تم اپنے ہاتھ کی لکڑی جھٹ پٹ زمین مین ڈال دو تمہاری لکڑی کا سانپ جادوگرون کے اِن سب سانپون کو ابھی نگل جاویگا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ دیکھ کر جادوگر ایمان لے آوینگے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون جنت میں داخل ہونے کے قابل اِس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ ایک ہی معجزے کا اثر فرعون کے دل پر تو یہ ہوا کہ وہ عمر بھر معجزہ کو جادو بتلا کر دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل قرار پایا اور اوسی معجزے کا اثر جادوگرون کے دل پر یہ ہوا کہ وہ ایمان دار بنکر جنتی ٹھہرے۔

منزل ۴

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝ قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ۝ قَالَ

ہم کو حکم ہوا ہے کہ عذاب اُسپر ہے جو جھٹلادے اور منہ پھیرے بولا پھر کون ہے صاحب تم دونوں کا اے موسیٰ کہا

رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۝ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ۝ قَالَ

صاحب ہمارا وہ ہے جسنے دی ہر چیز کو اُسکی صورت پھر راہ سوجھائی بولا پھر کیا حقیقت ہے اُن پہلے سنگتون کی کہا

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا

انکی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہے نہ بہکتا ہے میرا رب نہ بھولتا ہے وہ ہے جسنے بنادی تم کو زمین بچھونا

وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور چلادین تمکو اس مین راہین اور اتارا آسمان سے پانی

ویر موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے فرعون کو یہ جتلایا تھا کہ جو کوئی اللہ کے رسولون کو جھٹلا دیگا وہ آخرت مین سزا
بھگتیگا ان آیتون میں یہ جتلایا کہ ہم نے وہ بات اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ اللہ تعالی نے وحی کے ذریعہ سے ہم کو یہی حکم بھیجا
ہے کہ جو کوئی اللہ کے رسولون کو جھٹلا دیگا اور اللہ کے حکم سے اسکے رسول جن باتون کی نصیحت کرتے ہیں اونکے مان لینے کی
طرف رخ نکریگا تو وہ آخرت مین سزا بھگتیگا سورۃ الشعرا مین آویگا کہ فرعون خدا کی ہستی کا اس قدر سخت منکر تھا کہ خدا کی
ہستی کے اقرار کو قابل قید جرم گنتا تھا اسی واسطے اگرچہ موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے اوپر کی آیتون مین فرعون
یہ کہا تھا کہ ہم دونون تیرے رب کے بھیجے ہوئے رسول ہیں لیکن فرعون نے غرور کے مارے اون لفظون کو نہین دوہرایا بلکہ موسی
علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے یہ کہا کہ تم دونون کا رب کون ہے موسی علیہ السلام نے فرعون کی اس بات کا یہ جواب دیا
کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے آدمی کو آدمی کی صورت میں اور جانور کو جانور کی صورت میں پیدا کیا اور پھر ہر ایک کو زندگی کے
بسر کرنے کا طریقہ سکھایا مثلاً آدمی اور جانور کے بچہ کو پیدا ہوتے ہی دودھ پینے کا طریقہ سکھایا فرعون نے موسی علیہ السلام
سے یہ کہا کہ جب اللہ نے سب کو پیدا کیا ہے اور اسی کی تعظیم سب پر واجب ہے تو پچھلی بہت سی قومین ایسی گزری ہیں
جنہون نے اس واجب کو ادا نہین کیا پھر آخر اون کا کیا انجام ہوگا موسی علیہ السلام نے جواب دیا اللہ کے کارخانہ مین بھول
چوک نہین ہے ان سب پچھلی قومون کا حال اللہ تعالی کے پاس ایک کتاب میں لکھا ہوا ہے اسکے موافق ایک دن نیکی بدی
کا فیصلہ ہو جاویگا اللہ تعالی کا اتنا بڑا انتظام کہ اس نے اتنی بڑی زمین بچھونے کی طرح پانی پر بچھائی جس مین کہین کھیتی ہے
کہین باغات ہیں کہین ایک شہر سے دوسرے شہرون کے جانے کے راستے ہیں آسمان سے تو ایسا ہی ہے کہ ہر سال
وقت مقررہ پر اس مین سے پانی برستا ہے یہ سب انتظام اس بات کا گواہ ہے کہ ایک دن نیک و بد کا ضرور فیصلہ ہوگا
تاکہ یہ سب انتظام ٹھکانے لگے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد پھر کچھ نہ ہوگا وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ یہ نادان
لوگ دنیا کا کوئی چھوٹا سا انتظام بھی کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ پہلے سے سوچ لیتے ہیں مثلاً فرعون نے دریائے نیل سے اپنے
باغون تک نہر جو بنائی تو یہ نتیجہ سوچ کر بنائی کہ نہر سے باغون کے پیڑون کو پانی اچھی طرح پہونچیگا پھر فرعون یا ہے
ساتھی جو دنیا کے اتنے بڑے انتظام کو بے نتیجہ بتلاتے ہیں ان سے بڑھکر دنیا مین نادان کون ہو سکتا ہے اصل بات یہ ہے
کہ راحت کے وقت انسان اللہ کو بھول جاتا ہے ہان تکلیف کے وقت انسان کو اللہ یاد آتا ہے جس طرح راحت کے
زمانہ تک فرعون خدا کی ہستی کا منکر رہا جب قلزم مین ڈوبنے کی تکلیف سر پر آن پڑی تو اپنی خدائی کو غلط ٹھہرا کر اللہ

منزل ۴

تعالیٰ کی فرمانبرداری کا قائل ہو گیا جس کا ذکر سورہ یونس میں گزر چکا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبادہ بن الصامت کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی جو روایتیں بھی اسی سورہ میں گزر چکی ہیں کہ ایسے آخری وقت کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں مقبول نہیں ہے کیونکہ ایسے آخری وقت پر شرع کا کوئی حکم آدمی کے ذمہ باقی نہیں رہتا پھر ایسے وقت احکام شرع کی پابندی کا اقرار کیا کام آسکتا ہے۔

فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ۝ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي

پھر نکالے ہم نے اس سے بھانت بھانت کے سبزی کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو البتہ اس میں پتے ہیں عقل رکھنے

النُّهَىٰ ۝ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۝ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ

والوں کو اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا اور اسی میں تم کو پھر ڈالتے ہیں اور اسی سے نکالیں گے تم کو دوسری بار اور ہم نے اسکو دکھا دیں اپنی سب نشانیاں

ع ۱۴

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی نصیحت میں نقطہ مینہ کا ذکر کیا تھا اس ذکر کو پورا کرنے کے لئے یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مینہ سے طرح طرح کا اناج انسان کے کھانے کے لئے اور طرح طرح کا چارہ انسان کے چوپایوں کے لئے ہر سال پیدا ہوتا ہے پھر فرمایا اے بنی آدم اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا اناج خود کھاؤ اور چارا اپنے چوپایوں کو چراؤ اور یہ یاد رکھو کہ اس ہر سال کے انتظام میں سمجھ دار لوگوں کے لئے اللہ کی قدرت کی یہ نشانیاں ہیں کہ جس طرح اب ایک مینہ کے اثر سے ہر سال مردہ زمین میں سے طرح طرح کا اناج پیدا ہوتا ہے اسی طرح حشر کے دن ایک مینہ کے اثر سے ہر مردہ شخص کی مٹی سے اسکا جسم تیار ہو جاویگا اور جس طرح اب خلاف عقل پانی جیسی پتلی چیز سے ماں کے پیٹ میں بچہ کا پتلا تیار ہو کر اس میں روح پھونکدی جاتی ہے اسی طرح اس دن ہر مردہ شخص کی مٹی سے جو پتلا تیار ہو گا اس میں روح پھونکدی جاویگی۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں دوسرے صور سے پہلے مینہ کے برسنے اور اس مینہ کی تاثیر سے جسموں کے تیار ہو جانے کا ذکر تفصیل سے ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ جگہ جگہ قرآن شریف میں کھیتی کے ذکر کے ساتھ حشر کا ذکر کس سبب سے آیا ہے سورہ ق میں آویگا کہ مرنے کے بعد جنگل دریا میں جہاں جہاں ہر مردہ شخص کی مٹی جاویگی اسکا سب پتہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اس سے ہر مردہ شخص کی مٹی کا جمع ہو جانا اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے ترمذی ابوداؤد اور صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کی تھوڑی تھوڑی سی مٹی لی ہے اسی واسطے بنی آدم میں کوئی گورا ہے کوئی کالا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ اگرچہ اب بنی آدم کی پیدائش نطفہ سے ہے لیکن اس نطفہ میں آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا اثر بھی پشت در پشت چلا آتا ہے اس لئے جس طرح یہاں منہا خلقنا فرمایا اسی طرح قرآن شریف میں اور جگہ بھی بنی آدم کی پیدائش میں مٹی کا ذکر فرمایا ہے آخر کو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی معرفت فرعون کو اللہ کی قدرت کی یہ سب نشانیاں دکھائی اور سمجھائی گئیں لیکن اس نے اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا

اور اللہ کی قدرت کی ایک نشانی کو بھی نہ مانا جس کا انجام یہ ہوا کہ دنیا میں بڑی ذلت سے وہ ڈوب کر مرگیا اور آخرت میں سخت عذاب بھگتے گا فرعون کی مثال سے قریش کو یہ بات سمجھائی گئی تھی کہ ان میں سے جو لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے سے باز نہ آویں گے انکا بھی یہی انجام ہوگا جو فرعون کا ہوا اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے قریش میں کے جو لوگ فرعون کے قدم بقدم چلے بدر کی لڑائی کے وقت انکا جو کچھ انجام ہوا صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالکؓ کی روایت کے حوالہ سے اسکا ذکر کئی جگہ گزر چکا ہے اگرچہ بعضے مفسرین نے ان آیتوں کو بھی موسیٰ علیہ السلام کا کلام ٹھہرایا ہے لیکن ظاہر یہی ہے کہ منکرین حشر کو جس طرح اور آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے حشر کا حال سمجھایا ہے وہی حالت ان آیتوں کی ہے اسواسطے ان آیتوں کو اللہ تعالیٰ کا کلام قرار دینا قرآن شریف کی اکثر آیتوں کے طرز بیان کے موافق ہے۔

قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ۝ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَ

بولا کیا تو آیا ہے ہمکو نکالنے کو ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ سو ہم بھی لاوینگے تجھپر ایک ایسا ہی جادو سو ٹھیرا ہمارے اپنے

بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَ

بیچ ایک وعدہ نہ تفاوت کریں اس سے ہم اور نہ تو ایک میدان صاف میں کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن اور

أَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ۝

یہ کہ جمع کرے لوگونکو دن چڑھے پھر الٹا پھرا فرعون پھر اکٹھے کیے اپنے سارے داؤ پھر آیا

منزل ۴

اوپر ذکر تھا کہ فرعون نے اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا ان آیتوں میں یہ ذکر ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو کیونکر اور کیا باتیں کہہ کر جھٹلایا موسیٰ علیہ السلام کے سبب سے ملک مصر کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا ذکر اگرچہ فرعون نے بہتان کے طور پر اس خیال سے کیا تھا کہ جلاوطنی کا حال سنکر ساری قبطی قوم موسیٰ علیہ السلام کی دشمن ہو جاوے لیکن حقیقت میں یہ ایک غیب کی بات تھی جو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے منہ سے نکلوائی چنانچہ سورۃ الشعراء میں آویگا کہ فرعون کے اور اسکی قوم کے ڈوب کر ہلاک ہو جانے کے بعد تمام ملک مصر موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم بنی اسرائیل کے قبضہ میں آگیا حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ فرعون نے کہا اے موسیٰ تم اپنے جادو کے زور سے ہم کو ملک مصر سے نکال دینے اور خود اس ملک پر قبضہ کر لینے کا ارادہ جو رکھتے ہو تمہارا یہ ارادہ ہرگز پورا نہ ہوگا ہم بھی تمہارے مقابلہ کے لئے جادوگر بلواتے ہیں صاف کھلے میدان میں مقابلہ کا وقت اور دن مقرر کیا جاوے موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تم لوگوں میں جشن کا جو ایک دن مقرر ہے اسی دن پہر ڈیڑھ پہر دن چڑھے مقابلہ ہو جاویگا ان باتوں کے بعد فرعون اس محل سے اٹھ کھڑا ہوا اور جادوگروں کو جمع کر کے مقررہ وقت اور تاریخ پر میدان میں آگیا صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون جنت میں داخل ہونے کے قابل اب جو شخص جس ٹھکانے کے قابل ہے دنیا

ہیں ویسے ہی کام اسکو آسان اور اچھے معلوم ہوتے ہیں اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں فرعون دوزخی قرار پاچکا تھا اس لئے معجزہ کو جادو کہنا اور موسیٰ علیہ السلام کا جادوگرون سے مقابلہ کرانا اس کو اچھا معلوم ہوا اور مقابلہ کے وقت جادوگرون کے عاجز ہوجانے کے بعد بھی کسی طرح سے حق بات اس کی سمجھ میں نہین آئی ۔

قَالَ لَهُمْ مُّوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ۝

کہا انکو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو اللہ پر پھر کھپا دے تمکو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہونچا جسنے جھوٹ باندھا

ربع

تاریخ مقررہ پر جادوگر میدان میں آئے اور فرعون بھی مع اپنے مصاحبون کے وہان آیا اور ایک اونچی جگہ تخت بچھا کر بیٹھا اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگرون سے کہا کہ اے کم بختو تم جادو کی جھوٹی باتون کو جادو کے زور سے سچی کرکے جو لوگون کو دکھاتے ہو اس سے تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو کیونکہ مثلاً اللہ کی پیدا کی ہوئی رسی اور لکڑی کے سانپ ہونے کا اقرار جو تم لوگون سے کراتے ہو تو اس میں اللہ کو جھٹلاتے ہو کہ یہ رسی اور لکڑی نہیں بلکہ سانپ ہیں اس جھوٹ کے جرم میں اللہ تعالیٰ تمہین کسی آفت سے ہلاک کردیگا کس لئے کہ جھوٹا شخص کبھی فلاح کو نہیں پہونچتا صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کی عادت کرے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹون میں لکھ لیا جاتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ رضؓ کی حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جیسا کوئی شخص ٹھہر جاتا ہے تمام دنیا کے لوگ اسکو ویسا ہی جاننے لگتے ہیں ان حدیثون سے وقد خاب من افتریٰ کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں ایسا شخص جھوٹا مشہور ہوجاتا ہے اور عقبیٰ میں اسکو جھوٹ کی سزا ملیگی غرض دین و دنیا میں کہیں ایسا شخص فلاح کو نہین پہونچ سکتا ۔

منزل ۴

فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ۝ قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَن يُخْرِجَاكُم

پھر جھگڑے اپنے کام پر آپس میں اور چھپ کر کے مشورت بولے یہ دونون مقرر جادوگر ہیں چاہتے ہیں نکالدین تم کو تمہارے

مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ۝ فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ

ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور اٹھا دین تمہاری راہ خاصی سو مقرر کرد اپنی تدبیر پھر آؤ قطار باندھکر اور جیت گیا

الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ۝ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ۝ قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ

آج جو اوپر رہا بولے اے موسیٰ یا تو ڈال اور یا ہم ہون پہلے ڈالنے والے کہا نہیں تم ڈالو

فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ۝ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ۝

پھر تبھی انکی رسیان اور لاٹھیان اسکے خیال میں آئین انکے جادو سے کہ دوڑتی ہیں پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر موسیٰ

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ○ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا

ہمنے کہا تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہے گا اوپر اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھہ مین ہے کہ نگل جاے جو انہون نے بنایا۔ اُن کا بنایا تو

كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ○

فریب ہے جادوگر کا اور جادوگر نہین کام نکلتا جہان آیا

جادوگر لوگ جب حضرت موسیٰ سے مقابلہ کو آئے تو حضرت موسیٰ کا یہ حال دیکھکر کہ نہ اُنکے پاس کچھ جادو کا سامان ہے نہ انکی اُس لکڑی پر جو اُنکے پاس ہے کچھ جادو کا اثر ہے اِس سے بعضے جادوگرون نے یہ بات پہچان لی تھی کہ حضرت موسیٰ جادوگر نہیں ہیں اسلئے اُن جادوگرون کو خدشہ پیدا ہوا تھا کہ اگر درحقیقت حضرت موسیٰ کو تائید غیبی ہوئی تو ہم کیا مقابلہ کر سکین گے اسی خدشہ کے سبب سے انھون نے فرعون سے چھپا کر یہ مصلحت آپس مین کی تھی کہ تائید غیبی کی صورت مین کیا کیا جاویگا جب باقی کے جادوگرون نے اس خدشہ والے جادوگرون کی ہمت بندہائی اور حضرت موسیٰ اور ہارون کو کہا کہ بلاشک یہ دونو جادوگر ہیں اور ہم سبکو ملکر ان دونون سے مقابلہ کرنا چاہیئے تاکہ ان دونون کا جادو مصر مین پھیل کر ہماری روزی اور عزت مین فرق نہ آوے اور ہم کو مصر چھوڑنا نہ پڑے اسکے بعد ان جادوگرون کی ہمت بھی حضرت موسیٰ کے مقابلہ پر بندہ گئی ان ہمت بندہانے والے جادوگرون نے یہ بھی کہا کہ ہم سب جادوگرون کو ایک دل ہوکر جادو کا ہنر دکھانا اور ایک ساتھہ دنگل مین جانا چاہیئے تاکہ موسیٰ اور ہارون پر رعب پڑے اور یہ سب اس لئے ہے کہ فرعون جیسا بادشاہ آج کے دن دنگل مین موجود ہے آج کی جیت بڑی فلاح کی بات ہے اس کے بعد سب جادوگرون نے ایک زبان ہوکر موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ موسیٰ چاہو تو تم اپنی لکڑی سانپ بن جانے کے لئے زمین مین ڈالو نہیں تو ہم پہلے ڈالتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم ہی اپنی رسیان اور لکڑیان پہلے زمین مین ڈالو جادوگرون نے جو نہیں اپنی رسیان اور لکڑیان زمین مین ڈالین تو دیکھائی دینے لگا کہ وہ رسیان سانپ بنکر دوڑ رہی ہیں اس سے موسیٰ علیہ السلام کے دل میں کچھ دہشت سمائی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے انکی تسکین کی اور فرمایا موسیٰ ڈرو نہیں تم ہی غالب رہوگے تم اپنے داہنے ہاتھ کی لکڑی زمین مین ڈالدو کہ اس کا سانپ ہونے کو وہ اس جادو کے سب کارخانہ کو نگل جاویگا اور کوئی جادوگر کہیں فلاح کو نہ پہونچے گا سورہ بقرہ مین گذر چکا ہے کہ جادو مین ضرر تو ہے نفع نہین ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے مثلاً کوئی جادوگر ٹھیکریون کے روپئے بنادیوے تو درحقیقت وہ ایسے روپے نہین ہوجاتے کہ کوئی جادوگر اسنے کچھ نفع اوٹھاوے بلکہ دیکھنے مین وہ روپئے ہوتے ہیں اور حقیقت مین وہ ٹھیکریان ہوتی ہیں جادوگرون کے فلاح کو نہ پہونچنے کا یہی مطلب ہے کہ کسی جادوگر کو اُس کا جادو کچھ نفع نہین پہونچا سکتا حاصل کلام یہ ہے کہ جادوگرون نے رسیون اور لکڑیون کے سانپ جو بنائے تھے وہ دیکھنے مین سانپ تھے اور اصل مین لکڑیان اور رسیان تھین اس لئے وہ جادوگر مقابلہ کے وقت اون سانپون سے کچھ نفع نہ اوٹھا سکے اور معجزے کے طور پر موسیٰ علیہ السلام کی لکڑی کا اژدہا جو بنا تھا وہ اصلی تھا اسی واسطے اوس سے موسیٰ علیہ السلام نے پورا نفع اٹھایا

منزل ۴

کہ وہ جادوگرون کے سب رسیون اور لکڑیون کو نگل گیا معجزہ اور جادو مین یہی فرق ہے کہ معجزہ کی خلاف عادت چیز حقیقی
ہوتی ہے اور جادو کی چیز فقط دیکھنے کی دھوکے کی ٹٹی چنانچہ اس کی زیادہ تفصیل سورۃ الاعراف مین گزر چکی ہے جادو کے
ضرر کی مثال صحیح بخاری و مسلم کی حضرت عائشہ کی وہ روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کے کیے
جانے کا قصہ ہے کہ آپ کو اس جادو سے دنیا کے کامون مین نسیان ہو جانے کا ضرر پہونچا تھا

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۝ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ
پھر گر پڑے جادوگر سجدے مین بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسی کے بولا فرعون تمنے اسکو مان لیا ابھی مین حکم نہ دیا تھا

إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ
وہی تمہارا بڑا ہے جسنے سکھایا تمکو جادو سو اب کٹواؤنگا تمھارے ہاتھ اور دوسرے پاؤن اور سولی دونگا تم کو

فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ۝ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ
کھجور کے ٹہنڈ پر اور جان لوگے ہم مین کسکی مار سخت ہے اور دیر تک رہتی وہ بولے ہم تجکو زیادہ نہ سمجھین گے اس چیز سے جو

الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ إِنَّا آمَنَّا
پہنچی ہمکو صاف دلیل اور اس سے جسنے ہمکو بنایا سو تو کر چک جو کرتا ہے تو یہی کریگا دنیا کی زندگی مین ہم یقین لائے ہین

بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝
اپنے رب پر تا بخشے ہمکو ہماری تقصیرین اور جو تونے کروایا ہمسے زور آوری یہ جادو ہے اور اللہ بہتر ہے اور دیر رہنے والا

ایک جادوگر دوسرے جادوگر کے جادو کے عمل اور منتر کو اگر بگاڑ دیوے تو جادو کا اثر مٹ کر اصل چیز نظر آنے لگتی ہے
مثلاً رسی کا کوئی جادوگر اگر سانپ بنا دیوے اور دوسرا جادوگر اس پہلے جادوگر کے جادو کے منتر کو بگاڑ دیوے تو اصل
رسی نظر آنے لگے گی حضرت موسی کا عصا جب ان اصل رسیون اور لکڑیون کو بھی نگل گیا جسکو جادوگرون نے
سانپ کی صورت بنا کر زمین پر چھوڑا تھا تو جادوگرون کو یقین ہو گیا کہ یہ تائید غیبی ہے جادو کا اثر نہیں ہے اس لیے
فوراً وہ سجدہ مین گر پڑے اور مسلمان ہو گئے اگرچہ بعضے مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے جادوگرون کے مسلمان
ہو جانے پر ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالنے اور سولی دینے کی دہمکی جو انکو دی تھی اوس دہمکی کا عمل فرعون نہ کر سکا
لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایۃ مین یہ ہے کہ وہ جادوگر کچھ دیر پہلے تو جادوگر کہلاتے تھے تھوڑی دیر کے
بعد شہید کہلانے لگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون نے اون کو شہید کر ڈالا اہل سنت کے نزدیک جادو کا
وجود دنیا مین ثابت ہے صحیح بخاری وغیرہ مین لبید بن عاصم منافق کا آنحضرت پر جادو کرنا اور چھ مہینے کے قریب
تک آپ پر اسکا اثر رہنا ثابت ہو چکا ہے اور جادو کا علاج بھی شرع مین جائز ہے جادو کا سیکھنا اور سکھانا
حرام ہے اگر جادو اوتارنے کی نیت سے سیکھے تو علما نے اوسکو جائز رکھا ہے جس جادو کے منتر مین کفر کے

الفاظ ہون وہ جادو کفر ہے باقی کبیرہ گناہ ہے اصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق
جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کی لکڑی کو زمین مین ڈالدیا اور اس لکڑی کا اژدہا بن گیا تو وہ اژدہا ان
سب رسیون اور لکڑیون کو نگل گیا اور پھر فوراً اس اژدہے کی لکڑی بن گئی اور موسیٰ علیہ السلام نے وہ لکڑی اپنے
ہاتھ مین اوٹھا لی یہ حالت دیکھکر جادوگرون کو یقین ہوگیا کہ موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں ہیں بلکہ انکو تائید
غیبی ہے اس لئے وہ سجدہ مین گر پڑے اور سمجھ گئے کہ فرعون کا خدائی کا دعوی بالکل جھوٹا ہے کیونکہ اگر اس کا وہ
دعوی سچا ہوتا تو موسیٰ کو غلبہ ہرگز نہ ہوتا اسواسطے ہم صاف کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام
کا جو رب ہے وہی ہمارا بھی رب ہے جادوگرون کی یہ بات سنکر فرعون نے انکو ڈرایا اور کہا کہ تم نے بغیر میرے حکم کے
موسیٰ کے کہنے کو مان لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تم سے بڑھکر جادوگر اور تم سب کے استاد ہیں پھر فرعون
نے کہا کہ اس حکم عدولی کی سزا یہ ہے کہ مین تم سب کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤن کٹوا ڈالونگا اور
پھر کھجور کے تنہون مین چھید کر تم کو سولی دونگا جس سے تم کو معلوم ہوجاویگا کہ میری سزا سخت اور پائدار ہے یا موسیٰ
کے خدا کی جادوگرون نے فرعون کی یہ دھمکی سنکر اسکو جواب دیا کہ ہمکو ہمارے پیدا کرنے والے کی قسم ہے کہ ہم تیری
دھمکی سے ڈر کر موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو نہ جھٹلا دینگے جو سزا تیرا جی چاہے وہ ہمارے حق مین تجویز کر جسطرح
دنیا کی زندگی ناپائیدار ہے وہی تیری تجویز کی ہوئی سزا کا حال ہے اور اللہ تعالیٰ کی ٹھہرائی ہوئی جزا و سزا تیری جزا و
سزا سے بڑھکر اور پائدار ہے اس لئے ہم نے اللہ کو اپنا معبود مان لیا اور تو نے زبردستی ہم کو جادو کی تعلیم جو دلوائی
تھی اوس سے اور باقی کے سب گناہون سے ہم نے توبہ کی تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے سب گناہون کو معاف کر دے
صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی رضی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے
موافق دوزخی ٹھہر چکا ہے وہ ویسے کام کرتا ہے اور جو شخص جنتی قرار پا چکا ہے وہ ویسے ہی کام کرتا ہے اس
حدیث سے آیتون کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جادوگر اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین جنتی
ٹھہر چکے تھے اس لئے وہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو تائید غیبی سمجھ گئے اور فرعون اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین
دوزخی قرار پا چکا تھا اسواسطے وہ عمر بھر معجزہ کو جادو سمجھتا رہا۔

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ
مقرر ہے جو کوئی آیا ہے اپنے رب پاس گنہگار ہو کر سو اسکے واسطے دوزخ ہے نہ مرے اسمین نہ جیوے اور جو آیا اس پاس ایمان سے
الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
بھلائیان لوگون کے ہیں درجے بلند باغ ہیں بسنے کے بہتی انکے نیچے سے نہرین

منزل ۴

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۵ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ

رہا کرینگے آن مین اور یہ بدلا ہے اسکا جو پاک ہوا اور ہمنے حکم بھیجا موسی کو کہ لے نکل میرے بندونکو رات سے

فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

پہر ڈالدے انکو سمندر کی راہ مین سوکہی نہ خطرہ کرے تو آپکڑنے کا نہ ڈر پہر پیچھے لگا انکے فرعون

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اپنے لشکر لیکر پہر گہیر لیا انکو پانی نے جیسا گہیر لیا اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سجھایا اے اولاد اسرائیل

قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ

چہڑالیا ہمنے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ رکہا تم سے داہنی طرف پہاڑ کے اور اوتارا تمپر من

وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ

اور سلوی کہاؤ ستہری چیزین جو روزی دی ہمنے تمکو اور نہ کرو اسمین زیادتی پہر اترے تمپر میرا غصہ اور

مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى

جسپر اترا میرا غصہ وہ ٹپکا گیا اور میری بڑی بخشش ہے اسپر جو توبہ کرے اور یقین لاوے اور کرے بہلا کام پہر راہ پر رہے

مسند امام احمد بن حنبل صحیح مسلم وغیرہ مین ابو سعید خدری سے جو روایت ہے اسکو ان آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے حاصل اس روایت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر دن کو دوزخ مین موت نہین ہے کلمہ گو گنہگار دوزخ مین ڈالے جاوین گے وہ جلکر کوئلے ہوجاوین گے یہانتک کہ مرجاوین گے پہر شفاعت کے سبب جنت مین داخل ہون گے اس سے معلوم ہوا کہ مجرم کے معنے ان آیتون مین مشرک کے ہین اسی واسطے مجرم کا لفظ مومن کے مقابلہ مین فرمایا آخری آیۃ مین توبہ کا جو ذکر ہے اور توبہ کی شرائط بیان ہوچکی ہین ان مین بڑی شرط توبہ کی ندامت ہے کہ برا کام کرکے آدمی پچہتاوے کہ یہ کام مین نے کیون کیا جب یہ پچہتاوا آدمی کے دل مین سچے طور پر ہوگا تو جو گناہ کرچکا ہے اس سے اور آیندہ گناہ کرنے کے ارادہ سے ضرور آدمی کا دل بیزار ہوگا غرض سچی ندامت ہوگی تو باقی کی دو شرطین یعنی گذشتہ گناہ سے بیزاری اور آیندہ گناہ نہ کرنے کا قصد یہ خود بخود لازمی ہوجاوین گی اسی واسطے معتبر سند سے عبد اللہ بن مسعود کی روایۃ مسند امام احمد بن حنبل مستدرک حاکم ابن ماجہ اور بیہقی مین جو ہے اس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا ہی فرمایا ہے کہ گناہ کرکے گناہ پر پچہتانا اور نادم ہونا بس یہی توبہ ہے لیکن سچی ندامت کو باقی کی دونون باتین بہی لازم ہین اسی لئے علما نے ندامت کا سچاپن آزمانے کے لئے ندامت کے ساتھ وہ دونون شرطین اسی حدیث سے نکالکر اور بڑہادی ہین حاصل کلام یہ ہے کہ علاوہ ان تین شرطون کے علما سلف یا اہل تصوف نے جو اور شرطین توبہ کی بڑہادی ہین مثلاً جس شہر مین گناہ کیا ہے اوس شہر کو چہوڑ دینا وغیرہ ان مین سے کوئی بات

توبہ کی شرط میں داخل نہیں ہے ہان ندامت میں اتنی شرط ضرور ہے کہ وہ ندامت محض خدا کے خوف سے ہو اگر وہ ندامت لوگون کے برا کہنے کے ڈر سے یا حاکم کے خوف سے ہوگی تو یہ توبہ نہیں ہے اسی طرح پچھلے گناہ پر کسی قدر جو شخص نادم ہے مگر آئندہ گناہ کرنے کا قصد دل میں موجود ہے تو بھی توبہ پوری نہیں ہے اور توبہ کے قبول ہونے کے معنے شریعت میں یہ ہیں کہ جو سزا قیامت میں اللہ نے اوس گناہ کے لئے رکھی ہے وہ بالکل ساقط ہو جاتی ہے لیکن اگر اس گناہ میں علاوہ خدا کے گناہ کے کچھ کسی آدمی کا بھی حق ہے مثلاً ایک شخص نے ایک شخص کی لونڈی بھگائی اور اس لونڈی سے بدکاری بھی کی تو توبہ کرنے سے بدکاری کا گناہ معاف ہو جاویگا مگر جب تک پرایا مال مالک کو نہ پہونچایا جاویگا پرائے مال کے رہنے کے مواخذہ محض توبہ سے ساقط نہ ہوگا اسی واسطے علما نے چوتھی شرط توبہ میں یہ ٹھرائی ہے کہ اگر گناہ حق العباد کی قسم سے ہے تو اوسکی تلافی بھی جسطرح ممکن ہو کرنی چاہیئے اور اگر تلافی انسان کے اختیار سے باہر ہو گئی ہو تو اللہ معاف کرنے والا ہے صحیح حدیثون سے یہ بات ثابت ہے کہ قیامت کے دن جس طرح اللہ تعالیٰ توحید نماز روزہ حج زکوٰۃ ان اپنے حقوق کا حساب لیوے گا اسی طرح آپس کے آدمیون اور جانورون کے حقون کا بھی حساب وفیصلہ ہوگا لیکن یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس کسی بندہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کو رعایت کرنی منظور ہوگی تو اللہ صاحب حق بندہ کو جنت کا لالچ دے کر وہ حق معاف کرا دیگا اور یہ بھی صحیح حدیث میں ہے کہ جس شخص کے پاس لونڈی غلام ہون اور شرارت کرین اور آقا ان کی شرارت کے سبب سے اون کو مارے یا برا کہے تو لونڈی غلام کی شرارت اور آقا کی مار پیٹ جھڑکی دونون کا مقابلہ کیا جاویگا اگر آقا کی مار پیٹ جھڑکی لونڈی غلام کی شرارت کے برابر ہے تو کچھ نہیں ورنہ مواخذہ ہوگا اصل مقصد یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں خدا کا خوف ہوگا سوا شرک کے وہ کسی طرح کے کبیرہ گناہ کر کے بغیر توبہ کئے بھی اگر مر جاوے گا تو اللہ تعالیٰ سے اوسکی مغفرت کی توقع ہے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی روایت سے وہ ایک گناہ گار کا قصہ مشہور ہے جس نے مرتے وقت اپنی لاش کو جلانے کی اور اوس جلی ہوئی خاک کو آدھی دریا میں بہانے اور آدھی ہوا میں اڑانے کی وصیت کی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اوس شخص کو پھر زندہ کر کے پوچھا کہ یہ وصیت تو نے کس غرض سے کی تھی اوس نے کہا یا اللہ میں بہت گناہ گار تھا تیرے روبرو آنے کے خوف سے میں نے اپنی خاک کے رائگان کرنے کی وصیت کی تھی اللہ تعالیٰ فرماویگا جب تو نے میرے خوف سے یہ کام کیا تھا تو میں نے تیرے سب گناہ معاف کر دئے جسوقت جادوگرون نے فرعون سے وہ باتین کین جنکا ذکر اوپر کی آیتون میں ہے اسوقت تک نہ توراۃ نازل ہوئی تھی نہ جادوگرون اور بنی اسرائیل کو دوزخ اور جنت کا تفصیلی حال معلوم تھا اسواسطے ظاہر یہی بات ہے کہ جادوگرون کے کلام کے بعد یہان سے اللہ تعالیٰ کا کلام شروع ہوا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جو شخص شرک کی حالت میں مر کر اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوگا وہ ہمیشہ اسی حالت سے دوزخ میں رہے گا کہ نہ تو سختی عذاب اوسکی موت کا سبب

قرار پاسکے گی نہ زندگی ہی اسکو کچھ فائدہ پہنچے گا اور جو ایماندار شخص نیک عمل لیکر اللہ تعالی کے روبرو حاضر ہوگا وہ عقبیٰ میں بڑا مرتبہ پاویگا کہ ہمیشہ جنت میں رہے گا کیونکہ شرک سے بچنے والوں کا اللہ تعالی نے یہی بدلہ مقرر کیا ہے جب فرعون بنی اسرائیل کو موسی علیہ السلام کے ساتھ کردینے پر کسی طرح راضی نہیں ہوا تو اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر ایک رات مصر سے چل کھڑے ہوں اور قلزم دریا پر پہونچ کر دریا کے پانی میں اپنے ہاتھ کی لکڑی اپنی اللہ کے حکم سے دریا میں سوکھا راستہ پیدا ہوجاوے گا اور بغیر خوف فرعون کے حملہ اور دریا کی طغیانی کے اے موسی تم اور بنی اسرائیل تو دریا میں سوکھے راستے دریا پار ہوجاؤ گے فرعون اپنے لشکر کو ساتھ لیکر تمہارا پیچھا کریگا تو وہ مع اپنے لشکر کے دریا میں ڈوب کر ہلاک ہوگا کیونکہ فرعون نے اپنی قوم کو برے راستے سے لگایا اور قوم کے لوگوں نے اوسکا کہنا مانا اس لئے ان سب کی یہی سزا ہے جو اونھوں نے بھگتی فرعون اور اسکے لشکر کے ڈوب کر ہلاک ہونے کا قصہ سورۃ الاعراف میں گزر چکا ہے آگے فرعون کی ہلاکت کے بعد توراۃ کے نازل کرنے کے اور من سلوا کے اوتارنے کے احسانات کو یاد دلا کر بنی اسرائیل کو ارشاد ہے کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی دی ہوئی نعمتیں کھاؤ اور ان نعمتوں کی ناشکری نہ کرو ورنہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوجاؤ گے اور یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص اللہ کے غضب میں گرفتار رہوا اس کے لئے دنیا اور آخرت دونوں جگہ میں خرابی ہے آخری آیۃ میں قریش کو شرک سے باز آنے کی رغبت دلائی اور فرمایا جو شخص شرک سے توبہ کرکے اللہ کی وحدانیت اور اللہ کے رسول کی صداقت کو مانے گا اور پھر اسپر قائم رہے گا تو اللہ تعالی اسکے پچھلے سب گناہ معاف کردے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عمروؓ بن العاص کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ جو شخص شرک سے توبہ کرے تو اسکے پچھلے سب گناہوں کی بنیاد اوکھڑ جاتی ہے یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے توراۃ کے نازل ہونے اور من سلوے کے اوترنے کا قصہ سورۃ البقرۃ میں اور سورۃ الاعراف میں گزر چکا

وَمَآ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى ۝ قَالَ هُمۡ اُولَاۤءِ عَلٰٓى اَثَرِىۡ وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى ۝

اور کیوں جلدی کی تو نے اپنی قوم میں اے موسی بولا وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور میں جلدی آیا تیری طرف اے رب کہ تو راضی ہو

مدین سے مصر واپس آتے وقت جو حضرت موسے نے اللہ تعالی سے باتیں کیں اسوقت بنی اسرائیل میں کا کوئی شخص حضرت موسے کے ساتھ نہیں تھا اسواسطے اس تصدیق کے لئے کہ حضرت موسے سچے نبی ہیں اور اللہ تعالی سے اونسے باتیں ہوتی ہیں جسوقت حضرت موسی توریۃ لینے کوہ طور پر گئے تو بنی اسرائیل میں سے چند شخصوں کو منتخب کرکے اپنے ساتھ لے گئے تھے اور جب کوہ طور قریب آیا تو حضرت موسی قوم کے لوگوں سے آگے بڑھکے جلدی سے پہاڑ پر پہنچ گئے اور ان کے ساتھ کے لوگ پیچھے رہ گئے اسپر اللہ تعالی نے حضرت موسی سے پوچھا کہ قوم کے لوگوں کو چھوڑ کر جلدی کرکے کیوں چلے آئے حضرت موسے نے جواب دیا کہ وہ لوگ بھی پیچھے آتے ہیں

منزل ۴

تاکہ تو مجھ سے جلدی کروں تیرے حکم کی تعمیل میں حاضر ہونے کے کوہ طور پر چلا آیا اسواسطے جلدی کر کے
یا اللہ میں راضی ہو صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ انسان ہر ایک کام کس نیت سے کرتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب
اللہ تعالی کی نظر انسان کے دل پر لگی رہتی ہے جس نیت سے موسیٰ علیہ السلام
اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو پیچھے چھوڑ کر چلے آنے کا اور
اکر کے پہاڑ پر لگے اوس کا حال اللہ تعالی کو پہلے سے ہی معلوم تھا لیکن اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ بات
لئے پوچھی کہ اللہ تعالی کا بندوں کی ہر ایک حالت سے واقف ہونے کا حال لوگوں کو معلوم ہو جاوے۔

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ

فرمایا ہمنے تو بچلادیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بہکایا انکو سامری نے پھر الٹا پھرا موسیٰ اپنی قوم پاس

غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ

غصے بھرا پچتایا ہوا کہا اے قوم تم کو وعدہ نہ دیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ کیا لمبی ہو گئی تمپر مدت

اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا

یا چاہا تم نے کہ نازل ہو تمپر غضب تمہارے رب کا اس سے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ بولے ہمنے خلاف

مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝

نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے ولیکن اٹھا لئے ہمنے بوجھ گہنے سے اس قوم کے سو ہمنے پھینک دئے

بنی اسرائیل کا یہ بچلنا بچھڑے کی پوجا کے سبب سے تھا یہ بچھڑے کی پوجا کا قصہ سورہ بقرہ اور سورہ اعراف میں گزر چکا ہے
جس کا حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل جس رات مصر سے چلے اس رات ایک شادی کا بہانہ کر کے ان دشمنوں نے فرعون
کی قوم کے لوگوں سے کچھ زیور مانگ لیا تھا تاکہ فرعون کی قوم کو شادی کا یقین ہو جاوے اور بنی اسرائیل
سفر کی تیاری میں تمام رات جو جاگتے رہے اوسکو فرعون کی قوم کے لوگ شادی میں کا جاگنا سمجھ کر سفر کی تیاری
میں کچھ فتور نہ ڈالیں اس رات کی صبح کو فرعون کی قوم کے لوگ تو سب ڈوب کر مر گئے اس لئے وہ زیور بنی اسرائیل کے
ہی پاس رہ گیا اور دشمنوں کے ہلاک ہو جانے کے بعد اگرچہ وہ زیور غنیمت کا مال ہو گیا تھا لیکن صحیح بخاری و مسلم کے
حوالہ سے جابر بن عبد اللہؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ امت محمدیہ سے پہلے کسی امت کو غنیمت کا مال حلال نہیں تھا
اس لئے ہارون علیہ السلام کو جب اوس زیور کا حال معلوم ہوا تو ان دشمنوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم ایک گڑھا کھود
کر یہ زیور اس میں دبا دو بنی اسرائیل نے ایسا ہی کیا لیکن بنی اسرائیل میں سامری نام کا جو ایک سنار تھا اوس نے اس
زیور کو گڑھے میں سے نکال کر گلا ڈالا اور اس کا بچھڑا بنا دیا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور مجاہد کے قول کے موافق
جبرئیل کے گھوڑے کے قدم کے نیچے کی مٹی جو سامری نے اوٹھا رکھی تھی وہ اس نے اس بچھڑے کے منہ میں

ڈالدی جس سے وہ بچھڑا گائے کی آواز کی طرح آواز نکالنے لگا اور بنی اسرائیل اوس بچھڑے کی پوجا کرنے لگے کوہ طور پر جب یہ قصہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جتلایا اور اس قصہ کو سنکر موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا موسیٰ علیہ السلام کے اوس غصہ اور رنجیدہ ہونے کا ذکر ان آیتوں میں ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اے موسیٰ تمہارے پیچھے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے بچھڑے کی بلا بھیج کر آزمایا لیکن وہ آزمائش میں پورے نہ اترے اور سامری کے بہکانے میں پھنس گئے موسیٰ علیہ السلام اس قصہ کا حال سنکر کوہ طور سے بہت ہی غصہ اور رنج میں لوٹے پھرے اور قوم کے لوگوں سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو میری معرفت کیا تمہاری دین و دنیا کی بہبودی کے لیے کتاب آسمانی توراۃ کے نازل فرمانے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا تھا جس کتاب کے لینے کے لئے میں تم سے دین پر قائم رہنے کا عہد لیکر کوہ طور پر گیا تھا پھر اوس کتاب کے نازل ہونے سے پہلے تم نے سامری کا کہنا کیوں مانا اور بلاسند بچھڑے کو اپنا معبود کیوں ٹھہرایا کیا مجھکو کوہ طور پر بہت دنوں کا عرصہ گزر گیا تھا جو تم میرا انتظار نہ کر سکے اور جب تم نے میرے عہد کو توڑا تو کیا تم نے اللہ کے غضب میں گرفتار ہونے کا ارادہ بھی دل میں ٹھان لیا تھا کیونکہ اللہ کے رسول کی مخالفت کے سبب سے فرعون اور اسکی قوم کے سب لوگ جسطرح غضب الٰہی میں گرفتار ہوئے وہ ماجرا ابتک تمہاری آنکھوں کے سامنے ہوگا قوم کے لوگوں نے جواب دیا اے رسول اللہ کے ہم نے جان بوجھ کر تمہارے عہد کو نہیں توڑا بلکہ قبطی قوم کا وہ زیور جو ہمارے پاس رہ گیا تھا ہارون علیہ السلام کے کہنے سے پہلے تو ہم نے اور سامری نے سب نے ملکر وہ زیور ایک گڑھے میں دبا دیا تھا لیکن اسکے بعد پھر سامری نے اُس زیور کا بچھڑا بنا کر ہمکو ایسا بہکایا کہ بالکل بے قابو کر دیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک رضی کی حدیث گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے تمام جسم میں جسطرح سے خون پھرتا ہے اسی طرح بہکانے کے وقت ہر شخص کے تمام جسم میں شیطان چکر لگاتا ہے ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے حارث اشعری رضی کی صحیح حدیث بھی گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بغیر یاد الٰہی کے آدمی کو شیطان کے پھندے سے اور کوئی چیز نہیں بچا سکتی ان حدیثوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ شیطان کے بہکانے سے بنی اسرائیل اس لئے بالکل بے قابو ہو کر سامری کے کہنے میں آ گئے کہ اونھوں نے ہارون علیہ السلام کی یاد الٰہی کی نصیحت کو نہیں مانا جس سے شیطان کے پھندے میں پھنس گئے

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ ○

پھر بنا نکالا اُنکے واسطے ایک بچھڑا ایک دھڑ جسمیں چلانا گائے کا پھر کہنے لگے یہ صاحب ہے تمہارا اور صاحب موسیٰ کا سو وہ

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ○

بھلا یہ نہیں دیکھتے کہ وہ جواب نہیں دیتا انکو کسی بات کا اور اختیار نہیں رکھتا اُنکے برے کا نہ بھلے کا

اگرچہ اور مفسروں کا قول ہے کہ اوس گائے کے بچہ کا گوشت پوست سب ٹھیک ہو گیا تھا اور وہ چلتا پھرتا تھا لیکن امام المفسرین

منزل ۴

ع ۱۴ ۲۲

رت عبداللہ بن عباس قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ وہ گائے کے بچہ کی صورت کا محض ایک پتلا تھا ہوا کے بھرنے سے
س مین سے ایک آواز نکلتی تھی اور کچھ بھی نہیں تھا اور بیہقی اور ابونعیم کی روایت سے بیان ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
حضرت عبداللہ بن عباس کے باب مین تفسیر قرآن آجانے کے لئے خاص طور پر دعا کی ہے اس واسطے تفسیر قرآن مین
ت عبداللہ بن عباس کا قول زیادہ اعتماد کے قابل ہے اگرچہ بعضے متاخر مفسر بعضی جگہ حضرت عبداللہ بن عباس
لینے مین یہ عذر کیا کرتے ہین کہ شاید یہ روایۃ حضرت عبداللہ بن عباس نے اہل کتاب سے لی ہے لیکن صحیح بخاری
ود عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کو اہل کتاب کی روایۃ کے
ایسی نفرت تھی کہ وہ اور لوگون کو بھی اہل کتاب سے روایۃ لینے کو منع کیا کرتے تھے اوپر بنی اسرائیل نے یہ جو کہا تھا
سامری نے زیور کا بچھڑا بنا کر ہم کو ایسا بہکایا کہ بالکل بے قابو کر دیا ان آیتون مین اسی کا ذکر ہے حاصل مطلب ان آیتون
ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ہارون علیہ السلام کے کہنے سے بنی اسرائیل اور سامری سب نے ملکر وہ زیور جو گڑھے
مین ڈالکر دبا دیا تھا سامری نے اس زیور کو گڑھے مین سے نکالکر بچھڑا بنایا اور جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے
قدم کے نیچے کی مٹی اوس بچھڑے کے منہ مین ڈال دی جس سے وہ بچھڑا گائے کی سی آواز سے بولنے لگا اس بچھڑے کے
بولنے سے سامری اور اس کے ساتھی بنی اسرائیل سے کہنے لگے کہ تمہارا معبود یہی ہے موسیٰ علیہ السلام بھولے سے
کوہ طور پر چلے گئے آگے فرمایا ان لوگون نے کیا اتنی بات بھی نہیں دیکھی کہ بنی اسرائیل مین سے بارہ ہزار کے قریب
آدمیون نے جو اس بچھڑے کی پوجا نہیں کی انکو اسنے کچھ نقصان نہیں پونہچایا اور جنھون نے اسکی پوجا کی نہ اون کے
کسی مقصد کو سنکر اس نے کچھ جواب دیا نہ کسی کا کوئی مقصد پورا کیا خدا کی شان یہ نہیں ہے اسکی شان تو وہ ہے
کہ جب اسنے فرعون اور اسکی قوم کو نقصان پونہچانا چاہا تو ایک دم مین ان سب کو ہلاک کر دیا اور بنی اسرائیل کو
جب اس نے فائدہ پونہچانا چاہا تو انکے اتنے بڑے قوی دشمن کے پھندے سے انھین چھوڑا دیا صحیح بخاری و مسلم
مین ابوموسیٰ اشعری رض سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے رفیق کی مثال مشک و عنبر
کی اور برے رفیق کی مثال کھال دھونکنے والے کی بیان فرما کر یہ فرمایا ہے کہ جس طرح کھال دھونکنے والے
کے پاس بیٹھنے سے کبھی نہ کبھی آگ کا پتنگا اڑکر پڑ جانے اور کپڑون کے جل جانے کا خوف ہے یہی حال برے رفیق
کی رفاقت کا ہے کہ اوس سے کبھی نہ کبھی کچھ نقصان کے پہونچ جانے کا اندیشہ ہے اس حدیث کو آیتون کے ساتھ
ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ برے رفیق کی رفاقت سے اسی طرح کا نقصان پہونچ جاتا ہے جس طرح کا نقصان
بنی اسرائیل کو سامری کی رفاقت سے پہونچ گیا۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْ

اور کہا تھا انکو ہارون نے پہلے سے اے قوم اور کچھ نہین تمکو بہکا دیا ہے اسپر اور تمہارا رب رحمن ہے سو میری راہ چلو

أَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوْسٰى ۝

بات میری بولے ہم رہیں گے اسی پر لگے بیٹھے جب تک پھر آوے ہم پاس موسے

موسی علیہ السلام کے کوہ طور پر سے واپس آجانے سے پہلے ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جو نصیحت کی تھی اور بنی اسرائیل نے جو جواب اُس کا دیا تھا یہ اُسکا ذکر ہے ہارون علیہ السلام کی نصیحت کا حاصل یہ ہے کہ اے بنی اسرائیل یہ بچھڑا تمہارے حق مین اللہ تعالی کی طرف سے ایک جانچ ہے اب تک جو کچھ تم نے کیا اگر تم میرا کہنا مانکر اُس سے توبہ کروگے تو اللہ اپنے بندون پر بڑا مہربان ہے وہ تمہاری توبہ ضرور قبول کریگا ہارون علیہ السلام کی اس نصیحت کا بنی اسرائیل نے یہ جواب دیا کہ موسی علیہ السلام کے کوہ طور سے واپس آنے تک ہم اس بچھڑے کی پوجا کبھی نہ چھوڑین گے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث اوپر گزرچکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا اللہ تعالی کو گنہگار بندون کی توبہ قبول کرنے کی صفت اس قدر پیاری ہے کہ اگر موجودہ لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالی اور گنہ گار مخلوقات کو پیدا کرکے اونہین توبہ استغفار کی توفیق دیتا اور اُن کی توبہ قبول کرتا توبہ قبول کرنے کے محل پر رحمان کا لفظ جو فرمایا اُس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین اجاتا ہے۔

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ

کہا موسی نے اے ہارون تجکو کیا اٹکاؤ تھا جب دیکھا تونے کہ وہ بہکے تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تونے رد کیا میرا حکم وہ بولا اے میرے

لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَأْسِيْ ۚ إِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ

مان کے جنے نہ پکڑ میری ڈاڑھی نہ سر مین ڈرا کہ تو کہے گا پھوٹ ڈالدی تونے بنی اسرائیل مین اور یاد نرکہی بات

منزل ۴

سورہ اعراف مین گزرچکاہے کہ جب موسی علیہ السلام بنی اسرائیل سے خفگی کی باتین کرچکے تو اُسی غصہ کی حالت مین اونھون نے وہ تختیان اپنے ہاتھہ مین سے زمین پر پٹخ دین جن تختیون پر اللہ تعالی نے اُنکو توراۃ لکھہ کر دی تھی اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ کر کھینچنے لگے اسی واسطے مختصر طور پر یہان ہارون علیہ السلام کیطرف سے ڈاڑھی اور سر کے بالون کے چھوڑ دینے کی التجا کا ذکر فرمایا ڈاڑھی اور سر کے بالون کے پکڑنے کا ذکر نہین فرمایا حاصل کلام یہ ہے کہ موسی علیہ السلام نے فقط اس خیال سے ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑے تھے کہ ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا سے کیون نہین روکا اور اگر یہ لوگ روکنے سے نہیں رکے تھے تو بارہ ہزار آدمی ان مین کے بچھڑے کی پوجا سے جو بچے ہوئے تھے اُنکو ساتھہ لیکر کوہ طور پر کیون نہین چلے آئے کہ اس سے بچھڑا پوجنے والے تنہا رہکر اپنی غلطی کو شاید سمجھہ جاتے یا ان بارہ ہزار آدمیون کو ساتھہ لیکر بچھڑا پوجنے والون کا مقابلہ کیون نہین کیا لیکن جب موسے علیہ السلام کو یہ معلوم ہوگیا کہ ہارون علیہ السلام نے بچھڑا پوجنے والون کو بچھڑے کی پوجا سے یہان تک روکا کہ وہ لوگ ہارون علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوگئے اور ہارون علیہ السلام کے کوہ طور پر چلے آنے یا بچھڑا پوجنے والون کا مقابلہ

کرنے میں دبنی اسرائیل کی آپس کی پھوٹ کا اندیشہ تھا جس سے خود موسےٰ علیہ السلام نے ہی کوہ طور پر جاتے وقت ہارون علیہ السلام کو منع کیا تھا تو موسیٰ کا دل اپنے بھائی کی طرف سے صاف ہوگیا اور انھون نے اپنے بھائی کے حق میں مغفرت کی دعا مانگی چنانچہ اوس کا ذکر سورۃ الاعراف میں گزرچکا ہے۔ حاصل مطلب اِن آیتون کا یہ ہے کہ موسی علیہ السلام نے خفا ہوکر اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے یہ کہا کہ جب بنی اسرائیل بہک گئے تھے تو تم نے اِسکی اطلاع مجھکو کوہ طور پر آنکر کیون نہیں دی میں نے جو کوہ طور پر جاتے وقت تم سے کہا تھا کہ بنی اسرائیل کی خبرگیری رکھنا کہ اون میں کسی طرح کی گمراہی نہ پھیلے اوس کا خیال تم نے کیون نہیں رکھا اوپر گزرچکا ہے کہ ان خفگی کی باتون کے وقت موسی علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ لیے تھے اسواسطے ہارون علیہ السلام نے کہا بھائی میری ڈاڑھی اور میرے سر کے بال نہ پکڑو میں فقط اِس خیال سے کوہ طور پر نہیں آیا کہ میرے یہان سے چلے جانے کے بعد بنی اسرائیل میں کچھ زیادہ پھوٹ نہ پڑجاے اور اِس پھوٹ کو دیکھکر تم کہین یہ کہنے لگو کہ کوہ طور پر جاتے وقت بنی اسرائیل کی پھوٹ کے روکنے کی نصیحت جو کی گئی تھی وہ نصیحت کیون نہیں یاد رکھی گئی صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے ایک قصہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے وقت چوری کی سزا میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا ہاتھ کاٹنا چاہا تو بعضے صحابہ نے اِس سزا کی معافی کی سفارش آپ سے کی تھی اسپر آپ نے خطبہ پڑھا اور اُس خطبہ میں فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتین تو اون کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا اِس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ انبیا شریعت کی تائید کے وقت رشتہ دارون کی کچھ پاسداری نہیں کرسکتے اسواسطے موسی علیہ السلام نے شریعت کی تائید کے جوش میں اپنے بھائی کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ کر کھینچ لیے

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

کہا موسیٰ نے اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری بولا میں نے دیکھ لیا جو سبنے نہ دیکھا پھر بھر لی میں نے ایک مٹھی

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ

پانون کے نیچے سے اُس بھیجے ہوئے کے پھر میں نے وہی ڈالدی اور یہی مصلحت دی مجھکو میرے جی نے کہا موسیٰ نے چل تجھکو

اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ

اتنا ہے کہ کہا کر نہ چھیڑو اور تجھکو ایک وعدہ ہے وہ تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور دیکھ اپنے ٹھاکر کو جسپر سارے دن لگا

عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا

بیٹھا تھا ہم اُسکو جلا دینگے پھر بکھیر دینگے دریا میں اوڑاکر تمہارا صاحب وہی اللہ ہے جسکے سوائے بندگی نہیں کسی کی سب چیز

بنی اسرائیل اور ہارون علیہ السلام پر خفا ہونے کے بعد موسی علیہ السلام نے سامری سے جو خفگی کی باتین کی تھین ان آیتون میں اُنکا ذکر ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ موسی علیہ السلام نے سامری سے پوچھا تو نے یہ بچھڑا بنانے کا فساد کیون پھیلایا سامری نے جواب دیا کہ فرعون کے ڈوبنے کے وقت جبرئیل علیہ السلام جب گھوڑی پر سوار ہوکر آئے تو

منزل ٤

بنی اسرائیل مین سے کسی نے اونکو نہین دیکھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اونہیں مجھے دکھا دیا اور میرے دل مین
یہ بات سمائی کہ مین نے اونکے گھوڑی کے قدم کے نیچے کی مٹی مین سے ایک مٹھی مٹی اوٹھالی اور جب مین نے زیور کا بچھڑا
بنایا تو میرے دل مین یہ بات سمائی کہ مین اوس مٹی کو بچھڑے کے منہ مین ڈالدون غرق ہونے والے دن فرعون گھوڑے
پر سوار تھا اور اوسکا گھوڑا دریائے قلزم کے سوکھے رستہ مین جاتے ہوئے ڈرتا تھا اسلئے جبرائیل علیہ السلام گھوڑی پر سوار
ہو کر دریائے قلزم کے سوکھے راستہ مین آگئے اور گھوڑی کی بو سونگھتے ہی فرعون کا گھوڑا دریا کے سوکھے راستہ میں چلا گیا
فرعون کے گھوڑے کے جاتے ہی فرعون کے تمام لشکر نے اپنے گھوڑے اوسکے پیچھے ڈالدئے حاصل کلام یہ ہے کہ اسی سبب سے
سامری نے جبرئیل علیہ السلام کو گھوڑی پر سوار دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے سامری کی اس بات کے جواب مین کہا تیری
اس جرم کی سزا یہ ہے کہ جب تک جیتا رہے گا جنگل مین مارا مارا پھرے گا اور آخرت کا عذاب بھی تیرے ذمہ سے ٹل نہین
سکتا پھر فرمایا تو اور تیرے ساتھی جس بچھڑے کی پوجا مین لگے ہوئے تھے اوسکو جلایا جا کر اوسکی راکھ دریا مین بکھیر دی
جاویگی اس کے بعد نصیحت کے طور پر بنی اسرائیل سے فرمایا تمہارا معبود یہ بچھڑا کیونکر ہو سکتا تھا جسکو کسی کے بھلے
برے کی کچھ خبر نہین بلکہ تمہارا معبود وہ ہے جسکو علم غیب ہے اور کوئی چیز اوسکے علم غیب سے باہر نہین ہے بعضی
تفسیرون مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کے قدمون مین اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر دی تھی کہ جہان وہ قدم رکھتی
تھی وہان کی سوکھی گھانس ہری ہو جاتی تھی اللہ کی قدرت سے یہ بات سامری کو نظر آگئی اس لئے اوس نے اوس گھوڑی
کے قدمون کے نیچے کی خاک مین سے ایک مٹھی اچھی چیز سمجھ کر اوٹھا رکھی تھی اگرچہ اہل کتاب کی روایۃ خیال کرکے اکثر مفسرین
نے اس قول کو اپنی تفسیرون مین نہین لکھا ہے لیکن صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا خضر علیہ السلام کو خضر اسلئے کہتے ہین کہ جس سوکھی گھانس پر وہ بیٹھتے ہین وہ سوکھی گھانس ہری ہو جاتی
ہے خضر ہری چیز کو کہتے ہین ابوہریرہؓ کی روایۃ کی بنا پر اگر یہ کہا جاوے کہ جس صاحب قدرت نے خضر علیہ السلام کے
جسم مین ایک خلاف عادت تاثیر پیدا کی ہے اوسی نے وہی تاثیر جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کے قدمون مین پیدا کردی
تو اوس کی قدرت کے آگے یہ کچھ بڑی بات نہین ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی حدیث گزر چکی
ہے کہ نوح علیہ السلام کے نبی ہونے سے پہلے کچھ نیک لوگ مر گئے تھے جنکے مرجانے سے قوم کے لوگون کو بڑا رنج تھا
شیطان نے قوم کے لوگون کے دل مین یہ وسوسہ ڈالا کہ اگر اون نیک لوگون کی شکل کی مورتین بنا کر رکھ لی جاوین
تو اون مورتون کے دیکھنے سے یہ رنج کم ہو جاویگا قوم کے لوگون نے اس وسوسہ کے موافق عمل کیا آخر رفتہ رفتہ اون
مورتون کی پوجا ہونے لگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ جس طرح کے وسوسہ سے شیطان
نے پہلے پہل دنیا مین بت پرستی پھیلائی اوسی قسم کے وسوسہ سے بنی اسرائیل مین بچھڑے کی پوجا پھیلائی کہ نعوذ باللہ
من ذلک موسیٰ علیہ السلام کا خدا اس بچھڑے مین سما گیا ہے نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ قوم نوح کو اوس طوفان کی سزا ملی اور

منزل ۴

نبی اسرائیل کو قتل کی اس قتل کی سزا کا ذکر سورہ بقرہ مین گزر چکا ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَنْ اَعْرَضَ

یون سناتے ہین ہم تجکو احوال سے انکے جو پہلے گزرے اور ہمنے دیا تجکو اپنے پاس سے ایک پڑھنا جو کوئی منہ پہیرے

عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝

اس سے سو اوٹھاویگا دن قیامت کے ایک بوجھ پڑے رہین گے اس مین اور برا ہے انپر قیامت مین وہ بوجھ اٹھانیکا

اوپر موسی علیہ السلام کی نبوت کا موسی علیہ السلام اور جادوگرون کے مقابلہ کا فرعون اور اسکی قوم کے ڈوب کر ہلاک ہونے کا بنی اسرائیل مین بچھڑے کی پوجا جو پھیلی اوس کا ذکر فرماکر ان آیتون میں فرمایا کہ جس طرح اس سورت مین پہلے لوگون کے چند قصے بیان کئے گئے ہیں اسی طرح قرآن مین جگہ جگہ پچھلے انبیا اور پچھلی امتون کا ذکر آیا ہے تاکہ اہل کتاب ان قصون کو اپنی کتابون کے موافق پاکر اور مشرکین مکہ یہ غیب کی باتین ان پڑھ رسول سے سنکر قرآن کو اللہ کا کلام اور جن پر یہ کلام اترا ہے اونکو اللہ کا سچا رسول جان لیوین پہر فرمایا ایسی سیدہی بات سمجھانے کے بعد بھی جو کوئی قرآن کو اللہ کا کلام نہ مانیگا اور اسکی نصیحت کو قبول کرنے سے منہہ پہیرے گا تو قیامت کے دن ایسے گناہون کے بوجھ کے نیچے یہ لوگ دبے ہوئے ہونگے جس بوجھ کی سزا مین ہمیشہ گرفتار رہین گے پہر فرمایا قیامت کے دن وہ بوجھ انکو بہت برا لگے گا جسکی سزا انکو ہمیشہ بھگتنی پڑے گی عمرو بن قیس ثقہ تابعی بعضے صحابہ سے سُنی ہوئی روایۃ بیان کیا کرتے تھے کہ قیامت کے دن اچھے عمل کرنے والے اپنے عملون پر سوار ہوکر قبرون سے میدان محشر تک جاوین گے اور برے عمل بداعمال لوگونپر سوار ہوجاوین گے گناہون کو بوجھ جو فرمایا اس کا مطلب اس روایۃ سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے سورۃ الاعراف مین گزر چکا ہے کہ عملون کے تولے جانے کے بعد جنکے نیک عملون کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاوینگے اور جنکا بدعملون کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ مین جاوینگے معتبر سند سے مستدرک حاکم اور تفسیر ابن ابی حاتم مین جابر بن عبداللہ کی روایۃ سے ایک حدیث بھی ہے کہ جن لوگون کے بدعملون کا بوجھ قیامت کے دن میزان مین بھاری ہوگا وہ دوزخ مین جاوین گے بدعملون کو برا بوجھ جو فرمایا اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعملون کا بوجھ ایسا برا بوجھ ہے کہ جو گویا آدمی کو دوزخ مین ڈالدے گا۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ

جسدن پھونکین گے صور مین اور گھیر لاوین گے ہم گنہگار ونکو اسدن نیلی آنکھین چپکے چپکے کہتے ہین آپسمین دیر نہیں ہوئی

اِلَّا عَشْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝

تمکو مگر دس دن ہمکو خوب معلوم ہے جو کہتے ہیں جب بولے گا انمین اچھی راہ والا تمکو دیر نہین لگی مگر ایک دن

اگرچہ بعضے سلف کا قول ہے کہ صور کئی دفعہ پھونکا جاویگا لیکن صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمرو سے جو روایۃ ہے اوس مین ہے

منزل ۴

کہ صور دو دفعہ پھونکا جاویگا پہلے صور کی آواز سے تمام دنیا ویران ہو جاویگی اور دوسرے صور کی آواز سے سب زندہ
ہو جاوین گے اکثر صحابہ کا قول ہے کہ دونون صورون کے مابین مین چالیس برس کا فاصلہ ہوگا معتبر سند سے طبرانی مین حضرت
عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسرافیل علیہ السلام صور پھونکین گے ان آیتون مین صور کے بعد حشر کا ذکر ہے اسواسطے یہان
صور سے مطلب دوسرا صور ہے دوزخ مین جانے کے قابل لوگون کی آنکھون کی پتلیان حشر کے دن نیلی ہون گی کہ ان کی
آنکھین بے رونق اور انکی صورتین بری نظر آوین معتبر سند سے ترمذی اور صحیح ابن حبان مین ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جسکا
حاصل یہ ہے کہ آنکھون کے نیلی ہوجانے کے علاوہ میدان محشر مین ایسے لوگون کا منہ بھی کالا ہوجاویگا اور بد اعمال کے
بوجھ کا ذکر فرما کر ان آیتون مین ارشاد ہے کہ ایسے لوگونکو یہ بوجھ اس دن اوٹھانا پڑے گا جس دن دوسرے صور کی آواز
سنکر یہ دوبارہ زندہ ہوجاوین گے اور ایسی حالت سے میدان محشر مین کھڑے ہون گے کہ انکی آنکھین نیلی ہون گی اور
منہ کالا ہوگا مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال وجواب کے
بعد اچھے لوگون کو جنت کا اور برے لوگون کو دوزخ کا ٹھکانا دکھا کر اللہ کے فرشتے جتلا دیتے ہیں کہ ان ٹھکانون مین ہمیشہ
رہنے کے لئے تم کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ دوبارہ
زندہ ہوتے ہی ایسے لوگون کو دوزخ مین ہمیشہ رہنے کا اپنا ٹھکانا یاد آجاویگا اس لئے اس ہمیشہ کے عذاب کی زندگی کے آگے
دنیا مین رہنے کی مدت انکو تھوڑی معلوم ہوگی اور عذاب مین گرفتار ہونے کی پریشانی سے آپس مین چپکے چپکے باتین کرنے
کے طور پر کوئی اوس مدت کو دس دن کی مدت بتلاوے گا کوئی ایک دن کی کوئی پہر دوپہر کی اور کوئی گھڑی بھر کی دس دن اور
ایک دن کا ذکر تو ان آیتون مین ہے پہر دوپہر کا ذکر قد افلح المومنون مین اور گھڑی بھر کا ذکر سورہ الاحقاف مین آویگا۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝

اور تجھسے پوچھتے ہیں پہاڑونکا حال سو تو کہہ کہ انکو بکھیر دیگا میرا رب اڑا کر پھر کر چھوڑیگا زمین کو چٹیل میدان نہ دیکھے تو اسمین موڑ نہ

تفسیر ابن منذر مین حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ
قریش نے جب قرآن شریف مین قیامت کا حال اور دنیا کے ویران ہوجانے کا حال سنا تو پہاڑ ان کے دل مین ایک بڑی
سخت اور پائدار چیز گزری اس لئے اونھون نے اعتراض کے طور پر پوچھا کہ کیا صور پھونکنے سے پہاڑ بھی اڑ جاوین گے انکے
جواب مین اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی سورہ القارعہ مین اللہ تعالی نے پہاڑون کے اڑنے کی تفسیر فرمائی ہے کہ دھنکنے
مین جس طرح روئی ٹکڑے ہوکر اڑ جاتی ہے اسی طرح صور کی آواز سے پہاڑ اڑتے پھرین گے سورہ الحاقہ اور سورہ مزمل
مین پہلے صور کے وقت پہاڑون اور زمین کی اپنی اپنی جگہ سے ٹوٹ کر اوڑ جانے کی زیادہ تفصیل آویگی صحیح بخاری و
مسلم مین سہل بن سعدؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین پر حشر قائم ہوگا وہ زمین
صاف اور چورس ہوگی پہاڑ ٹیلہ مکان اسپر کچھ نہ ہوگا شعب الایمان بیہقی تفسیر عبد الرزاق وغیرہ مین عبد اللہ بن مسعود

کا صحیح قول ہے کہ جس زمین پر حشر قائم ہوگا اسپر کسی نے گناہ بھی نہیں کیا حضرت علی اور انس بن مالک کا قول بھی عبداللہ
بن مسعود کے قول کے موافق ہے اس طرح کی غیب کی بات صحابہ اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے اسواسطے صحابہ کے یہ قول
حدیث نبوی کے برابر ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمر رض کی روایۃ ابھی اوپر گزر چکی ہے کہ پہلے صور کی آواز سے
تمام دنیا ویران ہوجاویگی ان روایتوں کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ پہلے صور کی آواز سے پہاڑ
ٹیلے مکانات سب اس طرح فنا ہوں گے کہ حشر کے قائم ہونے کے لئے دوسرے صور کے وقت نئی زمین جو پیدا کی
جاویگی نہ اس زمین پر ان چیزوں میں سے کوئی چیز پیدا کی جاویگی نہ اوس زمین پر کسی نے کوئی گناہ کیا ہوگا چٹیل میدان
کے معنے صاف میدان کے ہیں ابراہیم بن منذر امام احمد کے زمانہ کے علما میں تھے بخاری اور ترمذی میں ان سے
روایتیں ہیں ابو حاتم نے انکو معتبر علما میں شمار کیا ہے انکی تفسیر میں صحابہ تابعین اور تبع تابعین تک کے قول ہیں
تبع تابعین کے بعد جو تفسیریں مع سند کے لکھی گئی ہیں ابراہیم منذر کی تفسیر بھی اوسی زمانہ کی آخر تفسیروں میں ہے

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۚ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۝

اسدن پیچھے دوڑینگے پکارنے والے کے ٹیڑھ ہی نہیں جسکی بات اور دب گئیں آوازیں رحمن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے مگر کھس کھس کی آواز

صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رض سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے صور کے وقت بدلوگوں کو ایک
آگ گھیر کر انکی قبروں سے میدان محشر تک لے جاوے گی یہ حدیث لا عوج لہ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے
کہ وہ آگ میدان محشر کے راستہ سے بچکر اور کوئی ٹیڑھا راستہ انہیں چلنے نہ دیوے گی اسواسطے سورۃ المعارج میں
میں فرمایا کہ دوسرے صور کی آواز سنکر جب یہ لوگ قبروں سے اوٹھیں گے تو جس طرح اب بتوں کے تھان کی طرف پوجا
کے لئے سیدھے دوڑتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن میدان محشر کی طرف حساب و کتاب کے لئے دوڑتے ہوئے
چلے آویں گے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رض سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ میدان محشر میں گرمی اور پسینے
سے جب لوگ بہت گبھرا ویں گے تو آدم علیہ السلام سے عیسےٰ تک کے انبیا کے پاس اس التجا کے لئے جاویں گے
کہ یہ انبیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب و کتاب کے شروع ہوجانے کی سفارش کر دیں یہ سب انبیا جواب دیویں
گے کہ آج اللہ تعالیٰ کے غصہ کی وہ حالت ہے کہ آج سے پہلے کبھی ہوئی اور نہ اسکے بعد کبھی ہوگی اس لئے ہم اس
سفارش کے باب میں کچھ نہیں کر سکتے آخر خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سفارش کو اپنے ذمہ لیویں گے اور
آپکی سفارش سے حساب و کتاب شروع ہوجاوے گا آپ کی یہ سفارش تمام امتوں کے حق میں ہووے گی اسواسطے
اس سفارش کو بڑی سفارش کہتے ہیں آیۃ میں یہ جو ذکر ہے کہ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کے جلال کے سبب سے سب
کی آوازیں ایسی دب جاویں گی کہ سوائے قدموں کی کھس کھس کی آواز کے کسی کے بولنے کی آواز نہ آوے گی
اس حدیث سے اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جلال کے سبب سے

خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انبیا بھی اس میدان میں اللہ تعالیٰ کے روبرو اور کچھ نہیں بول سکیں گے ۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

اسدن کام نہ آویگی سفارش مگر جسکو حکم دیا رحمن نے اور پسند کی اسکی بات ۔ وہ جانتا ہے جو انکے آگے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ

اور پیچھے اور یہ قابو میں نہیں لاتے اسکو دریافت کرکر اور رگڑتے ہیں منہ آگے اس جیتے ہمیشہ رہتے کے اور خراب ہوا جسنے

ظُلْمًا ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۝

ظلم کا بوجھ اٹھایا اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیاں اور وہ یقین رکھتا ہو سو اسکو ڈر نہیں بے انصافی کا اور نہ دبانیکا

حاصل مطلب یہ ہے کہ ان بت پرستوں کو اپنے بتوں پر یہ جو بھروسہ ہے کہ اگر قیامت قائم ہوئی تو جن نیک لوگوں کی مورتوں کو یہ لوگ پوجتے ہیں وہ نیک لوگ اللہ کی بارگاہ میں سفارش کرکے قیامت کے دن اپنی پوجا کرنے والوں کو دوزخ کے عذاب سے چھڑا لیں گے یہ بھروسہ شیطان کا دھوکہ ہے جس دھوکے میں یہ لوگ پھنس رہے ہیں کیں لئے کہ جب ان لوگوں کو یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ جو شخص شرک میں گرفتار رہ کر بغیر توبہ کے مر جاویگا تو ایسے شخص کے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ قطعی وعدہ ہے کہ ایسا شخص ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں گرفتار رہے گا کسی طرح اسکی بخشش نہ ہوگی اس لئے کسی مشرک کے حق میں اللہ تعالیٰ کسی کو سفارش کرنے کی اجازت نہ دیگا اور یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے برخلاف نیک لوگوں کا اپنے پوجا کرنے والوں کی سفارش کا کرنا تو درکنار بلکہ ان مشرکوں کے شرک کے سبب سے قیامت کے دن وہ نیک لوگ ان مشرکوں کی صورت سے بیزار ہو جاوینگے کیونکہ نیک لوگوں کے دل میں اللہ کی وحدانیت اور شرک سے بیزاری کی جو بات تھی وہی اللہ کو پسند آئی اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اونکو سفارش کا مرتبہ دیا پھر وہ مشرکوں کی شفاعت کرکے جس شرک سے بیزار تھے اسکے حامی کیونکر بن سکتے ہیں اس لئے ان مشرکوں کی یہ بڑی نادانی ہے کہ جس بات سے اللہ کے نیک بندے بیزار ہیں یہ مشرک لوگ اسی بات کا ان نیک لوگوں کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں پھر فرمایا ہر ایک شخص کے دنیا کے عملوں کا حال اور اس کا عقبی کا انجام اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے انسان اس غیب دان کے علم کی حد کو نہیں پہنچ سکتا اس نے قیامت کے دن کا یہ غیب کے فیصلہ لوگوں کو جتلا دیا ہے کہ اس دن مشرک لوگ نقصان اٹھاوینگے اور ایماندار نیک عمل لوگوں کو اس دن کچھ نقصان نہ پہنچیگا اور صاحب قدرت وہ ایسا ہے کہ اسکی قدرت کے آگے سب عاجز اور اوسکی بارگاہ میں ناک رگڑتے اور گڑگڑاتے ہیں اسواسطے اسکے حکم اور فیصلہ کو کوئی ٹال نہیں سکتا ان مشرکوں نے اس کے فیصلہ کے برخلاف یہ بات جو تراش رکھی ہے کہ اول تو قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر قائم ہوئی تو جن نیک لوگوں کی مورتوں کی یہ مشرک لوگ پوجا کرتے ہیں وہ اپنے پوجا کرنے والوں کو اس دن دوزخ کے عذاب سے بچا لیویں گے

ان مشرکون کو اپنی اس تراشی ہوئی بات کا انجام وقت پر معلوم ہو جاویگا دنیا کے بادشاہون کے حکم مین یہ بات
جو پائی جاتی ہے کہ ایک بادشاہ کوئی حکم جاری کر کے مرجاتا ہے اور پھر اسکے مرجانے کے بعد اس کا جانشین اس حکم
کو بدل ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے۔ اور قائم رہنے والا ہے نہ اوسکا کوئی جانشین ہے نہ اوس کے کسی
حکم کو کوئی بدل سکتا ہے صحیح مسلم مین جابر بن عبداللہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس شخص کے اعمال نامہ مین شرک نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کے اور گناہون کے بخشدینے مین کچھ دریغ
نہ ہوگا اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ سفارش کے قبول ہونے اور گناہون کے
معاف ہوجانے کے لئے نامہ اعمال مین شرک نہ ہونا چاہیئے مشرکون نے سفارش کے باب مین جو بات تراش
رکھی ہے۔ جس کا ذکر اوپر گزرا وہ بالکل غلط ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ
اور اسی طرح اتارا ہمنے قرآن عربی زبان کا اور پھیر پھیر سنایا اس مین ڈر کا شاید وہ بچ چلین یا ڈالے انکے
لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ
دل مین سوچ سو بلند درجہ اللہ کا اس سچے بادشاہ کا اور تو جلدی نکر قرآن لینے مین جب تک نپورا ہو چکے
وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝
اسکا اترنا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری بوجھ اور ہمنے تقید کردیا آدم کو اس سے پہلے پھر بھولگیا اور نہ پائی ہمنے اسمین کچھ ہمت

منزل ۴ ع ۱۵

اوپر ذکر تھا کہ جس طرح اس سورت مین پہلے لوگون کے چند قصے بیان کئے گئے ہیں اسی طرح قرآن مین جگہ جگہ پچھلے انبیا
اور پچھلی امتون کا ذکر آیا ہے تاکہ لوگ ان پڑھ رسول سے یہ غیب کی باتین سنکر قرآن کو اللہ کا کلام اور جن پر یہ قرآن
اوترا ہے اون کو اللہ کا رسول جان لیوین ان آیتون مین فرمایا جس طرح قرآن مین جگہ جگہ پچھلے انبیا اور پچھلی امتون
کا ذکر ہے اسی طرح عذاب آخرت سے ڈرانے کی آیتین بھی اہل مکہ کی بول چال کی عربی زبان کے موافق قرآن مین
جگہ جگہ ہین تاکہ یہ لوگ عذاب آخرت کی آیتون کو سنکر شرک سے باز آوین اور عذاب آخرت سے بچین اور پچھلی امتون
کے ہلاکت کے قصے سنکر اور شام کے ملک کے سفر مین قوم ثمود اور لوط کے اجڑے ہوئے مکانات کو دیکھکر دنیا کے عذاب
سے بھی ڈرتے رہیں اور یہ یاد رکھین کہ جو شرک کی باتین یہ لوگ کر رہے ہیں کہ بتون کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہین فرشتون
کو اللہ کی بیٹیان کہتے ہین اللہ کی شان ان باتون سے بہت بلند ہے۔ اور اسکی بادشاہت ایسی سچی ہے کہ اسمین
کوئی اس کا شریک نہیں ہے یہ اسکی بردباری ہے کہ وہ اپنی شان اور اپنی بادشاہت کے برخلاف باتین ان
لوگون کی سنتا ہے اور اون پر کسی طرح کا عذاب نہین بھیجتا۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسی اشعری
کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے بڑھکر کون بردبار ہو سکتا ہے

کہ وہ لوگون سے اپنی شان کے برخلاف باتین سنتا ہے اور پھر ایسے لوگون کے آرام کا انتظام قائم رکھتا ہے سورۃ الزمر اور سورۃ المومن مین آویگا کہ پہلا صور پھونکا جاکر جب تمام دنیا ویران ہو جاویگی تو اس ویرانی کے زمانہ مین اللہ تعالے یہ فرماویگا کہ آج وہ بادشاہت کا دعویٰ کرنے والے کہان گئے اسوقت کوئی جواب دینے والا موجود نہ ہوگا اس لئے پھر خود فرماویگا کہ ساری بادشاہت اللہ ہی کی ہے ان آیتون مین اللہ تعالیٰ کی بردباری اور سچی بادشاہت کا جو ذکر ہے اس کا مطلب ابو موسیٰ اشعری کی روایت اور سورۃ الزمر اور سورہ المومن کی آیتون سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے قرآن شریف مین لفظ وہی ہین جو اہل مکہ رات دن بولتے تھے اسی واسطے قرآن کو اہل مکہ کی بول چال کے موافق کہا جاتا ہے لیکن اہل مکہ ان لفظون کو اپنی نظم اور نثر مین جن ڈھنگون سے برتا وین لاتے تھے قرآن شریف کا ڈھنگ ان سب سے نرالا ہے اس سبب سے اہل مکہ کے منکرین قرآن جب قرآن کی آیتون کو سنکر بے قابو ہو جاتے تھے تو اس کو جادو بتلاتے تھے جس سے انکا مطلب یہ تھا کہ اس قرآن مین اگرچہ لفظ وہی ہین جو رات دن ہم بولتے ہین لیکن جادو کے خلاف عادت باتون سے جس طرح آدمی کا دل بے قابو ہو جاتا ہے یہی حال اس قرآن کا ہے کہ لوگ اس کو سنکر یہان تک بے قابو ہو جاتے ہین کہ اپنے باپ دادا کے طریقہ کو چھوڑ کر قرآن کی پیروی اختیار کر لیتے ہین مستدرک حاکم مین حضرت عبد اللہ بن عباس کی صحیح روایت سے ولید بن مغیرہ کا جو قصہ ہے اس مین ولید بن مغیرہ نے قرآن کی آیتین سنکر قریش سے یہی بات کہی تھی کہ تم سب مین کوئی شخص مجھ سے زیادہ عربی زبان کی نظم و نثر سے واقف نہیں ہے اور مجھکو جنات کے بھی بہت سے شعر یاد ہین لیکن اس قرآن مین تو ایسا ایک جادو کا اثر ہے جو ہم لوگون کی نظم و نثر سے بالکل نرالا ہے اسی واسطے قرآن کی آیتین سنکر میرا دل بے قابو ہو گیا جبیر بن مطعم کی روایت صحیحین وغیرہ مین ہے جسمین وہ کہتے ہین کہ اسلام لانے سے پہلے سورہ والطور کو سنکر میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ اگرچہ قرآن شریف کی آیتون کے لفظ وہی ہین جو اہل مکہ رات دن بولتے تھے لیکن ان ہی لفظون سے مطلب کو اس طرز سے ادا کیا گیا ہے جس سے اہل مکہ لاجواب اور انکے دل بے قابو ہوتے تھے ابتدائے وحی کے زمانہ مین جب جبرئیل علیہ السلام وحی لاتے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کی قرات کے ساتھ ساتھ وحی کی آیتون کو خود بھی پڑھنا شروع کر دیتے تھے تا کہ کوئی آیۃ بھول نہ جاوین اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کا بھولے سے گیہون کھانے کا قصہ یاد دلاکر یہ جتلایا کہ بنی آدم مین بھول کی عادت اگرچہ موروثی ہے لیکن اے رسول اللہ کے اگر تم اپنے علم کی ترقی کی دعا اللہ سے مانگتے رہوگے تو اللہ تعالی جل شانہ کے حکم سے قرآن کی پچھلی آیتین بھی تمکو یاد رہین گی اور قرآن کی نئی نئی آیتون سے روز بروز تمہارا علم بڑھتا رہے گا آدم علیہ السلام نے اللہ تعالی کے حکم کے برخلاف گیہون کا دانہ جو کھایا اس قصہ کے ذکر کرنے سے اللہ تعالی نے اپنے رسول کی یہ تسکین بھی فرمائی ہے کہ قریش سیدھی سیدھی باتین جو قرآن کی نہیں مانتے اور شیطان کے بہکانے مین آنکر اللہ کے حکم کے برخلاف کام کرتے ہین یہ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے انسان

منزل ۴

انکی ایک قدیمی عادت ہے اس لئے اس کا کچھ رنج نہیں کرنا چاہئے صحیح بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر حوا نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کے برخلاف شیطان کے کہنے میں نہ آتی
اس حدیث سے ان علما کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ شیطان کے بہکانے سے پہلے حوا نے گیہوں کے
دانے کھائے اور پھر آدم علیہ السلام کو بھی ان دانوں کے کھالینے کی رغبت دلائی اس قول کے موافق ولم نجد لہ عزما کا
مطلب یہ ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کے مزاج میں شیطان کی مخالفت کی پوری ہمت ہوتی تو وہ کبھی حوا کا کہنا ماننے میں
جلدی نہ کرتے موضح القرآن میں یہی قول لیا گیا ہے لیکن بعضے سلف نے ولم نجد لہ عزما کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آدم
علیہ السلام نے گیہوں کھانے کا کام کچھ دل کے عزم سے نہیں کیا بلکہ بھول کر کیا ان آیتوں میں بھول کا لفظ ہی یہ مطلب
اسکے موافق ہے دل کے مضبوط ارادہ کو عزم کہتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتوں میں بھول کا لفظ موجود ہونے سے
علما نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ انبیا سے کبیرہ گناہ تو ہوتا ہی نہیں اور صغیرہ گناہ بھی جان بوجھ کر نہیں بلکہ بھول سے ہوتا ہے

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ
اور جب کہا ہمنے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے پھر کہہ دیا ہمنے اے آدم یہ دشمن تیرا ہے اور تیرے جوڑے کا
فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ
سو نکلوا نہ دے تمکو بہشت سے پھر تو تکلیف میں پڑے گا تجکو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس
لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰي شَجَرَةِ
کھینچے تو اس میں دھوپ پھر جی میں ڈالا اسکے شیطان نے کہا اے آدم میں بتاؤں تجکو درخت سدا
الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا
جینے کا اور بادشاہی جو پرانی نہ ہو پھر دونوں کھا گئے اس میں سے پھر کھل گئیں انپر انکی بری چیزیں اور لگے گانٹھنے اپنے
مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۡ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ قَالَ اهْبِطَا
اوپر پتے بہشت کے اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر نواز اسکو اسکے رب نے پھر متوجہ ہوا اور راہ پر لایا فرمایا
مِنْهَا جَمِيْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ڏ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝
یہاں سے دونوں لگے رہو ایک دوسرے کے دشمن پھر کبھی پہنچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر پھر جو چلا میری بتائی راہ پر نہ وہ

منزل ۴

یہ قصہ سورۃ بقر اور سورہ اعراف میں گزر چکا ہے حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ فرشتوں پر انسان کی بزرگی ظاہر ہو جانے
کے لئے کعبہ کی طرح آدم علیہ السلام کو قبلہ ٹھہرا کر جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سوائے شیطان کے
اور سب فرشتوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور فقط شیطان نے اس حکم کی تعمیل میں سرکشی کی راہ سے یہ عذر پیش کیا
یا اللہ تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور آگ مٹی سے بہتر ہے اس لئے آدم کو قبلہ ٹھہرا کر میں سجدہ

کیونکر کرسکتا ہون شیطان نے نہ سمجھا کہ نور نار سے بہتر ہے پھر نوری فرشتون نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل جب فوراً بلا عذر
کرلی تو اس ناری جسم کو کسی عذر کے پیش کرنے کا کیا موقع باقی رہا غرض اس سرکشی کی سزا مین اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مردود
ٹھہرا کر آسمان پر سے زمین پر اوتار دیا اور آدم علیہ السلام کو یہ جتلا دیا کہ تمہارے سبب سے شیطان کو یہ ذلت ہوئی ہے اسی واسطے
شیطان تمہارا اور تمہاری بی بی حوا کا دشمن ہوگیا ہے وہ تم کو جنت سے زمین پر اوتار دینے کی تدبیر کریگا تم اُس کا کہنا
ہرگز نہ ماننا کیونکہ اگر تم نے شیطان کا کہنا مان کر جس درخت کے پھل سے تم کو روکا گیا ہے وہ پھل کھا لیا تو پھر تمکو
زمین پر اتار دیا جاوے گا جہان تمہین طرح طرح کی تکلیفین اوٹھانی پڑین گی محنت سے کھیتی نہ کروگے تو بھوکے اور
کپڑون کی تدبیر نہ کروگے تو ننگے رہوگے ہاتھ سے پانی نہ بھروگے تو پیاس اور دھوپ مین کھیتی کروگے تو گرمی کی
تکلیف اوٹھاؤگے یہ جنت کی سی راحت جاتی رہے گی کہ میوون کی کثرت کے سبب سے کبھی بھوکے نہین رہتے لباس
وہ ہے کہ جو نہ کبھی پھٹ کر اوترے گا نہ ننگے ہوگے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق آدم علیہ السلام
اور حوا کا جنت مین لباس ایسا تھا جیسے ہاتھ پیرون کی انگلیون کے ناخن ہین پھر فرمایا جنت مین پانی کی نہرین جاری
ہین اور یہان سورج نہیں ہے اسواسطے یہان پیاس اور گرمی کی تکلیف نہین اوٹھانی پڑتی اللہ سچا ہے اور اُس کا
علم غیب سچا ہے اُسنے اپنے علم غیب کے موافق یہ بات جو آدمؑ کو جتلائی تھی کہ شیطان آدم علیہ السلام کے اور اون کی
بی بی حوا کے جنت سے نکلوا دینے کی تدبیر مین لگا ہوا ہے آخر اُس کا ظہور یہ ہوا کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے
دل مین یہ وسوسہ ڈالا کہ اس درخت کے پھل سے آدم علیہ السلام کو اسواسطے منع کیا گیا ہے کہ اگر آدم علیہ السلام اُس پھل کو کھالیوین
گے تو ہمیشہ جنت مین رہین گے آدم علیہ السلام اور حوا شیطان کے اس فریب مین آگئے اور دونون نے گیہون کے دانے کھالئے گیہون کے دانے
کھاتے ہی جنت کا لباس اوتر گیا اور دونون ننگے ہوکر انجیر کے پتون سے اپنے ستر کو ڈھانکنے لگے گیہون کے کھانے سے
اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو منع جو کیا تھا اوس امتناعی حکم کا خیال آدم علیہ السلام نے نہین رکھا اسلئے فرمایا کہ شیطان
کے بہکانے سے آدم علیہ السلام بھک گئے اور اونھون نے اللہ کے حکم کو ٹال دیا لیکن اللہ نے آدم علیہ السلام کے
حال پر یہ مہربانی کی کہ اونہین توبہ کی توفیق دیکر زمین پر اوتار دینے کے بعد انکی توبہ قبول کی حضرت عبداللہ بن عباس کے
قول کے موافق گناہ کے دو سو برس کے بعد آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اب آگے آدم علیہ السلام اور شیطان کو زمین
پر اوتارنے کا حکم دیکر فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے مطلب یہ ہے کہ شیطان اولاد آدم کے بہکانے کی دشمنی
سے کبھی باز نہ آویگا لیکن آسمانی کتابین اور رسول بھیجکر قیامت تک اللہ تعالیٰ آدم کی اولاد کو شیطان کے پھندے
سے بچنے کی ہدایت فرماتا رہے گا اس لئے جو لوگ اُس ہدایت کے پابند بنکر شیطان کو اپنا دشمن اور رسولون کو اپنا پیشوا
قرار دین گے وہ دنیا مین شیطان کے پھندے سے اور عقبیٰ مین اُسکے خمیازہ سے بچے رہین گے ترمذی نسائی وغیرہ
کے حوالہ سے حارث اشعری کی صحیح روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

منزل ۴

اللہ کی یاد سے بڑھکر شیطان کے پھندے سے بچانے والی کوئی چیز دنیا مین نہین ہے۔ اسی طرح مسند امام احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے ابو سعید خدری رضی کی صحیح روایۃ بھی کئی جگہ گزر چکی ہے۔ جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب شیطان ملعون ٹھیرایا جاکر آسمان پر سے نکالا جانے لگا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے روبرو اولاد آدم کے بہکانے کی قسم کھائی اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے جاہ و جلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ اولاد آدم مین سے جو شخص گناہ کرکے توبہ استغفار کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اسکے ہر طرح کے گناہ معاف کرتا رہے گا ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ شیطان اولاد آدم کے بہکانے کی دشمنی سے کبھی باز نہ آویگا لیکن جو لوگ عبادت آلٰہی اور گناہ کے بعد خالص دل سے توبہ استغفار مین مصروف رہین گے اون کے حق مین شیطان کی دشمنی بالکل رایگان جاویگی

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ

اور جسنے منہ پھیرا میری یاد سے تو اسکو ملتی ہے گزران تنگی کی اور لاوینگے ہم اسکو قیامت کے دن اندھا وہ کہیگا اے

اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝

اندھا اور مین تو تھا دیکھتا فرمایا یونہیں پہنچی تھین تجکو ہماری آیتین پھر تو نے انکو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجکو

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے قرآن کے نازل فرمانے کا اور قرآن مین ہر طرح کی نصیحت کا تذکرہ ہونے کا ذکر فرمایا اس ذکر کی ذیل مین ایک ذکر یہ آگیا تھا کہ جب حضرت جبرئیل قرآن کی کوئی آیۃ لیکر آتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس خوف سے کہ آیۃ کا کوئی لفظ بھول نہ جاوین ساری آیۃ کو حضرت جبرئیل کے پورا کرنے سے پہلے ایک ایک دو دو لفظ جو حضرت جبرئیل کے مونھہ سے نکلتے جاتے انکو یاد کرنے لگ جاتے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے بیچ مین اپنے رسول کو یہان اور سورۃ القیامہ مین یہ ہدایت فرمائی کہ حضرت جبرئیل جو اللہ کا حکم لاتے ہین جب وہ اسکو پورا سنا دیا کرین اسوقت تم آیۃ کو یاد کرنا شروع کیا کرو پھر شیطان کا حضرت آدم کو بہکانے اور حضرت آدم کے اس حکم آلٰہی کے بھول جانے کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے گیہون کھانے کی ممانعت کا دیا تھا یہ ذکر اس لئے فرمایا کہ آنحضرت جو بھول چوک کے خوف سے آیۃ کے لفظون کو جلدی کرکے یاد کرتے تھے وہ بھی کچھ بیجا بات نہ تھی کیونکہ حضرت آدم کے زمانہ سے شیطان کے بہکانے سے انسان کا کسی بات کو بھول جانا ہر ایک انسان کی ایک عادتی بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے سنقرئک فلا تنسیٰ نازل فرماکر وحی مین بھول چوک کا دخل نہ ہونے کا وعدہ فرمالیا ہے اس لئے وحی مین اس عادت انسانی کا دخل باقی نہیں رہا سلف سے لیکر خلف تک تمام علما امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیا کو حکم آلٰہی کے پہنچانے مین غیب سے اس طرح کی حفاظت ہے کہ کبھی ان سے اس مین غلطی نہیں ہوتی آنحضرت چھ مہینے تک جادو کے اثر مین جن دنون مبتلا رہے اون دنون مین بھی دنیاوی بعضی باتون مین آپکو ایک طرح کی بھول رہی مگر دینی ابواب مین اس حفاظت غیبی کے سبب سے کبھی آپنے کوئی بات بھول چوک کی نہین کی حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی آیتون کی مناسبت کے سبب سے ان آیتون مین اللہ تعالیٰ نے

نے اولاد آدم میں سے اون لوگون کا ذکر فرمایا ہے جو شیطان کے بہکانے سے قرآن شریف کی نصیحتون کو بالکل سنتے ہی نہیں یا وہ لوگ جو قرآن کو یاد کر کے پھر غفلت سے بھلا دیتے ہیں جو لوگ قرآن شریف کی نصیحتون پر بالکل ایمان نہیں لاتے وہ پھر جو کچھہ قبر مین اور قیامت قائم ہونے کے بعد دوزخ مین عذاب ہوگا اس کا ذکر تو جگہ جگہ قرآن شریف کی عذاب کی آیتون مین آچکا ہے قرآن شریف کا پڑھ کر بھول جانا اکثر صحابہ کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے ابوداؤد اور ترمذی مین حضرت انسؓ کی وہ حدیث جو ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت کے گناہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے روبرو لائے گئے تو قرآن شریف کے پڑھ کر بھول جانے سے بڑا کوئی گناہ میں نے نہیں پایا اس حدیث کی سند ضعیف ہے اسی طرح ابوداؤد کی حضرت سعیدؓ بن عبادہ کی وہ حدیث جو ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف پڑھ کر جو بھول جاویگا وہ قیامت کے دن کوڑہی ہو کر اوٹھے گا اس کی سند بھی ضعیف ہے لیکن مسند امام احمد مین یہ حدیث دوسری سند سے بھی حضرت عبادہ بن صامت سے آئی ہے اس لئے ایک سند سے دوسری سند کو تائید ہو کر قرآن شریف کے بھولنے والے کا کوڑہی ہو کر قیامت کے دن اوٹھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو قیامت کی اس رسوائی سے بچاوے اور سب مسلمانون کو یہ توفیق دیوے کہ قرآن شریف پڑھ کر کوئی نہ بھولے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جس شخص نے آسمانی کتاب اور اللہ کے رسول کو نہ مانا وہ مرتے ہی عذاب قبر مین گرفتار ہوگا معیشۃ ضنکا کی تفسیر مین اگرچہ سلف کے کئی قول ہیں لیکن حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین عذاب قبر کی تفسیر کو ترجیح دی ہے معتبر سند سے مسند بزار مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین خود صاحب وحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معیشۃ ضنکا کی تفسیر عذاب قبر کی فرمائی ہے۔ آگے فرمایا کہ ایسا شخص قیامت کے دن اندھا اوٹھے گا اور جب وہ عرض کریگا کہ یا اللہ مین تو دنیا مین آنکھون والا تھا تو جواب ملے گا کہ تو نے ظاہری آنکھون سے اللہ کی قدرت کی نشانیون کو نہین دیکھا اور دل کی آنکھون سے آسمانی کتاب کی نصیحت کو نہین سمجھا اس لئے آج تو بھولے بسرے شخص کی طرح اللہ کی رحمت سے دور پڑ کر ظاہری اور دلی آنکھون سے اندھا اوٹھا دلی آنکھون سے اندھا اوٹھنے کا یہ مطلب ہے کہ اپنے بچاؤ کی کوئی بات ایسا شخص دل مین نہ سوچ سکے گا بلکہ جو بات سوچے گا وہ بچاؤ سے کوسون دور ہوگی چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن بعضے گنہ گار گناہون کے انکار کو اپنے بچاؤ کا سبب خیال کرین گے لیکن اللہ تعالیٰ انکے ہاتھہ پیرون سے گناہون کی گواہی دلوا کر انکو دوزخ کے قابل ٹھہراویگا مسند امام احمد اور ابوداؤد مین براءؓ بن عازب کی صحیح روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی ہدایت فرما کر فرمایا نافرمان لوگ جب قبر مین منکر نکیر کے سوالون کا پورا جواب نہ دیوین گے تو انکی قبرون مین آگ کا فرش بچھا کر آگ کا لباس انکو پہنا دیا جاویگا اور دوزخ کی گرم ہوا بھی انکی قبرون مین آتی رہے گی اور انکی قبرون کو یہانتک تنگ کیا جاویگا کہ انکی پسلیان ٹوٹ جاوین گی اور ایک بہرہ گونگا فرشتہ لوہے کا اتنا بھاری ہتھوڑا لیکر آوے گا کہ اگر وہ ہتھوڑا پہاڑ پر بھی مارا جاوے تو وہ پہاڑ مٹی ہو جاوے یہ فرشتہ اس ہتھوڑے

سے ہر وقت ان لوگون کو مار مار کر ان کے جسمون کو خاک کر دیگا اور پھر اس خاک سے جسم بنایا جا کر اس مین روح پھونکدی جاویگی ایسے لوگون پر بھی عذاب قیامت تک رہے گا کیونکہ عذاب قبر کی میعاد قیامت تک کی ہے اسی واسطے آگے فرمایا قیامت کے دن کا عذاب قبر کے عذاب سے زیادہ سخت ہوگا براء بن العازب کی اس حدیث کو اوپر کی ابوہریرہ کی حدیث کی تفسیر کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ابوہریرہ کی حدیث مین معیشۃ ضنکا کی تفسیر عذاب قبر کو قرار دیا گیا ہے اور اس براء بن العازب کی حدیث مین عذاب قبر کی تفصیل ہے براء بن العازب کی روایت مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی جو ہدایت فرمائی اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ گنہگار کلمہ گو لوگون پر بھی عذاب قبر ہوگا بعضے مفسرین نے معیشۃ ضنکا کی تفسیر قیامت کے دن کے عذاب کو جو ٹھہرایا ہے وہ تفسیر قوی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ آگے آیۃ مین قیامت کے دن کے عذاب کا جدا ذکر ہے اور یہی ہے کہ جس عذاب کا ذکر معیشۃ ضنکا کے لفظون سے کیا گیا ہے قیامت کے دن کا عذاب اس سے زیادہ سخت اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے علاوہ اس کے مسند بزار کے حوالہ سے ابوہریرہ کی معتبر روایۃ جو اوپر گزری معیشۃ ضنکا کی یہ دوسری تفسیر اس روایۃ کے بھی برخلاف ہے۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ○

اور اسی طرح بدلا دینگے ہم اسکو جن نے ہاتھ چھوڑا اور یقین نہ لایا اپنے رب کی باتون اور پچھلے گھر کا عذاب سخت اور بہت دیر رہتا

منزل ۴

اوپر ان لوگون کا ذکر تھا جو قرآن کے اللہ کا کلام ہونے کے منکر ہیں جیسے اہل کتاب اور مشرکین مکہ اب اس آیۃ مین مشرکون کا یہ ذکر ہے کہ جس طرح منکرین قرآن پر عذاب قبر ہوگا جنکا ذکر اوپر گزرا اسی طرح ان لوگون پر بھی ہوگا جو شرک مین بھی گرفتار ہین اور قرآن کے بھی منکر ہیں مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ رض کی معتبر حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال کے بعد اچھے لوگون کو انکا جنت کا ٹھکانہ اور برے لوگون کو انکا دوزخ کا ٹھکانا فرشتے دکھا کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ ان ٹھکانون مین رہنے کے لئے قیامت کے دن تم کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا ابوداؤد اور مسند امام احمد کے حوالہ سے براء بن العازب کی صحیح حدیث جو اوپر کی آیتون کی تفسیر مین گزری اوس مین یہ بھی ہے کہ برے لوگ قیامت کے قائم نہ ہونے کی ہمیشہ قبر مین دعا مانگتے رہتے ہیں یہ حدیثین والعذاب الاخرۃ اشد وابقی کی گویا تفسیر ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ برے لوگ اپنے دوزخ کے ٹھکانے مین عذاب قبر سے زیادہ عذاب مرتے ہی دیکھ لیتے ہیں اس لئے اس کے آگے عذاب قبر کو غنیمت جانکر یہ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہو اور اون کو دوزخ کے ٹھکانے مین نہ رہنا پڑے تو اچھا ہے۔

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

سو کیا انکو سوجھ نہ آئی اس سے کہ کتنی کھپا دین ہمنے پہلے انسے سنگتین یہ پھرتے ہیں انکے گھرون مین اس مین خوب

لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّھٰی ○ وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ لَکَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّی ○

نشانیان ہین عقل والون کو اور کبھی نہ ہوتی ایک بات نکل گئی تیرے رب سے تو مقرر ہوتا مذبھیڑ آجانا اور جو نہ ہوتا وعدہ ٹھہرا

اوپر عذاب قبر اور عذاب آخرت کا ذکر تھا ان آیتون مین فرمایا اس عذاب کی قدر تو مرنے کے بعد کھل جاویگی لیکن دنیا مین سوداگری کی غرض سے یہ لوگ اکثر ملک شام کا سفر کرتے رہتے ہین اور اس سفر مین قوم ثمود اور قوم لوط کی اجڑی ہوئی بستیان اونہین نظر آیا کرتی ہین اون بستیون کو دیکھکر اون مین کے سمجھہ دار لوگون کو کیا یہ عبرت نہیں ہوتی کہ جو کوئی اون اجڑی ہوئی قومون کے قدم بقدم چلے گا اوس کا بھی مرنے سے پہلے وہی انجام اللہ کی قدرت سے کچھہ بعید نہیں ہے جو انجام اون اجڑی ہوئی قومون کا ہوا پھر فرمایا آن لوگون کی سرکشی تو یہان تک بڑھ گئی ہے کہ ابتک سوائے مکہ کے قحط کے اور کسی عذاب کی ایسی بلا اون کو آنکر چمٹ جاتی جس سے اونہین پیچھا چھوڑانا مشکل ہوجاتا لیکن اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا کا ایک انتظام قرار پاکر ہر کام کا وقت مقرر ہوچکا ہے اوس وقت مقررہ تک اگر یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو علاوہ عذاب قبر اور عذاب قیامت کے دنیا مین بھی اون پر کوئی ایسی سخت آفت آجاویگی جس سے اون کی ساری سرکشی خاک مین ملجاوے گی اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے اس کی سورت کے نازل ہونے کے کچھہ عرصہ کے بعد بدر کی لڑائی کے وقت اہل مکہ مین کے بڑے بڑے سرکشون پر آفت کے آجانے کا وقت مقررہ ان پہونچا کہ دنیا مین یہ لوگ بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب قبر مین گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جھٹلانے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون کی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت سے یہ قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالی نے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر جو کچھہ دنیا مین ہونے والا تھا وہ سب لوح محفوظ مین لکھہ لیا ہے اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھہ مین آجاتی ہے کہ دنیا مین جو کچھہ ہوتا ہے وہ لوح محفوظ کے لکھے کے موافق وقت مقررہ پر ہوتا ہے وقت مقررہ سے پہلے سرکشی کے طور پر اہل مکہ عذاب کی جلدی کرتے رہے مگر عذاب آیا وقت مقررہ کے آتے ہی ایسی سخت آفت آئی کہ اون مین کے بڑے بڑے سرکشون کی ساری سرکشی خاک مین مل گئی مکہ کے قحط کا قصہ صحیح بخاری کی عبد اللہ بن مسعود کی روایت کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے کہ قریش نے جب بہت سرکشی اختیار کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مکہ مین سخت قحط پڑا یہ اوپر گزر چکا ہے کہ قرآن شریف مین لفظ وہی ہین جو اہل مکہ رات دن بولتے تھے مگر اون ہی لفظون کا برتاؤ قرآن شریف مین اس طرز سے بیان سے کیا گیا ہے جس طرز بیان کو سنکر اہل مکہ مین کے منکر قرآن کا مقابلہ نہین

منزل ۴

کر سکتے تھے جیسے مثلاً ان آیتوں میں آخری آیۃ کا مطلب یہ تھا ولولا کلمۃ سبقت من ربک واجل مسمی لکان لزاما
قرآن شریف کی طرز ادائے مطلب میں واجل مسمی کو لکان لزاما کے بعد ذکر کیا جاکر دوسری آیۃ کے فاصبر علی ما
یقولون سے اسکو ملا دیا جس سے یہ مطلب نکلا کہ اہل مکہ کے دنیاوی عذاب کا وقت مقررہ گویا اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کی صبر کی مدت سے ملا ہوا ہے کچھ بہت دور نہیں ہے اور پھر لفظوں کے آگے پیچھے کر دینے سے علم غیب
کا جو مطلب آیۃ میں جتلایا گیا تھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ دنوں صبر کرنے کے بعد بدر کی لڑائی کے وقت
اس کا ظہور بھی ویسا ہی ہوا حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن شریف کی ایسی ہی باتوں نے مخالفوں کو قرآن شریف کے مقابلہ
سے عاجز کر دیا تھا اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے آگے نہ انسان کے علم کی کچھ حقیقت ہے نہ جنات کے علم کی
اب اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے موافق جس طرز بیان سے قرآن شریف کے لفظوں کا برتاؤ کیا ہے اور غیب کی خبروں
اوس برتاؤ سے بیان کی گئی ہیں کسی کی کیا طاقت ہے کہ اُس کا مقابلہ کر سکے اسی واسطے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا
کہ انسان اور جنات دونوں جمع ہو کر بھی اس قرآن کے مقابلہ کا ارادہ کریں تو عاجز آجاویں موسیٰ علیہ السلام اور خضر
علیہ السلام کے قصہ میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایۃ گزر چکی ہے جس میں خضر
علیہ السلام نے اللہ کے علم کو دریا اور مخلوق کے علم کو اُس دریا میں کے ایک قطرہ کی مثال سے سمجھایا ہے اس حدیث
سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے موافق نازل فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ
کے علم کے مقابلہ میں مخلوق کا علم ایسا ہے جس طرح دریا کے مقابلہ میں پانی کا ایک قطرہ پھر ایک قطرہ کی کیا ہستی ہے
جو دریا کا مقابلہ کرے اس لئے مخلوقات میں سے کسی کو یہ طاقت نہیں کہ وہ قرآن کا مقابلہ کر سکے۔

منزل ۴

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا

سو تو سہتا رہ جو کہیں اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب سے پہلے

وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ○

اور کچھ گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر اور دن کی حدوں پر شاید تو راضی ہوگا

بعضے مفسرین نے آیت کے اس ٹکڑے کو درگزر کی آیتوں میں گن کر آیۃ جہاد سے اسکو منسوخ لکھا ہے لیکن اوپر بیان ہوچکا ہے
کہ درگزر کی کوئی آیۃ جہاد کے حکم سے منسوخ نہیں ہے مکہ کے مشرک لوگ کبھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہتے
تھے کبھی شاعر کبھی جادوگر اسپر فرمایا اے رسول اللہ کے یہ تہمتیں جتلادیا گیا ہے کہ اللہ کے انتظام میں ہر کام کا وقت مقرر ہے
اسکے آنے تک کچھ دنوں صبر کرنا اور رات دن میں جو نمازیں اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کر دی ہیں دل لگا کر انمیں مصروف رہنا چاہیے
تمہارے صبر اور تمہاری عبادت کا بدلہ دنیا اور آخرت میں وقت مقررہ پر آتا ملے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے اللہ سچا ہے اللہ کا
وعدہ سچا ہے جن تہمتوں کی حمایت میں مکہ کے مشرک لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذلت کے درپے تھے اور آپ کو دیوانہ کہتے

کتے تھے کچھ دنوں کے صبر کے بعد دنیا میں تو آیت کے وعدہ کا یہ ظہور ہوا کہ فتح مکہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ سے ان بتوں کو خوب ذلیل کرایا چنانچہ صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتیں کئی جگہ گزر چکی ہیں کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر ان بتوں کو زمین میں ڈال دیا اور کسی مشرک نے دم نہیں مارا اور آخرت میں آیت کے وعدہ کا یہ ظہور ہوگا کہ امت میں کے جن گنہگاروں کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا آپ کی سفارش سے وہ جنت میں داخل ہو جاویں گے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ابوسعید خدریؓ کی روایت سے شفاعت کی ایک بڑی حدیث ہے جس میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے اس سفارش کے قبول ہو جانے سے آپ کا دل بہت خوش ہوگا چنانچہ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن کا اپنی امت کا انجام یاد کر کے رونے لگے اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول اللہ کے رونے کی کوئی بات نہیں ہے قیامت کے دن تمہاری امت کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جاوے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے ابوسعید خدری کی حدیث عبداللہ بن عمر کی حدیث کی گویا تفسیر ہے کیونکہ عبداللہ بن عمر کی حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کے دن کی خوشی کا ذکر مبہم طور پر تھا ابوسعید خدری کی حدیث سے معلوم ہو گیا کہ وہ خوشی یہی ہوگی کہ امت محمدیہ میں کے جن گنہگاروں کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا آپ کی سفارش سے وہ لوگ دوزخ میں سے نکالے جا کر جنت میں داخل کئے جاویں گے۔ سورج کے نکلنے سے پہلے جس نماز کا حکم ہے وہ صبح کی نماز ہے اور سورج کے غروب سے پہلے عصر کی رات دن کی گھڑیوں میں مغرب اور عشا کی دونوں نمازیں ہیں دن کے چڑھتے حصہ کے ختم اور ڈھلتے حصہ کے شروع میں ظہر کی نماز ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس طرح مختصر طور پر آیت میں پانچوں نمازوں کا حکم ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی تعمیل جس طرح کی ہے اس کی تفصیل صحیح مسلم کی ابوموسیٰ اشعریؓ اور بریدہ اسلمیؓ کی روایتوں میں ہے جن روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانچوں نمازوں کا وقت پوچھا تھا آپ نے اس شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ شخص دو دن تک آپ کے ساتھ نماز پڑھے اس حکم کے بعد ہر نماز کا اول اور آخر وقت سمجھانے کے لئے پہلے دن کی صبح کی نماز آپ نے صبح صادق کے شروع ہوتے ہی پڑھی اور دوسرے دن سورج کے نکلنے کے قریب ظہر کی نماز پہلے دن سورج کے ڈھلتے ہی پڑھی اور دوسرے دن ایسے وقت پر پڑھی کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی سوائے سایہ اصلی کے ہر چیز کا سایہ ہر ایک چیز کی لمبائی کے برابر ہو کر عصر کا اول وقت آگیا سورج کے ڈھلنے سے پہلے ہر ایک چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے اور سورج کے ڈھلنے کے بعد بڑھتا جاتا ہے ٹھیک دوپہر کو ہر چیز کے نیچے تھوڑا سا سایہ ایسا ہوتا ہے کہ جو کچھ دیر کے لئے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے اسی کو سایہ اصلی کہتے ہیں عصر کی نماز پہلے دن ایسے وقت پر پڑھی کہ سوائے سایہ اصلی کے ہر چیز کا سایہ اس چیز کی لمبائی کے برابر ہو گیا تھا اور دوسرے دن دھوپ پر زردی آجانے کے قریب مغرب کی نماز پہلے دن سورج کے غروب ہوتے ہی پڑھی اور دوسرے دن شفق کے غروب ہونے کے قریب

منزل ۴

عشاکی نماز پہلے دن شفق کے غروب ہوتے ہی پڑھی اور دوسرے دن رات کا تہائی حصہ گذر جانے کے قریب سورج کے غروب ہوجانے کے بعد کچھ دیر تک آسمان پر ایک سرخی جو رہتی ہے اسکو شفق کہتے ہیں یا اس سرخی کے جاتے رہنے کے بعد بہت دیر تک آسمان پر ایک سفیدی جو رہتی ہے اسکو شفق کہتے ہیں اس میں اور نمازوں کے وقت جو اوپر بیان کیے گئے ہیں ان میں علما کا اختلاف ہے جسکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے دو دن کی نمازیں پوری ہوجانے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نمازوں کا وقت دونوں دن کے وقتوں کے بیچ میں ہے یہ تو سورہ بنی اسرائیل میں گذر چکا ہے کہ پانچوں نمازیں معراج کی رات فرض ہوئی ہیں اور پھر معراج کی رات کے گذر جانے کے بعد صبح کو جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے دو دن تک امامت کر کے دس نمازیں پڑھائیں اور یہی کہا کہ جن وقتوں پر یہ دس نمازیں پڑھائی گئی ہیں انکے بیچ میں پانچوں نمازوں کا وقت ہے جبرئیل علیہ السلام کی یہ حدیث ترمذی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم میں جابر بن عبد اللہ کی روایۃ سے ہے ترمذی نے امام بخاری کے قول کے حوالہ سے اس حدیث کو صحیح کہا ہے جابرؓ بن عبد اللہ کی اسی روایۃ میں مغرب کا وقت دونوں دن سورج کے غروب ہوجانے کا ہے شفق کے غروب ہونے کے قریب کا دوسرا وقت نہیں ہے علما نے اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کی امامت کا قصہ ہجرت سے پہلے کا ہے اور نمازوں کے وقت پوچھنے والے شخص کا قصہ مدینہ کا ہے اور اس کی روایۃ بھی صحیح مسلم میں ہے اسواسطے ترجیح اسی روایۃ کو ہے ہجرت سے پہلے فقط نماز ہی فرض تھی اس لئے آیۃ میں فقط نماز کا ہی ذکر ہے زکوۃ حج اور رمضان کے روزوں کا ذکر نہیں ہے ؛ -

منزل ۴

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ

اور نہ پسار اپنی آنکھیں اس چیز پر جو برتنے کو دی ہمنے ان بہانت بہانت لوگوں کو رونق دنیا کی جیتے انکے جانچنے کو

فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ○

اور تیرے رب کی دی روزی بہتر ہے اور دیر رہنے والی

مسند بزار مسند ابو یعلی مصنف ابن ابی شیبہ تفسیر ابن مردویہ وغیرہ میں جو شان نزول اس آیۃ کی ابو رافع کی روایۃ سے بیان کی گئی ہے اس میں ابو رافع کہتے ہیں آنحضرت کے گھر میں ایک روز کوئی مہمان آیا تھا اور آنحضرت کے گھر میں اس روز کچھ کھانے کو نہیں تھا اسواسطے آنحضرت نے مجھکو ایک یہودی سے کچھ آٹا قرض لینے کو بھیجا اس یہودی نے جواب دیا کہ بغیر کوئی چیز گروی رکھنے کے میں قرض نہیں دیتا آنحضرت کو اس یہودی کا جواب سنکر بڑا رنج ہوا اور آپ نے فرمایا اللہ تعالی نے زمین اور آسمان میں مجھکو صاحب اعتبار کیا ہے بغیر کسی چیز کے گروی رکھنے کے وہ آٹا قرض دیتا تو ضرور میں اسکا قرضہ ادا کر دیتا پھر آپ نے اپنی زرہ گروی رکھنے کو دی اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیۃ کے یہ ہیں کہ بد دین لوگوں کو دنیا میں چند روز کے لئے خدا تعالی نے کچھ ثروت یا کچھ خوشحالی جو دی ہے تیک

لوگونکو اسپر کچھ نظر نہین ڈالنی چاہی کیونکہ نیک لوگون کے لئے عاقبت مین جو کچھ خدا نے ہمیشہ کے لئے رکھا ہے اسکے مقابلہ
مین اس دنیا کی چندروزہ ثروت اور خوشحالی کی کچھ حقیقت نہین ہے اور دنیا مین ان لوگون کو خدا تعالی نے جو کچھ خوشحالی
دی ہے وہ فقط خفگی کے لئے دی ہے کہ خوشحالی کے سبب سے انکی اور سرکشی بڑھے پھر انسے ایکا ہی دفعہ مواخذہ کیا جاویگا
مسند امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ مین حضرت سہل بن سعد سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ دنیا کی خوشحالی کی اللہ تعالی کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اگر قدر منزلت ہوتی تو کسی منکر شریعت کو
میٹھے پانی کا ایک گھونٹ تک بھی پینے کو اللہ تعالی نہ دیتا ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے معتبر سند سے مسند امام احمد
شعب الایمان بیہقی تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن المنذر وغیرہ مین عقبہ بن عامرؓ سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ اللہ تعالی کسی شخص کو باوجود بددینی کے دنیا مین فراغت اور خوشحالی
سے رکھتا ہے تو جان لو کہ وہ خوشحالی اللہ تعالی کی طرف سے ایک جانچ ہے پھر آپ نے قرآن شریف کی یہ آیۃ پڑھی
فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شیء الایۃ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ وعظ نصیحت پر عمل نہیں کرتے تو
اللہ تعالی انکی دنیا کی سب مرادین پوری کردیتا ہے پھر ایکدفعہ ہی انکو پکڑ لیتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا کی زیادہ خوشحالی
دیندار کے لئے اللہ تعالی کے نزدیک ایسی ہے جیسے بیمار آدمی کے لئے کوئی بدپرہیزی کی چیز چنانچہ مستدرک حاکم صحیح
ابن حبان اور طبرانی مین معتبر سند سے ابوسعید خدری رافع ابن خدیج اور ابی قتادہ کی روایتین ہین جنمین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہی مثال بیان فرمائی ہے کہ دیندار شخص کو اللہ تعالی دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح کوئی شخص اپنے
بیمار آدمی کو بدپرہیزی کی چیز سے بچاتا ہے پھر یہ ایک عادتی بات ہے کہ جس بیمار کی زیست کی توقع باقی نہیں رہتی
اسکا پرہیز توڑ دیا جاتا ہے اور جو کچھ کھانے پینے کو وہ بیمار مانگتا ہے وہ اسکو دیدیا جاتا ہے اسی طرح جو لوگ اس طرح
کے نا امید بیمار کی حالت تک حرص دنیا مین پہونچ جاتے ہین کہ آخرت کی بہبودی سے بالکل نا امید ہوجاتے ہین تو
اللہ تعالی انکی دنیا کی سب تمنا پوری کردیتا ہے اور وہ پرہیز انکا توڑ دیتا ہے جو دیندارون کے لئے اللہ تعالی نے
رکھا ہے اور پھر جس طرح بدپرہیز بیمار فوراً ہلاک ہوجاتا ہے اسی طرح ایسے لوگوں سے مواخذہ ہوجاتا ہے یہ ابورافع
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ہین انکا نام ابراہیم ہے ابورافع کی یہ شان نزول کی روایۃ تفسیر اسحاق
بن راہویہ اور تفسیر محمد بن ابراہیم ابن منذر مین بھی ہے یہ دونون کتابین سلف کے معتبر تفسیرون مین ہین یہ اسحاق
بن راہویہ فن حدیث مین امیر المومنین مشہور اور امام بخاری کے استادون مین ہین امام بخاری نے ان ہی کی ترغیب
سے صحیح بخاری کی تالیف کی ہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین صحیح سند سے امام بخاری
کا قول لکھا ہے جس مین امام بخاری نے یہ بات جتلائی ہے کہ صحیح بخاری آنکے استاد اسحاق بن راہویہ کی ترغیب سے
انھون نے تالیف کی ہے نیشاپور کے علما مین یہ محمد بن ابراہیم بن المنذر مشہور اور انکی تالیف کی کتابین معتبر ہین

منزل ۴

صحیح بخاری و مسلم کے حوالے سے ابو ہریرہؓ کی حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیک لوگوں کے لئے جنت میں جو نعمتیں پیدا کی گئی ہیں وہ نہ دنیا میں کسی نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی دل میں انکا خیال گزر سکتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرؓ کی روایۃ بھی گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہمیشہ کے دوزخ میں رہنے والے دوزخی دوزخ میں رہ جاوینگے تو موت کو ذبح کیا جاکر جنتیوں اور دوزخیوں کو یہ حکم سنا دیا جاوے گا کہ یہ نعمتیں ہمیشہ رہیں گی اور جو شخص جہاں ہے ہمیشہ وہیں دوزخ او جنت میں رہے گا یہ حدیثیں ورزق ربک خیر وابقی کی گویا تفسیر ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ عقبیٰ کی خوشحالی کے آگے دنیا کی خوشحالی کی کچھ حقیقت نہیں کیونکہ دنیا کی خوشحالی میں جو راحت کی چیزیں ہیں اون میں کوئی چیز ایسی نہیں کہ جو کسی نے آنکھوں سے دیکھی ہو نہ کانوں سے سنی ہو نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا ہو اسی طرح دنیا کی راحت کی چیزوں اور انکے برتنے والوں کے پیچھے ہر وقت فنا اور موت لگی ہوئی ہے عقبیٰ کی راحت کی چیزوں کو ایسی ہمیشگی ہے کہ انکے برتنے والوں کو نہ کبھی موت کا اندیشہ ہے نہ وہ راحت کی چیزیں نبٹرنے والی ہیں۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى

اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور آپ قائم رہ اس پر ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھکو اور آخر بھلا

اوپر نمازوں کا حکم فرما کر اس آیۃ میں فرمایا اے رسول اللہ کے اس حکم کے موافق تم بھی نماز میں مصروف رہو اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز میں مصروف رہنے کی تاکید کرو کیونکہ دنیا کے بادشاہ لوگ اپنی رعایا کی کمائی میں سے حصہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ایسی نہیں کہ اسکو کسی کی کمائی کی محتاجی ہو وہ آپ سب کو رزق دیتا ہے اس نے تو جنات اور انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ یہ سب اسکو اپنا معبود جانکر اوس کی عبادت خالص دل سے کریں اور وہ اون کی محنت سے بڑھکر انکو بدلہ دیوے اور دنیا میں اگرچہ وہ نیک و بد سب کو رزق دیتا ہے لیکن عقبیٰ میں محنت سے بڑھکر بدلہ ان ہی لوگوں کو ملے گا جو عقبیٰ کے بدلہ کی نیت سے نیک کام کرتے اور برے کاموں سے بچتے ہیں۔ جو لوگ عقبیٰ کے منکر ہیں اگر وہ رسم کے طور پر کوئی نیک کام کریں گے تو اونکا بدلہ انکو دنیا میں ہی ملجاویگا نہ عقبیٰ کے بدلہ کا اونہیں یقین ہے نہ انکو عقبیٰ میں کچھ بدلہ ملنے والا ہے صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کے پیٹ میں جب بچہ کا پتلا تیار ہو جاتا ہے تو اس میں روح کے پھونکے جانے سے پہلے اسکی تمام عمر کا رزق اللہ کے حکم سے فرشتہ لکھ لیتا ہے یہ حدیث نحن نرزقک کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ انسان کے پیٹ میں جان پڑنے سے پہلے اسکے رزق کا انتظام اللہ تعالیٰ کے کارخانہ قدرت میں ہو جاتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ عقبیٰ کے منکر ہیں وہ رسم کے طور پر دنیا میں کوئی نیک کام کرتے ہیں تو انکو اس کا بدلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے عقبیٰ کے اجر کی نیت سے نہ انکا کوئی نیک

کام ہوتا ہے تو انکو کوئی اجر عقبیٰ میں ملنے والا ہے صحیح بخاری و مسلم میں اور فقط مسلم ابوہریرہؓ سے روایتیں ہیں جنمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح کسی شخص کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ ہر روز پانچ دفعہ اس نہر میں نہاتا تو اس کے بدن پر میل کچیل کچھ نہ رہے گا اسی طرح پانچوں وقت کی نماز کے پڑھنے سے ایک رات دن کے آدمی کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی یہ حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا اللہ تعالیٰ کو گنہ گار بندوں کے گناہ معاف کر دینے کی صفت ایسی پیاری ہے کہ زمین پر حال میں جو لوگ بستے ہیں اگر وہ گناہ نہ کریں تو ان کی جگہ اللہ تعالیٰ اور گنہ گار مخلوق پیدا کرے اور گناہوں کے بعد توبہ کی توفیق دیکر اس گنہ گار مخلوق کے گناہ معاف فرمادے ان حدیثوں کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو لوگ پانچوں وقت کی نماز کے اور کبیرہ گناہ کے بعد توبہ استغفار کے پابند ہیں اونکے صغیرہ گناہ نماز کی برکت اور کبیرہ گناہ خالص دل کی توبہ سے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے جس سے قیامت کے دن عملوں کے تولے جانے کے وقت انکے بدی کے پلڑے ہلکے ہو جاویں گے جس سے ایسے لوگوں کی نجات کی اللہ کی ذات سے پوری توقع ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ وَلَوْ أَنَّا

اور لوگ کہتے ہیں یہ کیوں نہیں لے آتا ہم پاس کوئی نشانی اپنے رب سے کیا پہنچ نہیں چکی انکو نشانی اگلی کتابوں کی اور اگر ہم

أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ

کھپا دیتے انکو کسی آفت میں اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیوں نہ بھیجا ہم تک کسی کو پیغام لے کر کہ ہم چلتے تیرے کلام

منزل ۴

مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہتے تھے کہ اگر یہ سچے رسول ہیں تو مثلاً جس طرح صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے پتھر میں سے پیدا ہو جانے کا ظاہر ظاہر معجزہ اپنی قوم کے لوگوں کو دکھا دیا اسی طرح یہ رسول ہم کو کوئی ظاہر ظاہر معجزہ کیوں نہیں دکھلاتے مشرکین کی اس بات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان پڑھ رسول کی معرفت پچھلی کتابوں کے سچے قصے جو ان لوگوں نے سنیں ہیں کیا اس سے اتنی بات ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی کہ ان پڑھ شخص تو درکنار کوئی اہل کتاب بھی وہ غیب کے سچے قصے بغیر آسمانی کتاب کی مدد کے نہیں بیان کر سکتا تو اب اس میں کیا شک باقی رہا کہ قرآن کتاب آسمانی ہے اور جن پر یہ قرآن نازل ہوتا ہے وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اور اسی آسمانی کتاب کی مدد سے اللہ کے رسول وہ غیب کی باتیں بیان کرتے ہیں اگر معجزہ دیکھکر ان لوگوں کا سیدھا راہ راست پر آنے کا ہے تو ایک یہی معجزہ انکو کافی ہے علاوہ اس کے ان پچھلے قصوں میں یہ عادت الٰہی ان لوگوں کو معلوم ہو چکی ہے کہ جس قوم کی خواہش کے موافق کسی معجزہ کا ظہور ہوا اور اس معجزہ کو دیکھکر پھر وہ قوم راہ راست پر نہیں آئی تو ایسی قوم پر بہت جلدی کوئی نہ کوئی عذاب آجاتا ہے یہ انجام اگر ان لوگوں کو منظور ہے تو کوئی معجزہ اللہ کی قدرت سے باہر نہیں ہے پھر فرمایا اللہ نے اپنے رسول کو اس لئے نہیں بھیجا کہ یہ لوگ جو معجزہ چاہیں اوسکا دکھا دینا اللہ کے رسول کے ذمہ ہو بلکہ اللہ نے تو رسول

کو بھیجکر آخیر آسمانی کتاب اسواسطے نازل فرمائی ہے کہ اللہ کی مرضی اور نامرضی کاموں کے جان لینے میں لوگوں کو انجانی
کا عذر نہ رہے کیونکہ رسول کے بھیجنے اور آسمانی کتاب کے نازل کرنے سے پہلے ان کو کسی عذاب سے ذلیل اور رسوا کیا
جاتا تو ان لوگوں کو اس عذر کی گنجائش باقی رہتی کہ عذاب کی ذلت اور رسوائی سے پہلے کوئی پیغمبر اللہ کی مرضی اور
نامرضی کے کاموں کا پیغام لیکر آتا تو یہ لوگ ضرور اسپر عمل کرتے صحیح بخاری و مسلم میں مغیرہؓ بن شعبہ سے اور صحیح مسلم
میں عبداللہؓ بن مسعود سے جو روایتیں ہیں ان میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انجانی کے عذر کا رفع
کر دینا اللہ کو بہت پسند ہے اسی واسطے اسنے آسمانی کتابیں دیکر رسول بھیجے تاکہ اللہ کی مرضی اور نامرضی کے کام
اور مرضی کے کاموں کے ثواب اور نامرضی کے کاموں کے عذاب کا حال آسمانی کتابوں کے ذریعہ سے اللہ کے رسول
امت کے لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دیں جس مطلب کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابیں دیکر رسول بھیجے ہیں اسکی
تفسیر ان حدیثوں سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ۝

تو کہہ ہر کوئی راہ دیکھتا ہے سو تم راہ دیکھو آگے جان لوگے کون ہیں سیدھی راہ والے اور کسنے راہ پائی

ع ۸/۱۲ — منزل ۴

اسلام سے پہلے عرب میں شاعر بہت ہوتے تھے اور عرب کا یہ بھی ایک دستور تھا کہ ہجو کے ڈر سے شاعروں
کے موہنہ پر انکو کچھ برا نہیں کہتے تھے بلکہ جن شاعروں کو اپنا مخالف سمجھتے تھے انپر گردش زمانے سے کسی آفت
کے آجانے کا انتظار کیا کرتے تھے قریش بھی اللہ کے رسول کو شاعر اور بتوں کی مذمت کی آیتوں کو شاعرانہ
ہجو خیال کر کے اللہ کے رسول اور مسلمانوں کے حق میں کسی آفت کے آجانے کا انتظار کیا کرتے تھے اس لئے فرمایا
اے رسول اللہ کے ان مشرکوں سے کہدیا جاوے کہ ہم تمہارے انجام کا انتظار کرتے ہیں اور تم ہمارے انجام کے
انتظار میں لگے رہو کچھ عرصہ کے بعد تمہیں خود معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا میں راہ راست پر کون تھا اور ٹیڑھے
رستہ پر کون اور دونوں جہان میں راہ راست پر قائم رہنے والوں کا انجام کیا ہوا اور جو راہ راست سے بچلے ہوئے
تھے انکا انجام کیا ہوا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے پہلا ظہور تو بدر کی لڑائی کے وقت ہوا جس کا قصہ انسؓ بن
مالک کی صحیح بخاری و مسلم کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے کہ اہل مکہ میں کے بڑے بڑے بتوں کے حامی اور اسلام کے
بدخواہ دنیا میں بڑی ذلت سے اس لڑائی میں مارے گئے اور مرتے ہی عذاب قبر میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے
جھٹلانے کے لئے اللہ کے رسول نے انکی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا دوسرا
ظہور اس وعدہ کا فتح مکہ کے وقت ہوا جس کا قصہ صحیح بخاری کی عبداللہؓ بن مسعود اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی
روایتوں سے کئی جگہ گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ جن بتوں کی مذمت سے چڑ کر اللہ کے رسول کو شاعر اور بتوں کی مذمت
کی آیتوں کو شاعرانہ ہجو کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ سے ان بتوں کو یہ ذلت دلوائی کہ اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر ان بتون کو زمین پر ڈالدیا اور بتون کی مذمت سے چڑھنے والے مشرکون مین سے کوئی بھی آمادہ نہ ہوا کہ ان بتون کو اس ذلت سے بچاتا۔ سورہ طٰہٰ ختم ہوئی۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۝ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم
نزدیک آلگا لوگون کو انکے حساب کا وقت اور وہ بیخبر ٹلاتے ہین کوئی نصیحت نہین پہنچتی انکو انکے رب سے نئی

مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۗ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا
مگر اسکو سنتے ہین کھیل مین لگے ہوئے کھیل مین پڑے ہین دل انکے اور چپکے مصلحت کی بے انصافون نے

هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ
یہ شخص کون ہے ایک آدمی ہے تم ہی سا پھر کیون پڑتے ہو جادو مین آنکھون دیکھتے اسنے کہا میرے رب کو خبر ہے بات

فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ
آسمان ہو یا زمین مین اور وہ ہے سنتا جانتا یہ چھوڑ کر کہتے ہین اوڑتے خواب ہین نہین جھوٹ باندھ لیا ہے نہین

فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ۝ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ۝
پھر چاہیے لے آوے ہم پاس کوئی نشانی جیسے پیغام لائے ہین پہلے نہین مانا انسے پہلے کسی بستی نے جو کھپائی ہمنے اب کوئی یہ مانینگے

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۖ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ
اور پیغام نہین بھیجا ہمنے تجسے پہلے مگر یہی مرد تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم انکو سو پوچھو یاد رکھنے والون سے اگر تم نہین جانتے اور

جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ
ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھاوین اور نہ تھے وہ رہجانے والے پھر سچ کیا ہمنے انسے وعدہ پھر بچادیا ہمنے انکو اور جسکو ہمنے

وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ۝ لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝
چاہا اور کھپادئے ہاتھ چھوڑنے والے ہمنے اوتاری ہے تمکو کتاب کہ اس مین تمہارا نام ہے کیا تم کو بوجھ نہین

ع ۱   منزل ۴

مشرکین مکہ نے دین ابراہیمی کو بگاڑ کر بت پرستی اور طرح طرح کی خرابیان اس مین پیدا کرلی تھین جب قرآن شریف مین بت پرستی اور اسکی خرابیون کی مذمت روز بروز اترنے لگی تو وہ لوگ آنحضرت کی نسبت طرح طرح کی باتین اور مشورے کرتے تھے کوئی آنحضرت کو جادوگر کہتا تھا کوئی شاعر کہتا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح شاعر لوگ عقل کے برخلاف خیالی باتین اپنے شعرون مین باندھتے ہین ویسی خیالی باتین قرآن مین ہین کوئی

کہتا تھا رات کو انہیں بدخوابی ہوتی ہے وہی رات کی بدخوابی یہ دن کو لوگون سے بیان کرتے ہین کوئی کہتا تھا اللہ کا رسول آدمی تو نہیں ہو سکتا فرشتہ ہونا چاہیے کوئی کہتا تھا اگر یہ رسول ہین تو پہلے رسولون کی طرح کوئی ایسا معجزہ کیون نہین لاتے جس سے ہم سب قائل ہو جائین قریش کی ان باتون کا جواب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا ہی دیا تھا کہ اللہ تعالی سے آسمان و زمین کی کوئی بات پوشیدہ نہین ہے وہ تمہاری بے ادبی کی باتون اور خفیہ مشورون کو خوب سنتا اور جانتا ہے ایک دن اس کا خمیازہ تم کو بھگتنا پڑے گا لیکن قریش کے شبہات جو آنحضرت کی نبوت کی نسبت تھے انکا جواب ادا ہو جانے کے لئے اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا کہ نبی آخر الزمان یہی ہین دنیا کی مدت ان نبی آخر الزمان کے بعد بہت تھوڑی رہ گئی ہے حساب و کتاب قریب آن لگا ہے قریش کو غفلت چھوڑ دینی چاہیے اور انکے آس پاس جو اہل کتاب رہتے ہین ان سے انکو پوچھ لینا چاہیے کہ ہمیشہ سے رسول انسان ہی آتے رہے ہین فرشتے نہین آئے اور جو قریش کہتے ہین کہ کوئی معجزہ ایسا پچھلے انبیا کا سا ظاہر ہو جانا چاہیے جس سے ہم سب قائل ہو جاوین اسکا جواب یہ ہے کہ تجارت کی غرض سے شام کے ملک کو جب یہ لوگ جاتے ہین تو قوم ثمود کی اور قوم لوط کی بہت سی بستیان انکو اجڑی ہوئی نظر آتی ہین پھر انکو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ پہلے رسولون کے معجزے سے پہلی امتین قائل ہو گئین اور ایمان لے آئین یہ نہین جانتے کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ انجام ان پچھلی قومون کا کیون ہوتا جو انکی آنکھون کے سامنے ہے کہ طرح طرح کے عذابون سے وہ قومین اجڑ گئین پھر فرمایا کہ جسطرح اللہ تعالی نے اپنے پہلے رسولون سے وعدہ سچا کیا وہی اب ہونے والا ہے کہ باوجود فہمائش کے یہ لوگ راہ پر نہ آوین گے تو اجڑ جاوین گے چنانچہ بدر کی لڑائی مین اس وعدہ کا ظہور ہوا جسکا خلاصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس رضی بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ بیان کر دیا گیا ہے کہ اللہ کے رسول اور قرآن شریف کی شان مین بے ادبی کے لفظ مونھ سے نکالنے والے بڑے بڑے سرکش مشرکین مکہ مین کے بڑی ذلت سے اس لڑائی مین مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لاشون پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم نے اللہ کے وعدہ کو سچا پا لیا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان اور انسان کی سب ضرورت کی چیزونکو اس طرح پیدا کیا کہ اس مین کوئی اس کا شریک نہیں پھر بلا سبب جو لوگ اللہ تعالی کی تعظیم مین دوسرون کو شریک کرتے ہین اور قرآن شریف کی نئی نئی آیتون کی نصیحت سے جب انکو شرک کی برائی جتلائی جاتی ہے تو قرآن کی اس طرح کی نصیحت کو سنکر اوسے مسخراپن مین اڑا دیتے ہین اور اس مین مشورتین کر کے اللہ کے رسول اور اللہ کے کلام کی شان مین طرح طرح کی بے ادبی کے لفظ منہ سے نکالتے ہین ایسے لوگونکو ہوشیار ہو جانا چاہیے کہ انکی باتون اور انکے کامون کے حساب و کتاب کا وقت بہت جلدی انکے سر پر آ رہا ہے یہ لوگ جو کہتے ہین کہ اللہ کا رسول آدمی نہیین ہو سکتا فرشتہ ہونا چاہیے اسکا

اس کا یہ جواب بھی کئی جگہ قرآن مین انکو سمجھا دیا گیا کہ فرشتہ کو اصلی صورت مین دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اس لئے کوئی فرشتہ بھی اگر اللہ کا رسول ہو کر آتا تو وہ بھی ضرور آدمی کی صورت مین ہوتا اسواسطے پچھلے سب رسول آدمی تھے عام بنی آدم کی طرح کھانا پینا مرنا سب کچھ ان کے پیچھے لگا ہوا تھا آخر آیۃ مین قریش کو یہ جتلایا کہ اس قرآن کے تمہاری زبان مین نازل ہونے کے سبب سے اگر تم سمجھو تو تمہاری بڑی ناموری ہے ۔ معتبر سند سے طبرانی مین روایۃ ہے جس مین حضرت عبد اللہ بن عباس نے ذکر کی تفسیر ناموری کو قرار دیا ہے مطلب یہ ہے کہ ابتو یہ قریش نادانی سے اللہ کے رسول اور قرآن کی شان مین طرح طرح کی بے ادبی کے لفظ مونہہ سے نکالتے ہین لیکن ان مین سے جو لوگ اللہ کے رسول کو سچا اور قرآن کو اللہ کا کلام جانین گے ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ انکو اور انکی اولاد کو بڑی عزت اور ناموری حاصل ہوگی قرآن کی یہ ایک پیشین گوئی ہے جس کے ظہور کے انتظام کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزہ کے طور پر صحیح بخاری و مسلم کے عبد اللہ بن عمرو وغیرہ کی روایتون مین جو فرمایا اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب بہت سی غیر قومین اسلام مین داخل ہون گی تو اسوقت سردار سوائے قوم قریش کے اور قوم کا کوئی شخص نہ ہوگا حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت سے لیکر عباسیہ کی خلافت کے عروج تک قرآن کی اس پیشین گوئی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کا جو ظہور ہوا تاریخ الخلفاء کے دیکھنے سے اسکا حال اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے اس مضمون کی آیۃ سورۃ الزخرف مین آوے گی اس کو بھی اس آیۃ کی تفسیر مین دخل ہے حاصل کلام یہ ہے کہ قریش کی اس عزت کا سبب اللہ کے رسول کا اس قوم مین ہونا اور قرآن کا قریش کی زبان مین اترنا ہے ۔

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ

اور کتنی توڑ مارین ہمنے بستیان جو تھین گنہگار اور اٹھا کھڑے کئے پیچھے اور لوگ پھر جب آہٹ پائی ہماری

اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ○ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ

آفت کی تبھی لگے وہان سے ایڑ کرنے ایڑ مت کرو اور پھر جاؤ جہان تمکو عیش ملا تھا اور اپنے گھرون مین شاید کوئی

تُسْـَٔلُوْنَ ○ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ○

تمکو پوچھے کہنے لگے اے خرابی ہماری ہم تھے بیشک گنہگار پھر یہی رہی انکی پکار جب تک ڈھیر کر دئے کاٹ کر بجھے پڑے

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالی نے قریش کی مشورتون کا ذکر فرمایا تھا اور انکو جو شبہے آنحضرت کی نبوت مین تھے اسکے جواب دئے تھے اور قیامت اور حساب و کتاب کا وقت قریب آن لگنے سے انکو ڈرایا تھا ان آیتون مین حضرت نوح سے لیکر حضرت موسی کے زمانہ تک جو لوگ اور بستیان رسولون کی مخالفت کے سبب سے غارت ہو گئین تھین انکا ذکر فرمایا ہے تاکہ قریش کو عبرت ہو کہ رسولون کی مخالفت کا نتیجہ ان کے حق مین بھی یہی پیش آویگا جو پچھلی امتون کو پیش آیا پچھلی قومین جو ہلاک ہوئین ان قومون مین سے سب سے آخر جس قوم کا ذکر ان آیتون مین ہے کہ وہ اللہ کا عذاب دیکھکر بھاگے وہ تھا قوم

منزل ۴

اُنسے کہا گیا کہ اب کیون بھاگتے ہو جن مکانون مین عیش و آرام کرتے تھے وہین کیون نہین ٹھہرتے تفسیر عبدالرزاق تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن مردویہ مین اس قصہ کی پوری تفصیل مجاہد کے قول کے موافق ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت سلیمان اور حضرت عیسے کے درمیانی زمانہ مین یمن کے ملک مین ایک شعیب نام کے نبی تھے جب اون کی قوم نے اونکو جھٹلایا اور شہید کر ڈالا تو بخت نصر نے اس قوم کے اوپر چڑھائی کی اوسوقت دو دفعہ تو یہ یمن کے لوگ بخت نصر کی فوج پر غالب ہوئے جب تیسری دفعہ بخت نصر بابلی اپنی ذات سے بڑی بھاری فوج لیکر آیا اسوقت یہ یمنی لوگ بھاگے اور فرشتون نے طعن کے طور پر ان یمنی لوگون سے یہ کہا کہ اب کیون بھاگتے ہو اپنی آرام گاہون مین اب کیون نہین ٹھہرتے اور اس طعن کے بعد فرشتون نے بابلی لوگون کے سامنے ان یمنی لوگون کو گھیر کر کر دیا اور سب یمنی قتل ہوگئے قیامت کی نشانیان ظاہر ہونے کے بعد یا موت کا یقین ہو جانے کے بعد یا عذاب الٰہی آنکھون کے سامنے اجانے کے بعد کوئی ایمان لائے یا توبہ کرے تو ایسے آخری وقت کا ایمان اور آخری وقت کی توبہ قبول نہین ہے۔ کیونکہ ایسے وقت پر آدمی کے ذمہ شریعت کی پابندی باقی نہین رہتی اس لئے ان یمنی لوگون نے فرعون کی طرح آخری وقت پر ایمان لانے کا جو اقرار کیا وہ اقرار کام نہ آیا رہا حضرت یونس کی قوم کا آخری وقت کا ایمان اس کا جواب خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدیا ہے کہ انکا ایمان عذاب کے خوف سے مجبوری کے طور پر نہین تھا بلکہ خود انکی خالص نیت ایمان لانے کی سچے طور پر ہوگئی تھی اس نیت کی اللہ تعالیٰ نے قدر فرمائی اور انکا آخری وقت کا ایمان قبول فرمالیا معتبر سند سے مسند امام احمد مین حضرت عبداللہ بن عباس سے اور تفسیر ابن مردویہ مین حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایۃ سے یہ حدیث ہے جس مین آنحضرت نے حضرت یونس کی قوم کے آخری وقت کے ایمان کے قبول ہونے کا سبب صراحت سے فرمایا ہے یہ شعیب مدین والے شعیب نہیں ہیں بلکہ یہ انبیائے بنی اسرائیل مین سے حضرت موسیٰ کے بعد کے ایک اور شعیب ہیں۔ صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب جب سورج مغرب سے نکلیگا تو پھر کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی معتبر سند سے ترمذی اور ابن ماجہ مین عبداللہ بن عمر سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کے قریب جب سانس اوکھڑ کر خراٹا لگ جاتا ہے تو اُس وقت کی توبہ قبول نہین ہوتی اوپر یہ جو گزرا کہ قیامت کی نشانیان ظاہر ہو جانے کے بعد یا موت اور عذاب کا یقین ہو جانے کے بعد انسان کے ذمہ شریعت کے حکم کی پابندی باقی نہین رہتی اسواسطے ایسے وقت کی توبہ قبول نہین اسی واسطے ان یمنی لوگون کی آخری وقت کی توبہ قبول نہین ہوئی ان حدیثون سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے قصم کے معنی کسی چیز کے توڑ ڈالنے کے ہین مطلب یہ ہے کہ بابلی لوگون نے ان یمنی لوگون کو ایسا مارا کہ انکی کمر ٹوٹ گئی آگے کو لڑنے کی ہمت نہ رہی اور شکست کھا کر بالکل ہلاک ہوگئے چوپائے جانورون کے قدمون کی آواز کو رکض کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اپنی سواریون پر سوار ہوکر بھاگے تھے لعلکم تسئلون اس کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ بڑے صاحب ثروت کھلاتے

منزل ۴

سکے اب بھاگتے کیون ہو اپنے اپنے گہرونکو جاؤ شاید تمہارے دوست آشنا نوکر چاکر روپیہ پیسہ خرچ کرنے اور اس عذاب کے ٹالنے کی تم سے کوئی تدبیر پوچھین یہ بات بھی فرشتون نے ان لوگون کے شرمندہ کرنے کے لئے کہی تھی حصیدا خامدین اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بالکل کٹ گئے اور بجھی ہوئی آگ کی طرح بالکل ٹھنڈے اور دھیمے ہوگئے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ

اور ہمنے نہین بنایا آسمان اور زمین اور جو انکے بیچ ہے کھیلتے اگر ہم چاہتے کہ بنالین کچھ کھلونا تو بنا لیتے ہم اپنے

اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝

پاس سے اگر ہمکو کرنا ہوتا یون نہین پر ہم پھینک مارتے ہین سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اسکا سر پھوڑتا ہے پھر تب سٹک جاتا ہے

اور تمکو خرابی ہے ان باتون سے جو بناتے ہو

مشرکین مکہ نے جس طرح ملت ابراہیمی کی اور باتون کو دل سے بھلا دیا تھا اسی طرح حشر اور قیامت کے مسئلہ کو بھی بھلا دیا تھا اس لئے قرآن شریف مین حشر اور قیامت کی باتین سنکر وہ طرح طرح کی عقلی بحث کرتے تھے چنانچہ ایک شخص ابی بن خلف ایک روز ایک پرانی گلی ہوئی ہڈی آنحضرت کے روبرو لایا اور اس ہڈی کو مل مل کر ہڈی کی راکھ ہوا مین اڑاتا جاتا تھا اور کہتا تھا کیا یہ راکھ محمد کا خدا پھر زندہ کریگا اس قصہ کا ذکر مفصل سورہ یسین مین آوے گا اور اسی طرح کی بہت عقلی بحثین ان لوگون کی قرآن شریف مین کئی جگہ ہین اللہ تعالی نے ان آیتون مین اور بہت سی قرآن کی آیتون مین انکو عقلی طور پر سمجھایا ہے کہ آسمان زمین جو کچھ دنیا کی چیزین ہین اللہ تعالی نے انسان کی راحت و آسائش اور رفع ضرورت کیلئے وہ سب پیدا کی ہین آسمان سے مینہ کی ضرورت کے وقت مینہ برستا ہے جس سے ہر طرح کی چیزین زمین مین پیدا ہوتی ہین دھوپ کے وقت دھوپ پڑتی ہے جس سے ہر طرح کی پیداوار پک کر تیار ہو جاتی ہے زمین مین ہر طرح کی پیداوار کی قوت اور تاثیر اللہ تعالے نے رکھی ہے جس سے انسان کے کھانے پینے اوڑھنے بچھانے پہننے مکان بنانے کی سب طرح کی ضرورتین رفع ہوتی ہین زمین کے جمنے کے لئے اللہ تعالی نے زمین مین پہاڑ بھی ٹھونکے ہین تو اس حکمت سے کہ دو پہاڑون کے بیچ مین گھاٹیان رکھی ہین تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو کسی طرح کی ضرورت سے انسان کو جانا مشکل نہ ہو غرض جس انسان کی ضرورت کے لئے یہ سب کچھ پیدا کیا گیا ہے باوجود عقل و تمیز کے کیا وہ انسان حیوانون کی طرح عبث اور بے فائدہ پیدا ہوا ہے کہ جب تک جیتے کھائے پئیے اور ایک دن مرکر خاک ہو جاوے بس پھر کچھ بھی نہین ادنے سی عقل کا آدمی دنیا مین کوئی کام کرتا ہے تو کوئی مطلب اس کام کے کرنے سے اپنے دل مین ضرور ٹھان لیتا ہے مثلاً کھیتی کرتا ہے تو اناج کے حاصل ہونے کے مقصد سے باغ لگاتا ہے تو میوہ کھانے کے مطلب سے مکان بناتا ہے تو رہنے کی نیت سے وہ خالق جسنے عقل اور عقل والون کو سب کو پیدا کیا اس کے دنیا کی پیدائش جیسے بڑے کام کو یہ لوگ کس سمجھ اور عقل سے بے فائدہ اور بے مقصد ٹھہراتے ہین ذرا بھی یہ لوگ اپنی عقل کو کام مین لاوینگے تو انکی سمجھ مین آجاویگا کہ انکا انکی ضرورت کی چیزون کا پیدا کرنے

منزل ۴

والا کوئی ہے اور اسکا احسان اسپر ایسا بڑا ہے کہ اسنے انکو نیست سے ہست کر دیا انکی طرح طرح کی ضرورت کی چیزین مہیا کین اس قدر سمجھ
جانے کے بعد خود انکا دل گواہی دیگا کہ جسنے اسپر اتنا بڑا احسان کیا ہے اسکی فرمانبرداری اسکی نہایت درجہ کی تعظیم اسکے اوپر واجب
اور ضرور ہے اس پہلی سمجھ کا نام خدا کی شناخت ہے اور فرمانبرداری کا نام اسلام ہے اور نہایت درجہ کی تعظیم کا نام عبادت ہے
پہلی چیز عقل سے بھی دریافت ہو سکتی ہے دوسری اور تیسری چیز محض عقل سے نہیں معلوم ہو سکتی کیونکہ عقل مین اتنی
قدرت اور طاقت نہین ہے کہ وہ اپنی طرف سے فرمانبرداری اور تعظیم کے طریقے ایجاد کرے جسکی فرمانبرداری اور جس کی تعظیم
ہے جبتک وہ نہ بتلادے کہ کونسی فرمانبرداری اور کس قسم کی تعظیم اسکی مرضی کے موافق ہے پرائی مرضی کا حال عقل کیا جان
سکتی ہے غرض دوسری اور تیسری بات کے جان لینے کیلئے کسی راہبر کی ضرورت ہے ان ہی راہبرون کا نام پیغمبر ہے اور
طریقہ راہبری کا نام شریعت ہے اب رہی یہ بات کہ جس خدا نے اپنی فرمانبرداری اور تعظیم سے پہلے انسان پر اسکی ضرورت
کی چیزون کے پیدا کرنیکا احسان کیا ہے جو شخص اسکی فرمانبرداری اور تعظیم کریگا کیا اس سے وہ خوش ہو کر کچھ انعام اسکو دیگا
اور جو اسکی مرضی کے موافق کام نکریگا اسکو وہ کچھ سزا نہ دیگا یہ عقلی تجربہ کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ یہ بات ہر شخص کی
آنکھوں کے روبرو ہے کہ کسی بادشاہ کے دربار میں فرمانبردار اور نافرمان رعیت کا ایک حال نہیں ہے فرمانبردار رعیت کو انعام
اور خلعت ملتے ہیں نافرمان رعیت سے جیل خانے بھرے جاتے ہیں گردنین ماری جاتی ہیں پھر خدا کی طرف کی جزا و سزا اگر دنیا
مین ہو جاتی تو دنیا کی زیست کو قیام نہیں ہوتا اسواسطے جزا و سزا کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے دوبارہ انسان کا پھر
زندہ کرنا قرار دیا ہے اسی کا نام حشر ہے اور جس روز یہ جزا اللہ تعالیٰ تجویز فرما دیگا اس دن کا نام قیامت ہے اور جب اللہ تعالیٰ
اپنی قدرت سے ایک دفعہ انسان کو پیدا کر چکا ہے تو دوسری دفعہ انسان کا پھر پیدا کرنا تجربہ عقلی سے اسکو سہل اور آسان ہے
کوئی دلیل عقلی اس دوسری دفعہ پیدا کرنے کے ناممکن ہونے کی اب تک نہ قائم ہوئی ہے نہ آیندہ کوئی عقلمند قائم کر سکتا ہے
یہ بہت سی ان آیتون کا حاصل مطلب ہے جن آیتون کو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین جگہ جگہ مشرکین کی عقلی بحثون کے جواب
مین نازل فرمایا ہے اور اس حاصل مطلب سے توحید ضرورت نبوت ضرورت شریعت ضرورت حشر ضرورت قیامت سب
کچھ اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ عقل کو بنظر انصاف کسی چیز کے انکار کی گنجائش کسی طرح باقی نہیں رہتی ان ہی آیتون مین اللہ
تعالیٰ نے ان لوگون کی غلطی کو بھی بیان فرمایا ہے جو حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا اور فرشتون کو خدا کی بیٹیان
کہتے تھے وہ بیان بھی ایسا ہے کہ کوئی عقلمند اسکے ماننے مین شبہ نہین کر سکتا مگر سورۃ المائدہ مین گزر چکا کہ عیسیٰ علیہ السلام
کھایا کرتے تھے اب جسکی ذات مین اتنا تغیر ہو کہ ہر روز کی غذا سے اسکا خون گوشت سب کچھ بڑھتا رہے اسکو اللہ تعالیٰ کی ذات
سے کچھ مناسبت نہیں حالانکہ باپ بیٹے مین مناسبت ضرور ہے یہی حال عزیر علیہ السلام کا ہے اسی طرح اللہ کی عظمت کے
آگے فرشتے عاجزی سے جس طرح ہر وقت اللہ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں اس کا ذکر آگے آتا ہے پھر ان مین سے
کسی کو اللہ کی اولاد کیونکر ٹھہرایا جا سکتا ہے علم کلام کی کتابون مین جسکو علم عقائد کہتے ہیں یہ جو لکھا ہے کہ ہر ایک شخص

منزل ۴

پر دلیل عقلی سے خدا کا پہچاننا فرض ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص اُن قاعدون کے موافق خدا کو نہ پہچانے جو قاعدے
علم کلام والون نے تراشے ہیں کہ صفات الٰہی عین ذات ہیں یا غیر ہیں اور پھر وہ سب صفات ایک ہیں یا علیحدہ علیحدہ
ہیں اور اسی طرح اور پیچیدہ چند قاعدے جو ہیں اُن قاعدون کے سیکھنے اور جاننے تک آدمی کا ایمان صحیح نہیں ہوتا
یہ علم کلام کی ایسی سب باتین ابو ہاشم معتزلی کی ایجاد کی ہوئی ہیں عقل سے خدا کے پہچاننے کی چند آیتون کا مطلب
جو اوپر بیان ہوا ہے یا اس قسم کی حدیثین جو کچھ ہیں وہ فقط اون مشرکین کی عقلی حجتون کے جواب ہیں جو شرک پر
اڑے ہوئے تھے اور توحید کے ماننے میں طرح طرح کی عقلی حجتین پیش کرتے تھے اب بھی ایسا حجتی ہو تو اسکو اس قسم کی
آیتون یا حدیثون سے قائل کرنے کا مضائقہ نہیں مگر جس شخص نے بغیر حجت کے کلمہ شہادت ادا کر لیا اسکو بغیر ابو ہاشم
کی نکالی ہوئی باتون کے سیکھنے کے ناقص الایمان کہنا بڑا ظلم ہے یوم المیثاق مین نہ خدا تعالیٰ نے ان علم کلام کی باتون
سے اپنی شناخت کرائی نہ حضرت جبرائیل جب ایک سائل بنکر آنحضرت کے پاس لوگون کو ایمان سکھانے آئے تو انھون
نے ان باتون کا ذکر کیا نہ آنحضرت اور صحابہ کرام کے زمانہ میں یہ باتین ایمان کی شرط قرار پائیں سینکڑون ہزارون دیہاتی
عرب آنحضرت اور صحابہ کے زمانہ مین فقط کلمہ شہادت ادا کر کے اور کچھ معمولی نماز روزہ کے مسائل سیکھ کر اپنے اپنے
گاؤن کو چلے جاتے تھے اور آنحضرت اور صحابہ انکو مسلمان گنتے تھے بعضے اہل علم کلام والون نے اس کا یہ جواب جو دیا ہے کہ
زمانہ ابتدائے اسلام مین اس طرح کا معمولی ایمان جائز تھا اب جائز نہیں ہے یہ بالکل ایک غلط جواب ہے دین وہی ہے جو
آنحضرت اور صحابہ کے زمانہ مین قرار پا چکا ہے اب کسی جدید بات کا نکالنا اور یہ کہنا کہ آنحضرت اور صحابہ کے زمانہ مین اس کی
ضرورت نہ تھی اب ضرورت ہے اسی کا نام بدعت ہے اور آنحضرت کے زمانہ مین جو لوگ ایمان لائے اور برکت صحبت رسولؐ
سے صحابیت کے درجہ کو پہونچے انکے ایمان کو ایک معمولی ایمان بتلانا اور اپنے ایمان کو درجہ معمولی سے بڑھکر ایک اعلیٰ
درجہ کا ایمان شمار کرنا ایک بڑی جرأت کی بات ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جس طرح فقہ مین چار مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی مشہور
ہیں اسی طرح عقائد مین تین مذہب حنابلہ۔ اشاعرہ۔ ماتریدیہ مشہور ہیں حنابلہ لوگون کی نسبت امام احمد بن حنبل سے ہے
اور اشاعرہ لوگون کی نسبت ابو الحسن اشعری سے ہے جو ابو موسیٰ اشعری ایک مشہور صحابی کی اولاد میں ہیں اور ماتریدیہ لوگون
کی نسبت ابو المنصور ماتریدی سے ہے سلف کے قول سے زیادہ مطابقت حنابلہ لوگون کے قاعدون مین پائی جاتی ہے
سلف نے اس طرح کے عقلی علم عقائد کے پڑھنے لکھنے کو منع لکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس طرح کے عقلی علم عقائد سے بجائے
عقیدہ کے مضبوط ہونے کے آدمی کا اور شک بڑھ جاتا ہے اور سچ بھی ہے سب آدمیون کی عقل ایک سان نہیں ہوتی
کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ اس لئے ہر عقلی بات شک سے خالی نہیں ہوتی صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ سے اور صحیح
مسلم مین حضرت عمرؓ سے جو روایتین ہین اُن کا حاصل یہ ہے کہ ایک دن ایک شخص آیا اور اُس نے دین کی چند باتین اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھین جب اُس شخص نے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے تو اللہ کے رسول نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ

منزل ۴

کی پیدا کی ہوئی چیزون کو دیکھ کر آدمی اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین کرے اور جب ان چیزون کے پیدا کرنے مین کوئی اسکا شریک نہیں ہے تو خالص اسی کی عبادت انسان پر واجب ہے دین کی چند باتین پوچھکر جب وہ شخص چلا گیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے اللہ کے حکم سے تم لوگون کو دین سکھانے آئے تھے اس صحیح حدیث کے ٹکڑے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ اللہ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی پہچان کا جو طریقہ صحابہ کو سکھایا ہے اور صحابہ کی روایتون سے وہی طریقہ امت مین پھیلا ہے اس طریقہ مین علم کلام کے قاعدونکا کچھ دخل نہیں ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ اپنی پہلے پیدائش آنکھون سے دیکھ کر دوسری دفعہ کی پیدائش کے منکر ہین وہ نادانی سے اللہ کو جھٹلاتے ہین اور جو لوگ اللہ کو صاحب اولاد ٹھہراتے ہین انکی جرات گویا گالی دینے کے برابر ہے کیونکہ باپ اور اولاد مین جو مناسبت اور مشابہت ہوتی ہے خالق اور مخلوق مین وہ نہین پائی جاتی پھر زبردستی اللہ کی ذات مین اوس مناسبت کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات کو بٹہ لگانا ہے جو گالی کے برابر ہے اس حدیث سے منکرین حشر کی اور اللہ تعالیٰ کو صاحب اولاد ٹھہرانے والون کی جرات کی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے پھر فرمایا اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق مین سے کسی کو اولاد ٹھہراتا تو فرشتون مین سے ٹھہراتا جو کھانے پینے سے پاک اور پہلے صور تک زندہ رہنے والے ہین اس کے بعد قرآن کی ان سچی باتون کو ایک پہاڑ اور مشرکون کی جھوٹی باتون کو ایک شخص قرار دیکر فرمایا کہ ان سچی باتون کے پہاڑ کو پھینک مارنے سے آخر ایک دن ان جھوٹی باتون کا سر کچل جاویگا اور یہ جھوٹی باتین مکہ مین باقی نہ رہین گی اور جو لوگ مرتے دم تک ان جھوٹی باتون سے باز نہ آوین گے مرنے کے بعد بڑی خرابی اور آفت مین پڑ جاوین گے صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتین فتح مکہ کے قصہ مین کئی جگہ گزر چکی ہین کہ اسوقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مشرکون کے بتون کو اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر گرایا اور فرمایا سچ آیا اور جھوٹ بھاگا آخری آیت مین جھوٹ کا سر پھوٹ جانے اور اسکے سٹک جانے کا جو وعدہ ہے اسکا ظہور ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کیونکہ اگر وہ بت انسان ہوتے تو لکڑیون کی مار سے اور زمین پر پٹخ جانے سے ضرور انکے سر کو صدمہ پہنچتا صحیح بخاری و مسلم مین نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کم سے کم دوزخ کا عذاب یہ ہوگا کہ دوزخی شخص کے پاؤن مین آگ کی جوتیان پہنا دی جاوین گی جس سے اوس کا بھیجا کھول کر نکل پڑے گا آیتون مین جس عذاب کو خرابی فرمایا ہے اسکا اندازہ اس حدیث سے کیا جا سکتا ہے۔

منزل ۴

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ

اور اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان و زمین مین اور جو اسکے نزدیک رہتے ہین بڑائی نہین کرتے اسکی عبادت اور نہین کرتے کاہلی

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝

یاد کرتے ہیں رات اور دن نہین تھکتے کیا ٹھہرائے ہین آنھون نے اور صاحب زمین مین کے اور وہ اٹھا کھڑا کرین گے

حاصل مطلب یہ ہی کہ آسمان پر کے فرشتے زمین پر کے جنات اور انسان سب اللہ کے غلام ہین اور اللہ تعالی انکا مالک ہے پہر کوئی باپ اپنی اولاد کو غلام بناکر رکہتا ہے جو اللہ کی اولاد تھی اور اس نے اسکو غلام بناکر رکھا جن فرشتون کو یہ مشرک اللہ کی بیٹیان کہتے ہین ان فرشتون کا یہ حال ہے کہ اللہ کی عظمت کے آگے وہ بالکل ناچیز اور ہر وقت اسکی عبادت مین لگے رہتے ہین کیا باپ کے آگے اولاد کی یہ شان ہوتی ہے جو اللہ کی عظمت کے آگے فرشتون کی ہے پہر فرمایا اللہ کی تو وہ قدرت ہے کہ انسان ناپید تھا اللہ نے اپنی قدرت سے اسکو پیدا کر دیا مٹی کی بیجان چیزون پتھر لکڑی وغیرہ کے بت جو ان مشرکون نے بنائے ہین کیا اون مین یہ طاقت ہے کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کر سکتے ہین وہ تو خود بیجان ہین کیا خاک کسی مردہ کو زندہ کرین گے مکہ کے قحط کے وقت انسے تو اتنا بھی نہ ہوا کہ مینہہ برسا کر اپنے پوجاریون کو قحط کی تکلیف سے بچا لیتے آخر اللہ تعالی نے اپنے رسول کی برکت سے مینہہ برسایا جب وہ قحط رفع ہوا حاصل کلام یہ ہے کہ ایسی بیجان بے اختیار پتھر اور لکڑی کی مورتون کو معبود ٹہرانا کسی عقلمند آدمی کا کام نہین ہے رہی یہ بات کہ جن اچھے لوگون کی یہ مورتین ہین وقت پر وہ اچھے لوگ اپنی مورتون کے پوجنے والونکی مدد کرین گے اول تو مکہ کے قحط کے وقت اس مدد کی قلعی کھل گئی دوسرے ان مشرکون کو یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ مدد تو در کنار وہ اچھے لوگ ان مشرکون کی صورت سے بالکل بیزار ہین مکہ کے قحط کا قصہ صحیح بخاری وغیرہ کی عبداللہ بن مسعود کی روایتہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نے بہت سرکشی شروع کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون پر قحط کی بلا آنے کی بد دعا کی اور اس بد دعا کے اثر سے مکہ مین ایسا قحط پڑا کہ ان مشرکون کی ساری سرکشی نکل گئی اور فاقون کے مارے نہ کھانے کی چیزین تک کھا گئے اس قحط کے زمانہ مین ان مشرکون نے اپنے بتون سے مینہہ برسنے کی بہت کچھہ التجا کی مگر ایک بوند نہین پڑی آخر ابوسفیان وغیرہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مینہہ برسنے کی دعا کرنے کی التجا کی اور اللہ کے رسول کی دعا سے مینہہ برسا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین یہ لکھہ لیا کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص جنت مین جانے کے قابل اب جس قابل لوگ پیدا ہوئے انکو ویسے ہی کام آسان اور اچھے معلوم ہوتے ہین اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ مین اجاتا ہے کہ مشرکین مکہ مین سے اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق جو لوگ دوزخی ٹہر چکے تھے وہ مکہ کے قحط مین بتون کی اتنی بڑی عاجزی اور اللہ تعالی کی اتنی بڑی قدرت دیکھنے کے بعد بھی اون ہی بیجان عاجز پتھر کی مورتون کو پوجتے رہے اور آخر اسی حال مین دنیا سے اٹھہ گئے ۔

منزل ٤

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ لَا يُسْأَلُ

اگر ہوتے ان دونوں میں اور حاکم سوا اللہ کے تو دونوں خراب ہوتے سو پاک ہے اللہ تخت کا صاحب ان باتوں سے جو بتاتے ہیں

عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ

اس سے پوچھا نہ جاوے جو وہ کرے اور اُنسے پوچھا جاوے کیا پکڑے ہیں انھوں نے اس سے ورے اور صاحب تو کہہ لاؤ اپنی سند

هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ ۝

یہی بات ہے میری ساتھ والوں کی اور مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے سچی بات پھر ٹلاتے ہیں

جن لوگوں نے عقلی بحث کے علم مثلاً علم منطق اور علم مناظرہ بنائے ہیں اونھوں نے یہ بات طے کر دی ہے کہ کسی چیز میں بحث اُسوقت تک ہوتی ہے جب تک وہ چیز معلوم نہ ہو جاوے جب کوئی چیز معلوم ہوئی اور آنکھوں کے سامنے آگئی تو پھر اُس میں بحث کی گنجائش کچھہ باقی نہیں رہتی مثلاً دو آدمیوں نے دور سے کہیں گرد اڑتی ہوئی دیکھی اور ایک نے کہا اِس گرد میں ایک گھوڑے سوار آرہا ہے دوسرے نے کہا گھوڑے کا سوار نہیں بلکہ سانڈنی سوار ہے جب تھوڑی دیر میں گھوڑے کا سوار آنکھوں کے سامنے آگیا تو بحث ختم ہوگئی اب آنکھوں کے سامنے کی چیز کو جھٹلا کر اگر کوئی شخص گھوڑے کے سوار کو سانڈنی سوار کہوے تو لوگ اُسکو بیوقوف بتا دیں گے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے شرک کے مٹ جانے اور توحید کے ثابت ہو جانے کی بحث کو اس آیت میں اُس درجہ تک پہونچا دیا ہی کہ جو مشرک شرک کے رواج دینے میں عقلی بحث کرتے تھے اُنکو کچھہ بحث کی گنجائش نہیں رہی کیونکہ یہ آنکھوں کے سامنے کی بات ہے کہ دو بادشاہ ملک اور حکومت کے لئے آپس میں لڑتے رہے پچھلے زمانہ کے لوگوں نے آنکھوں سے دیکھکر سینکڑوں ہزاروں تاریخ کی کتابیں ان ہی لڑائیوں کے ذکر میں لکھی ہیں اور حال کے لوگوں کے سامنے بھی وہ لڑائیاں بند نہیں ہیں اور ان لڑائیوں میں ایک غالب ایک مغلوب ہوتا رہتا ہے اور لڑائی کے زمانہ تک خون ریزی اور طرح طرح کی بدنظمی اور فساد برپا ہوتے رہتے ہیں حکومت آسمانی کا ابتدائے دنیا سے اب تک ایک انتظام جو ہے وہی ہے حکومت دنیاوی کا سا حال اُس کا نہیں ہے کہ خلجیوں کا انتظام کچھہ اور تھا اور تیموریوں کا کچھہ اور اور اب کچھہ اور ہی ہے اس سبب سے آنکھوں دیکھی باتوں سے یہ بات نکلی کہ آسمانی حکومت ایک ذات پاک کی قدرت اور اختیار میں ہے کہ جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ مقابل اسی کا نام توحید ہے ترمذی مستدرک حاکم صحیح ابن خزیمہ بیہقی وغیرہ میں ابی بن کعب وغیرہ سے جو روایتیں ہیں اُنکا حاصل یہی ہے کہ یہود اور مشرکین نے آنحضرت سے پوچھا کہ جس خدا کی تم عبادت کرتے ہو اُسکے کچھہ اوصاف بیان کرو اُسپر اللہ تعالیٰ نے قل ہو اللہ نازل فرمائی حافظ ابن خزیمہ اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قل ہو اللہ کے مضمون کے موافق اللہ کو ذات اور صفات میں وحدہ لا شریک جاننا یہی توحید ہے سوا اس کے اہل بدعت اور اہل تصوف نے توحید کے اور پیچیدہ معنی جو بیان کئے ہیں وہ شریعت سے ثابت نہیں آگے فرمایا کہ جب ان لوگوں کے تجربۂ عقلی کے موافق اللہ کی وحدانیت اور اُس کے

منزل ۴

ہاتھ میں تمام عالم کے انتظام کا ہونا ثابت ہو گیا تو یہ مشرک لوگ اللہ کی شان میں جو باتیں بناتے ہیں اُنسے وہ پاک ذات بالکل پاک ہے اور اُس کے کسی طرح کے انتظام میں جب کوئی شریک نہیں ہے تو اُسکی تعظیم میں دوسرں کو شریک ٹھہرانا بڑے وبال کی بات ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اسواسطے خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور عبادت انسان پر واجب ہے اس واجب کو چھوڑ کر اللہ کی تعظیم میں شریک ٹھہرانا ایسے بڑے وبال کی بات ہے کہ اس سے بڑھکر دنیا میں کوئی جرم نہیں شرک کے وبال کا حال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے پھر فرمایا ابتدائے دنیا سے اب تک تمام دنیا کا انتظام ایک وتیرہ پر اس لئے قائم ہے کہ نہ کوئی دوسرا اللہ کے انتظام میں شریک ہے نہ اُس سے کوئی پوچھنے والا کہ مثلاً اتنی پچھلی قوموں کو اُس نے طرح طرح کے عذابوں سے کیوں ہلاک کر دیا ہاں اُسکا حکم تمام مخلوقات پر جاری ہے اسواسطے تمام مخلوقات میں سے جو کوئی اُس کے حکم کے برخلاف عمل کریگا وہ ضرور اُس کو پکڑیگا اور اُسکی پکڑ کو کوئی ٹال نہیں سکتا فرعون جیسے صاحب لشکر بادشاہ کو اُس نے ایک دم میں ڈبو کر ہلاک کر دیا اور کوئی اُس سے پوچھ نہ سکا پھر فرمایا اس عقلی تجربہ کے طور پر سمجھانے کے بعد بھی کیا یہ لوگ شرک کو نہیں چھوڑتے تو اچھا یہ لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر بتلاتے ہیں اسواسطے اے رسول اللہ کے اِنکو قائل کرنے کے لئے تم ان سے کہو کہ ملت ابراہیمی میں شرک کی کوئی سند ہو تو لاؤ اُس کو پیش کرو ورنہ اللہ تعالیٰ نے مجھپر جو قرآن نازل فرمایا ہے موجودہ حال کے اور پچھلے لوگوں کا سب حال ہے مطلب یہ ہے کہ شرک کے وبال میں جس طرح پچھلی قومیں طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہو چکی ہیں قرآن میں اُنکے قصے جگہ جگہ اس بات کے جتلانے کے لئے بیان کر دئے گئے ہیں کہ حال کے لوگوں میں سے جو کوئی اون پچھلی قوموں کے قدم بقدم چلیگا اُس کا انجام بھی وہی ہو گا جو اون پچھلی قوموں کا ہوا بدر کی لڑائی کے وقت اس وعدہ کا جو کچھ ظہور ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اُسکا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے آخر کو فرمایا یہ بات تو نہیں کہ ان کے پاس شرک کی کوئی سند ہو بلکہ بات فقط اتنی ہی ہے کہ ان میں کے جو لوگ اللہ کے علم غیب میں گمراہ ٹھیر چکے ہیں وہ حق بات کے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ حق بات کو مسخرا پن میں ڈالدیتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دنیا میں دوزخیوں کے کام کر کے مرتے دم تک اونہیں کاموں کو اچھا اور آسان سمجھتا رہے گا عقلی تجربہ اور ملت ابراہیمی کے حوالہ سے سمجھانے کے بعد بھی مشرکین مکہ میں کے جو لوگ مرتے دم تک شرک سے باز نہیں آئے اون کی گمراہی کا سبب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے +

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○

اور نہیں بھیجا ہمنے تجھسے پہلے کوئی رسول مگر اسکو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری بندگی کرو

اوپر مشرکین مکہ کو یوں قائل کیا گیا تھا کہ ملت ابراہیمی میں شرک کی کوئی سند ہو تو پیش کی جاوے اس آیۃ میں فرمایا ملت ابراہیمی

منزل ۴

تو درکنار پچھلے کسی رسول کی شریعت مین سے بھی یہ لوگ شرک کی کوئی سند پیش نہیں کر سکتے کیونکہ مصلحت وقت کے موافق
ہر ایک شریعت کے نماز روزے حلال وحرام کے احکام جدا ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور شرک کی برائی سے پچھلی
کوئی شریعت خالی نہیں ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا مسئلہ پچھلی ہر ایک شریعت مین موجود ہے اس حساب سے ایک باپ
کی اولاد کی طرح سب انبیا گویا آپس مین بھائی بھائی ہیں اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ جس طرح
بھائی سے بھائی جدا نہیں ہوتا اسی طرح پچھلی کوئی شریعت اللہ کی وحدانیت اور شرک کی برائی سے خالی نہیں ہے پھر کسی
مشرک کی کیا طاقت ہے کہ کسی شریعت مین سے وہ شرک کی سند ڈھونڈ کر پیش کر سکتا ہے سلف کا یہ ایک قول مشہور
ہے کہ جس نے ایک رسول کو جھٹلایا اس نے گویا سب رسولون کو جھٹلایا اس کا مطلب اس آیۃ اور حدیث سے اچھی طرح
سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سب رسولون کی شریعتون میں ہے اسواسطے ایک رسول
کی شریعت کے جھٹلانے سے سب شریعتون کا جھٹلانا لازم آجاتا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ

اور کہتے ہیں رحمن نے کر لیا کوئی بیٹا وہ اس لائق نہین لیکن وہ بندے ہیں جنکو عزت دی ہے اس سے بڑھکر نہیں بول سکتے اور وہ

يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ

کام کرتے ہین اسکو معلوم ہے جو انکے آگے اور پیچھے ہے اور سفارش نہیں کرتے مگر اوس کی جس سے وہ راضی ہوا اور وہ

خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ

اسکی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی اُن مین کہے کہ میری بندگی ہے اس سے ورے سو اسکو ہم بدلا دین دوزخ یونہی

منزل۴

سورہ والصافات مین شعب الایمان بیہقی تفسیر سدی تفسیر مقاتل وغیرہ کے حوالہ سے قتادہ وغیرہ کا قول آویگا مشرکین
مکہ میں سے قبیلہ خزاعہ کے لوگ فرشتون کو اللہ کی اولاد کہتے تھے اور انکی مورتون کی پوجا کرکے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جن
کی مورتون کی ہم پوجا کرتے ہیں اگر قیامت قائم ہوئی تو وہ فرشتے اللہ کے روبرو ہماری سفارش کرکے ہم کو دوزخ کے عذاب
چھوڑا دیوین گے اسی کے جواب مین فرمایا کہ جس طرح ان مشرکون کے پاس بت پرستی کی کچھ سند نہین ہے اسی طرح فرشتون کو
اولاد ٹھہرانے کی بھی انکے پاس کوئی سند نہیں ہے شیطان کے بہکانے سے اپنی اٹکل سے یہ لوگ جو جی مین آتا ہے بکتے ہیں جس
خمیازہ وقت مقررہ پر بھگتین گے پھر فرمایا فرشتے تو اللہ کے ایسے فرمانبردار بندے ہیں کہ اللہ کے حکم پر چلتے ہین اپنی حد سے بڑ
اللہ تعالیٰ کی خلاف مرضی کوئی بات بھی وہ مونہ سے نہین نکالتے اور انکو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بھی معلوم ہے کہ جو مشرک بغیر توبہ
مر جاویگا تو جس طرح سوئی کے ناکے مین اونٹ کا گھس جانا ناممکن ہے اسی طرح ایسے مشرک کی نجات ناممکن ہے تو پھر اللہ تعالیٰ
کے اس حکم کے برخلاف اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان مشرکون کی سفارش کیونکر کر سکتے ہیں پھر فرمایا فرشتے اللہ کی جو کچھ آیندہ فرمانبر

کرینگے وہ اوران آیتون کے نازل ہونے تک جو فرمانبرداری اونھون نے کی ہے وہ اللہ کے علم سے باہر نہین ہے یہ اشرک جو کہتے
ہین کہ اگر قیامت قائم ہوئی تو فرشتے اللہ کے روبرو ان مشرکون کی سفارش کر کے ان مشرکون کو دوزخ کے عذاب سے چھوڑالیوینگے
یہ ایک ایسی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین اس کا کہین پتہ نہین ہے بلکہ اللہ کے علم غیب مین تو یہ ہے کہ فرشتے اللہ کی ہیبت
سے بہت ڈرتے رہین پھر انسے بے ڈر رہنے کا کام کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے برخلاف ان مشرکون کی سفارش کرنے
کی جرات کرینگے پھر فرمایا فرشتون کی مورتون کو یہ لوگ شیطان کے بہکانے سے پوجتے ہین فرشتے انکے اس شرک سے بالکل
بیزار ہین کیونکہ سب پچھلی قومون پر جتنے عذاب آئے ہین وہ فرشتون کے ہی ہاتھون آئے ہین اس لئے فرشتون کو یہ معلوم ہے
کہ جو فرشتہ اپنی پوجا کرانے کا حرف بھی زبان پر لاوے تو بنی آدم مین کی نافرمان قومون کی سزا کی طرح ایسے فرشتے کی سزا جہنم ہے
صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری رض کی اُس حدیث کا ذکر ہے کئی جگہ گذر چکا ہے جس مین قیامت کے دن کی شفاعت
کا ذکر تفصیل سے ہے اس حدیث کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ ملائکہ انبیا اور صلحا کی شفاعت کا سلسلہ اون کلمہ گو گنہگارون
پر ختم ہو جاویگا جن کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا یہ حدیث الا لمن ارتضی کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ الا لمن ارتضی
کی حد اون کلمہ گو گنہگارون تک ہے جن کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہے جو مشرک بغیر توبہ کے مرجاوینگے نہ انکا شمار کلمہ گو گنہگارون
مین ہو سکتا ہے نہ انکی شفاعت کی قیامت کے دن کچھ امید ہے اوپر کے ذکر کے موافق مشرکین مکہ شفاعت کی جس بے بنیاد امید
پر جیتے تھے اس بے بنیاد امید کا حال انکو وقت پر معلوم ہو جاویگا صحیح بخاری مین ابو ہریرہ رض سے طبرانی مین نواس بن سمعان سے
اور تفسیر ابن مردویہ مین عبداللہ رض بن مسعود سے جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ وحی کے طور پر کوئی حکم فرماتا ہے
تو سب فرشتے ڈر کے مارے کانپ جاتے ہین پہلے پہل جبرئیل علیہ السلام کا ڈر کم ہوتا ہے اور وہ وحی کے حکم کو سمجھ کر باقی کے فرشتون
کی تسکین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ معمولی حکم صادر ہوا ہے کچھ خوف نہ کرو اس تسکین کے بعد فرشتون کا خوف کم ہو جاتا ہے۔ آیتون مین
یہ جو ذکر ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرتے رہتے ہین اسکا مطلب ان روایتون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ
اور کیا نہین دیکھا ان منکرون نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھی پھر ہمنے انکو کھولا اور بنائی ہمنے پانی سے
كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا
جس چیز مین جی ہے پھر کیا یقین نہین کرتے اور رکھے ہمنے زمین مین بوجھ کبھی انکو لیکر جھک پڑے اور رکھی اسمین
فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا
کشادہ راہین شاید وہ راہ پاوین اور بنایا ہمنے آسمان کو چھت بچاؤ کی اور وہ اسکے نمونے دھیان مین
مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝
نہین لاتے اور وہی ہے جسنے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند سب ایک ایک گھر مین پھرتے ہین

منزل ۴

اگرچہ پہلی آیۃ کی تفسیر میں سلف کے کئی قول ہیں مگر بیہقی کی کتاب اسماء وصفات تفسیر عبد بن حمید اور مستدرک حاکم میں معتبر سند سے
حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے جس میں انھوں نے کانتا رتقا ففتقنا ہما کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے کہ آسمان بند تھا
اس میں مینہ برسنے کی تاثیر نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اس میں مینہ برسنے کی تاثیر پیدا کی اسی طرح زمین بند تھی اس میں کسی طرح کی
پیداوار نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اسمیں پیداوار کی قوت پیدا کی حافظ ابوجعفر ابن جریر نے سلف کے سب قولوں میں سے اسی قول
کو معتبر ٹھہرایا ہے آخر آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے بھی مینہ کا ذکر فرمایا ہے اسواسطے یہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے حاصل مطلب پہلی آیۃ
کا یہ ہے کہ مکہ کے قحط کے وقت ان مشرکوں نے کیا یہ نہیں دیکھا کہ اسوقت بھی یہی آسمان زمین تھے اور یہ مشرک لوگ اپنے بتوں
سے مینہ کے برسنے کی التجائیں بھی کر رہے تھے لیکن آسمان وزمین میں جو تاثیر اور قوت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے اسکا ظہور سوا
اسکے اور کسی کے اختیار میں نہیں اسلئے جبتک اسکا حکم نہ ہوا یہ دونوں ایسے ہی بند ہوگئے جس طرح اسی تاثیر کے پیدا کیے جانے
سے پہلے بند تھے پھر ایسی آنکھوں کی دیکھی ہوئی بات کا یقین ان لوگوں کے دل میں کیوں نہیں پیدا ہوتا مکہ کے قحط کا قصہ صحیح بخاری
وغیرہ کی عبداللہ بن مسعودؓ کی روایۃ سے اسی سورہ میں گزر چکا ہے قحط کی حالت کے علاوہ کسی جگہ بارش اور قوت پیداوار کم
ہے اور کسی جگہ زیادہ مثلاً مکہ کی سرزمین کا کچھ اور حال ہے اور طائف کی زمین کا کچھ اور حال ہے اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت
کی وہی نشانی ہر وقت ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہے جو نشانی انھوں نے مکہ کے قحط میں آنکھوں سے دیکھی صحیح مسلم کے حوالہ
سے حضرت عائشہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جنات آگ کے شعلے سے اس حدیث کو
آیۃ کے ٹکڑے وجعلنا من الماء کل شیء حی کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آیۃ کے اس ٹکڑے میں انسان اور اس کی
ضرورت کی سب چیزوں کو پانی سے پیدا کرنے کا ذکر ہے فرشتوں اور جنات کا ذکر یہاں نہیں ہے کھیتی اور باغات کی سر
سبزی کو انکی زندگی فرمایا آگے فرمایا پانی پر زمین جب بچھائی گئی تو وہ ہلتی تھی اسکے جمانے کے لئے اسمیں پہاڑ ٹھونکے گئے
اور ان پہاڑوں میں گھاٹیاں رکھی گئیں تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو جانے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو آسمان کو بچاؤ
کی چھت جو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان پر فرشتوں کا پہرہ رہتا ہے جس سے شیاطین آسمان پر کی باتیں چوری سے نہیں
سن سکتے پھر فرمایا آسمان پر سورج چاند اور تارے اللہ کی قدرت کے نمونے ہیں جنکو یہ لوگ دھیان کرکے اسکی قدرت کو نہیں
پہچانتے پھر فرمایا سمجھدار شخص کے لئے رات دن بھی اسکی قدرت کی نشانیاں ہیں کہ رات کی نیند سے آدمی کے دن بھر کی تکان
رفع ہو جاتی ہے اور دن کو پھر چلکر ہر شخص اپنی گزران کی صورت نکال سکتا ہے اسی طرح سورج کی گردش سے جاڑے گرمی
اور برسات کا موسم پیدا ہوتا ہے اور چاند کی گردش سے مہینہ اور سال کا حساب معلوم ہو جاتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ
سمجھدار کے حق میں سب مخلوقات اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور جو لوگ ناسمجھی سے شیطان کے پھندے میں پھنسے ہوئے
ہیں وہ ان قدرت کی نشانیوں سے ایسے غافل ہیں کہ سمجھانے سے بھی نہیں سمجھتے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ
کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے

منزل ۴

کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کون شخص دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل کام کریگا اور کون شخص جنت میں جانے کے قابل اسیطرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے ان حدیثوں کو آیتوں کیساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو لوگ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں نیک ٹھہر چکے تھے انکو ان آیتوں اور اسی قسم کی اور آیتوں کی قدرت کی نشانیوں سے ایسا ہی فائدہ پہنچا اور قیامت تک پہنچتا رہیگا جسطرح اچھی زمین کو مینہ کے پانی سے فائدہ پہنچتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں بد قرار پا چکے تھے انکے حق میں قرآن کی نصیحت اور قدرت کی سب نشانیاں اسی طرح رائیگاں ہیں جسطرح بری زمین میں مینہ کا پانی رائگاں جاتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۚ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ جینا پھر کیا اگر تو مرگیا تو وہ رہجاوینگے ہر جی کو چکھنی ہے موت

الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۗ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝

موت اور ہم تمکو جانچتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو اور ہماری طرف پھر آؤگے

سورہ یونس میں گزر چکا ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کو قرآن شریف کی وہ آیتیں سناتے تھے جنمیں انکے بتوں کی مذمت ہوتی تھی تو انمیں کے بڑے بڑے سرکش اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ اگر تم کو یہاں قرآن سنانا منظور ہے تو اس میں سے ہمارے بتوں کی مذمت کا ذکر بدل ڈالو مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی کہا کرتے تھے کہ برس دن تک تم ہمارے بتوں کو پوجا کرو اور ہم برس دن تک تمہارے خدا کی عبادت کرینگے پھر اس صورت میں ہمارا کوئی جھگڑا باقی نہ رہیگا یہ ذکر تفصیل سے سورہ الزمر میں آتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ کی یہ باتیں کچھ کارگر نہ ہوئیں تو یہ لوگ اللہ کے رسول کو کوسنے اور آپکی وفات کی تمنا کرتے تھے انکے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول اللہ کے اللہ تعالیٰ کا یہ انتظام تو تم سے پہلے کا ہے کہ کوئی بشر دنیا میں رہنے والا نہیں اس انتظام کے موافق اگر تم دنیا میں نہ رہے تو ایک دن یہ لوگ بھی نہ رہیں گے کیونکہ موت کا مزا ہر شخص کو چکھنا ضرور ہے پھر اپنی دنیا کی خوشحالی کے نشہ میں یہ لوگ اپنی موت سے جو غافل ہیں انکی نادانی ہے دنیا کی خوشحالی اور تنگدستی تو اللہ تعالیٰ نے اس آزمائش کے لئے پیدا کی ہے کہ خوشحالی کی حالت میں کون شخص اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کرتا ہے اور کون ناشکری اسیطرح تنگدستی کی حالت میں کون صبر کرتا ہے اور کون بے صبری پھر ایک دن سب اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونے والے ہیں اسوقت ہر شخص کے عملوں کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشحالی کے وقت شکر اور تنگدستی کے وقت صبر ان لوگوں کا کام ہے جو پکے ایماندار ہیں اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ خوشحالی اور تنگدستی دنیا میں آزمائش کی چیز ہیں اور اس آزمائش میں وہی لوگ پورے اترتے ہیں جو پکے ایماندار ہیں اللہ کے رسول کی وفات کا انتظار کرنے والوں کا حال ایسا ہے

منزل ۴

بڑے بڑے سرکش بدر کی لڑائی مین ختم ہوگئے جس کا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکاہے اور جن بتون کی حمایت مین یہ لوگ اللہ کے رسول کی وفات کا انتظار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ سے اون بتونکو جس قدر ذلیل کرایا صحیح بخاری کی عبداللہؓ بن مسعود اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایتون کے حوالہ سے یہ قصہ بھی کئی جگہ گزر چکاہے کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھہ کی لکڑی مار مار کر اون بتون کو زمین مین پھینک دیا اور کسی مشرک سے اون بتون کی کچھہ حمایت نہ ہوسکی۔

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَھٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور جہان تجکو دیکھا منکرون نے اور کام نہین تجسے مگر ٹھٹے مین پکڑنا کیا یہی شخص ہے کہ نام لیتاہے تمہارے ٹھاکرونکا اور وہ رحمن کے نام سے منکر ہین بناہے آدمی شتابی کا اب دکھاتا ہون تمکو نمونے سو مجہسے جلدی مت کرو اور کہتے ہین کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو کبھی جانین یہ منکر اُس وقت کو کہ نہ روک سکینگے اپنے منہہ سے آگ اور نہ اپنی پیٹھہ سے اور نہ اونکو مدد پہونچے گی کوئی نہین وہ آویگی اونپر بےخبر پھر اونکو ہکابکا کردیگی پھر نہ سکین گے کہ اُسکو پھیر دین اور نہ اونکو فرصت ملے گی اور ٹھٹے ہوچکے ہین کتے رسولون سے تجسے پہلے پھر الٹ پڑے ٹھٹا کرنے والون پر ان مین سے جس چیز کا ٹھٹا کرتے تھے

تفسیر سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم مین چند روایتون سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف مین مشرکون کے بتون کی مذمت کی آیتین جو نازل ہوتی تھین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ آیتین مشرکون کو پڑھکر سناتے تھے تو مشرک لوگ اپنے بتون کی مذمت سنکر دل مین تو بہت چڑتے اور برامانتے تھے اور ظاہر مین آنحضرت کو مسخرا پن مین اڑاتے تھے چلتے پھرتے جہان کہیں آنحضرت کو دیکھتے تو ابوجہل وغیرہ آپسمین آنحضرت کو چھیڑنے کو کہتے تھے کیا قریش کی ہدایت کو یہی نبی آئے ہین کیا یہی نبی ہیں جو ہمارے معبودون کو براکہتے ہیں اُسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمادیا کہ جو عذاب ان مشرکون کے لئے آخرت مین مہیا کیا گیاہے اگر اُسکو یہ لوگ جان لیوین تو یہ مسخراپن کی سب باتین بھول جاوین اور یہ بھی فرمادیا کہ دنیا چند روزہ ہے آنکھون کے سامنے ان کے بڑے مرگئے انکو بھی اسی طرح آخر مرناہے مرتے ہی اس طرح کے ناگہانی عذاب مین یہ لوگ پھنس جاوینگے کہ پھر انکا کچھہ بس نہ چلے گا قرآن کی آیتون اور صحیح حدیثون سے یہ ثابت ہے کہ شریعت کے منکر لوگونکے

سارے جسم پر طرح طرح کا عذاب ہوگا لیکن ان آیتوں میں ان لوگوں کے فقط مونہہ اور پشت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اسواسطے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کے مونہہ اور پشت پر قبض روح کے وقت فرشتے دنیا میں ہی کوڑے مارتے ہیں جس کا ذکر سورہ محمد میں آویگا اس لئے سب سے پہلے جو عذاب شروع ہوگا اوس کا ذکر ان آیتوں میں فرمایا گیا ہے حاصل مطلب ان پوری آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے اے رسول اللہ کے اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ یہ مشرک لوگ جب تم کو دیکھتے ہیں تو مسخراپن کے طور پر آپس میں چرچا کرتے ہیں کہ ہمارے ٹھاکروں کی مذمت کرنے والے یہ جا رہے ہیں عربی زبان میں ذکر کا لفظ مذمت اور تعریف دونوں موقعوں پر بولا جاتا ہے اگر یہ لفظ دوست کے مونہہ سے نکلے تو تعریف کا موقعہ ہوتا ہے نہیں تو مذمت کا پھر فرمایا یہ لوگ پتھر کے بتوں کا نام تو تعریف سے لینے کی خواہش دل میں رکھتے ہیں اور اللہ کی رحمت کی صفت کے سبب سے اس کا نام رحمان جو قرار پایا ہے اس نام کے منکر ہیں اس لئے اے رسول اللہ کے ان لوگوں کی باتیں ہنسی کے قابل ہیں تمہاری باتوں پر جو یہ لوگ ہنستے ہیں اونکی سراپا نادانی ہے کیونکہ یہ بت جن نیک لوگوں کی شکلوں کی مورتیں ہیں وہ لوگ تو ان مشرکوں کی صورت سے بیزار ہیں اور بت تو پھر آخر پتھر کی مورتیں ہیں جنہیں نہ کسی کو نفع پہنچانے کی قدرت ہے نہ ضرر پہنچانے کی پھر ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا قابل مذمت کام نہیں تو اس کے قابل تعریف ہونے کی کیا سند ان لوگوں کے پاس ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے عبد اللہ رض بن مسعود کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ رض کی روایتیں کئی جگہ گزر چکی ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر مکہ کے سب بتوں کو زمین میں گرا دیا ان روایتوں کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ اپنے جن بتوں کی عزت بڑھانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مسخراپن کرتے تھے جس کا ذکر آیتوں میں ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں اپنے رسول کے ہاتھ سے اون بتوں کو خوب ذلت دلوائی مشرکین مکہ مسیلمہ کذاب کو رحمان کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اس نام کے منکر تھے صحیح بخاری وغیرہ میں صلح حدیبیہ کے قصہ کی چند روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ کے شروع میں حضرت علی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کو کہا تو مشرکین مکہ نے صلح نامہ کے لکھے جانے سے انکار کیا اور کہنے لگے کہ رحمان کو ہم نہیں جانتے صلح نامہ کے شروع میں قدیم دستور کے موافق باسمک اللھم لکھا جاوے آخر مشرکین کی ضد کے سبب سے باسمک اللھم صلح نامہ کے شروع میں لکھا گیا اس حدیث سے وہم بذکر الرحمن ہم کافرون کی تفسیر اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کا نام رحمان ہونے کے سخت منکر تھے معتبر سند سے مسند سعید بن منصور تفسیر ابن المنذر تفسیر سدی وغیرہ میں سعید بن جبیر اور عکرمہ کا قول ہے کہ جب آدم علیہ السلام کے پتلے میں روح پھونکی گئی تو پیروں میں جان پڑ جانے سے پہلے آدم علیہ السلام نے کھڑے ہونے کا قصد کیا اور گر پڑے اس قول سے خلق الانسان من عجل کی تفسیر اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہر کام میں جلدی اور شتابی کا کرنا انسان کے خمیر میں پڑا ہوا ہے۔ آگے فرمایا انسان کے خمیر میں ہر ایک کام میں جلدی کا کرنا جو پڑا ہوا ہے اسکے موافق یہ لوگ عذاب کی جلدی جو کرتے ہیں

منزل ۴

اور گھڑی گھڑی کہتے ہیں کہ جس عذاب سے ڈرایا جاتا ہے آخر وہ عذاب کب آویگا اے رسول اللہ کے ان جلدی بازوں سے کہدیا جاوے کہ عذاب کی جلدی کیوں کرتے ہو بہت جلد اللہ تعالیٰ عذاب کی گھڑی بھی تم کو دکھا دیگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک رضی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ مشرکین مکہ میں سے بڑے بڑے عذاب کی جلدی کرنے والے بدر کی لڑائی کے وقت دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پا لیا عذاب کے جلدی کرنے والوں کو عذاب کی گھڑی کے دکھانے کا وعدہ جو آیتوں میں تھا اس وعدہ کا ظہور اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔ آگے فرمایا اگر ان لوگوں کو اس دن کا حال کھل جاوے جس دن یہ لوگ اپنے مونہہ اور اپنی پیٹھ کو آگ کے صدمہ سے نہ خود بچا سکیں گے نہ کوئی دوسرا آن کی مدد کر کے انکو اس آگ سے بچا سکے گا اور نہ کہیں بھاگ کر یہ لوگ اس عذاب کو ٹال سکیں گے کیونکہ وہ عذاب ایسی بے خبری میں آویگا کہ انکو بھاگنے کی مہلت بھی نہ مل سکے گی سورہ محمد میں آویگا کہ اللہ کے فرشتے نافرمان لوگوں کی روح قبض کرنے کے وقت ایسے لوگوں کے مونھہ اور انکی پیٹھ پر لوہے کی گرم موگریاں مارتے ہیں۔ مسند امام احمد اور ابو داؤد میں براء بن العازب رضی کی صحیح روایت ہے اس میں بھی نافرمان لوگوں کی روح قبض کرنے کے وقت سختی کرنے کا ذکر ہے اس سختی کا مطلب بھی وہی ہے جو سورہ محمد کی آیتوں کا اوپر بیان کیا گیا کہ نافرمان لوگوں کی روح قبض کرنے کے وقت فرشتے ایسے لوگوں کے مونھہ اور انکی پیٹھ پر طرح طرح کی مار و باڑ کرتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتوں میں فقط مونہہ اور پیٹھ پر عذاب کے ہونے کا جو ذکر ہے سورہ محمد کی آیتوں اور براء بن العازب کی حدیث سے اس کا مطلب سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ عذاب نافرمان لوگوں کی قبض روح کے وقت کا ہے موت اور قیامت کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اسی واسطے موت اور قیامت کے عذاب کو بے خبری کے وقت کا عذاب فرمایا آخر آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی یہ تسکین فرمائی ہے کہ منکر شریعت لوگ اسی طرح قدیم سے اللہ کے رسولوں سے مسخراپن کرتے رہے ہیں تمہارے ساتھ کچھہ یہ بات ہی نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ انجام ان کے مسخراپن کا یہ ہوا کہ دنیا میں طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوئے اور آخرت کے عذاب میں جدا پکڑے جاویں گے مطلب یہ کہ مشرکین مکہ میں سے جو لوگ ان پچھلے لوگوں کے قدم بقدم چلیں گے یہی انجام انکا بھی ہوگا اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے اس انجام کا ذکر انس رضی بن مالک کی صحیح بخاری و مسلم کی روایت سے ابھی اوپر گزر چکا ہے۔

قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ

تو کہہ کون چوکی دیتا ہے تمہاری رات میں اور دن میں رحمٰن سے کوئی نہیں وہ اپنے رب کے ذکر سے ٹال کرتے ہیں یا انکے

اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝

کوئی ٹھاکر ہیں کہ انکو بچاتے ہیں ہمارے سوا وہ اپنی مدد نہیں کر سکتے اور نہ انکو ہماری طرف سے رفاقت

منزل ۴

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ

کوئی نہیں پر ہم نے برتوایا انکو اور انکے باپ دادوں کو یہانتک کہ بڑہ گئی انپر زندگی پہر کیا نہیں دیکہتے ہم چلے آتے ہیں زمین کو

نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۗ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ

گہٹاتے اوسکے کناروں سے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں تو کہہ میں تمکو سناتا ہوں سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں

الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ

بہرے پکارکو جب کوئی انکو ڈرسناوے اور کبہی پہونچے ان تک ایک بہاپ تیرے رب کی آفت کی تو مقر رکہنے لگیں ہم خرابی ہماری بیشک ہم تہے گنہگار

اوپر ذکر تہا کہ منکرین قیامت عذاب کی جلدی کرتے تہے ان آیتوں میں فرمایا کہ جب تک وقت نہیں آتا ہر بلا سے اللہ ہی اونکی نگہبانی کررہا ہے ورنہ آدمی کے پیچھے تو رات دن الہی بلائیں لگی ہوئی ہیں کہ دم بہر بہی اوسکا جینا مشکل ہے کیونکہ قحط کے وقت یہ لوگ ان لوگوں کو تجربہ ہوگیا کہ ان کے بت ایسے عاجز ہیں کہ اللہ کی مدد کے بغیر کسی مصیبت کو ٹال نہیں سکتے لیکن یہ لوگ قرآن کی نصیحت کو ٹال دیتے ہیں ورنہ اس تجربہ کے بعد یہ لوگ قرآن کی نصیحت کے پابند ہوجاتے اور عذاب کی جلدی نہ کرتے پہر فرمایا کہ اونکو اور اون کے بڑوں کو وقت مقررہ تک اللہ نے چہوڑ رکہا ہے نہیں تو اون کے کرتوت تو ایسے تہے کہ اون کا نشان بہی زمین پر باقی نہ رہتا پہر فرمایا کہ کیا اس سے بہی اون کو دین اسلام کا حق ہونا ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام کو دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہے اور کفر زمین سے اوٹہتا جاتا ہے پہر آنحضرت کو فرمایا کہ ان مشرکوں سے کہدو کہ میں تو تمکو اللہ کا حکم ہر طرح کی نصیحت کا سناتا ہوں اگر بہرے بن کر اللہ کا حکم نہیں سنتے تو عذاب الہی میں گرفتار ہو جاؤگے پہر عذاب کی سختی کا ذکر فرمایا کہ اگر اوس عذاب کی ذرا بو بہی ان کے ناک میں آجاوے تو سب عیش و آرام ابہی بہول جاویں اور اپنی زیادتی اور گنہگاری کا اقرار کرنے لگ جاویں صحیح بخاری و مسلم میں انس رض بن مالک سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کم سے کم عذاب آخرت میں جس گنہگار پر ہوگا اوس سے اللہ تعالی پوچھے گا کہ دنیا بہر کا عیش و آرام اور دنیا بہر کی دولت آج تیرے قبضے میں ہو تو اس عذاب کے چھٹکارہ کے بدلہ میں تجھکو وہ عیش و دولت دینی منظور ہے وہ شخص کہویگا ہاں اوسوقت اللہ تعالی فرماویگا کہ جب تو پیدا بہی نہیں ہوا تہا اوسی وقت اللہ تعالی نے تجہ سے یہ ایک ادنی سی بات چاہی تہی کہ اللہ کے عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیجیو جب تجہ سے وہ بات نہو سکی تو آج کیونکر تیرا چھٹکارہ اس عذاب سے ہوسکتا ہے صحیح مسلم میں ان ہی انس رض بن مالک سے دوسری روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے سے بڑے عیش طلب گنہگار سے دوزخ میں ڈالتے ہی پوچھا جاویگا تو نے دنیا میں اپنی عمر بہر میں کبہی کچہہ آرام پایا تہا تو اوس عذاب کے آگے وہ دنیا کے آرام کو بالکل بہلا دیگا اور کہویگا میں نے ہرگز کبہی کوئی آرام نہیں پایا اسیطرح دنیا کے بڑے سے بڑے مصیبت زدہ شخص سے جنت میں داخل ہوتے ہی یہ پوچھا جاویگا کہ دنیا میں اپنی عمر بہر میں تو نے کوئی مصیبت بہگتی تہی تو اوس آخرت کے عیش کے آگے وہ دنیا کی سب مصیبتیں بہول جاویگا اور کہویگا میں نے ہرگز کبہی کوئی مصیبت نہیں بہگتی سورۃ العنکبوت میں آویگا جب یہ مشرک لوگ کشتی میں سوار ہوتے اور کشتی کے ڈوب جانیکا خوف ہوتا تو اوس خوف کے وقت اپنے بتوں کو بالکل بہول

منزل ۴

جاتے تھے اور خالص اللہ تعالیٰ سے کشتی کے ڈوبنے کی مصیبت کے ٹل جانے کی التجا کرتے تھے صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایتہ کئی جگہ گذر چکی ہے کہ جب ان مشرکون نے سرکشی پر کمر باندھی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مکہ میں ایسا سخت قحط پڑا کہ مکہ کے لوگ نہ کھانے تک کی چیزین بھی کھا گئے اور اس قحط کے زمانہ مین اگرچہ ان لوگون نے اپنے بتون سے مینہہ برسنے کی دعا کرنے کی التجا کی آخر لاچار ہوکر انھون نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مینہہ برسنے کی دعا کرنے کی التجا کی اور آپ کی دعا سے مینہہ برسا سورہ العنکبوت کی آیتون اور اوپر کی انس بن مالکؓ کی روایتون اور عبداللہ بن مسعودؓ کی روایتہ کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اے رسول اللہ کے اگر تم ان عذاب کی جلدی کرنے والون سے پوچھو گے کہ اللہ کے حکم سے کوئی آفت تم پر آگئی تو جو اللہ کشتی کے ڈوب جانے کے خوف کے وقت ڈوبنے کی آفت سے اور رات دن مین اسی طرح کی ہزارون آفتون سے تم کو بچاتا ہے اس نئی آفت سے بھی وہی تم کو بچاویگا قرآن کی نصیحت ٹال دینے کے جرم کی سزا مین کوئی عذاب نازل ہوگیا تو تمہارے بتون کی یہ طاقت ہے کہ سوائے اللہ کے حکم اور اس کی مدد کے دو بت اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے عذاب کو ٹال دیوین گے اے رسول اللہ کے کشتی کے ڈوبنے کے اور مکہ کے قحط کے حال یاد کر کے یہ لوگون کا مونہہ نہین کہ سوائے اللہ کی مدد کے اسکے بھیجے ہوئے عذاب سے بچ جانے کا ذکر یہ لوگ زبان پر لاوین بلکہ بات فقط اتنی ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر ان کو اور ان کے بڑون کو دنیا کی خوشحالی جو دی اسکے نشہ مین نہ یہ لوگ اسلام کی دن بدن کی ترقی کو دیکھکر چونکتے ہین نہ بہرون کی طرح قرآن کی نصیحت کو سنتے ہین اور نہ عذاب کی جلدی کرنے کے انجام کو سمجھتے ہین لیکن اللہ کے کچھہ عذاب کا حصہ اگر ان کو دنیا مین مل گیا تو اپنی گنہگاری کا اقرار کرنے لگین گے مگر وہ بے وقت کا اقرار ان کے کچھہ کام نہ آوے گا اور دنیا کے عذاب کے علاوہ جب آخرت کے عذاب مین گرفتار ہون تو دوزخ کے پہلے ہی جھونکے مین دنیا کی یہ خوشحالی بھول جاوین گے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ

اور رکھین گے ہم ترازوین انصاف کی قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا برابر رائی کے دانے

مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝

کے وہ ہم لے آوین گے اور ہم بس ہین حساب کرنے کو

معتبر مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قیامت کے دن اعمال کے تولنے کے لئے ایک ہی ترازو قائم کی جاویگی لیکن اس ایک ترازو مین ہر ایک جنس کے عمل مثلاً نفلی نماز روزہ حج فرضی نماز روزہ حج علیحدہ یہ سب کچھہ تولا جاویگا اسواسطے وہ ایک ترازو گویا کئی ترازون کا کام دیویگی اس لئے اس آیت مین ترازو نہین فرمایا ترازوین لفظ جمع کا فرمایا ہے جسکے معنے یہ ہین کہ ہر ایک شخص کی کئی کئی تولین قائم ہونگی اس ترازو مین کیا چیز تلے گی نیک و بد عمل والے لوگ تلین گے یا عمل کے کاغذ تولین گے یا خود عملون کو ایک جسم خدا بخشے گا وہ جسم تولا جاویگا اگرچہ مفسرین کے اس باب مین چند قول ہین مگر امور آخرت مین جہان عقل کا کچھہ دخل نہیں

بدون صحیح حدیث صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مفسر کا قول قابل بھروسہ نہیں قرار پاسکتا خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات صحیح قرار پائی ہے وہ یہی ہے کہ خود اعمال تولے جاویں گے صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ کی جو روایت ہے اس میں آپ نے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کو فرمایا ہے کہ یہ دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن میزان میں بھاری ہیں اور یہ دو کلمے اللہ کو بہت پیارے ہیں جس کاغذ کے پرچے پر یہ دونوں کلمے لکھے جاویں گے اسکا ہلکا پن تو خود معلوم ہے اس لئے ظاہر ہے کہ خود ان کلمونکا بوجھ آنحضرت کا مطلب ہے مسند امام احمد بن حنبل ترمذی ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ ایک کم سو دفتر ایک شخص کے گناہوں کے قیامت کے دن اتنی دور تک پھیلنے کے قابل بننے نکلیں گے جتنی دور آدمی کی نگاہ کام کر سکتی ہے جب وہ شخص دوزخ میں بھیجا جانے لگے گا تو اللہ تعالیٰ فرماوے گا اس کا ایک عمل تولنے سے رہ گیا ہے اسپر ایک چھوٹا سا پرچہ کاغذ کا لایا جاویگا جس میں کلمہ توحید کا ثواب لکھا ہوگا تولنے میں وہ کاغذ کا پرچہ ایک کم سو دفتروں سے بھاری نکلے گا اب یہ بات تو ظاہر ہے کہ کاغذ کے پرچہ میں اس قدر بوجھ کہاں سے آسکتا ہے عمل کا بوجھ ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور حاکم شرط مسلم پر صحیح کہا ہے غرض صحیح روایتوں سے خود عملونکا تولا جانا ثابت ہو چکا ہے سوائے ان روایتوں کے فقط مسند امام احمد میں جو لوگوں کے تلنے کی روایت ہے اسکی سند ایسی قوی نہیں ہے اور بلا کسی روایت کی سند کے بعضے مفسرین نے کچھ قول جو اس باب میں نقل کئے ہیں وہ صحیح حدیث کے روبرو کسی گنتی میں نہیں ہیں تین موقع قیامت کے دن بڑے سخت ہیں ایک یہی اعمال تلنے کا کہ کسی کا نیکی کا پلڑا بھاری نکلتا ہے اور کسی کا بدی کا دوسرے نامہ اعمال کے بٹنے کا موقع کہ کس کے سیدھے ہاتھ میں وہ کاغذ آتا ہے اور کس کے الٹے ہاتھ میں تیسرا پل صراط کے گزرنے کا موقع کہ کون صحیح سالم گزرتا ہے اور کون کٹ کر دوزخ میں گر پڑتا ہے ابو داؤد میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک روز دوزخ کے عذاب کی شدت یاد کر کے میں رونے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیوں روتی ہو میں نے کہا دوزخ کا عذاب یاد کر کے روتی ہوں پھر میں نے آنحضرت سے پوچھا کہ قیامت کے دن آپ اپنے اہل و عیال کو یاد بھی رکھیں گے آپ نے فرمایا تین موقعے تو ایسے ہیں کہ کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا پھر آپ نے اعمال کے تولے جانے اور نامہ اعمال کے بٹنے اور پل صراط کے گزرنے کے تین موقع کا نام لیا یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ اس کی صحت کا حال سورہ اعراف میں گزر چکا ہے اور معنے اس حدیث کے یہ ہیں کہ ان تینوں سخت موقعوں پر آپ کو امت کی شفاعت اور تینوں موقعوں سے نجات کا خیال زیادہ ہوگا اور آپ کے دل پر اسوقت ایک پریشانی سی ہوگی کیونکہ بعضے لوگ تو پلصراط پر ہوں گے اور بعضے جو پلصراط پر سے گزر چکے ہوں گے ادھر ان کے اعمال تلنے شروع ہو جاویں گے اس لئے پلصراط والے لوگوں کی سلامتی سے گزر جانے کی شفاعت فرمانے کے لئے گھڑی آپ پلصراط پر تشریف لاویں گے - - - - - - - - اور گھڑی میزان والے لوگوں کی شفاعت کے لئے میزان کے پاس تشریف لیجاویں گے غرض یہ معنے اس حدیث کے نہیں ہیں کہ ان تینوں موقعوں پر آپ امت کے حال سے بے خبر ہو جاویں گے چنانچہ ترمذی میں حضرت انسؓ کی جو حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے

منزل ۴

آنحضرت سے قیامت کے دن خاص طور پر اپنی شفاعت کی التجا کی تو آپ نے میری التجا کو قبول فرمایا پھر حضرت انسؓ نے آپ سے پوچھا کہ میں آپ کو
شفاعت کیلئے کہاں ڈھونڈوں آپ نے فرمایا کہ پہلے مجھکو پل صراط پر ڈھونڈنا پھر میزان کے پاس پھر حوض کوثر پر ان تینوں مقاموں میں سے کسی مقام پر نظر آ
ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پل صراط اور میزان کے پاس بھی آنحضرت شفاعت فرماوینگے کیونکہ حضرت انسؓ سے تو شفاعت کا ہی وعدہ تھا پھر اس غرض کے پورا کرنے
کیلئے جو مقامات آپ نے بتلائے بلاشک وہ مقامات شفاعت کے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان مقاموں پر عام امت کی نجات کے خیال میں مصروف ہونے کے سبب حضور
خود یاد رکھنے کا وعدہ آنحضرت نے انسؓ حضرت انسؓ سے نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ خود حضرت انسؓ آنحضرت کو ڈھونڈلیویں اسی طرح حضور علیہ السلام
سے ان مقاموں پر اہل و عیال کے یاد رکھنے کا وعدہ آپنے نہیں فرمایا انس بن مالک کی اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ قیامت کیدن نہایت
انصاف سے لوگوں کے عمل تولے جاویں گے اور عملوں کے تولے جانے کے بعد جن کے نیک عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاویں گے
اور جنکا بدعملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ میں جاویں گے اور دوزخ میں جانے کے بعد جس شخص کے دل میں ذرے برابر بھی ایمان
ہوگا اسکی شفاعت ہوگی اور آخر ایسا ہر ایک شخص دوزخ سے نکل کر جنت میں جاویگا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوسعیدؓ
خدری کی روایۃ کئی جگہ گذر چکی ہے جسمیں شفاعت کا ذکر تفصیل سے ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث قدسی کئی جگہ
گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اس حدیث سے فلا تظلم نفس شیئا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں
آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ظلم ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے اسواسطے قیامت کے دن کی جزا و سزا میں
کسی پر یہ ظلم نہ ہوگا کہ نیکی کی جزا گھٹا یا بدی کی سزا بڑھا دی جاوے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایۃ جو ابھی گزر چکی ہے اوس سے
وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فقط کلمہ توحید کا ثواب بھی
بغیر وزن کے نہیں چھوڑا گیا معتبر سند کی انسؓ بن مالک کی روایۃ مسند بزار کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکی ہے کہ بعضے لوگوں کے
اعمال ناموں میں سے کچھ نیک عملوں کے نکال ڈالنے کا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حکم دیویگا تو اعمال نامہ لکھنے والے فرشتے
عرض کریں گے یا اللہ ظاہری طور پر تو ان عملوں میں کوئی خرابی نہیں معلوم ہوتی اللہ تعالیٰ فرماویگا تمکو انسان کی نیت کا حال معلوم نہیں
مجھکو معلوم ہے کہ یہ عمل نیک نیتی سے نہیں کئے گئے اس حدیث سے وکفی بنا حاسبین کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انسان کے دل کے ارادہ اور نیت تک کا حال معلوم ہے اس لئے اوس سے بڑھکر کوئی حساب کا
لینے والا نہیں ہے ؛؛

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِیَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ
اور ہمنے دی تھی موسیٰ اور ہارون کو چکوتی اور روشنی اور نصیحت ڈروالوں کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے

وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝
اور وہ قیامت کا کھٹکا رکھتے ہیں اور یہ ایک نصیحت ہے برکت کی جو ہمنے اتاری سو کیا تم اسکو نہیں مانتے

منزل ۴

سورہ قصص میں آویگا ولقد آتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی بصائر للناس جسکا حاصل یہ ہے کہ قوم نوح سے
لیکر فرعون تک پچھلے لوگوں کے عام عذابوں سے ہلاک ہو جانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل ہوئی ہے مطلب یہ ہے کہ
تفصیلی احکام اور پچھلے نافرمان لوگوں کے قصے ملاکر توراۃ کی ترتیب ایسی ہے جس سے لوگوں کے دلوں پر پورا اثر پڑیگا، اب قرآن
شریف میں توراۃ کی باتیں بھی ہیں اور انجیل کی بھی اور موسیٰ علیہ السلام عیسےٰ علیہ السلام کے بعد توراۃ اور انجیل میں جو خرابیاں پڑ گئی تھیں اونکا
بھی ذکر ہے اسی واسطے قرآن شریف میں اکثر جگہ توراۃ اور قرآن کا ذکر ساتھ آیا ہے جس سے یہ جتلایا گیا ہے کہ توراۃ میں لوگوں کے
دلپر اثر پڑنے کی جو باتیں تھیں قرآن میں اونسے بڑھکر ہیں اسپر بھی قرآن کی نصیحت کو جو لوگ نہیں مانتے وہ اللہ کے علم غیب میں بدنصیب
ٹھہر چکے ہیں صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی نبوت
کو ایک خوشنما محل کی مثال سے سمجھا کر پھر یہ فرمایا ہے کہ اس خوشنما محل کے پورے ہوجانے میں ایک ردہ کی کسر تھی میرے رسول
ہوجانے کے بعد وہ ردہ پورا ہوکر اوس خوشنما محل کی تعمیر پوری ہوگئی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ اگرچہ
توراۃ کی ترتیب ایسی تھی جس سے لوگوں کے دل پر بڑا اثر پڑتا تھا لیکن پھر بھی نبوت کے محل کے پورا ہونے میں ایک ردہ کی کسر
تھی خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہوجانے اور قرآن کے نازل ہونے کے بعد وہ ردہ پورا ہوکر نبوت کے محل کی تعمیر کامل
ہوگئی اسیواسطے مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان میں جابرؓ بن عبداللہ سے اور مسند امام احمد اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ
سے جو صحیح روایتیں ہیں اونمیں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے زمانہ میں اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو
سوائے میری پیروی کے اور کچھ نہ بن آتا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے نازل ہوجانے کے بعد اونہیں توراۃ کی پیروی کافی نہ ہوتی سورۃ
الکہف میں گزر چکا ہے کہ قریش نے یہود کو اہل کتاب اور توراۃ کو کتاب آسمانی جانکر یہود کے پاس خاص طور پر اس غرض سے
چند آدمی بھیجے تھے کہ یہود توراۃ میں کی کچھ مشکل باتیں قریش کو تبلادیں تاکہ قریش اون باتوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھکر آپکی نبوت کی صداقت کو آزماویں اسپر یہود نے روح کا خضر علیہ السلام اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال پوچھنے کا مشورہ
قریش کو دیا اور یہ باتیں قریش نے یہود کے مشورہ کے موافق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں اور سورہ بنی اسرائیل
وسورۃ الکہف میں ان باتوں کے جواب کی آیتیں نازل ہوئیں اسی واسطے ان آیتوں میں توراۃ اور قرآن کا ذکر ساتھ فرماکر قریش
کو یوں قائل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل فرمائی جس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے
ہونے سے ڈرنیوالوں کے ہاتھ میں گویا روشن مشعل آگئی کہ اوس سے وہ سب عقبیٰ کی بہبودی کی باتوں کو اچھی طرح دیکھ سکتے
ہیں دنیا میں عقبیٰ کی باتیں بن دیکھی ہیں اس لئے قرآن شریف میں جگہ جگہ اون باتوں کو غیب کی باتیں فرمایا فرقان سے مطلب
فیصلہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مثلاً جادوگروں نے اپنی لکڑیوں اور رسیوں کے جھوٹے سانپ زمین پر چھوڑے تھے لیکن موسیٰ
علیہ السلام کے معجزے کا ایک لکڑی کا سانپ اون سب جھوٹے سانپوں کو نگل گیا جس سے اسوقت کے سب لوگوں کے سامنے پورا پورا
فیصلہ ہوگیا اگرچہ فرقان کی تفسیر میں سلف کے اور بھی قول ہیں لیکن حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں عبدالرحمن بن زید کے

منزل ۴

اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ کہ فرقان سے مقصود موسیٰ علیہ السلام کے معجزے ہیں اور ضیا سے مقصود توراۃ ہے اسواسطے اردو کے دونوں ترجموں میں یہی قول لیا ہے یہ عبدالرحمن بن زید بن اسلم سفیان بن عیینہ کے مرتبہ کے تبع تابعین میں ہیں اگرچہ حدیث کی روایتہ میں ان عبدالرحمن کو علماء نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن تفسیر کے باب مین ان کے قول کا اعتبار ہے اسی واسطے حافظ ابو جعفر ابن جریر نے ان کا قول لیا ہے۔ آگے فرمایا جس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل فرمائی اسطرح خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا یہ ان لوگون کی نادانی ہے کہ توراۃ کو کتاب آسمانی اور موسیٰ علیہ السلام کو انسان رسول مانکر قرآن کے کتاب آسمانی ہونے مین یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ اللہ کا رسول انسان نہیں ہو سکتا کوئی فرشتہ ہونا چاہیے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ رض کی روایتہ کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن قرآن کی پیروی کرنے والون کی تعداد اور آسمانی کتابون کی پیروی کرنے والون کی تعداد سے زیادہ ہو گی قرآن کی نصیحت کو برکت کی نصیحت جو فرمایا اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کی نصیحت کی برکت سے اس کے پیرو قیامت کے دن زیادہ ہون گے اور دوسری آسمانی کتابون کے پیرو کم۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ

اور آگے دی تھی ہمنے ابراہیم کو اسکی نیک راہ اور ہم رکھتے ہیں اسکی خبر جب کہا اسنے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا

التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ

مورتین ہین جنپر تم لگے بیٹھے ہو بولے ہمنے پایا اپنے باپ دادو نکو انہین کو پوجتے بولا

لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ

مقرر رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی مین بولے تو ہم پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیان

اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

کرتا ہے بولا نہین پر رب تمہارا وہی ہے رب آسمان اور زمین کا جسنے انکو بنایا اور مین اسی بات کا قائل ہون

سورہ الانعام مین گزر چکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش نمرود بن کنعان عراق کے بادشاہ کے زمانہ مین ہوئی ہے مکہ کے مشرک لوگ اپنے آپکو ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر بتلاتے تھے اسواسطے ان لوگون کو موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ سے قائل کرنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرما کر انہین یون قائل کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تو بچپنے ہی مین بت پرستی سے بیزار تھے پھر مکہ کے بت پرست اپنے آپ کو ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر کیونکر کہہ سکتے ہیں نمرود اور اسکے ساتھی ستارہ پرست لوگ تھے ستارون کی پرستش کی نیت سے ان لوگون نے ستارون کی مورتین بنا رکھی تھیں جنکو ابراہیم علیہ السلام نے تماثیل کہا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری رض کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جس شخص کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت مین جاویگا معتبر سند سے ابن ماجہ اور صحیح ابن خزیمہ مین ابو ہریرہ رض کی روایتہ سے حدیث قدسی ہے کہ مشرک کا

کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین مقبول نہیں اللہ کی وحدانیت کے اعتقاد کو نیک راہ اور شرک کے اعتقاد کو صریح غلطی جو فرمایا اس کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ موسیٰ اور ہارون کو نیک راہ کی توفیق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے چھوٹی سی عمر مین ابراہیم علیہ السلام کو نیک راہ کی توفیق دی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین یہ بات ٹھہر چکی تھی کہ آزر بت پرست کے گھرانہ مین ابراہیم علیہ السلام ایسے نیک راہ اور اللہ کے رسول ہون گے آنکے بعد آنکے گھرانہ مین قیامت تک بنوت چلیگی آگے ابراہیم علیہ السلام کے نیک راہ پر ہونے کی یہ تفصیل بیان فرمائی کہ وہ اپنے باپ اور اپنی قوم کو بت پرستی کی حالت پر نہ دیکھ سکے اس لئے اونھون نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگون سے پوچھا کہ تم ان مورتون کی پوجا مین ہر وقت کیون لگے رہتے ہو ابراہیم علیہ السلام کے باپ اور قوم کے لوگون نے جواب دیا کہ ہم اپنے باپ دادا کے طریقہ پر ہیں وہ بھی یہی کیا کرتے تھے جو ہم کرتے ہین ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی مورتون کی اس قدر تعظیم کرنے مین تم بھی بڑی غلطی مین پڑے ہوئے اور تمہارے باپ دادا بھی غلطی پر تھے ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات سنکر اون کے باپ اور اون کی قوم کے لوگون نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ جب تم ہمکو اور ہمارے بڑون کو غلطی پر بتاتے ہو تو تم ہمارے طریقہ سے بڑھکر کوئی ٹھیک طریقہ بتلا سکتے ہو یا بچون کی طرح جو مونہہ مین آتا ہے وہ کہہ رہے ہو ابراہیم علیہ السلام نے کہا جو مونہہ مین آوے وہ مین نہیں کہتا بلکہ مین تو تم کو ٹھیک طریقہ بتلاتا ہون کہ جس اللہ نے آسمان زمین سب کچھ پیدا کیا انسان پر اس کی تعظیم واجب ہے ان مورتون نے تعظیم کے قابل کونسا کام کیا ہے جو تم ان کی تعظیم مین ہر وقت لگے رہتے ہو اسکے پیدا کئے ہوئے آسمان و زمین اور ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہین کہ تعظیم کے قابل وہی ایک ذات ہے جس نے سب کچھ پیدا کیا۔

منزل ۴

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ

اور قسم اللہ کی مین علاج کرونگا تمہارے بتون کا جب تم جا چکو گے پیٹ پھیر کر — پھر کر ڈالا انکو ٹکڑے — مگر ایک بڑا آن کا

لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا سَمِعْنَا

کہ شاید اس پاس پھر آوین — کہنے لگے کسنی کیا یہ کام ہمارے ٹھاکرون سے وہ کوئی بے انصاف ہے — وہ بولے ہمنے سنا ہے

فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝

ایک جوان انکو کچھ کہتا ہے اسکو پکارتے ہین ابراہیم — وہ بولے اسکو لے آؤ لوگون کے سامنے — شاید وہ دیکھین

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝

بولے کیا تونے کیا ہے یہ ہمارے ٹھاکرون پر اے ابراہیم — بولا نہین پر یہ کیا انکے اس بڑے نے سو انسے پوچھ لو — اگر وہ بولتے ہین

تفسیر سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم مین زید بن اسلم وغیرہ کی روایتون سے ان آیتون کی تفسیر کے طور پر جو قصہ ہے سورہ والصافات کے قصے کے ملانے سے اس سب قصے کا حاصل یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت سے اونکے باپ آزر اور قوم کے لوگون نے بت پرستی نہیں چھوڑی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل مین یہ بات سمائی کہ کبھی موقع پاکر ان بتون کا پورا علاج کر ڈالئے

ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے لوگوں میں ہر سال ایک میلہ بستی کے باہر ہوا کرتا تھا جسمیں بستی کے سب لوگ جایا کرتے تھے بتوں کے توڑنے
کے سال میں جب وہ میلہ کا وقت آیا تو ابراہیم علیہ السلام بیماری کا عذر ظاہر کر کے اُس میلہ میں نہیں گئے اور دبی ہوئی آواز سے
بتوں کو صدمہ پہنچانے کی یہ قسم کہائی جسکا ذکر ان آیتوں میں ہے قوم کے لوگوں کے بستی کے باہر چلے جانے کے بعد بتخانہ کو اکیلا
پاکر ابراہیم علیہ السلام بت خانہ میں گئے قوم کے لوگ میلہ میں جاتے وقت کچھ کہانا پکا کر بتوں کے آگے رکھ جاتے تھے اور میلہ میں
سے جب پلٹ کر آتے تو وہ کہانا تبرک کے طور پر سب قوم کے لوگ ملکر کھالیا کرتے تھے اس لئے بت خانہ میں جانے کے بعد بتوں کے
سامنے وہ کہانا دھرا ہوا دیکھکر پہلے تو ابراہیم علیہ السلام نے دل لگی کے طور پر ان بتوں سے یہ کہا کہ تم یہ کھانا کیوں نہیں کہاتے جب
بتوں نے اس بات کا جواب نہیں دیا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا تم بولتے کیوں نہیں اس کے بعد سب میں بڑے بت کو تو ابراہیم علیہ السلام
نے ثابت چہوڑ دیا اور باقی کے سب چھوٹے بتوں کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ابراہیم علیہ السلام نے بڑے بت کو جس غرض سے ثابت
چھوڑ دیا اُس کا ذکر خود ان آیتوں میں ہے کہ قوم کے لوگوں نے جب ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ ابراہیم کیا تم نے ہمارے
بتوں کو توڑا ہے تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا یہ بڑا بت ثابت نظر آتا ہے اسی نے چھوٹے بتوں کو اس غصہ سے توڑ ڈالا
ہوگا کہ اس بڑے بت کے ساتھ چھوٹے بتوں کی پوجا کیوں کی جاتی ہے، یہی مطلب لعلہم الیہ یرجعون کا ہے جسکا حاصل
یہ ہے کہ قوم کے لوگ میلہ سے پلٹ کر شاید بڑے بت کے پاس آویں اور اُسکو ثابت اور چھوٹے بتوں کو ٹوٹا ہوا پاکر یہ خیال
کریں کہ بڑے بت نے ہی چھوٹے بتوں کی پوجا سے چڑکر اُنکو توڑ ڈالا ابراہیم علیہ السلام نے جب دبی ہوئی آواز سے بتوں
کے صدمہ پہنچانے کی قسم کہائی تھی تو قوم میں سے کچھ لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کی آواز سن لی تھی اسواسطے ان لوگوں نے
ابراہیم علیہ السلام کا نام لیا اور قوم کے لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام پر بتوں کے توڑنے کا الزام لگا کر نمرود کے روبرو
اپنی فریاد پیش کی اور سب کی صلاح سے جب ابراہیم علیہ السلام نمرود کے سامنے بلائے گئے تو اونہوں نے یہ کہا کہ تم لوگ بڑے
بت کے ساتھ چھوٹے بتوں کی پوجا کرتے تھے اسواسطے اُسکو غصہ آیا اور اُس نے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالا اگر تمہارے ان بتوں
میں بولنے کی طاقت ہے تو اون ہی سے اس حال کو دریافت کرلیا جاوے قوم کے لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام پر بتوں کے
توڑنے کا الزام لگا کر اپنے بادشاہ نمرود کے روبرو اپنی فریاد اس لئے پیش کی کہ وہ بت پرست بادشاہ اس فریاد کو سنکر ابراہیم
علیہ السلام کے حق میں کوئی سخت سزا تجویز کرے اور تمام اہل دربار اور قوم کے لوگ بادشاہی سزا کی شہرت کے سبب سے سزا کے
موقع پر انکو اوس سزا کو آنکھوں سے دیکھ لیں ان لوگوں کے اسی مطلب کو فاتوا بہ علی اعین الناس لعلہم یشہدون کے لفظوں
سے ادا فرمایا گیا ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم
علیہ السلام نے دین الہی کی حفاظت میں ایسی تین باتیں مونھ سے نکالیں ہیں جنکی ظاہری صورت جھوٹ کی سی ہے اون میں سے
یہ بات نکلتی ہے کہ بتوں کو خود توڑا اور بڑے بت کا نام لیا اور کہدیا اگر تمہارے ان بتوں میں بولنے کی طاقت ہو تو ان سے
یہ حال دریافت کرلیا جاوے حاصل یہ ہے کہ بڑے بت کا نام لینے میں ظاہری صورت تو جھوٹ کی تھی اور حقیقت میں

بل فعلہ کبیرہم ہٰذا سے ابراہیم علیہ السلام کا یہ مطلب تھا کہ یہ کام ایسے بڑے نے کیا ہے جوان بتون کو صدمہ پہنچانے کی ایسی طاقت رکھتا ہے جسکے آگے یہ بت بالکل عاجز ہیں دوسری بات وہی ہے کہ بیماری کا عذر کرکے ابراہیم علیہ السلام میلہ میں نہیں گئے جس سے اونکا مطلب یہ تھا کہ جس طرح بیمار شخص کہیں نہیں جاسکتا اسی طرح میں بھی اس میلہ میں نہیں جاسکتا تیسری بات یہ ہے کہ ملک عراق سے ملک شام کے سفر کے وقت جب مصر کے ایک ظالم بادشاہ نے خوبصورتی کے سبب سے حضرت سارہ کو بدکاری کے ارادہ سے پکڑ بلایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے کہہ دیا تھا کہ وہ بادشاہ میرا حال پوچھے تو کہہ دینا وہ میرے بھائی ہیں جس سے اون کا مطلب یہ تھا کہ حضرت سارہ اون کی دینی بہن ہیں وہ بدکار ظالم بادشاہ ہر ایک خوبصورت عورت کو بدکاری کے لئے زبردستی پکڑوا لیتا تھا اور اگر یہ سن لیتا تھا کہ عورت کے ساتھ اس کا خاوند بھی ہے تو اوس مرد کو قتل کرا دیتا تھا اسی آفت سے بچنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ظالم بادشاہ میرا حال پوچھے تو کہہ دینا وہ میرے بھائی ہیں ابوہریرہؓ کی اسی روایہ میں حضرت سارہ کا باقی کا قصہ یوں ہے کہ اوس ظالم بادشاہ نے کئی دفعہ بدکاری کا ارادہ کیا لیکن اس برے ارادہ کے ساتھ ہی وہ بدہوش ہوجاتا آخر عاجز آنکر اوس نے حضرت سارہ کو رخصت کیا اور حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہ کی خدمت کے لئے دیا اچھے لوگوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ ہوجاتا ہے اسلئے ظاہری صورت کے جھوٹ سے بھی حشر کے دن ابراہیم علیہ السلام ڈرنے لگے چنانچہ صحیح بخاری کی ابوہریرہؓ کی شفاعت کی روایہ میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے۔

منزل ۴

فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ ○ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ

پھر سوچے اپنے جی میں پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو پھر اوندھے ہو رہے سر ڈالکر

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ○ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا

تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں بولا کیا تم پوجتے ہو اللہ سے ورے ایسے کو کہ تمہارا کچھ بھلا کرے

وَلَا يَضُرُّكُمْ ○ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○

نہ برا بیزار ہوں میں تم سے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو بوجھ نہیں

جب ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے لوگوں کو یہ کہہ کر چپ کر دیا کہ ان چھوٹے بتوں سے تو یہ پوچھا جاوے کہ ان کو کس نے توڑا ہے اور بڑے بت سے یہ پوچھ لیا جاوے کہ اوس نے چھوٹے بتوں کو کیوں توڑا ہے تو قوم کے لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کو اپنے دل میں سوچا اور آپس میں ایک نے دوسرے کی طرف دیکھکر یہ کہا کہ بغیر دیکھے ابراہیم علیہ السلام کو بتوں کے توڑنے کا الزام لگانا حقیقت میں ایک زیادتی اور بے انصافی کی بات ہے پھر گردن جھکا کر شرمندگی سے کہنے لگے ابراہیم تم کو کیا معلوم نہیں کہ یہ پتھر کے بت مونہہ سے نہیں بولتے قوم کے لوگوں سے یہ بات سنکر ابراہیم علیہ السلام نے اون سے کہا کہ تمہارے بت جب ایسے عاجز اور بے بس ہیں کہ جس نے انکو صدمہ پہنچایا اوس کا مقابلہ نہ کرسکے اور تمہارے پوچھنے پر یہ بھی نہیں بتلا سکتے کہ کس شخص نے انکو صدمہ پہنچایا تو پھر تم کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ تم اور تمہارے بت دونوں بیزاری کے قابل ہیں کیونکہ یہ بت اپنی پوجا

کرنے والون کے ساتھہ نہ کچھ بھلائی کرسکتے ہیں نہ پوجا کے چھوڑ دینے والون کے ساتھہ کچھہ برائی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ
علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے دوزخی قرار پا چکے ہیں
دنیا مین پیدا ہونے کے بعد ویسے ہی کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہیں اس حدیث کو آیتون کے ساتھہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ابراہیم
علیہ السلام کی نصیحت سے قوم کے لوگ اگرچہ بت پرستی کی برائی کو سمجھہ گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین وہ لوگ دوزخی
تھے اس لئے بجائے اس کے کہ وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت کی کچھہ قدر کرتے اونھون نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ
بدسلوکی کی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ

بولے اسکو جلاؤ اور مدد کرو اپنے ٹھاکرون کی اگر کچھہ کرتے ہو ہمنے کہا اے آگ ٹھنڈک ہوجا اور آرام

إِبْرَاهِيمَ ۝ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۝

ابراہیم پر اور چاہنے لگے اسکا برا پھر انہین کو ہمنے ڈالا نقصان مین

جب عقلی حجت مین حضرت ابراہیم کے باپ نمرود اور نمرود کے ساتھہ کے لوگ حضرت ابراہیم پر غالب نہ آسکے تو اوس وقت
ان سب لوگون نے صلاح کرکے یہ بات نکالی کہ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالدین اس قصہ کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر سولہ
برس کی تھی تفسیر سدی مین ہے کہ وہ لوگ حضرت ابراہیم کے جلانے کے لئے لکڑیان جمع کرنے لگے یہانتک کہ اگر کوئی
عورت بھی اون لوگون مین بیمار ہوتی تھی تو یہ نذر مانتی تھی کہ اگر وہ اچھی ہوجاویگی تو ایک گٹھا لکڑیونکا اس انبار مین ڈلوادیگی
حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ لوگ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالنے کا قصد کر رہے تھے تو جو فرشتہ مینہ
پر تعینات ہے اسکو گمان تھا کہ اللہ کا حکم اوسی فرشتہ کو اس آگ کے بجھانے کا ہوگا لیکن اللہ کا حکم کسی ذریعہ کا محتاج نہین اللہ
تعالیٰ کے حکم سے خود آگ نے پانی کا کام دیا کیونکہ جس طرح پانی سے باغ سرسبز ہوتا ہے اوسی طرح آگ سے گلزار قائم ہوگیا
اور تمام روئے زمین کی آگ اوس روز بجھہ گئی اور اگر اللہ تعالیٰ اس طرح آگ کے ٹھنڈے ہونے کا حکم دیتا جس مین حضرت
ابراہیم کی صحت و سلامتی کے باقی رہنے کا ذکر نہ ہوتا تو بلا شک اس روز حضرت ابراہیم کو آگ کی ٹھنڈک سے ایذا
پڑتی تفسیر ابن ابی حاتم مین روایت ہے کہ چالیس روز تک حضرت ابراہیم اس آگ مین تھے اور حضرت ابراہیم فرمایا کرتے تھے
کہ اون دنون سے زیادہ آرام کے دن مین نے اپنی عمر مین نہین دیکھے نمرود نے ایک اونچا محل اس آگ کا تماشہ دیکھنے کو بنایا
تھا جب نمرود نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم صحیح و سالم اس آگ مین بیٹھے ہیں تو اسنے چلا کر حضرت ابراہیم سے کہا کہ ابراہیم بلاشک تمہارا
خدا بڑا قدرت والا ہے جس نے تم کو آگ مین نہین جلنے دیا مین بھی تمہارے خدا کی کے نام قربانی کرون گا حضرت ابراہیم نے فرمایا
کہ جب تو بت پرستی چھوڑے گا اسوقت تیری قربانی قبول ہوگی نمرود نے کہا یہ تو مجھسے نہ ہوسکے گا اسی طرح آزر اور اور لوگ
حال دیکھکر خدا کی قدرت کے قائل ہوئے مگر ایمان نہ لائے اوپر بیان ہوچکا ہے کہ اس قصہ کے بعد حضرت ابراہیم ملک شام کو چلے

منزل ۴

گئے بخاری ومسلم مین ام شریک سے روایۃ ہی کہ روئے زمین پر جسقدر جانور ہین سب نے اپنی مقدور کے موافق حضرت ابراہیم کی آگ بجھانیکی کوشش کی مگر گرگٹ اس ارادہ سے پھونکین مارتا تھا کہ وہ آگ اور بھڑک جاوے اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے مارنیکا حکم دیا حضرت عائشہ نے ایک برچھی اپنے گھر مین اس غرض سے رکھی تھی کہ اس برچھی سے وہ گرگٹ کو مارا کرتی تھین حضرت عبداللہ بن عباس سے بخاری مین یہ بھی روایۃ ہی کہ جسوقت حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالا تو حضرت ابراہیم حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھ رہے تھے اور جنگ احد سے واپس ہونے اور پھر دوبارہ لڑائی کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے نکلنے کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگون نے جب مشرکین کی بڑی بھاری فوج کے اکٹھی ہونیکی خبر دی تو آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھتے تھے حاصل مطلب ان آیتونکا یہ ہی کہ نمرود اور اسکے ساتھیون نے مشورہ کرکے یہ بات قرار دی کہ اگر اپنے ٹھاکرونکا بدلہ لینا منظور ہی تو ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین جلا دیا جاوے یہان اس قصہ کو مختصر طور پر فرمایا ہے سورہ والصافات مین ذکر ہی کہ ان لوگون نے ایک چار دیواری کے اندر آگ جلائی اور ابراہیم علیہ السلام کو اسمین ڈالا آگے فرمایا اللہ کے حکم سے وہ آگ ٹھنڈی ہوگئی اور اللہ کے رسول ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ سے کچھ نقصان نہین پہنچا بلکہ ان لوگونکا ایندھن کا خرچ آگ جلانیکی محنت سب کچھ رائیگان گیا جس سے یہ لوگ نقصان مین رہے علیحدہ اس نقصان کے پہلے پانچ ہزار گز کی اونچی عمارت کے گر پڑنے سے اور پھر مچھرون کے عذاب سے نمرود اور اسکا لشکر جو ہلاک ہوا یہ نقصان بھی انلوگونکو پہنچا تفسیر مقاتل تفسیر عبدالرزاق اور تفسیر ابن ابی حاتم کی حضرت عبداللہ بن عباس اور زید بن اسلم کی روایتونکے حوالہ سے یہ قصہ سورہ النحل مین گزر چکا ہی صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہی جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی جبتک چاہتا ہی نافرمان لوگونکو مہلت دیتا ہی اور جب مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو ان کو کسی سخت عذاب مین پکڑ لیتا ہی اس حدیث کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ چار سو برس تک اللہ تعالی نے نمرود کو مہلت دی لیکن جب وہ اتنی مہلت مین اپنی سرکشی سے باز نہ آیا تو معہ اپنے لشکر کے بڑی ذلت سے ہلاک ہوگیا اس قصہ سے اللہ تعالی نے اپنے رسول کی مخالفت کا انجام قریش کو سمجھایا تھا لیکن بارہ تیرہ برس کی مہلت مین جب ان مین کے سرکش لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے باز نہ آئے تو یہی انجام انکا ہوا کہ بدر کی لڑائی مین یہ لوگ بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوئے جس کا قصہ صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایۃ سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ

اور بچا نکالا ہمنے اوسکو اور لوط کو اس زمین کی طرف جسمین برکت دے رکھی ہمنے جہان کے واسطے اور بخشا اسکو اسحق اور یعقوب دیا انعام مین

وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ

اور سبکو نیک بخت کیا اور انکو کیا ہمنے پیشوا راہ بتاتے ہمارے حکم سے اور کہہ بھیجا انکو کرنا نیکیون کا اور کھڑی

الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ

رکھنی نماز اور دینی زکوۃ اور وہ تھے ہماری بندگی مین لگے اور لوط کو دیا ہمنے حکم اور سمجھ اور بچا نکالا اسکو اس شہر سے

الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۗىِٕثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

جو کرتے تھے گندے کام وہ تھے لوگ برے بےحکم اور اسکو لے لیا ہمنے اپنی مہر مین وہ ہے نیک بختون مین

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالی نے ابراہیم کو آگ کی صدمہ سے بچایا ان آیتونمین فرمایا کہ علاوہ آگ کے صدمہ سے بچانیکے ایسی دشمن قوم کی بستی مین رہنے کی آفت سے بھی نجات اسطرح دی کہ ابراہیم اور انکے بھتیجے لوط علیہ السلام کو ملک شام کی سرسبز اور برکت والی زمین مین پہنچا دیا اور ابراہیم علیہ السلام نے فقط بیٹے کی دعا کی اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے انکو بیٹا بھی دیا اور پوتا بھی دیا اور

منزل ۴

اُن مین سے ہرایک کو اللہ کی فرمانبرداری کی توفیق دی اور ایسا پیشوا مقرر کیا کہ جنکے سبب سے بہت لوگون کو نیک راہ کی سمجھ آگئی حضرت ابراہیم کے بعد عیسی علیہ السلام تک کے سب نبی حضرت ابراہیم کے بیٹے اسحاق علیہ السلام کی اولاد مین اور حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسماعیل علیہ السلام کی اولاد مین پیدا ہوئے اسی واسطے ابراہیم علیہ السلام اور اونکی اولاد کو پیشوا فرمایا اسی طرح ان مین سے ہر ایک کو نماز زکوۃ ہر ایک طرح کے نیک کامون کے بجالانے کا حکم دیا اور اپنی ذات سے بھی اُس حکم کی اونھون نے پوری تعمیل کی ملک عراق سے ملک شام کی طرف جب ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی تو ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ ابراہیم علیہ السلام جب ملک شام مین پہنچکر رہنے لگے تو ملک شام کی ایک بستی سدوم کے لوگون کی ہدایت کے لئے لوط علیہ السلام نبی ہوئے قوم لوط کے لوگون کو لڑکون سے بدفعلی کرنے کی عادت تھی اسکو گندے کام فرمایا مدت تک لوط علیہ السلام نے ان لوگون کو اِس گندے کام سے بازآنے کی نصیحت کی مگر اون مین سے ایک شخص بھی راہ راست پر نہ آیا اِس لئے اللہ تعالی نے جبرئیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کو انسان کی صورت مین قوم لوط کے عذاب کے لئے بھیجا پہلے یہ انسان کی شکل کے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور اُنکو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی اور پھر پتھرون کے مینہہ اور بستی کے الٹ دینے کے عذاب سے تمام قوم لوط کو غارت کردیا لوط علیہ السلام اور اونکی بیٹیون کو اللہ تعالی نے اِس عذاب سے بچالیا اوسی کا ذکر آخری آیۃ مین ہے یہ سورہ ہود مین تفصیل سے گزرچکا ہے۔ سورہ ہود کی آیتون کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ جن فرشتون نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تھی وہی فرشتے قوم لوط کے عذاب کا حکم بھی لیکر آئے تھے اسی واسطے ایک ہی جگہ دونون باتون کا ذکر ان آیتون مین فرمایا ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسی رض اشعری کی روایۃ اور انس رض بن مالک کی روایۃ جو اوپر کی آیتون کی تفسیر مین گزرچکی ہین وہی روایتین ان آیتون کی تفسیر ہین جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر کی آیتون کی تفسیر مین بیان کیا گیا ملک شام بڑا سرسبز ملک ہے اور ابراہیم علیہ السلام سے لیکر عیسے علیہ السلام تک سب انبیا وہین گزرے ہین اسواسطے وہان کی زمین کو برکت والی زمین فرمایا جب تک لوط علیہ السلام قوم لوط مین تھے تو اپنے علم نبوت کے موافق قوم کے لوگون کے ہر طرح کے جھگڑون کا فیصلہ کرتے تھے اسی واسطے فرمایا کہ اللہ تعالی نے لوط علیہ السلام کو صاحب حلم اور صاحب فہم ہونے کی نعمت دی تھی۔

منزل ۴

وَنُوحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ

اور نوح کو جب اُسنے پکارا اِس سے پہلے پھر سن لی ہمنے اُسکی پکار سو بچادیا اُسکو اور اُسکے گھر کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اُسکی

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

اُن لوگو نپر جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین وہ تھے برے لوگ پھر ڈوبا یا ہمنے اُن سب کو

سب انبیا مین نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت نبی ہین چنانچہ صحیح بخاری ومسلم کی ابوہریرہ کی شفاعت کی بہت بڑی حدیث

ین اِن کا ذکر تفصیل سے ہے سورہ قمر اور سورہ نوح میں آویگا کہ ساڑھے نو سو برس نصیحت کر کے جب نوح علیہ السلام قوم کے لوگون
کی سرکشی سے تنگ آگئے تو اونھون نے قوم کے لوگو نپر عذاب نازل ہونے کی بد دعا کی اسکو فرمایا اے رسول اللہ کے ابراہیمؑ اور
لوط علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے جب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے حق مین بد دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اونکی بد دعا سن لی اور
نوح علیہ السلام کو مع اون کے ساتھیون کے طوفان کے عذاب سے بچاکر باقی قوم کو طوفان کے عذاب سے ہلاک کر دیا جس کا قصہ
تفصیل سے سورہ ہود میں گزر چکا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعریؓ کی اور انس بن مالکؓ کی روایتین جو اوپر گزر
چکی ہیں وہی روایتین ان آیتون کی بھی تفسیر ہیں حاصل جسکا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔

وداود وسليمن اذ يحكمن في الحرث اذ نفشت فيه غنم القوم وكنا لحكمهم
اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے فیصل کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئی تھین اسکو رات میں بکریان ایک لوگون کی اور روبرو تھا
شهدين ۝ ففهمنها سليمن وكلا اتينا حكما وعلما وسخرنا مع داود الجبال
ہمارے انکا فیصلہ پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونون کو دیا تھا ہمنے حکم اور سمجھ اور تابع کئے ہمنے داؤد کے ساتھ پہاڑ
يسبحن والطير وكنا فعلين ۝ وعلمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من باسكم فهل انتم
پڑہتے اور اوڑتے جانور اور ہمنے یہ کیا تھا اور اسکو سکھایا ہمنے بنانا ایک تمہارا پہناوا کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی سے سو کچھ تم
شكرون ۝ ولسليمن الريح عاصفة تجري بامره الى الارض التي بركنا فيها وكنا
شکر کرتے ہو اور سلیمان کے تابع کی باو جھپٹکی چلتی اسکے حکم سے زمین کی طرف جہان برکت دی ہے اور ہمکو
بكل شيء علمين ۝ ومن الشيطين من يغوصون له ويعملون عملا دون ذلك وكنا لهم حفظين ۝
سب چیز کی خبر ہے اور تابع کئے کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اسکے واسطے اور کچھ بنانے اسکے سوائے اور ہم تھے انکو تھام رہے

نوح علیہ السلام کے قصے کے بعد داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے ایک قصہ کا ذکر ان آیتون مین فرمایا سورہ بقر مین
گزر چکا ہے کہ جب بنی اسرائیل مین طرح طرح کی نافرمانی پھیل گئی تو اوس کی سزا مین ملک شام کے کئی شہر قوم عمالقہ کے بادشاہ جالوت
نے بنی اسرائیل سے چھین لئے اسکے بعد بنی اسرائیل کے پیغمبر شمویل علیہ السلام نے طالوت کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا اور
جالوت و طالوت کی لڑائی مین داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا اور شمویلؑ کی وفات کے بعد نبوت بادشاہت یہ سب
کچھ داؤد علیہ السلام کے خاندان مین آگیا داؤد علیہ السلام کی بادشاہت کے زمانہ مین ایک شخص کی کھیتی دوسرے شخص کی
بکریان رات کو چر گئین جب یہ جھگڑا داؤد علیہ السلام کے روبرو پیش ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود کے قول
کے موافق داؤد علیہ السلام نے اس جھگڑے کا یہ فیصلہ کیا کہ وہ بکریان کھیتی والے شخص کو ہمیشہ کے لئے بکری والے شخص سے دلا دین
اسی قول کے موافق سلیمان علیہ السلام نے اس فیصلہ کا حال سنکر اپنی جگہ یہ کہا کہ اگر وہ کھیتی کی زمین بکری والے شخص کے حوالہ
کی جاتی کہ وہ اس زمین مین زراعت کر کے کھیتی کو اس حالت پر پہنچا دیوے جس حالت پر وہ کھیتی بکریون کے چرنے کے وقت پر تھی

اور کھیتی کی زراعت کے اس حالت پر پہنچنے تک بکریاں کھیتی والے شخص کے قبضے میں رکھی جائیں تو یہ فیصلہ اچھا تھا داؤد علیہ السلام
نے کہان تک جب سلیمان علیہ السلام کے اس فیصلہ کی خبر پہونچی تو اونھون نے اپنے فیصلہ کو موقوف رکھکر یہی سلیمان علیہ السلام
کا فیصلہ قائم رکھا ان ہی دونون فیصلون کا ذکر ان آیتون میں فرماکر فرمایا کہ اگرچہ ان دونون فیصلون کا حال اللہ تعالیٰ کے علم سے
باہر نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام دونون کو نبوت اور علم کی نعمت اپنے علم غیب کے موافق عطا
کی ہے جس کا ظہور داؤد علیہ السلام کے حق مین تو ہوگیا اور سلیمان علیہ السلام کے حق میں ہونے والا ہے لیکن اسوقت بھی اس جھگڑے
کا صحیح فیصلہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو سمجھایا اس فیصلہ کے وقت سلیمان علیہ السلام کی عمر گیارہ برس کی تھی سورہ
النمل میں آویگا کہ نبوت اور بادشاہت سلیمان علیہ السلام کو وراثت کے طور پر داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ملی ہے اس سے
معلوم ہوا کہ اس فیصلہ کے زمانہ تک سلیمان علیہ السلام نبی نہیں تھے ہان اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق آیندہ نبی ہونے والے
تھے اسی واسطے فرمایا وکلا اتینا حکما وعلما جس کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ داؤد علیہ السلام کے حق میں تو اس کا
ظہور ہوگیا اور سلیمان علیہ السلام کے حق مین ہونے والا ہے اکثر سلف کا قول ہے کہ کوئی چوپایا رات کو کسی کے کھیت میں گھس جائے
تو اوسکو نفش کہتے ہیں اور دن کو گھس جاوے تو اوسکو ہمل کہتے ہیں اسی واسطے اکثر سلف نے نفشت فیہ غنم القوم کی تفسیر یہی
کی ہے کہ وہ بکریاں رات کو کھیت میں گھس گئی تھیں مسند امام احمد ابو داؤد اور ابن ماجہ نسائی وغیرہ میں براء بن العازب سے روایت
ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ رات کو چوپایوں کا باندھ کر رکھنا چوپایوں کے مالکوں کے ذمہ ہے اسواسطے رات کو جو چوپایہ کسی کا کچھ
نقصان کریگا تو اوس کا بدلہ مالک سے دلایا جاویگا اگرچہ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ لیکن بعضے علما کہتے ہیں کہ حرام
بن محیصہ راوی کو براء بن العازب سے کسی حدیث کے سننے کا موقع نہیں ملا اس لئے اس حدیث کی سند پوری نہیں ہے نسائی
کی سند میں بجائے حرام بن محیصہ کے سعید بن المسیب کا نام ہے جس سے یہ سند پوری ہو جاتی ہے لیکن رات دن کے فرق میں
علمار کا اختلاف ہے جس کی تفصیل فقہ کی کتابون میں ہے ان آیتون میں اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ کی تعریف
جو فرمائی ہے صحیح بخاری ومسلم کی عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایۃ مین اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر
فرمائی ہے کہ جو حاکم صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کرے اور بشریت کے تقاضہ سے اوس فیصلہ مین کوئی غلطی رہ جاوے تو ایسے حاکم
کو کوشش کے بدلہ میں اکہرا ثواب ملے گا اور جو حاکم صحیح فیصلہ کی کوشش بھی کریگا اور اوس کے فیصلہ مین غلطی بھی نہ رہے گی تو ایسے
حاکم کو دوہرا ثواب ملیگا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ مین دونون باتیں تھیں
اس لئے اوس فیصلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا سمجھایا ہوا فیصلہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے موافق اللہ تعالیٰ نے پہاڑون
اور پرندون کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ داؤد علیہ السلام کے ذکر الہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کریں وکنا فاعلین اس کا مطلب یہ ہے
کہ داؤد علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق یہ بات لوح محفوظ مین لکھی جا چکی تھی کہ پہاڑ اور پرند داؤد
علیہ السلام کے تابعدار رہیں گے حسن بصری اور قتادہ کا قول ہے کہ داؤد علیہ السلام کو لوہے کے آگ میں تپانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی

بلکہ تاگے کی طرح لوہے کو ہاتھ سے بٹکر کڑیون کی زرہ بناتے تھے جو لڑائی کے وقت دشمن کے وار سے بچنے کے لئے کام آتی تھی پھر فرمایا لوگون کو اس کا شکر بہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادا کرنا چاہیئے کہ اوس نے داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے زرہ کے بنانے کی حکمت دنیا میں پھیلادی داؤد علیہ السلام کے ذکر کے بعد اون کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو اونکے تابع کر دیا تھا کہ وہ اُنکے تخت کو مہینہ بھر کے راستہ کے شہر کو دوپہر تک پہنچا دیتی تھی اور پھر شام کو برکت کی زمین ملک شام میں وہ اپنے تخت پر بیٹھ کر آجاتے تھے وکنا بکل شی عالمین اس کا مطلب وہی ہے جو وکنا فاعلین کی تفسیر مین بیان کیا گیا سلیمان علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق یہ بات لوح محفوظ مین لکھی جا چکی تھی کہ ہوا اور جنات سلیمان علیہ السلام کے فرمانبردار رہیں گے اسی واسطے فرمایا ہوا کی طرح جنات کو بھی اون کا فرمان بردار کر دیا تھا کہ وہ غوطہ لگا کر سمندر مین سے جواہرات نکالتے تھے اور طرح طرح کے اور کام بھی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے جنات کو اس طرح تھام رکھا تھا کہ وہ بنی آدم کو ستا نہیں سکتے تھے صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ نے فرمایا ایک سرکش جن رات کو میری نماز میں خلل ڈالنا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ نے مجکو اُسپر غالب کر دیا یہان تک کہ مین نے اوسکو پکڑ لیا مگر مجھکو سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی اس لئے مین نے اُسکو چھوڑ دیا سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا سورہ ص میں آویگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے خاص معجزہ کے طور پر جنات اون کے تابع تھے اس خیال سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس جن کو چھوڑ دیا سورہ سبا کی تفسیر میں جنات کا ذکر بالتفصیل سے آویگا جو ہوا سلیمان علیہ السلام کا تخت لیجاتی تھی وہ ظاہر مین تو دھیمی تھی آندھی نہین تھی اور تاثیر مین ایسی تیز تھی کہ دوپہر میں مہینہ بھر کا راستہ طے کرتی تھی اسی واسطے اُسکو یہان تو تیز فرمایا اور سورہ سبا مین نرم فرمایا۔

منزل ۴

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا

اور ایوب کو جس وقت پکارا اپنے رب کو کہ مجکو پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والون سے رحم والا　پھر ہمنے سن لی اُسکی پکار سو اٹھا دی

مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝

جو اُسپر تھی تکلیف اور دی ہمنے اُسکو اُسکی گھر والی　اور اُنکے برابر　ساتھ اُنکے اپنے پاس کی مہر سے اور نصیحت بندگی والون کو

سلیمان علیہ السلام کے قصہ کے بعد اس سورہ مین اور سورہ ص میں ایوب علیہ السلام کا قصہ قرآن شریف میں آیا ہے اسواسطے بعضے علما کا قول ہے کہ ایوب علیہ السلام انبیائے بنی اسرئیل میں سلیمان علیہ السلام کے بعد نبی ہوئے ہیں لیکن تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ ایوب علیہ السلام لوط علیہ السلام کے نور سے اور موسے علیہ السلام سے پہلے کے انبیا ہیں اس تفسیر میں ایک جگہ یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ ابوالقاسم علی بن عساکر ۵۷۱ھ مین شام کے ثقہ اور مشہور علما مین ہین اور انکی تاریخ دمشق اور باقی کی تصنیفات معتبر میں ترمذی اور ابن ماجہ میں سعد بن ابی وقاص کی صحیح روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں سب سے زیادہ آزمائش انبیا کی ہوا کرتی ہے۔ اس عادت الٰہی کے موافق ایوب علیہ السلام کی یہ آزمائش ہوئی کہ اونکے بیٹے سب مرگئے مال سارا برباد ہو گیا خود ایسے بیمار ہوئے کہ تمام بدن مین کیڑے پڑ گئے بستی کے لوگون نے تنگ آکر بستی کے باہر ایک کونے مین اُنکو

والد یا سولئے اون کی بی بی کے اور کسی نے ساتھ نہ دیا بعضی روایتون کے سوافق تیرہ برس اور بعضی کے موافق اٹھارہ برس
یہی حال رہا صحیح سند سے مسند بزار مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان مین انس بن مالک سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہی کہ
ایوب علیہ السلام کے کسی دوست نے ایک دن یہ بات کہی کہ ایوب علیہ السلام سے کوئی ایسا بڑا گناہ ہوگیا ہے جو اٹھارہ برس
کی تکلیف اوٹھاکر بھی معاف نہیں ہوا اس سخت کلمہ کی برداشت ایوب علیہ السلام نہ کرسکے اور اس کلمہ کے سننے کے بعد
اونھون نے اپنی تندرستی کے لئے دعا کی جسکا ذکر ان آیتون میں ہے اور اللہ تعالے نے اون کی دعا قبول فرماکر انکو تندرست
کردیا جسکا تفصیلی قصہ سورہ ص میں آویگا تفسیر ضحاک مین حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ تندرست ہوجانے کے
بعد ایوب علیہ السلام کے ۲۶ لڑکے پیدا ہوئے صحیح بخاری اور صحیح ابن حبان مین ابوہریرہ سے روایۃ ہے کہ ایوب علیہ السلام
کے اچھے ہوجانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انپر سونے کی ٹڈیون کا مینہہ برسایا جس سے ایوب علیہ السلام بہت مالدار ہوگئے و
ذکری للعابدین اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندون کے حق میں یہ قصہ اس بات کی نصیحت ہے کہ اللہ تعالیٰ
اپنے نیک بندون کو اس طرح آزماتا ہے اور پھر اوس کا انجام یون اچھا ہوتا ہے ۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور اسمعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں سہارنیوالے اور لے لیا ہمنے انکو اپنی مہر مین وہ ہیں نیک بختون مین

صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک بہت بڑی حدیث ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام
مکہ کے میدان مین جب ہاجرہ علیہ السلام اور دودھ پیتے بچے اسمعیل علیہ السلام کو چھوڑ گئے تو انکو ایک مشک پانی کی بھری
ہوئی دے گئے تھے جب اس مشک کا پانی ہوچکا اور ہاجرہ علیہ السلام پیاس سے بہت پریشان ہوئین تو اللہ کے حکم سے
جبرئیل علیہ السلام نے زمزم کے مقام پر اپنا پر مارا جس سے یہ زمزم کا چشمہ نکلا اور اس پانی کے سبب سے جرہم بن قحطان کے
قبیلہ کے لوگ اس مکہ کے میدان مین آباد ہوئے اور جوان ہوجانے کے بعد اس قبیلہ کی ایک عورت سے اسمعیل علیہ السلام
کا نکاح ہوا اس قبیلہ جرہم کے اسمعیل علیہ السلام نبی تھے اور جرہم قبیلہ کے زمانہ تک مکہ میں ملت ابراہیمی کی پوری پابندی جاری
تھی قوم جرہم کے زمانہ کے بعد جب قوم خزاعہ کے حوالہ مین بیت اللہ آیا تو قوم خزاعہ کے سردار ایک شخص عمرو بن لحی نے پہلے
پہل ملت ابراہیمی کو مٹایا اور جدہ سے بت لاکر مکہ مین رکھے اور بت پرستی پھیلائی چنانچہ صحیح بخاری کی ابوہریرہ کی روایۃ سے اور
مسند امام وغیرہ کی اور روایتون سے یہ قصہ سورہ المائدہ مین گزر چکا ہے ۔ قریش یہ جو کہتے تھے کہ بت پرستی ہمارے بڑون کا
طریقہ ہے قریش کی اس بات کو جھٹلانے کے لئے اسمعیل علیہ السلام کے قصہ سے قریش کو یون قائل کیا گیا ہے کہ یہ لوگ اپنے
آپ کو بنی اسمعیل کہتے ہیں مگر انکو یہ خبر نہین کہ عمرو بن لحی کے پہلے ان کے بڑون کے بڑے اسمعیل گزرے ہیں اون کا یہ طریقہ ہرگز
نہین تھا ان لوگون کی یہ بڑی نادانی ہے کہ اپنے اصل بڑون کے طریقہ کو چھوڑ کر عمرو بن لحی کے طریقہ پر جمے ہوئے ہیں صحیح بخاری
امام بخاری نے بغیر سند کے عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس کا یہ قول جو بیان کیا ہے کہ الیاس اور ادریس ایک ہی پیغمبر

منزل ۴

نام ہے اس مین حضرت عبداللہ ابن عباس کے قول کی سند تو ضعیف ہے اور عبداللہ بن
معتبر ہے لیکن یہ قول ابوذر کی اس صحیح حدیث کے مخالف ہے جسمین اللہ کے رسول صلی ا
پہل قلم سے لکھنا دنیا مین جاری کیا کیونکہ الیاس انبیائے بنی اسرائیل مین سے ہیں او
تھا چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو خط جو لکھا ہے اسکا ذکر اکثر مفسر
صحیح معلوم ہوتا ہی کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام سے پہلے ہیں ادریس علیہ السلام ک
حدیث کو ابن حبان نے صحیح کہا ہی صحیح بخاری و مسلم کی مالک بن صعصعہ رض کی روایۃ کے اور صحیح
یہی ہے کہ معراج کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ادریس علیہ السلام کی ملاقات
اور نہ ہونے مین صحابہ کے زمانہ سے اختلاف چلا آتا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ رض بن عباس ا
ابوموسے اشعری منبر پر وعظ کی طرح بیان کیا کرتے تھے کہ بنی اسرائیل مین ذوالکفل
عبداللہ رض بن عمر سے ایک روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی ا
اس شخص نے ایک عورت کو ساٹھ اشرفیان بدکاری کے وعدہ پر دین اور جب اس نے
تکی الکفل نے اس عورت سے رونے کا سبب پوچھا تو اس عورت نے کہا مین نے ایسا
کے وعدہ پر مجبور کر دیا ہے۔ الکفل نے عورت کی یہ بات سنکر اسکو رخصت کیا اور ساتھ
کہ آیندہ وہ عمر بھر کوئی گناہ نہ کریگا اس عہد کی ہی رات کو الکفل کا انتقال ہو گیا اور صبح
الکفل کی مغفرت فرمادی حافظ ابن کثیر نے مسند امام احمد کے حوالہ سے اس حدیث کو
ستہ کے کسی مصنف نے اپنی کتاب مین اس حدیث کو نہین لیا ترمذی کے ابواب زہد
جو مسند امام احمد مین ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن بھی کہا ہے لیکن مسند امام ا
شاید حافظ ابن کثیر کا مطلب یہ ہے کہ مسند امام احمد کے نفظون سے یہ حدیث صحاح
ترمذی مین تو یہ قصہ الکفل کے نام سے لیکن یہ روایۃ صحیح ابن حبان طبرانی اور شعب الا
مین کچھ قصہ الکفل کے نام سے بیان کیا گیا ہے اس سورہ کا نام سورہ الانبیاء ہے اور اللہ تو
لیا ہے اسواسطے حافظ ابن کثیر نے صحابہ کے اس اختلاف کو یون رفع کیا ہے کہ قرآن شر
عبداللہ رض بن عمر کی روایۃ مین جسکا ذکر ہے وہ بنی اسرائیل مین کا کوئی دوسرا شخص ہے
آزمائش کے وقت صبر کرنے والے اللہ کی مرضی کے پابند نیک بندے تھے اسی واسطے اللہ

اذکر دیے اسی امید پر انھون نے یہ دعا کی جسکا
دیا اور ان کے گھر مین یحیٰی علیہ السلام پیدا ہوئے
اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اوسکے عذاب کے
ڈنی بندہ سمجھتے تھے صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایۃ
ہے ہاتھ کی مزدوری کی آمدنی پر اپنی گزر کرتے تھے

وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝
اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نمونہ جہان والونکو

ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ عیسے علیہ السلام کے حمل
وہ سب سے الگ نہانے کو گئین اور پردہ ڈالکر
نے مریم علیہا السلام نے مرد کی شکل دیکھکر یہ کہا کہ اسے
ہون جبرئیل علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کی اس بات
کے پیدا ہونے کی خوشخبری دینے آیا ہون مریم علیہا السلام
تو آج تک کسی مرد نے ہاتھ تک بھی نہیں لگایا
پایا لیکن اللہ کا حکم یونہی ہے کہ بغیر باپ کا ایک لڑکا
ہکر اللہ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے عیسے
م کو حمل رہ گیا اور وقت مقررہ پر عیسے علیہ السلام
گویا اس آیۃ کی تفسیر ہین جسکا حاصل وہی ہے جو اوپر
صلی اللہ علیہ وسلم نے مریم علیہا السلام کو اس زمانہ کی
ہے کہ مریم علیہا السلام کے زمانہ مین کوئی عورت

۔۔۔ون ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ
نا بندگی کرو اور ٹکڑے بانٹ لیا لوگون نے آپس مین اپنا کام

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ
اور مچھلی والے کو جب چلا گیا غصے سے لڑکر پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکین گے پھر پکارا

فَمَنْ ۔۔۔ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ
سو اکارت نہ کرینگے اسکی دوڑ اور ہم اسکو لکھتے ہین

ہون اس مطلب کے ادا کرنے کے لئے حضرت

منزل ۴

ع ۶

عبداللہ بن عباس نے یہان امت کے معنے دین کے کئے ہین حاصل ان معنون کا یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت اور اسکے احکام کی پابندی اصل دین ہے اس مقصد کے پھیلانے مین سارے انبیا ایک ہین ضرورت وتقیہ کے لحاظ سے فقط حلال وحرام کے احکام بدلتے رہے ہین جسکو ہر ایک نبی کی شریعت کہتے ہیں لیکن اصل دین کی ہر ایک شریعت مین تاکید ہے صحیح بخاری ومسلم مین ابوہریرہ رض کی روایۃ ہی جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصل دین کے حساب سے سب انبیا اس طرح سے ایک ہین جس طرح ایک باپ کی اولاد مین بھائی ایک ہوتے ہیں ہان حلال وحرام کے احکام ہر شریعت کے اس طرح الگ الگ ہین جس طرح ایک باپ کی اولاد کے دو بھائیون کی مان جدا ہوا کرتی ہے - اس حدیث سے حضرت عبداللہ بن عباس رض کے اوپر کے قول کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے آگے فرمایا اصل دین مین اگرچہ سب انبیا ایک ہیں لیکن جن لوگون کی ہدایت کے لئے انبیا بھیجے گئے اونھون نے انبیا کی نصیحت کو نہین مانا اور ایک دین کے بہت سے دین ٹھہرلئے مثلاً کوئی بت پرست ہے کوئی ستارہ وآتش پرست پھر فرمایا ایک دن یہ سب اللہ تعالی کے روبرو حاضر ہون گے اور ایماندار نیک عمل کی جزا رائگان نہ جاویگی کیونکہ دس گونے سے لیکر سات سو گونا اور اس سے بھی زیادہ اجر جن نیکیون کا ہے وہ سب نیکیان دفتر الہی مین صبح وشام لکھی جاتی ہیں اسی طرح بد لوگ اپنی بدی کی سزا سے کسی طرح بچ نہ سکین گے کہ ان لوگون کے سب برے عملون کا اعمال نامہ بھی دفتر الہی مین موجود ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رض کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گذر چکی ہے جسمین اللہ تعالی نے فرمایا نیکی کا بدلہ دس سے لیکر سات سو تک اور بعضی نیکیون کا اس سے بھی زیادہ ہے اور بدی کی سزا مین کچھ زیادتی نہ ہوگی آیتون مین اللہ تعالی کے روبرو حاضر ہونے کا اور نیکی کے اکارت نہ جانے کا جو ذکر ہے اون کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے -

وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝

اور مقرر ہو رہا ہے ہر بستی پر جسکو ہمنے کھپا دیا کہ وہ نہین پھرتے

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق آیۃ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ نافرمانی کے سبب سے جس بستی والون کو اللہ تعالی نے ہلاک کر دیا ایسے لوگون پر قیامت سے پہلے دنیا مین پھر آنا انتظام آلہی مین حرام ٹھہر چکا ہے - حضرت عبداللہ بن عباس کے اس قول کے موافق ما منعک ان لا تسجد مین جس طرح حرف ما کے بعد تاکید کے لئے صرف لا بڑھایا گیا ہے اسی طرح لا یرجعون مین لا کا حرف فقط حرام کی تاکید کے لئے بڑھایا گیا ہے آگے قد افلح المومنون مین آویگا کہ ایسے نافرمان لوگ جب مرجاتے ہیں اور منکر نکیر کے جواب کے لئے اون کے جسم مین روح پھر اللہ کے حکم سے آجاتی ہے تو ایسے لوگونکا دوزخ کا ٹھکانا اون کو دکھا کر اللہ کے فرشتے اون سے یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اسی ٹھکانے مین رہنے کے لئے تم کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا اوسوقت ایسے لوگ دنیا مین دوبارہ آنے اور نیک کام کرنے کی تمنا ظاہر کرتے ہیں اور اونکو یہی جواب ملتا ہے کہ انتظام آلہی کے موافق قیامت تک اب دنیا مین دوبارہ جانا ممکن نہین ہے ہان ذوالقرنین یاجوج ماجوج کے روکنے کے لئے جو دیوار بنائی ہے قیامت کے قریب جب وہ دیوار ڈھے جاویگی اور یاجوج ماجوج زمین پر پھیل جاوینگے اور پھر مرجاوین گے اور اوس کے بعد وقت مقررہ پر پہلا صور پھونکا جاکر تمام دنیا ویران ہو جاویگی تو اس کے چالیس

برس کے بعد ان دنیا مین دوبارہ جانیکی تمنا کرنیوالونکو قیامت کے دن حساب کتاب کیلئے دوبارہ زندہ کیا جاکر دنیا کے میدان محشر مین سب کے ساتھ جمع کیا جاویگا
اس حضرت عبداللہ بن عباس کا قول جو بیان کیا گیا اسکا مضمون قد افلح المومنون کی آیتہ کے مضمون کے موافق ہے اسواسطے آیتہ کی وہی تفسیر صحیح ہے جو حضرت عبداللہ
بن عباس کے قول کے حوالہ سے اوپر بیان کی گئی صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس
پہلے جو کچھ دنیا مین ہونیوالا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق وہ سب لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ سے روایتہ ہے کہ جو کچھ لکھا جانا تھا وہ لکھا جا کر
قلم خشک ہو گیا جسکا مطلب یہ ہے کہ قلم کو دوبارہ سیاہی مین ڈبویا جاکر نہ تر کیا جاویگا نہ کچھ لکھا جاویگا شاہ صاحب نے حرام کا ترجمہ
مقرر ہو رہا ہے جو کیا ہے یہ حضرت عبداللہؓ بن عباس کے قول کے موافق ہے اوپر کی حدیثون کے موافق اس کا مطلب یہ ہے
کہ یہ حرام شریعت کے حکم سے نہین مقرر ہوا بلکہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے انتظام الٰہی مین یہ امر مقرر ہوا ہے اور لکھا جاکر قلم بھی خشک
ہو گیا ہے کہ ایسے لوگو نپر قیامت سے پہلے دنیا مین پھر آنا انتظام الٰہی کے موافق منع اور حرام ہے تفسیر کے حساب سے قرآن شریف
کی شکل آیتون مین سے یہ آیتہ بھی مشہور ہے انتظامی حرام کی شریعت مین اور بھی مثالین ہین مثلاً جیسے سورہ القصص مین آویگا
کہ سوائے موسیٰ علیہ السلام کی مان کے دودھ کے غیر عورتونکا دودھ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر حرام ٹھہرا دیا تھا یا مثلاً صحیح مسلم
کے حوالہ سے ابوذر کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرا لیا ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝

یہانتک کہ جب کھولدیوین یاجوج و ماجوج اور وہ ہر اوچان سے پھیلتے آوین

امام نووی اور بعضے علما نے ایک حکایت جو نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو احتلام ہو گیا تھا اور وہ نطفہ
زمین پر گر پڑا اس خاک سے جو نسل چلی اوسی کا نام یاجوج ماجوج ہے اس حکایت کی سند صحیح نہین ہے صحیح یہی ہے کہ یاجوج ماجوج
یافث بن نوح کی اولاد مین اسکی تصریح مستدرک حاکم اور تفسیر ابن مردویہ کی معتبر روایت مین آئی ہے دجال کا پیدا ہونا اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اوترنا اور دجال کو قتل کرنا یہ سب دس نشانیان قیامت کی جو صحیح مسلم وغیرہ کی روایتہ مین ہین جن
نشانیون کا ذکر مناسب طور پر ہر ایک آیتہ کے ساتھ آویگا اون دس نشانیون مین سے ایک نشانی یاجوج ماجوج کا سد سکندری
کو توڑ کر زمین مین پھیل جانا بھی ہے ترمذی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم مسند عبد بن حمید وغیرہ مین جو معتبر روایتین ہین انکا حاصل
یہ ہے کہ اب یاجوج ماجوج کا کام یہی ہے کہ وہ سب ملکر سارا دن اوس دیوار کو کھودا کرتے ہین جو سکندر ذوالقرنین نے انکے روکنے
کو بنا دی ہے جب وہ دیوار قریب قریب پتلی اس کے کھودی جاتی ہے کہ ذرا اور کھودنے سے راستہ ہو جاوے تو انکا سردار کہتا
ہے کہ کل راستہ کر لیوین گے اور زمین پر چلے جاوین گے رات کو اللہ کی قدرت سے پھر وہ دیوار ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسی کہ تھی
جب قیامت قریب ہو گی اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آجاویگا تو اونکا سردار کہویگا کہ انشاء اللہ کل سے روز راستہ کر کے
زمین پر پھیل جاوین گے اس رات کو وہ دیوار اور راتونکی طرح مضبوط نہ ہو گی اور صبح کو یاجوج ماجوج کل روئے زمین پر پھیل جاوینگے
مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان وغیرہ مین سند صحیح سے جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ روئے زمین پر جس قدر انسان ہین یاجوج

ماجوج اون سب سے نو حصے زیادہ ہین ایک ایک شخص کی اُن مین سے ہزار کبھی ہزار سے بھی زیادہ اولاد ہوجاتی ہے جب وہ شخص
مرتا ہے اور اپنے مرے ہوئے مردون کو وہ آپ ہی کھا جاتے ہین صحیح مسلم مسند امام احمد وغیرہ مین جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے
کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام دجال کو قتل کر چکین گے تو اللہ تعالی کا حکم ہوگا کہ اب تم اپنے ساتھ کے مسلمانون کو لیکر کوہ طور پر
چلے جاؤ زمین پر اللہ کی ایک اور مخلوق آنے والی ہے جسکے مقابلہ کی تم کو طاقت نہیں ہے جب حضرت عیسی علیہ السلام اپنے ساتھ
کے مسلمانون کو لیکر کوہ طور پر چڑھ جاوین گے اُسوقت یاجوج ماجوج زمین مین پھیلین گے سارے دریاؤن اور ندیون کا پانی پی جاوینگے
اور جو کچھ نظر پڑیگا وہ کھا جاوینگے زمین کو خالی پاکر وہ کہوین گے زمین والون کو تو سب کو ہمنے ہلاک کردیا پھر آسمان کی طرف تیر چلاوینگے
اللہ کے حکم سے وہ تیر خون مین بھر کر گرین گے یہ دیکھکر وہ کہوین گے ہمنے آسمان کے رہنے والون کو بھی قتل کر ڈالا پھر حضرت عیسی علیہ السلام
کی بد دعا سے اُنکی گردنون مین پھوڑے نکل کر اور کیڑے پڑ کر سب مر جاوین گے اون کی لاشون کی یہ کثرت ہوگی کہ تمام زمین مین کہین
جگہ باقی نہ رہوے گی اللہ کے حکم سے ایک پردار بڑے بڑے جانور پیدا ہون گے وہ جانور اُنکی لاشون کو جہان اللہ کا حکم ہوگا وہان
پھینک دیوین گے اور زمین کو خالی کر دیوین گے پھر اللہ کے حکم سے مینہ برسے گا اور ساری زمین دھل کر صاف پاک ہوجاوے گی
اور زمین مین ایسی برکت آجاویگی کہ ایک انار کے دانون سے چند آدمیون کا پیٹ بھر جاویگا اس برکت کے زمانہ مین حضرت عیسے
علیہ السلام اور اون کے ساتھ کے لوگ کوہ طور سے اُتر کر زمین پر رہوین گے اسی زمانہ مین حضرت عیسی علیہ السلام حج کرین گے غرض
سات برس زمین پر رہنے کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام وفات پاوین گے اور مدینہ منورہ مین آنحضرت کے مزار شریف کے پاس
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے مزار کے بیچ مین جو جگہ ہے وہان دفن ہون گے پھر شام کے ملک کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا چلیگی
اور اُس ہوا کی تاثیر سے اس طرح کے سب لوگ جنکے دل مین رائی برابر بھی ایمان ہے ایکدفعہ ہی مر جاوین گے اور دنیا مین اسطرح
کے بد لوگ رہجاوین گے کہ جانورون کی طرح سر بازار بدکاریان کرین گے اور بت پرستی بھی پھیل جاویگی دنیا کی عمر اوسوقت بہت تھوڑی
رہ جاویگی جسطرح پورے دنون سے پیٹ والی عورت ہوتی ہے کہ ہر وقت اُسکے جننے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اسطرح آسمان پر ملائکہ کو ہر وقت
قیامت کا کھٹکا لگا رہویگا انجام یہ ہوگا کہ دنیا کے یہی کارخانے چل رہے ہون گے مکانون کی مرمت ہو رہی ہوگی بازار لگے ہون گے
دودھ والے جانورون کا دودھ دوہا جا رہا ہوگا کہ ایک دفعہ ہی پہلا صور پھونکنے کا حکم ہوجاویگا اور تمام دنیا فنا ہوجاوے گی
یہان ایک اعتراض ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ابو داؤد اور مستدرک حاکم وغیرہ مین جو روایتین ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ ایک جماعت مسلمانون
کی ایسی ہوگی کہ آخر وقت تک دین پر قائم رہویگی اور اوپر جو ذکر ہوا اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی کی وفات کے بعد شام
کے ملک کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا چلکر جسکے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ فوت ہوجاویگا اور کوئی مسلمان روئے زمین پر
باقی نہ رہے گا اس اختلاف کا رفع کیونکر ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین اس اعتراض کا جو جواب دیا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ حدیث
مین یہ جو آیا ہے کہ آخر وقت تک ایک جماعت مسلمانون کی دین پر قائم رہویگی اوس آخر وقت سے مراد یہ ہے کہ جب تک بڑی بڑی
نشانیان قیامت کی ظاہر ہونگی مثلاً آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا یا اُس جانور کا ظاہر ہونا جسکو دابۃ الارض کہتے ہین اوسوقت

منزل ۴

تک ایک جماعت مسلمانون کی دین پر قائم رہویگی اس کے بعد وہ شام کی طرف کی ٹھنڈی ہوا چلکر مسلمان سب مرجاوین گے
غرض آخری وقت سے صور پھونکنے کا وقت مراد نہین ہے کس لئے کہ صور پھونکنے کے وقت جس طرح کے لوگ زمین پر علی العموم
ہونگے ان کی صراحت صحیح حدیثون مین آچکی ہے چنانچہ صحیح مسلم مسند امام احمد ابن ماجہ طبرانی وغیرہ مین جو روایتین ہین انکا حاصل
یہ ہے کہ صور پھونکنے کے وقت زمین پر ایسے لوگ ہون گے کہ لا الہ الا اللہ اور اللہ کا کہنا زمین پر باقی نہ رہوے گا اور سر بازار بدکاری کرتے
دیکھ کر ان مین سے اگر کوئی یہ کہوے گا کہ یہ کام دیوار کی آڑ مین کرنا چاہیے تھا تو اوس کا درجہ ان لوگون مین ایسا گنا جاویگا جیسا صحابا مین
حضرت ابو بکر اور عمر کا درجہ گنا جاتا ہے یہان ایک بحث صحابا کے زمانہ سے اب تک چلی آتی ہے وہ یہ ہے کہ بعضے صحابا اس بات
کے قائل ہین کہ ابن صیاد ایک شخص جو آنحضرت کے زمانہ مین پیدا ہوا تھا وہی دجال ہے اس ابن صیاد کا قصہ حضرت عبد اللہ بن عمر
کی روایۃ سے صحیحین مین اور اور روایتون سے مسلم وغیرہ مین ہے کہ آنحضرت چند صحابا کے ساتھ ابن صیاد کو دیکھنے تشریف لے گئے
تھے اور آپ نے اوس سے باتین کین اور اوس نے آپ سے کہا کہ مجھکو ایک تخت پانی پر نظر آیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ شیطان
کا تخت ہے حضرت عمر نے آپ سے ابن صیاد کے قتل کرنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اگر یہ دجال ہے تو اسکو حضرت عیسے
قتل کرین گے تم اس کو نہیں قتل کر سکتے پھر یہ ابن صیاد مسلمان ہو گیا اور حضرت ابو سعید خدری کے ساتھ ایک دفعہ یہ ابن صیاد
حج کو جا رہا تھا تو اوس نے حضرت ابو سعید خدری سے کہا کہ لوگ میرے اوپر دجال ہونے کا شبہ کرتے ہیں اسواسطے میرا جی چاہتا
ہے کہ مین اپنا گلا گھونٹ کر مر جاؤن پھر آخر کو اوس نے یہ بھی کہا کہ دجال کو دجال کی پیدائش کی جگہ کو اور اس بات کو کہ اسوقت دجال
کہان ہے مین خوب جانتا ہون حضرت ابوذر عبد اللہ بن مسعود حضرت عمر حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت جابر قسمین کھایا کرتے تھے کہ ابن
صیاد وہی دجال ہے اگرچہ بعضے علما نے یہ روایۃ کی ہے کہ ابن صیاد مدینہ مین ہی مر گیا لیکن صحیح روایۃ یہ ہے کہ یزید کی خلافت کے زمانہ
مین یہ ابن صیاد لوگون کی نظرون سے غائب ہو گیا بیہقی نے ابن صیاد کے دجال ہونے کا انکار کیا ہے اور یہ کہا کہ جن صحابا کو تمیم داری
کا قصہ معلوم نہ تھا اونھون نے ابن صیاد کو دجال کہا ہے تمیم داری کے قصہ کو مسلم وغیرہ نے روایۃ کیا ہے حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ
آنحضرت ایک روز بے وقت اپنے حجرہ سے مسجد نبوی مین تشریف لائے اور مہاجرین اور انصار صحابا کو بلا کر جمع کیا اور فرمایا کہ مین نے
تم سب کو اس وقت خاص اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری جو ایک شخص نصرانی اسلام لایا ہے کہتا ہے کہ اوس کی کشتی طوفان مین
آکر ایک ٹاپو مین چلی گئی تھی وہان یہود کا ایک عبادت خانہ تھا جسمین ایک شخص زنجیرون سے جکڑا ہوا تھا اس نے تمیم داری
سے باتین کین اور پوچھا کہ ملک شام مین بیسان جو ایک قصبہ ہے وہان کی کھجورون مین ابھی پھل آتا ہے تمیم داری نے کہا ہان ابھی
پھل آتا ہے اوس شخص نے کہا کہ ایک زمانہ قریب مین ایسا آویگا کہ اون کھجورون مین پھل آنا بند ہو جاویگا اور پھر ملک شام مین طبریہ
جو ایک چشمہ ہے اوس مین پانی ہونے کا حال تمیم داری سے سنکر کہنے لگا کچھ مدت مین اوس کا پانی بھی سوکھ جاویگا پھر نبی آخر الزمان
کا حال پوچھا اور کہا کہ اون نبی کی پیروی لوگون کو ضرور ہے۔ پھر اوس زنجیرون سے جکڑے ہوئے شخص نے کہا کہ مین دجال ہون جسوقت
مجھکو نکلنے کا حکم ہوگا تو سوائے مکہ اور طیبہ کے مین ساری زمین کو رونڈ ڈالونگا اور طیبہ کے ناکون پر ننگی تلوارین لیے فرشتے کھڑے

منزل ۴

ہوں گے اسواسطے وہاں میں نہ جا سکوں گا یہ قصہ تمیم داری کا آنحضرت نے ذکر فرما کر فرمایا کہ یاد رکھو کہ طیبہ مدینہ کا نام ہے بیہقی نے یہ قصہ نقل کرتے وقت یہ بھی روایۃ کی ہے کہ تمیم داری نے جس شخص کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا وہ شخص بڈھا تھا اور ابن صیاد کو آنحضرت نے تمیم داری کے قصہ سے تھوڑے عرصہ پہلے جو دیکھا تو اسوقت ابن صیاد کی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی پھر ابن صیاد اور دجال ایک کیونکر ہو سکتے ہیں حافظ ابن حجر نے اس بحث کا یہ فیصلہ کیا ہے کہ دجال تو اصل میں وہی شخص ہے جسکو تمیم داری نے دیکھا ہے مگر ابن صیاد وہ شیاطین ہے جو دجال کے ساتھ اسکے ہمراز کے طور پر پیدا ہوا ہے صحیح مسلم کی بعضی روایتوں کو جو دیکھا جاتا ہے تو ابن صیاد کی عادتیں انسانوں کی نہیں پائی جاتیں مثلاً یہ روایۃ کہ ابن صیاد کو شیطان کا تخت پانی پر نظر آتا ہے اور یہ روایۃ کہ مدینہ کے ایک گلی میں حضرت عبداللہ بن عمر اور ابن صیاد کا کچھ جھگڑا ہو گیا تھا جس جھگڑے کے سبب سے ابن صیاد کو غصہ آگیا اور وہ غصہ کے سبب سے ایسا پھول گیا کہ مدینہ کی تمام گلی اوس کے جسم سے بھر گئی یا یہ روایۃ کہ اوس نے کہا کہ مجھکو دجال کا حال اور اوس کی پیدائش کی جگہ معلوم ہے اور اگر میں دجال بنا دیا جاؤں تو میں اس بات کو کچھ برا نہیں جانتا جب ان روایتوں سے ابن صیاد کی عادتیں انسانوں کی سی نہیں پائی جاتیں تو حافظ ابن حجر نے جو فیصلہ ابن صیاد کے باب میں کیا ہے اوس فیصلہ کی تائید ان روایتوں سے پورے طور پر ہوتی ہے۔ امام بخاری کا منشا بھی قریب قریب اس کے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد دجال ہی کیونکہ امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری میں فقط ابن صیاد کا قصہ ذکر کیا ہے تمیم داری کا قصہ نہیں ذکر کیا دوسرے صور کے وقت لوگ جو قبروں سے نکل کر زمین پر ٹڈیوں کی طرح پھیلیں گے بعضے مفسروں نے من کل حدب ینسلون کی تفسیر اوسی حالت کو قرار دیا ہے لیکن صحیح مسلم میں نواس بن سمعان کی جو روایۃ ہے اوس میں خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے من کل حدب ینسلون کی تفسیر میں یاجوج ماجوج کے پھیلنے کا ذکر فرمایا ہے اسواسطے آیۃ کی وہی تفسیر صحیح ہے جو اوپر بیان کی گئی۔

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا

اور نزدیک پہنچے سچا وعدہ پھر تبھی اوپر لگ رہیں منکروں کی آنکھیں اے خرابی ہماری ہم

فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ۝

بے خبر رہے اس سے نہیں پر ہم تھے گنہگار

اوپر یاجوج ماجوج کے نکلنے کا ذکر فرما کر اس آیۃ میں فرمایا کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کی نشانیوں میں سے ایسی نشانی ہے کہ جسکے بعد قیامت کے قائم ہونے کے سچے وعدہ کا وقت نزدیک آن پہنچے گا اور جس دن اس سچے وعدہ کا ظہور ہو جاویگا تو اوس دن کی آفتوں کو دیکھکر دہشت کے مارے ان منکرین حشر کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاوین گی اور اس دن کی آفتوں سے غافل رہنے پر پچھتاوینگے اور کہوین گے کہ اللہ کے رسولوں نے ہمیں ان آفتوں کا حال جو جتلایا اور ہم نے انکو جھٹلایا حقیقت میں ہمنے یہ اپنے حق میں بڑا ظلم کیا صحیح مسلم میں حذیفہ بن اسید سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کے مغرب سے نکلنے کے بعد یاجوج ماجوج کے نکلنے کا ذکر فرمایا ہے صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا گنہگار لوگون کی توبہ قبول ہونے کا وقت آفتاب کے مغرب سے نکلنے تک ہے ان حدیثون سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کی نشانیون مین سے ایسی قرب قیامت کی نشانی ہے کہ جس کے ظہور سے پہلے ہی گنہگارون کی توبہ کا وقت ہاتھ سے نکل جاویگا اور اس نشانی کے ظہور کے وقت جو شخص جس حالت پر ہوگا قیامت کے دن وہ اسی حالت پر قبر سے اٹھے گا

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَھَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ کَانَ ھٰۤؤُلَاۤءِ

تم اور جو کچھ پوجتے ہو اللہ کے سوائے جھونکنا ہے دوزخ مین تمکو اسپر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ لوگ

اٰلِھَةً مَّا وَرَدُوْھَا ؕ وَکُلٌّ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝

ٹھاکر نہ پہنچتے اسپر اور سارے اسپر پڑے رہین گے

مستدرک حاکم اور تفسیر ابن مردویہ وغیرہ مین جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالی نے مشرکین مکہ کے قائل کرنے کیلئے اوپر کی آیتین نازل فرمائی تھین جن کا حاصل یہ ہے کہ یہ مشرک لوگ اور جن بتون کو یہ پوجتے ہین قیامت کو یہ سب دوزخ کا ایندھن بنائے جاوین گے اور ہمیشہ دوزخ انکا ٹھکانہ ہوگا انسے پوچھا جاوے کہ اگر ان کے بت معبود ہونے کی صلاحیت رکھتے تو خدا کے نزدیک ان کی بھی قدر منزلت ہوتی کہ خدا انکو دوزخ کا ایندھن ٹھہراتا جب آنحضرت نے یہ آیتین مشرکون کو پڑھ کر سنائین تو ایک شخص ابن الزبعری شاعر نے آنحضرت سے بڑا جھگڑا کیا اور کہا کہ سوا اللہ کے حضرت عیسی اور عزیر اور ملائکہ کو بھی لوگ پوجتے ہین اگر ہمارے معبود دوزخ کا ایندھن ٹھہرین گے تو عیسے اور عزیر اور ملائکہ کا کیا حال ہوگا اسپر اللہ تعالی نے آگے کی آیتین نازل فرمائین اور فرمادیا کہ جنسے اللہ تعالی نجات کا وعدہ فرماچکا ہے اور یہ مشرک انکے بغیر مرضی اونہین اللہ کا شریک ٹھہراتے ہین اونکو دوزخ کی بھاپ بھی نہ لگے گی یہ ابن الزبعری پھر مسلمان ہوگئے اور آنحضرت اور مسلمانون کی مدح مین بہت شعر اونھون نے کہے ہین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری رض کی روایة کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جس شخص کے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت مین داخل ہوگا اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری رض کی دوسری روایة بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جب جنت کے قابل لوگ جنت مین جاچکین گے اور ہمیشہ دوزخ مین رہنے کے قابل لوگ دوزخ مین رہجادین گے تو موت کو ذبح کیا جاکر یہ حکم سنادیا جاویگا کہ اب جو جہان ہے ہمیشہ وہین رہیگا ان حدیثون کو آیتون کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ کلمہ گو گنہگار جب دوزخ سے نکل کر جنت مین جاچکین گے اور کلمہ کے منکر مشرک لوگ اور اون کے بت دوزخ مین رہ جاوین گے تو اونکو یہ حکم سنادیا جاویگا کہ اب تم اور تمہارے جھوٹے معبود ہمیشہ دوزخ مین پڑے رہو۔

لَھُمْ فِیْھَا زَفِیْرٌ وَّھُمْ فِیْھَا لَا یَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی ۙ اُولٰۤئِکَ

انکو وہان چلانا ہے اور وہ اس مین بات نہین سنتے جنکو آگے ٹہر چکی نیکی وہ اس سے

عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَھَا ۚ وَھُمْ فِیْ مَا اشْتَھَتْ اَنْفُسُھُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا یَحْزُنُھُمُ

دور رہین گے نہین سنتے اس کی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزون مین سدا رہین نہ غم ہوگا انکو

منزل ۴

الفزع الاکبر وتتلقٰهم الملٰئکۃ ھٰذا یومکم الذی کنتم توعدون ○

اس بڑی گھبراہٹ مین اور لینے آوین گے اُنکو فرشتے آج دن تمہارا ہے جسکا تم سے وعدہ تھا

اوپر ذکر تھا کہ مشرکون اور اُنکے جھوٹے معبودون کو ہمیشہ دوزخ مین رہنے کا حکم سنا دیا جاویگا اور قائل کرنے کے لئے ان مشرکون سے یہ کہا جاویگا کہ دنیا مین جن بتون کو تم اپنا معبود جانتے تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر ان بتون مین معبود ہونے کی صلاحیت ہوتی تو آج ان کو دوزخ کا ایندھن نہ بنایا جاتا ان ایتون مین فرمایا دوزخ مین ہمیشہ رہنے کا حکم سنکر یہ لوگ روئیں گے چلاوین گے اور ان مین کا ہر ایک شخص اپنے اپنے عذاب کی تکلیف مین ایسا بدحواس ہوگا کہ ایک شخص دوسرے کے رونے اور چلانے کی آواز بھی نہ سنے گا ترمذی مین ابو درداء سے اور مستدرک حاکم بیہقی کی بعث ونشور وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباس سے جو روایتین ہین اُنکا حاصل یہ ہے کہ جب یہ دوزخی لوگ دوزخ کے عذاب کی تکلیف سے بہت گھبرا جاوین گے تو مالک دوزخ کے داروغہ سے یہ التجا کرین گے کہ مالک ان لوگون کی موت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے ہزار برس تک ان لوگونکی التجا کا کچھ جواب نہ ملے گا پھر ہزار برس کے بعد یہ جواب ملیگا کہ دنیا مین تم لوگون نے اس عذاب کو جھٹلایا اس لئے اب تمہاری یہی سزا ہے کہ تم ہمیشہ اس عذاب مین گرفتار رہوگے اس حکم کو سنکر یہ لوگ اور بھی زیادہ چیخنا اور چلانا شروع کردین گے حضرت عبداللہ ابن عباس کی اس روایۃ کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور ترمذی کی ابو درداء کی حدیث کی سند مین قطبۃ بن عبدالعزیز راوی کو اگرچہ بعضے علماء نے لائق اعتراض قرار دیا ہے لیکن اکثر اہل حدیث نے قطبۃ بن عبدالعزیز کو ثقہ کہا ہے ابن ماجہ مین انس بن مالک سے روایۃ ہے کہ دوزخ مین دوزخی یہانتک روئین گے کہ اُنکے آنسوؤن مین کشتی چلاؤ تو چل نکلے اس حدیث کی سند مین ایک راوی یزید الرقاشی کو اگرچہ بعضے علماء نے قابل اعتراض ٹھرایا ہے لیکن ابن معین اور ابن عدی نے یزید الرقاشی کو ثقہ قرار دیا ہے جن لوگونکا ذکر پہلی آیۃ مین ہے ان روایتون سے اُنکے رونے اور چلانے کی تفسیر اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ اگر ہمارے بت دوزخ کا ایندھن ٹھرین گے تو فرشتون کو عزیر علیہ السلام اور عیسے علیہ السلام کو بھی لوگ اللہ کا شریک ٹھراتے ہیں پھر ان کا کیا حال ہوگا اُسکے جواب مین فرمایا دوزخ کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین جو لوگ اللہ کی رحمت اور ہمیشہ کے جنت کے عیش کے قابل ٹھر چکے ہیں اُنکے کانون مین دوزخ کے غل وشور کی آواز تک بھی نہ جاویگی بلکہ دوسرے صور کے بعد جب سب لوگ قبرون سے اوٹھین گے اور اُس دن کی آفتون کو دیکھکر گنہ گار لوگون کے دل پر گھبراہٹ چھا جاویگی ان نیک لوگونکو اُسی وقت اللہ کے فرشتے جنت مین داخل ہونے کی خوشخبری سنا دیوین گے اسواسطے ان لوگون کے دل پر دوزخ کی طرف سے کچھ گھبراہٹ تک بھی باقی نہ رہے گی مسند امام احمد کے حوالہ سے حضرت عائشہ کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ منکر نکیر کے سوال جواب کے بعد اللہ کے فرشتے اللہ کے حکم سے نیک لوگونکو اُنکا جنت کا ٹھکانا دکھا کر یہ وعدہ خوشخبری کے طور پر سنا دیتے ہیں کہ اسی ٹھکانے مین ہمیشہ رہنے کے لئے تم کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جاویگا یہ حدیث آخری آیۃ کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قبر مین رکھتے ہی اللہ کے حکم سے فرشتون نے جو خوشخبری نیک لوگونکو وعدہ الٰہی کے موافق سنائی تھی قبر سے اوٹھتے ہی وہ خوشخبری کا وعدہ ان لوگون کو اللہ کے فرشتے پھر یاد دلا دین گے یہ حدیث صحیح بخاری مین بھی انس بن مالک رض کی روایۃ سے آئی ہے۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا

جسدن ہم لپیٹ لین آسمان کو جیسے لپیٹے ہین طومار مین کاغذ جیسا سرے سے بنایا پہلے بار پھر اوسکو دوہراوین وعدہ

عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

ضرور ہو چکا ہمپر ہمکو کرنا

تفسیر ابن جریر وغیرہ مین علی بن طلحہ کی سند سے سجل کے لفظ کے معنے خط اور دفتر کے جو بیان کئے گئے ہین وہی معنے صحیح ہیں اس صورت مین معنے آیتہ کے یہ ہین کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمان کو لپیٹ لیویگا جسطرح کوئی کاغذ کو لپیٹ لیتا ہے ابوداؤد اور نسائی مین یہ روایت ہے کہ سجل آنحضرت کے ایک کاتب کا نام ہے۔ اس روایت کی سند مین اکثر علمار محدثین کو کلام ہے بعضے مفسرون نے یہ جو لکھا ہے کہ دوسرے آسمان پر ایک فرشتہ ہے جسکے پاس کراماً کاتبین پیر اور جمعرات کے روز بنی آدم کے اعمال پیش کرتے ہین اُس فرشتہ کا نام سجل ہے اس روایت کا پتا صحیح تفسیرون سے اس قدر لگتا ہے کہ پہلے انسان کے مونھ سے جو کچھ نکلتا ہے اُسکو کراماً کاتبین لکھ لیتے ہین پھر جمعرات کے روز اس مین سے آسمان پر صرف وہ باتین چھانٹ لی جاتی ہین جو ثواب یا عذاب کے قابل ہین غرض اس کلام کا دفتر جو آسمان پر ہے اُس دفتر کے اہل دفتر مین سے سجل نام کا کوئی فرشتہ ہو تو تعجب نہین لیکن جب تک کوئی صحیح روایت اس باب مین نہ ملے عقل سے ایسے ابواب مین کچھ نہین کہا جا سکتا جس وقت پہلا صور پھونکا جاکر تمام دنیا فنا ہو جاویگی اور چالیس برس تک ساری دنیا ویران پڑی رہیگی بڑے بڑے ملک اور حکومت کے دعوے کرنے والے جو ہین یہ سب مٹ جاوین گے اور خاک کے ڈھیر ہو کر پڑے ہوئے ہونگے اُس وقت اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو اور تمام عالم کو لپیٹ کر اپنے ہاتھوں مین لے لیویگا اور فرماویگا آج کہان گئے وہ ملک اور بادشاہت کا دعویٰ کرنے والے جب کوئی جواب دینے والا پیدا نہ ہوگا تو آخر کو فرماویگا سب ملک اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی بادشاہ ہے زیادہ تفسیر اسکی سورہ زمر اور سورۃ المومن مین آویگی صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کی روایتین جو اس باب میں ہین وہ بھی ان ہی سورتون کی تفسیر مین آویگی صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب لوگ ننگے پاؤن ننگے بدن بغیر ختنہ کئے ہوئے قبرون سے اٹھین گے یہ حدیث کما بدانا اول خلق نعیدہ کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح اب بچہ ننگے پاؤن ننگے بدن بغیر ختنہ کیا ہوا مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ قیامت کے دن سب لوگ قبرون سے اسی حالت مین اوٹھین گے آگے فرمایا دوبارہ پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ کا ایک یقینی وعدہ ہے جسکا ظہور ضرور ہوگا

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝

اور ہمنے لکھ دیا ہے زبور مین نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہونگے میرے نیک بندے

مجاہد اور سعید بن جبیر کے قول کے موافق حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ پہلے لوح محفوظ مین اور لوح محفوظ کے بعد انبیا پر جو کتابین نازل کی گئیں ہین اون مین اللہ تعالیٰ نے یہی لکھا ہے۔ کہ جنت کی زمین کے وہی لوگ وارث ہون گے جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شخص کا ایک ٹھکانا دوزخ اور ایک جنت مین پیدا کیا ہے۔ اب پیدا ہونے کے بعد آدمی جس ٹھکانے کے قابل عمل کریگا مرنے کے بعد اوسی ٹھکانے مین جاویگا ہم

تمہاری مین عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ بعضے لوگ تمام عمر جنتیون کے سے کام کرتے ہین لیکن آخر عمر مین لوح محفوظ کے لکھے کے
دوزخیون کے سے کام کرکے مرتے ہین اسی طرح بعضے لوگ تمام عمر دوزخیون کے سے کام کرتے ہین لیکن آخر عمر مین لوح محفوظ کے لکھے کے موافق
جنتیون کے سے کام کرکے مرتے ہین ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے کوئی
چیز باہر نہین ہے اسی واسطے اُس نے ہر شخص کے کام کا انجام لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے لیکن انصاف کی نظر سے اللہ تعالیٰ نے جزاو
سزا کا دار مدار اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ ہر شخص کا ایک ٹھکا دوزخ مین اور ایک جنت مین پیدا کر کے سزا کے طور پر دوزخ مین جھونکے
جانے اور جزا کے طور پر جنت مین داخل ہونے کا مدار دنیا کے ظاہری عملون پر رکھا ہے۔ ہان اتنی بات ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے
علم غیب سے کوئی چیز باہر نہین ہے اسی طرح اُس کے علم غیب کے برخلاف کچھ نہین ہو سکتا اس لئے اگرچہ ہر شخص کا ایک ٹھکانا دوزخ مین
اور ایک جنت مین پیدا کیا گیا ہے لیکن آخر کو جنت مین وہی لوگ داخل ہونگے جو اللہ کے علم غیب کے موافق پہلے لوح محفوظ مین اور پھر آسمانی کتابون
مین نیک ٹھہر چکے ہین اسی واسطے قرآن شریف مین جگہ جگہ فرمایا ہے۔ کہ راہ راست پر آنے کی توفیق ان ہی لوگون کو ہوگی جو اللہ تعالیٰ
کے علم غیب مین راہ راست پر آنے کے قابل قرار پا چکے ہین حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا مین پیدا ہو کر اپنے اختیار سے جو کوئی جس طرح کے کام کر
والا تھا لوح محفوظ مین وہ لکھا گیا ہے کسی کو کسی کام پر مجبور نہین کیا گیا ہے!

إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ○ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ○

اس مین مطلب کو پہنچتے ہین ایک لوگ بندگی والے اور تجھکو جو ہمنے بھیجا سو مہر کر کر جہان کے لوگون پر

منزل ۴

اوپر ذکر تھا کہ پہلے لوح محفوظ مین اور اُس کے بعد انبیا پر جو کتابین نازل کی گئی ہین اُن مین اللہ تعالیٰ نے یہی لکھا ہے کہ جنت کی زمین کے
وہی لوگ مالک اور وارث ہونگے جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہین ان آیتون مین فرمایا ایسے لوگ آسمان و زمین سے اور
اور آسمان و زمین مین اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ہزارون نشانیون سے اللہ تعالیٰ کو تو پہچان سکتے ہین لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی اور نامرضی
کے کامون کی تفصیل انکو بغیر آسمانی کتاب کے نہین معلوم ہو سکتی تھی اس واسطے خالص دل سے اللہ کی عبادت کرنے والون کیلئے
اللہ تعالیٰ نے اس قرآن شریف مین اپنی مرضی اور نامرضی کی سب باتین کافی طور پر بتلا دی ہین اور اے رسول اللہ کے تم کو جو اللہ تعالیٰ
نے رسول بنا کر بھیجا ہے تو یہ جہان بھر کے لوگون کے حق مین اللہ کی رحمت ہے کیونکہ جو لوگ تمہاری فرمانبرداری قرآن کی نصیحت کے
پابند رہین گے انکو دنیا مین بھی اللہ تعالیٰ حکومت ثروت سب کچھ دیویگا اور عقبیٰ مین انکے نیک کامون کے بدلے مین ہمیشہ کے لئے اتنا
بڑا عیش و عشرت کا سامان انکو عطا فرما دیگا جو انکے وہم و گمان سے باہر ہو گا حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے لیکر خلفائے عباسیہ کے
عروج کے زمانہ تک دنیا کی جو کچھ حکومت و ثروت قرآن کی نصیحت کے پابند لوگون مین رہی اُسکا حال تاریخ الخلفا کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا
ہے اس کے بعد کے لوگ قرآن کی نصیحت کے پابند نہ رہے اس واسطے وہ حکومت اور ثروت بھی نہ رہی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ
کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گذر چکی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نیک بندون کے لئے جنت مین جو عیش و عشرت کا سامان پیدا کیا ہے وہ نہ کسی نے
آنکھون سے دیکھا۔ اور نہ کانون سے سنا نہ کسی کے دل مین اُس کا خیال گذر سکتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے!

کہ عقبیٰ مین جو عیش و عشرت کا سامان نیک بندون کو ملیگا وہ انسان کے وہم و گمان سے باہر ہوگا سورہ الانفال مین گزر چکا ہے کہ
مشرکین مکہ نے سرکشی سے جب عذاب کے نازل ہونے کی خواہش کی تو اللہ تعالیٰ نے اوس سورہ کی آیتین نازل فرما کر یہ فرمادیا کہ اے
رسول اللہ کے یہ اللہ کی ایک رحمت ہے کہ جب تک تم ان لوگون مین موجود ہو اوس وقت تک جسطرح پچھلی امتون پر عام عذاب آئے
اوس طرح کا کوئی عام عذاب ان سرکش لوگو نپر نہ آویگا جو لوگ اللہ کے رسول کے مخالف تھے اُنکے حق مین بھی آپ کی موجودگی کا رحمت
الٰہی ہونا سورہ الانفال کی آیتون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے سورہ الانفال کی آیتون کی جو شان نزول اوپر بیان کی گئی وہ صحیح
بخاری مین انس بن مالک کی روایت سے آئی ہے اس لئے یہ شان نزول بہت صحیح ہے۔

قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ
تو کہہ مجکو تو حکم یہی آیا ہے کہ صاحب تمہارا ایک صاحب ہے پھر ہو تم حکم برداری کرتے پھر اگر منہ موڑین تو تو کہہ
آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ
مین نے خبر کردی تم کو دونون طرف برابر اور مین نہین جانتا نزدیک ہی یا دور ہے جو تمکو وعدہ ملتا ہی وہ رب جانتا ہی پکار کی بات
وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝
اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور مین نہین جانتا شاید تم کو اسمین جانچنا ہے اور برتو انا ایک وقت تک

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن شریف مین اپنی مرضی اور نامرضی کی سب باتین پورے طور پر جتلادی ہین ان آیتون مین فرمایا
کہ قرآن کی نصیحت سے اگرچہ اون ہی لوگون کو نیک ہدایت ہوتی ہے جو اللہ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہین لیکن اللہ تعالیٰ کو
ہر شخص کے انجانی کا عذر رفع کردینا بہت پسند ہے اسواسطے اے رسول اللہ کے تم ان مکہ کے مشرکون سے کہدو مجھکو قرآن مین یہی
حکم ہے کہ جس اللہ نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ اوس مین کوئی اوسکا شریک نہین ہے
تو انسان پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین انسان کسی کو شریک نہ کرے اس حق کے ادا ہونے کے بعد انسان
کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُس حق ادا کرانیوالے لوگونکو قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے بچاوے اس نصیحت کے
بعد ان مشرکون سے پوچھا جاوے کہ یہ لوگ اس نصیحت کو مانتے ہین یا اپنے آپ کو عذاب کے قابل ٹھہراتے ہین پھر فرمایا اس نصیحت
کو سنکر اگر یہ لوگ مکڑائی کرین اور اس نصیحت کو نہ مانین تو انسے کہدیا جاوے کہ مین نے اللہ تعالیٰ کے حق کے ادا کرنے اور نہ ادا کرنے
دونون باتونکا انجام تم لوگون کو جتلادیا ہے اور یہ مجھکو معلوم نہین کہ قرآن کی نصیحت کو ٹالنے والو نپر دیر سویر کب عذاب آجاتے
پھر فرمایا یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ ان لوگون کے دل مین جو شرک کا عقیدہ ہے وہ اور ان کے ہاتھ پیرون کے شرک کے
کام اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہین اسپر بھی عذاب کے آنے مین جو دیر لگ رہی ہے تو مجھکو یہ معلوم نہین کہ اس مہلت مین راہ راست پر
آنے کی جانچ ہے یا وقت مقررہ کا انتظار ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہؓ بن شعبہ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ
کو لوگون کی انجانی کے عذر کا رفع کردینا بہت پسند ہے اسی واسطے اوس نے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے صحیح بخاری و مسلم کے

حوالہ سے معاذ بن جبل کی یہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں
اس حق کو جو لوگ پورا ادا کریں گے انکا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہوگا کہ وہ انکو دوزخ کے عذاب سے بچاوے آیتوں کی تفسیر میں جو مطلب اوپر
بیان کیا گیا وہ ان صحیح حدیثوں کا خلاصہ ہے۔

قُلَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ ○

رسول نے کہا اب فیصلہ کر انصاف کا اور رب ہمارا رحمٰن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو

یہ اللہ کے رسول کی دعا کا ذکر ہے جو انھوں نے مشرکین مکہ کی سرکشی سے تنگ آ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کی تھی حاصل اس بددعا کا یہ ہی
کہ یا اللہ جو لوگ تیری عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں اور جو غریب لوگ راہ راست پر آئے ہیں اون کو
طرح طرح سے ستاتے ہیں ان سرکش لوگوں کی سرکشی کے مٹ جانے میں تجھ سے ہی مدد چاہی جاتی ہے ان سرکشوں اور اپنے رسول کا اپنے
انصاف کے موافق یا اللہ کوئی فیصلہ جلدی سے فرما دے اللہ تعالیٰ کے انتظام میں دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے ہر کام کا
وقت مقرر ہو چکا ہے چنانچہ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے اسواسطے اللہ کے رسول کی اس
بددعا کے ظہور کا ایک وقت تو بدر کی لڑائی کے موقع پر آیا کہ اس لڑائی کے موقع پر مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سرکش دنیا میں نہایت
ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پا لیا یہ قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت
سے کئی جگہ گزر چکا ہے دوسرا موقع فتح مکہ کے وقت آیا کہ مشرکین مکہ جن بتوں کی حمایت میں اللہ کے رسول کو جھٹلاتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے
رسول کے ہاتھ سے فتح مکہ کے وقت اون بتوں کو یہ ذلت دلوائی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون بتوں کو اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار
کر زمین میں ڈال دیا اور کسی مشرک کو اپنے جھوٹے معبودوں کی حمایت کی جرات نہ ہوئی یہ قصہ بھی صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود کی
اور صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایتہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

نزول ۳

سورة الحج مكية وهي ثمان وسبعون اية

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

يٰأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ○ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا

اے لوگو ڈرو اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے جس دن اسکو دیکھو گے بھول جاوے گی ہر دودھ پلانے والی

أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُم بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ ○

اپنی دودھ پلائی کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور انپر نشہ نہیں پر آفت اللہ کی سخت ہے

بعض مفسرین نے اس بات میں بڑا اختلاف کیا ہے کہ پہلے صور کے وقت جو زمین ہلے گی اور آخر کو پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے گی

اور پہاڑ آسمان سب ریزہ ریزہ ہو جاوینگے اس آیۃ مین سورہ الحاقہ کی آیتون کے موافق زمین کے اوس بھونچال کا ذکر ہے یا حشر کے
دن جب اللہ تعالیٰ ہر ہزار اولاد آدم کی صفون مین سے نوسو ننانوے آدمیون کو دوزخ مین بھیجنے کا حکم حضرت آدم علیہ السلام کو دیویگا
اور اس حکم کی دہشت سے تمام مخلوقات کے دل جو بے قابو ہو جاوینگے اوس کا نام زلزلہ ہے اور وہی زلزلہ اس آیۃ مین ذکر کیا گیا ہے
لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے تو اس اختلاف کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ جب آیۃ کے لفظ عام ہین اور قابل خوف جو زلزلہ قیامت کا ہے
اوس سے اللہ تعالیٰ نے لوگون کو ڈرایا ہے اور قرآن و حدیث مین ان دونون زلزلون کا ذکر آیۃ کی تفسیر کے طور پر آچکا ہے تو اب اختلاف
کیا باقی رہ گیا یہ کیون نہین کہا جاتا کہ آیۃ دونون زلزلون سے ڈرانے کی غرض سے نازل ہوئی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب سورۃ الحاقہ مین پہلے
صور کی آواز سے سخت بھونچال آنا اور زمین کا اور زمین کے پہاڑون کا ٹوٹ پھوٹ جانا موجود ہے اور طبرانی تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم
وغیرہ مین صحیح سند سے پہلے زلزلہ کو آیۃ کی تفسیر کے طور پر ابوہریرہ کی روایۃ مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے جس روایۃ کا
حاصل یہ ہے کہ پہلا صور جب پھونکا جاویگا تو زمین اس طرح ڈگمگاویگی جس طرح دریا مین ناؤ ڈانواں ڈول پھرتی ہے پھر آخر زمین اور پہاڑون کے
ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوینگے پھر آسمان بھی اسی طرح سب پھٹ جاوینگے سورج چاند تارے سب ٹوٹ کر گر پڑینگے پھر آپنے یہ آیۃ پڑہی یاایہا الناس اتقوا ربکم ابوہریرہ کہتے ہین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت سورہ زمر مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پہلے صور کے شروع ہوتے ہی زمین آسمان مین جتنے جاندار ہین سب بیہوش ہوکر گر پڑینگے
اور مر جاوینگے پھر اللہ نے اسی آیۃ مین یہ بھی فرمایا ہے کہ جنکو اللہ چاہیگا وہ اس صدمہ سے بچے رہوینگے جو اس صدمہ سے بچے رہوینگے وہ کون لوگ ہونگے آپنے فرمایا وہ شہید لوگ ہین
مرنے سے پہلے تو کسی کو اس صدمہ کی خبر نہوگی شہید باوجودیکہ زندہ ہین لیکن اس صدمہ سے بچے رہوینگے اور دوسرے زلزلہ کا ذکر صحیح بخاری و مسلم مین ابوسعید خدری کی
روایۃ سے جو آیۃ کی تفسیر کے طور پر آیا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب یہ آیۃ اوتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیۃ کو پڑھا اور
فرمایا کہ یہ زلزلہ وہ ہے کہ حشر کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم سے فرماویگا کہ اپنی اولاد مین سے دوزخ کا حصہ نکالو حضرت آدم عرض کرینگے
یا الٰہی اولاد آدم مین دوزخ کا حصہ کس قدر ہے اللہ تعالیٰ فرماویگا ہزار مین نوسو ننانوے اللہ کا یہ حکم سنکر تمام محشر مین ایک زلزلہ پڑ جاویگا
اور لوگون کے دل ہل جاوینگے اس حدیث کو سنکر صحابہ کو بڑا رنج ہوا پھر آپنے تسلی دی اور فرمایا کہ نوسو ننانوے یاجوج ماجوج مین سے ہونگے اور
ایک تم مین کا ہوگا اور امتون کے مقابلہ مین میری امت کی گنتی تو اتنی ہے کہ جس طرح سفید بیل کی کھال مین چند کالے بال ہوتے ہین
پھر فرمایا مجھکو توقع ہے میری امت آدھی جنت مین جاویگی بعضی روایتون مین دو تہائی بھی آیا ہے جس زلزلہ کا ذکر پہلی حدیث مین ہے
اوس زلزلہ کے وقت حقیقت مین دودھ والی عورت اپنے بچہ کو خوف کے مارے چھوڑ دیویگی اور بھول جاویگی اور حاملہ عورت کے حمل
گر پڑینگے اور جس زلزلہ کا ذکر دوسری حدیث مین ہے اوس زلزلہ مین یہ بات مثال کے طور پر فرمائی کہ اوسوقت بھی اس قدر خوف
لوگون کو سب کے ہوش ٹھکانون پر ہوگا کہ اگر وہان بھی دودھ والی عورت ہوتی تو دودھ پلانا بھول جاتی اور حمل والی عورت ہوتی تو اوسکا حمل گر جاتا
نیک کام مین لگے رہنے اور برے کام سے بچنے کو تقویٰ کہتے ہین جس کے معنے پرہیزگاری کے ہین صحیح بخاری مین ابوہریرہ سے روایۃ ہے
جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے مزاج مین پرہیزگاری زیادہ ہے اللہ کے نزدیک اوسی کی عزت زیادہ ہے
اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا اے لوگو قیامت کے دن کا عذاب ایسا سخت ہے کہ اوسکی سختی کو دیکھکر دودھ

دودھ پلانے والی عورت اپنے بچہ کو دودھ پلانا بھول جاویگی حمل والی عورت کا حمل گرجاویگا اور بغیر نشہ کی چیز کے کھانے پینے کے لوگ نشہ باز وں کی طرح بدحواس ہوجاوینگے پرہیزگاری اوس دن ایک ایسی چیز ہوگی جو اس عذاب کی ذلت اور تکلیف سے بچاکر آدمی کو عزت سے قائم رہنے کا سبب ہوسکتی ہے اسواسطے ہر شخص کو چاہیئے کہ جہان تک ہوسکے پرہیزگاری کا اختیار کرے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ

اور بعضا شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات مین بن خبر اور ساتھ پکڑتا ہے ہر شیطان بے حکم کا جسکی قسمت مین لکھا ہے

اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝

کہ جو کوئی اُس کا رفیق ہو سو وہ اوسکو بہکاوے اور لیجاوے عذاب مین دوزخ کے

تفسیر سدی تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن جریج وغیرہ مین معتبر سند سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہی کہ نضر بن حارث ایک شخص بڑا جھگڑالو مشرکین مکہ مین تھا جو فرشتون کو اللہ کی بیٹیان اور قرآن کو پچھلی لوگون کی کہانی کہا کرتا تھا اور حشر کا بڑا سخت منکر تھا بدر کی لڑائی والے دن حالت کفر مین وہ مارا گیا اور اُسکے ساتھی دو ایک شریر اور تھے جو بجلی گرکر ہلاک ہوئے ایسے لوگون کی شان مین یہ آیۃ نازل ہوئی ہے حاصل معنے آیۃ کے یہ ہین کہ نضر بن حارث اور اُسکے ساتھیون کی طرح آدمی کو دین کی بات مین عقل سے جھگڑنا نہین چاہیئے کیونکہ جن باتون کا شریعت مین حکم دیا گیا ہے اُن مین سے اکثر باتون کی مصلحت کو عقل نہین پہنچ سکتی مثلاً ریشمی کپڑے کو بہ نسبت سوتی کپڑے کے عقل اچھا اور نرم جانتی ہے مگر شریعت نے ریشمی کپڑا دنیا مین مرد کو جائز نہین رکھا اس کی مصلحت عقل کی رسائی سے باہر ہے یہ شیطان کا کام ہے کہ آدمی کے دل مین عقلی وسوسے دین کی باتون مین ڈالتا ہے تاکہ جسطرح خود گمراہ ہوچکا ہے اور ون کو بھی گمراہ کرکے اپنے ساتھ دوزخ مین لیجاوے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ سے جو دین کی باتین بتلادی ہین جو شخص اون باتونکو چھوڑکر عقلی شیطانی وسوسون مین پڑیگا نضر بن حارث کی طرح اُسکو دین و دنیا کا ٹوٹا بھگتنا پڑیگا کیونکہ شیطان کی قسمت مین یہ لکھا جاچکا ہے کہ جو کوئی اوس کا رفیق ہوگا وہ اوسکو نیک راہ سے بہکاکر اپنے ساتھ اوسے دوزخ مین لیجاویگا جسطرح ایک بادشاہ کے دو وزیر ایک نیک مزاج ایک ظالم فرض کیے جاوین اسی طرح ایک اللہ کا فرشتہ نیک کام کی صلاح دینے والا اور ایک شیطان بری راہ لگانے والا یہ دونون ہر وقت ہر انسان کے ساتھ لگے رہتے ہین صحیح مسلم مین عبداللہ بن مسعود کی روایۃ مین ان دونون ساتھیون کا ذکر صراحت سے آچکا ہے جس نے صلاح رحمانی کے موافق کام کیا نجات پائی اور جو وسوسہ شیطانی مین پھنسا خراب ہوا بعضے دوست آشنا بھی آدمی کے انسان کی صورت مین شیطان کی خصلت کے ہوتے ہین جو ہمیشہ آدمی کو بری راہ لگنے کا مشورہ دیتے رہتے ہیں جنکا ذکر سورہ انعام مین گزرچکا ہے ایسے لوگون کی صحبت بھی آدمی کو برباد کردیتی ہی ایسے دوست آشناؤن سے بھی آدمی کو بچنا چاہیئے اسی واسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بخاری ومسلم کی ابوسعید خدری کی روایۃ مین ایسے دوست آشناؤن کی رفاقت کی مثال لوہار کی کھال دھونکنے والے کی رفاقت کی فرمائی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جسطرح کھال دھونکنے والے کے پاس بیٹھنے مین آگ کی چنگاری اڑکر ان پڑنے اور کپڑون کے جلنے کا خوف ہے اسی طرح بری دوست

آشناؤن کی رفاقت سے دوزخ مین جلنے کا اندیشہ ہے دوزخ کے عذاب کا ذکر فرماکر ان آیتون مین اوس عذاب کے منکر اور اوس سے غافلون کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ

اے لوگو۔ اگر تمکو دہوکا ہے جی اُٹھنے کا مین تو ہمنے تمکو بنایا مٹی سے پہر بوند سے پہر پھٹکے سے

ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

پہر بوٹی سے نقشہ بنے اور بن نقشہ بنے اسواسطے کہ تمکو کھول سناوین اور ٹہیرا رکھتے ہین پیٹ مین جو کچھہ چاہین ایک ٹہیرے ہوئے

ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

پہر تمکو نکالتے ہین لڑکا پہر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم مین پورا ہو لیا اور کوئی تم مین پہر چلا نکمی عمر تک

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ

تا سمجھ کے پیچھے کچھہ نہ سمجھنے لگے اور تو دیکھتا ہے زمین بلی پڑی پہر جہان اُتارا اُسپر پانی تازی ہوئی

وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُـحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي

اور اُبہری اور اُگائین ہر بہانت بہانت رونق کی چیزین یہ اسواسطے کہ اللہ وہی ہے تحقیق اور وہ جلاتا ہے مردے اور وہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

منزل ۴

ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آتی ہے اُس مین دہوکا نہین اور یہ کہ اللہ اوٹھا دیگا قبرین پڑے ہون کو

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ

اور بعضا شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات مین بن خبر اور بن سوجھہ اور بن کتاب چمکتی اپنی کروٹ موڑ کر

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ

کہ بہکاوے اللہ کی راہ سے اُسکو دنیا مین رسوائی ہے اور چکھا دینگے ہم اُسکو قیامت کے دن جلن کی مار یہ اُسپر

بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

ہے جو آگے بہیج چکے تیرے دو ہاتھہ اور یہ کہ اللہ ظلم نہین کرتا بندون پر

اوپر کی آیتہ مین اللہ تعالیٰ نے منکرین حشر نضر بن حارث اور اُس کے ساتھیون کا ذکر فرماکر یہان اخیر رکوع تک دو دلیلین حشر کی بیان فرمائی ہین پہلی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ جس اللہ مین یہ قدرت ہے کہ اوس نے پانی سے مٹی کا کام لے لیا اوسکو مٹی سے مٹی کا کام لینا کون سی عقل سے یہ لوگ مشکل بتاتے ہین کیونکہ ماں کے پیٹ مین اوس نے پانی جیسی پتلی چیز نطفہ سے آدمی کا پتلا بنا کر اوس پتلے مین روح پھونک دی ہے حشر مین تو مٹی سے مٹی کا پتلا بنایا جاکر اوس پتلے مین روح پھونک دی جاویگی دوسری دلیل کا حاصل یہ ہے کہ جو زمین اللہ کے حکم سے اس طرح کے جاندار صاحب عقل لوگون سے بڑھکر کام کرتی ہے کہ ساری دنیا کے جاندار صاحب عقل کاریگر اگر جمع ہو جاوین تو جس طرح کے

ہزاروں پھل ہزاروں پھول زمین میں سے ہر موسم پر سوکھے ہوئے بیجوں سے پیدا ہوتے ہیں جس طرح کا ایک پھل یا ایک پھول یہ دنیا بھر کے لوگ پیدا نہیں کر سکتے پھر اس زمین کو اللہ کے حکم سے انسان کا پتلا بنا دینا اور اللہ تعالیٰ کو اس پتلے میں روح کا پھونک دینا کیا مشکل ہے غرض ان آیتوں میں جو باتیں اللہ تعالیٰ نے حشر کے ذہن نشین ہونے کے ثبوت میں بیان فرمائی ہیں ان باتوں میں سے ہر ایک بات کو آدمی غور سے دیکھے تو ہر انسان کو اپنی پیدائش کے حال پر غور تامل کرنے سے زمین میں کھیتی اور باغات کے ذریعہ سے جو اناج پھل پھول پیدا ہوتے ہیں ان کے حال کو دیکھنے سے یہ اچھی طرح سے ذہن نشین ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ جو کچھ سب کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے وہ حشر سے سینکڑوں درجہ بڑھکر مشکل ہے مثلاً جسکی قدرت میں یہ ہے کہ منی جیسی پتلی بہتی ہوئی چیز کا اس نے رحم جیسے تنگ جگہ میں پتلا بنایا اور اس پتلے میں جان ڈالی پھر پتلا بھی ایسا کہ اس میں بڑھنے کی قوت بھی رکھی ہے پیدا ہوتے وقت بچہ کیا ہوتا ہے اور برس دو برس میں کیا کا کیا ہو جاتا ہے حشر میں نہ کسی پتلی چیز کا پتلا بنانا ہے نہ رحم جیسی تنگ جگہ ہے نہ پتلے میں بڑھنے کی قوت رکھنے کی مشکل ہے نہ اس طرح کا چھوٹا پتلا ہے جسکی ہڈیوں کے جوڑ مشکل ہوں تاریخ کی کتابوں سے سینکڑوں برس کے بعد جس طرح اب لوگوں کو معلوم ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کی خاک ملک طوس میں ہے اور اکبر کی خاک سکندرہ میں اور عالمگیر کی خاک اورنگ آباد میں اسی طرح ہر شخص کی خاک کے مقام اور ٹھکانے کا دفتر خدا کے نزدیک موجود ہے جس سے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ روان دوان ہو جانے کے بعد اس خاک کا پتا اور نشان کیونکر ملے گا یہ تو آدمی کی پیدائش کا حال مختصر طور پر ہوا سوا اس کے بعد یہ غور کرنے کی جائے ہے کہ حشر میں ایک ہی آدمی کی مٹی سے ایک ہی آدمی پیدا کیا جاویگا اب ایک بیج کے دانہ سے ہزاروں دانے اور ایک آم یا جامن کی گٹھلی سے ہزاروں آم اور جامنوں کا ہر سال کی فصل پر حشر ہو جاتا ہے یہ سب باتیں اور ہزاروں لاکھوں کروڑوں ایسی ہی آنکھوں کے سامنے کی باتیں ایک حشر کیا ہزار حشر سے بھی زیادہ مشکل ہیں اسواسطے سورہ الروم میں فرمایا وھو الذی یبدا الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ جسکا مطلب یہ ہے کہ پہلے پیدائش کی نسبت دوسری پیدائش بہت آسان ہے حاصل کلام یہ ہے جسکے سر پر شقاوت ازلی سوار ہے اسکا تو کچھ ذکر ہی نہیں وہ چاہے حشر کا انکار کرے چاہے خدا کی وحدانیت کا انکار کرے لیکن جس کو خدا نے ہدایت دی ہے اسکے سمجھنے کے لیئے بلاشک خدا تعالیٰ نے ان آیتوں میں جو باتیں ذکر فرمائی ہیں ان باتوں کو جہان تک غور و تامل کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو وہ قدرت اللہ تعالیٰ کی دکھائی دیتی ہے جس کے آگے ایک حشر کیا بے گنتی حشر سہل اور آسان معلوم ہوتے ہیں لیکن انسان کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے جب تک وہ پردہ نہ اٹھے اسکو خدا کی قدرت کیا نظر آسکتی ہے اس غفلت کے سبب سے نہ اسکو اپنی پیدائش کی خبر ہے نہ کسی دوسری چیز کی اسی واسطے ان آیتوں کے بعد آخر سورہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لوگ اللہ کی قدرت کی قدر نہیں کرتے ترمذی ابو داؤد صحیح ابن حبان کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی صحیح حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کا پتلا بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کی مٹی لی ہے اسی واسطے بنی آدم میں کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی بدمزاج کوئی نیک مزاج یہ حدیث فانا خلقناکم من تراب کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اب بنی آدم کی پیدائش اگرچہ نطفہ سے ہے لیکن اس پیدائش میں آدم علیہ السلام کے پتلے کے لیئے جو مٹی لی گئی ہے اسکا اثر پشت در پشت چلا آتا ہے اور قیامت تک چلے گا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث بھی گزر چکی ہے کہ عورت کے رحم میں

مرد کا نطفہ چالیس دن کے بعد جما ہوا خون ہو جاتا ہے اور پھر چالیس دن کے بعد اُس جمے ہوئے خون کا ایک گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ تین چلے مین نطفہ کا ایک گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے مجاہد کے قول کے موافق مخلقۃ وغیر مخلقۃ کا یہ مطلب ہے کہ تین چلے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے تو بچہ کا نقشہ آنکھین کان اور سب اعضا اوس گوشت کے ٹکڑے سے بن جاتے ہیں نہین تو گوشت کے ٹکڑے کی حالت مین حمل ساقط ہو جاتا ہے مخلقہ وغیر مخلقہ کی تفسیر مین اگرچہ سلف کے کئی قول ہین لیکن حافظ ابو جعفر ابن جریر نے مجاہد کے قول کو صحیح قرار دیا ہے اسی واسطے ترجمہ مین یہی قول لیا ہے نہین لکھم اس کا مطلب یہ ہے کہ گوشت کے ٹکڑے سے پورے بچہ کا بن جانا یا گوشت کے ٹکڑے کی حالت مین حمل کا ساقط ہو جانا اللہ تعالیٰ نے اس لئے رکھا ہی کہ لوگ اُسکی قدرت کو پہچانین پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو بچہ پورا پیدا ہونے والا ہوتا ہے وہ حمل کی پوری مدت تک ماں کے پیٹ مین رہتا ہے اور پھر بچہ پیدا ہو کر جوانی کو پہونچتا ہی کوئی جوانی سے پہلے اور کوئی بہت بوڑھا ہو کر مرتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسے گا جسکی تاثیر سے اسی طرح سب مرے ہوئے لوگون کے جسم تیار ہو جاوینگے جسطرح مینہ کی تاثیر سے ہر طرح کی پیداوار زمین مین تیار ہو جاتی ہے اور اسکے بعد اون جسمون مین روحین پھونک دی جاوینگی آگے ان آیتون مین اور اکثر جگہ قرآن شریف کی اور آیتون مین کھیتی اور حشر کا ذکر ایک ہی جگہ جو آیا ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو انسان کا دوبارہ پیدا کرنا ایسا ہی ہے جیسے ہر سال کھیتی کی پیداوار سب کی آنکھون کے سامنے ہے اسپر بھی یہ مکہ کے مشرک اللہ کی قدرتین آنکھون سے دیکھکر پھر پتھر کی مورتون کو اللہ کا شریک جو ٹھہراتے ہیں اور مشکل طریقہ کی اپنی پہلی پیدائش کو بھول کر آسان طریقہ کی دوبارہ پیدائش کو جھٹلاتے اور حشر کا ذکر سنکر طرح طرح کی ایسی بے سند کڑائی کی باتین جو بناتے ہیں کہ جن باتون کے سبب سے انکو وبھی گمراہی مین پھنستے ہین اور دوسرون کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں انکی یہ باتین دنیا مین انکو رسوا اور عقبیٰ مین سخت عذاب کا سزاوار ٹھہراوینگی کیونکہ ظلم کے طور پر تو اللہ تعالیٰ کسی کو سزا کا دینا نہیں چاہتا لیکن سزا کے قابل جرم پر سزا کے دینے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو کسی طرح ٹل نہین سکتا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ذرؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے یہ حدیث وان اللہ لیس بظلام للعبید کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہے وہ ہو سکتا ہے لیکن ظلم کے طور پر وہ کسی کو اسلئے سزا کا دینا نہین چاہتا کہ اوسنے اپنی ذات پاک پر ظلم کو حرام ٹھہرالیا ہے جس شخص نضر بن حارث کا ذکر اوپر گزرا یہ شخص اون ہی لوگون مین سے ہے جو بدر کی لڑائی کے وقت دنیا مین بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوئے چنانچہ یہ قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایۃ سے کئی جگہ گزر چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتون مین قرآن شریف کا یہ ایک بڑا معجزہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ان آیتون مین یہ جو فرمایا تھا کہ ایسے لوگ دنیا مین رسوا اور عقبیٰ مین سخت عذاب بھگتینگے تھوڑے عرصہ کے بعد ان لوگونکا وہی انجام ہوا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ

اور بعضا شخص ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کے کنارے پر پھر اگر ملگئی اُسکو بھلائی چین پکڑا اسپر اور اگر مل گئی اُسکو جانچ

انقلب علی وجهه خسر الدنیا والاٰخرة ذلک هو الخسران المبین ۝ یدعوا من

پھر گیا الٹا اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت یہی ہے ٹوٹا صریح پکارتا ہے

دون الله ما لا یضره وما لا ینفعه ذلک هو الضلل البعید ۝ یدعوا لمن ضره

اللہ کے سوائے ایسی چیز کو کہ اسکا برا نہین کرتی اور ایسی چیز کہ اسکا بھلا نہین کرتی یہی ہے دور پڑنا بھولکر پکارے جاتا ہے البتہ جسکا ضرر

اقرب من نفعه لبئس المولی ولبئس العشیر ۝

پہلے پہنچے نفع سے بیشک برا دوست ہے اور برا رفیق

صحیح بخاری مصنف ابن ابی شیبہ تفسیر ابن المنذر تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے آس پاس کے کچھ دیہاتی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آنکر اسلام لے آتے تھے اور پھر اپنے اپنے گاؤن کو چلے جاتے تھے گاؤن مین چلے جانے کے بعد اگر اونکے مال یا اولاد مین کچھ اونکو بہبودی نظر آتی تھی تو اسلام پر قائم رہتے تھے اور کہتے تھے بلاشک یہ دین اچھا ہے اور اگر اسلام کے بعد اتفاق سے کوئی سختی پیش آجاتی تو اسلام کی مذمت کرنے لگتے تھے اور اسلام سے پھر جاتے تھے ایسے لوگون کی شان مین اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین تفسیر ابن مردویہ مین ایک یہودی کا قصہ اس آیۃ کی شان نزول مین بیان کیا گیا ہے کہ ایک یہودی اسلام لایا اسلام لانے کے بعد اتفاق سے وہ اندھا ہو گیا اس لئے اسلام سے پھر گیا اس روایۃ کی سند ضعیف ہے حاصل معنے ان آیتون کے یہ ہین کہ اللہ کے نزدیک خالص دل کا اسلام اور عمل مقبول ہے اسطرح دو دلا بنکر کوئی اسلام لاوے یا نیک عمل کرے کہ خوشحالی کے وقت جو کچھ بن آیا وہ کر لیا اور کسی طرح کی مصیبت پیش آگئی تو ناشکری کا کلمہ بھی زبان پر آنے لگا نماز روزہ بھی چھوٹ گیا یا چھوٹا نہین تو اس مین کچھ فرق آگیا اس طرح کا اسلام اور نیک عمل اللہ کی درگاہ مین مقبول نہین صحیح مسلم مین سفیانؓ بن عبداللہ سے روایۃ ہے جسمین سفیان بن عبداللہ کہتے ہین مین نے آنحضرت سے عرض کیا کہ حضرت دین مین مجھکو کوئی ایسی بات تبلا دیجے کہ پھر مجھکو کسی بات کے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہی آپ نے فرمایا کہ اللہ کے احکام پر ایمان لانا اور ہر حال مین اسپر قائم رہنا یہی بڑی بات دین کی ہے یہان بعضے مفسرین نے اعتراض کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بت پرستون کو انکے بت نفع نقصان کچھ نہین پہونچا سکتے اور پھر یہ فرمایا کہ بت پرستونکو اون کے بتون سے بہ نسبت نفع کے نقصان زیادہ پہنچنے والا ہے اس اختلاف کا رفع کیونکر ہے اس اختلاف کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ دونون آیتون مین اختلاف کچھ بھی نہیں ہے ایک ٹکڑے مین دنیا کا حال ہے کہ بت بالکل پتھر ہین اونکو کوئی پوجے تو وہ پتھر کچھ نفع نہین پہنچا سکتے اور جو نہ پوجے تو کچھ نقصان اون پتھرون سے نہین پہونچ سکتا دوسرے ٹکڑے مین آیۃ کے آخرت کا حال ہے اس دوسرے ٹکڑے کے معنے کا حاصل یہ ہے کہ دنیا مین جسطرح بت پرستون کو بتون سے نفع و نقصان پہنچانے کا غلط خیال ہے آخرت مین ان لوگون کو بت پرستی کا نقصان جو عذاب آخرت سے پہنچنے والا ہے وہ خیالی نہین ہے بلکہ یقینی ہے اس لئے بت پرستی مین نفع سے نقصان زیادہ اور زیادہ نزدیک ہے ان پہلی آیتونکا حاصل مطلب یہ ہے کہ بعضے دیہاتی لوگون کے دائرہ اسلام مین داخل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ غنیمت کے مال مین

منزل ۴

سے صدقہ خیرات مین سے کچہہ مل جانے کا لالچ کر کے دائرہ اسلام مین داخل ہوتے ہین اور جبتک ان کا مطلب پورا ہوتا رہتا ہے تو اوپرے دل سے مسلمانون کے ساتھہ نماز و روزہ مین شریک ہو جاتے ہیں اور جسوقت انکا وہ مطلب پورا نہین ہوتا تو اسلام سے پھر جاتے ہین جس سے ان کا دنیا مین تو یہ نقصان ہے کہ اسلام کے چھوڑنے پر ان کے نصیب سے زیادہ انہین کچہہ ملنے والا نہین اور عقبیٰ کا نقصان وقت مقررہ پر انکی آنکھون کے سامنے آجاویگا پھر فرمایا اسلام سے پھر جانے کے بعد یہ اور ان کے ساتھی مشرک پتھر کی مورتون کی پوجا کرتے ہین اتنا نہین سمجھتے کہ وہ بت بالکل پتھر ہین اونکی کوئی پوجا کرے تو وہ کچہہ نفع نہین پہنچا سکتے اور نہ پوجا کرے تو اون پتھرون سے کچہہ نقصان نہین پہنچ سکتا یہ تو ان بت پرستون کا دنیا وی حال ہوا عقبیٰ مین ایسے لوگونکا جو کچہہ انجام ہوگا وہ سب کی آنکھون کے سامنے آجاوے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی روایتہ کئی جگہہ گزر چکی جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کیساتہ ایک شیاطین اور ایک فرشتہ رہتا ہے شیاطین ہر وقت اوسکو برے کامون کی اور فرشتہ نیک کامون کی رغبت دلاتا رہتا ہے یہ حدیث لبئس المولیٰ و لبئس العشیر کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ان لوگونکا دوست اور رفیق انکے ساتھہ رہنے والا شیاطین ہے جو انکو برے کامون مین لگائے رکھتا ہے اور اگرچہ ان لوگون کے حق مین وہ بہت برا دوست اور رفیق ہے جسکی برائی ان لوگونکو مرنیکے بعد معلوم ہوگی لیکن دنیا مین انکو اسکی برائی نظر نہین آتی

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یُرِیۡدُ ۞

اللہ داخل کریگا انکو جو یقین لائے اور کین بھلائیان باغون مین بہتی نیچے انکے نہرین اللہ کرتا ہے جو چاہے

اوپر ان لوگونکی عقبیٰ کی خرابی کا ذکر تھا جو دنیا کے لالچ سے ظاہری طور پر دائرہ اسلام مین داخل ہوتے ہیں اور حقیقت مین گویا اس دائرہ کے کنارے پر کھڑے رہ جاتے ہیں اندر نہین گھستے کیونکہ جس طرح کسی چھت کے کنارہ پر کھڑا ہونے والا شخص ذراسی ٹھیس مین گر پڑتا ہی اسی طرح جن لوگونکا اوپر ذکر ہے وہ بھی ذراسی آزمائش مین دائرہ اسلام کے باہر ہو جاتے ہیں ان آیتون مین فرمایا جو لوگ پکے ایماندار ہیں اور تکلیف اور راحت ہر حال مین نیک کام کرتے رہتے ہیں اسکے بدلہ مین اللہ تعالےٰ نے قیامت کے دن انکو ایسے باغون مین ہمیشہ کیلئے رہنے کا حکم دیویگا جن باغونکے درختونکے نیچے دودہ شہد شراب اور پانی کی نہرین جاری ہونگی دنیا کی نہرون مین بہت دنون تک پانی رہے تو اسمین ایکطرح کی بدبو پیدا ہو جاتی ہے دنیا کا دودہ زیادہ رہنے سے کھٹا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی شراب مین تلخی ہوتی ہے دنیا کا شہد بغیر چھاننے کے صاف نہین ہوتا جنت کے دودہ شہد شراب اور پانی مین یہ باتین نہ ہونگی چنانچہ اسکی زیادہ تفصیل سورہ محمد مین آویگی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایتہ سے حدیث قدسی کئی جگہہ گزر چکی ہی جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنت مین وہ وہ نعمتین پیدا کی گئی ہین جو نہ کسی نے آنکھون سے دیکھین نہ کانون سے سنین نہ کسی کے دلمین انکا خیال گزر سکتا ہی اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھہ مین آسکتی ہے کہ اس آیتہ مین یا اور آیتون مین جہان کہین جنت کی نعمتون کا ذکر ہے وہ مختصر طور پر ہے تمام لوگونکے نیک و بد عمل اور ان عملونکے سبب سے ہر ایک کا جنت اور دوزخ کا ٹھکانا اللہ تعالےٰ کو سب معلوم ہے اسی واسطے اخیر آیتہ مین فرمایا قیامت کے دن اپنے علم اور ارادہ کے موافق اللہ تعالیٰ جزا و سزا کا جو فیصلہ کریگا وہ ٹل نہین سکتا اس تفسیر مین ایک جگہہ یہ گزر چکا ہی کہ پہلے ہر کام کا نتیجہ سوچ لیا جاتا ہے پھر اسکے کرنے یا نہ کرنے کا ارادہ کیا جاتا ہی علما کا یہ قول جو مشہور ہی کہ ارادہ علم کا تابع ہی۔ اسکا یہی مطلب ہی کہ پہلے ہر کام کا نتیجہ سوچا جاتا ہی پھر اوسکے کرنے یا نہ کرنے کا قصد کیا جاتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ہر ارادہ کے

منزل ۴

ساتھ علم لگا ہوا ہے اس لئے آیۃ کے آخری ٹکڑے کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب و ارادہ کے موافق جزا و سزا کا جو فیصلہ کریگا وہ ٹل نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم غیب رد و بدل سے پاک ہے۔

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ

جسکو یہ خیال ہو کہ ہرگز نہ مدد کریگا اُسکو اللہ دنیا مین اور آخرت مین تو تانے ایک رسّی آسمان کو پھر

لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝

کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ گیا اُسکی تدبیر سے اُسکے جی کا غصہ اور یون اُتارا ہمنے قرآن کھلی باتین اور یہ ہے کہ اللہ سوجھ دیتا ہی جسکو چاہے

اوپر ذکر تھا کہ بعضے لوگ دنیا کی خوشحالی کی امید پر اسلام مین داخل ہوتے ہین اور جب انکی امید پوری نہین ہوتی تو اِس غصہ سے وہ لوگ اسلام کے دائرہ سے نکل جاتے ہین کہ اسلام لانے والونسے دین و دنیا کی بہبودی کا وعدہ جو اللہ کے رسول کرتے اور اُنکو اللہ کا وعدہ بتلاتے ہین ہمارے اسلام لانے کے بعد اوس وعدہ کا ظہور جلدی کیون نہین ہوا اور جب اُس وعدہ کا ظہور جلدی نہین ہوا تو ہمارے دلمین یہ خیال جم گیا ہے کہ جو وعدہ یہ رسول لوگونسے کرتے ہیں سرے سے وہ اللہ کا وعدہ ہی نہین ہے اِن رسول کا جو جی چاہتا ہے یہ اپنی طرف سے کہہ دیتے ہین ان لوگونکی خیالی باتون کا جو اللہ تعالیٰ نے جوابدیا اُس کا حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کے انتظام مین ہر کام کا وقت مقرر ہی اسلئے جسطرح یہ لوگ اگر رسی گلے مین ڈالین اور اپنا گلا گھونٹ کر مرجاوین تو نہ بیوقت اُنکو کچھ خوشحالی حاصل ہو سکتی ہے نہ انکا وہ بیجا غصہ رفع ہو سکتا ہے اسی طرح وقت مقررہ سے پہلے کچھ نہین ہو سکتا ہان وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی دین و دنیا مین ضرور مدد کریگا جسکا نتیجہ ان کی آنکھون کے سامنے آجاویگا اِس وعدہ کے ظہور کا ذکر سورہ التوبہ مین گزر چکا ہے کہ جب وقت مقررہ پر مدد الٰہی کا نتیجہ ان دیہاتی لوگون نے دیکھ لیا تو ان مین کے بہت لوگ پکے مسلمان بن گئے آگے فرمایا کہ جسطرح ایسے لوگون کے خیال کو جھٹلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی ہی اسی طرح قرآن کی کھلی کھلی اور آیتون میں اس طرح کے لوگونکے بہت سے خیال جھٹلائے گئے ہین لیکن دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو گمراہ اور دوزخی ٹھہر چکے ہیں وہ خود تو راہ راست پر نہین آسکتے اور اللہ تعالیٰ مجبور کر کے اُنکو راہ راست پر لانا نہین چاہتا کیونکہ دنیا انتظام الٰہی کے موافق نیک و بد کی آزمائش کیلئے پیدا کی گئی ہے کسی کے مجبور کرنیکے لئے پیدا نہین کی گئی۔ اس مطلب کو مختصر طور پر یون ادا فرمایا گیا ہے وان اللہ یہدی من یرید لیکن سورہ یونس مین یہ مطلب تفصیل سے گزر چکا ہے۔ اور صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض کی یہ حدیث بھی گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ دنیا مین ہو رہا ہے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے وہ سب لوح محفوظ مین لکھ لیا ہی سورہ یونس کی آیتون اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض کی حدیث کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے وہی مطلب ہوا جو اوپر بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جہان اور سب کچھ لوح محفوظ مین لکھا گیا ہے وہان یہ بھی ہے کہ ان مشرکون مین سے کچھ لوگ خود تو راہ راست پر نہین آسکتے اور اُنکو مجبور کر کے راہ راست پر لانا انتظام الٰہی کے برخلاف ہے ثم لیقطع کی تفسیر حضرت عبد اللہ ابن عباس نے ثم لیختنق کی فرمائی ہے۔ اختناق کے معنے گلے مین پھانسی لگا لینے کے ہین حاصل مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص اپنے گلے مین پھانسی ڈالکر مرجاوے جب بھی انتظام الٰہی پلٹ نہین سکتا پھانسی کو قطع اِس لئے کہتے ہیں کہ جس طرح

گردن کے قطع کردینے اور کاٹ ڈالنے سے آدمی مرجاتا ہے اوسی طرح پھانسی گلہ مین لگا دینے سے سانس رک کر آدمی مرجاتا ہے ۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا

جو لوگ مسلمان ہیں اور جو یہود ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو شرک کرتے

إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

ہیں اللہ فیصلہ کردیگا اون مین قیامت کے دن اللہ کے سامنے ہے ہر چیز

سورہ آل عمران مین گزرچکا ہے کہ یوم المیثاق مین اللہ تعالیٰ نے سب انبیا سے اور انبیا نے اپنی امتون سے یہ مضبوط عہد لیا ہی کہ ہر زمانہ مین اوسی شریعت کے موافق عمل ہوگا جو شریعت اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی کے موافق ہر ایک زمانہ کے لئے ٹھرائی ہی اور اس آخری زمانہ کی مصلحت کے موافق مرضی آلہی یہی ہے کہ اس زمانہ مین جو شخص آخری شریعت شرع محمدی کے موافق عمل کریگا عقبی مین اوسی کو اجر ملیگا نہیں تو نہیں کیونکہ اجر اوسی عمل پر ملسکتا ہے جو مرضی آلہی کے موافق ہے مرضی آلہی کے برخلاف کام پر تو مواخذہ ہوگا پھر ایسے کامون پر اجر کہان ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس عہد کی بنا پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آخری زمانہ مین موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو اون کو شرع محمدی کی پیروی لازم ہوتی یہ حدیث جابرؓ بن عبداللہ کی روایۃ سے مسند امام احمد شعب الایمان بیہقی صحیح ابن حبان مین اور حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے ابن ماجہ مسند امام احمد مین ہے اور اس کی سند صحیح ہے ۔ سورہ آل عمران مین عہد کی آیتون کی جو تفسیر ہے اسکو اس آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اس آخری زمانہ مین جو لوگ مرضی آلہی کی شریعت کے پابند ہین اون کا اور جو مرضی آلہی کی شریعت کے منکر ہین اونکا حال اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے قیامت کے دن ان سب کا فیصلہ ہوجاویگا جو شخص ایک حالت کو چھوڑ کر دوسری حالت کا پابند ہوجاوے تو عربی زبان مین اوسکو صابی کہتے ہین چنانچہ صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ کی روایۃ سے جو قصہ ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ ثمامۃ بن اثال کے اسلام لانے کے بعد مشرکین مکہ ثمامہ کو صابی کہتے تھے تمام اہل کتاب ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہین اور فرقہ صابئین ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کا منکر ہے اس لئے اہل کتاب تو اس فرقہ کو یون صابی کہتے ہیں کہ یہ فرقہ ملت ابراہیمی کو چھوڑ کر ایک نئی حالت کا پابند ہے اس فرقہ کے لوگ ادریس علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہیں اسواسطے اس فرقہ کا شمار پارسی اور بت پرست لوگون مین بھی نہیں ہے یہ فرقہ ستارہ پرست اور نجوم کا رواج اس فرقہ کے لوگون مین بہت ہے ۔ یونانی لوگون کی طرح یہ فرقہ بھی جسمانی حشر کا قائل نہیں ہے ۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَ

تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہی جو کوئی آسمان میں ہی اور جو کوئی زمین میں ہی اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور

الدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ

السجدۃ

جانور اور بہت آدمی اور بہت ہیں کہ انپر ٹھیر چکا عذاب اور جسکو اللہ ذلیل کرتا ہی اسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے

سورہ الرعد اور سورہ النحل کی آیتوں کو اس آیۃ کے ساتھ ملانے سے حاصل مطلب یہ ہوا کہ آسمان کے سارے فرشتے زمین پر کے ایماندار جنات اور انسان خوشی سے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور ایماندار جنات اور انسان کی پرچھائیاں بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہیں اور یہ مشرک لوگ اپنے پیدا کرنے والے کی تعظیم کو چھوڑ کر خود تو پتھروں کی مورتوں کو سجدہ کرتی ہیں لیکن سایہ کے ڈھلنے کے وقت انکی پہاڑ درخت اور جانوروں کی پرچھائیاں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہیں۔ معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی ابن ماجہ اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی روایۃ سورہ النحل مین گزرچکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان پر کہین چار انگل جگہ ایسی نہین ہے جہان ایک فرشتہ سجدہ مین نہ پڑا ہو فرشتون کے سجدہ کرنے کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے صحیح بخاری مسلم وغیرہ مین چند صحابہ سے روایتیں ہیں جنمین غروب کے وقت سورج کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے رفیع ابن مہران ابو العالیہ ثقہ تابعی کا قول ہے کہ سورج کی طرح چاند اور تارے بھی سجدہ کرتے ہیں یہ ابو العالیہ قدیم مفسرین میں سے ہیں تمام معتبر روایتی تفسیرون مین مفسرون نے تابعیون کے صحیح قول کو تفسیر ٹہرایا ہے اور یہ کہا ہے کہ ثقہ تابعی تفسیر کے باب مین جو کچھ کہتے ہین وہ صحابہ سے سنکر کہتے ہین کیونکہ انکو معلوم ہے کہ عقلی تفسیر بڑے وبال کی بات ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذرؓ کی حدیث قدسی بھی کئی جگہ گزرچکی ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمام دنیا کے جنات اور انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت مین مصروف ہوجاوین تو اس سے اللہ کی بادشاہت مین کچھ بڑھ نہ جاویگا اسی طرح یہ سب لوگ اللہ کی عبادت چھوڑ دیوین تو اوس کی بادشاہت مین سے کچھ گھٹ نہ جاویگا اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ مشرک لوگ خوشی سے اللہ کو سجدہ نہیں کرتے تو اللہ کو انکی کچھ پروا نہین لیکن اللہ کی عظمت وہ ہے کہ جن چیزونکا آیۃ مین ذکر ہے اون کے ساتھ مشرکون کی پرچھائیاں بے اختیار اللہ کو سجدہ کرتی ہیں صحیح سند سے ترمذی اور مسند امام احمد مین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون ہاتھون مین دو کتابین تھین جنکی طرف اشارہ کرکے آپنے صحابہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق ان دونون کتابون مین سے ایک مین تمام اہل جنت کے نام مع ولدیت اور دوسری مین تمام اہل دوزخ کے نام مع ولدیت لکھے ہوئے ہین اب ان کتابون مین نہ کچھ بڑھ سکتا ہے نہ گھٹ سکتا ہے اس کے بعد اپنے دونون ہاتھ جھٹکے جس کے وہ دونون کتابین غائب ہوگئین اس حدیث سے آخری آیۃ کے ٹکڑے کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جن لوگون کی قسمت مین عقبیٰ کے عذاب کی ذلت لکھی جاچکی ہے انکا کوئی عزت دینے والا نہین اسی طرح اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اسکے کسی کام کو کوئی روک نہین سکتا اس آیۃ کے آخر پر سجدہ تلاوت سنت ہے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ز فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ط

یہ دو مدعی ہین جھگڑتے ہین اپنے رب پر سو جو منکر ہوئے انکے واسطے بیونتے ہین کپڑے آگ کے

یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ۞ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ۞

ڈالتے ہین انکے سر پر جلتا پانی نچڑ جاتا ہے اس سے جو انکے پیٹ مین ہے اور کھال بھی

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۚ وَذُوْقُوْا

اور اُنکے واسطے ہوگرے ہیں لوہے کی جب چاہیں کہ نکل پڑیں اس سے گھٹنے کے مارے پھر ڈالدئے اُسمین اور چکھتے رہو

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

جلن کی مار اللہ داخل کریگا اُنکو جو یقین لائے اور کین بھلائیان باغون مین بہتی اُنکے نیچے

الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝

نہرین گہنا پہناوینگے اُنکو وہان کنگن سونے کے اور موتی اور اُنکی پوشاک ہے وہان ریشم کی

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝

اور راہ پائی اونھون نے ستھری بات کی اور پائی اس خوبی سراہی کی راہ

صحیحین ابوداؤد مستدرک حاکم وغیرہ مین حضرت علی اور ابوذر کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ بدر کی لڑائی مین مشرکین مکہ مین سے جسوقت یہ تین شخص شیبہ بن ربیعہ اور شیبہ کا بھائی عتبہ اور عتبہ کا بیٹا ولید مسلمانون کے مقابلہ کے لئے صف جنگ سے باہر نکلے تو ایک انصاری جوان نے انکا مقابلہ کرنا چاہا انھون نے کہا کہ ہم تم لوگون سے لڑنا پسند نہین کرتے بلکہ ہم کو تو اپنے ہمقوم قریش لوگون سے مقابلہ کرنے کا شوق ہے یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ اور حضرت علی اور عبیدہ بن حارث کو اُن تینون مشرکون کے مقابلہ کے لئے بھیجا اون ہی دو دو شخصون کے مقابلہ کی شان مین اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی ہے۔ تفسیر ابن جریر وغیرہ مین اس آیۃ کی شان نزول یہ جو بیان کی گئی ہے کہ یہود اور مسلمانون مین ایک دن جھگڑا ہوا تھا یہود نے اپنے دین کو اچھا بتلایا اور مسلمانون نے اپنے دین کو اُسپر یہ آیۃ نازل ہوئی ہے اس قول سے مقصد یہ ہے کہ اس قصہ پر بھی آیۃ کا مطلب صادق آتا ہے کیونکہ جس طرح اُس مقابلہ مین ایک گروہ حق پر تھا اور دوسرا ناحق پر اسی طرح اس جھگڑے کا حال ہے غرض اصل شان نزول وہی ہے جو صحیحین کی روایۃ مین ہے کیونکہ ابوذر اس شان نزول کو قسم کھاکر روایۃ کیا کرتے تھے اب آگے ان آیتون مین اللہ تعالیٰ نے اس مقابلہ کا نتیجہ ذکر فرمایا ہے کہ اس مقابلہ مین ناحق پر جو لوگ مارے گئے دنیا مین تو اُنکی جان گئی اور عقبےٰ مین گلے ہوئے تانبے کے کپڑے اونکو پہنائے جاوینگے اُنکے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جاویگا جس سے بدن کی کھالین اور پیٹ کی انتڑیان جلکر گر پڑین گی بھاری بھاری ہتھوڑون سے سر کچلا جاویگا اسی طرح کے طرح طرح کے عذاب ہونگے ان عذابون سے گھبراکر جب یہ لوگ دوزخ سے باہر بھاگنا چاہینگے تو فرشتے پھر گھیر کر اُنکو اندر کر دیوینگے اور کہوینگے جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے اب اُس عذاب کا مزا چکھو اکثر متقدمین مفسرین سے روایۃ ہے کہ جسطرح پانی مین کوئی ڈوب کر اوپر کو آتا ہے اسی طرح آگ کی لپٹ مین دوزخی جب اوپر کو آوینگے یہ اُسوقت کا حال ہے ورنہ خود اُن کو بھاگنے کا موقع نہ ملیگا کیونکہ اُنکے ہاتھ پیر زنجیر دسے جکڑے ہوئے ہونگے ان اہل دوزخ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر فرمایا ہے کہ طرح طرح کے ریشمی کپڑون کے خلعت اُنکو ملینگے سونے اور موتیون کے جڑاؤ کڑے پہنائے جاوینگے فرشتے اُنکو شادمانی کی مبارکباد دیوینگے سوا اسکے جنت کی نعمتین جو ہین صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ سے حدیث قدسی اس باب مین کئی جگہ گذر چکی ہے کہ وہ نعمتین نہ کسی نے آنکھون سے دیکھی نہ کانون

منزل ۴

نہین ہے انکا خیال کسی کے دل مین گزر سکتا ہی آخر کو فرمایا جنت کی یہ نعمتین ان نیک لوگونکو اسواسطے دی جاوینگی کہ دنیا مین یہ لوگ اللہ کی وحدانیت
پر قائم رہکر اللہ کی مرضی کے موافق کامون مین لگے رہے الطیب من القول کا مطلب اللہ تعالی کی وحدانیت پر قائم رہنے کا ہی کیونکہ اللہ تعالی نے
انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزونکو اس طرح سے پیدا کیا کہ اس مین کوئی اس کا شریک نہین اسواسطے دنیا مین اس سے بڑھکر کوئی ستھری
بات نہین کہ انسان خالص اللہ ہی کی ذات کو اپنا معبود قرار دیوے صراط الحمید اسکا مطلب ہی کہ ان لوگون نے اس اللہ تعالی کا بتلایا ہوا راستہ اختیار کیا
جسکے سب کام تعریف کے قابل ہین مسند امام احمد اور ابوداؤد مین براء ابن العازب سے صحیح روایت ہی جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قابل
عذاب لوگون کے مارنے کے لئے جو ہتھوڑے فرشتون کو دئے گئے ہین اگر ان مین کا ایک ہتھوڑا پہاڑ پر مارا جاوے تو پہاڑ خاک در خاک ہو جاوے
جن موگریون اور ہتھوڑون کا ذکر آیتون مین ہے انکے بھاری پن کی تفسیر اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ
جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ادب والی مسجد سے جو ہمنے بنائی سب لوگون کے واسطے برابر ہے
سَوَآءَ اِۨلْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ
اس مین لگا رہنے والا اور باہر کا اور جو اس مین چاہے ٹیڑہی راہ شرارت سے اسے ہم چکھا دینگے ایک دکھہ کی مار

ان آیتون مین اللہ تعالی نے مشرکین مکہ کو یہ الزام دیا ہے کہ یہ مشرک لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر کہتے ہین حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ
کے حکم سے کعبہ بنایا ہی تو اس لئے بنایا ہی کہ دور دور سے لوگ آوین اور اسمین خالص اللہ کی عبادت کرین حضرت عبداللہ بن عباس رض کے صحیح قول کے
موافق کعبہ کے بن جانیکے بعد مقام ابراہیم جس پتھر کا نام ہی اسپر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم نے لوگونکے دل کعبہ کی طرف مائل ہوجانے کی غرض
سے ایک اذان دی جس اذان کا مضمون یہ تھا کہ اے لوگو حج کرنے کو آؤ اللہ کا گھر بنکر تیار ہو چکا ہی اس اذان کی تاثیر اللہ تعالی نے ہر مسلمان
کے دلمین ڈالدی ہے کہ قیامت تک جن ارواحون نے اس اذان کے جواب مین لبیک کہا ہے وہ حج اور عمرہ کی نیت سے کعبہ کو آوینگے صلح حدیبیہ
کے وقت ان مشرکون نے ملت ابراہیمی کے خلاف اور اس غرض کے خلاف جس غرض سے کعبہ بنایا ہے مسلمانونکو تو عمرہ سے روکا اور خود اللہ کے
گھر مین بت پرستی پھیلاتے ہین اور دوسرونکو بھی نیک راہ سے روک کر بت پرستی کے راستہ سے لگاتے ہین پھر یہ لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی
پر کیونکر بتلاتے ہین اس بات مین سب علما کا اتفاق ہی کہ مسجد حرام مین مسافر اور مکہ کے رہنے والے برابر ہین کوئی کسی کو طواف نماز یا اور
عبادت سے روک نہین سکتا ہان تمام شہر مکہ کے حکم مین حضرت عمر رض اور حضرت عبداللہ بن عباس یہ فرماتے ہین کہ مسجد الحرام اور تمام مکہ کا ایک
ہی حکم ہے باقی صحابہ کو اس مین اختلاف ہے وہ کہتے ہین کہ مسجد الحرام کے سوا مکہ مین جن لوگونکے گھر ہین انکو اپنے گھرون کا اختیار ہے ان آیتون سے
معلوم ہوتا ہی کہ حرم کی حد کے اندر جو کوئی گناہ کا ارادہ بھی کرے تو اسپر اس سبب سے عذاب ہوگا کہ اس نے حرم کی بزرگی مین خلل ڈالنے کا ارادہ کیا اسیواسطے
بخاری وغیرہ مین ابوہریرہ رض کی حدیث مین یہ جو حکم ہے کہ نیکی فقط قصد کر لینے سے لکھہ لیجاتی ہی اور بدی جبتک بدعمل نکر لیا جاوے فقط قصد سے نہین لکھی
جاتی اس حدیث کا حکم حرم کی سرزمین کے سوا اور سرزمین کے لئے ہے چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل تفسیر سدی اور تفسیر ابن ابی حاتم مین حضرت عبداللہ
ابن مسعود کی صحیح روایت سے صراحتہ بھی آچکی ہی کہ سرحد حرم کے اندر گناہ کے ارادہ کی بھی پکڑ اور اسپر عذاب ہی مجاہد اور علمائے سلف کا مذہب ہے کہ حرم کی حد کے

اندر جو شخص گناہ کریگا اسپر دوگنا عذاب ہوگا گناہ کا عذاب جدا اور حد حرم کی بزرگی میں خلل ڈالنے کا عذاب جدا صلح حدیبیہ کے وقت مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول اور آنکے ساتھ کے مسلمانوں کو عمرہ کے ارادہ سے روک کر مکہ کے اندر جو نہیں جانے دیا اسکا پورا قصہ تو سورہ انا فتحنا کی تفسیر میں آویگا لیکن حاصل اس قصہ کا یہ ہی کہ ہجرت کے بعد ۶ھ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کی نیت سے مکہ کا ارادہ کیا اور مشرکین نے راستے کے ایک مقام پر جسکا نام حدیبیہ ہی آپکو مع صحابہ کے روک کر مکہ کے اندر جانے سے منع کیا اسکے بعد چند شرطوں پر دس برس تک کیلئے صلح ہوئی ان شرطوں میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ صلح کی مدت تک قبیلہ خزاعہ مسلمانوں کے امن میں ہی اور قبیلہ بنی بکر مشرکین مکہ کے امن میں صلح کے دو برس کے بعد قبیلہ خزاعہ اور بنی بکر میں لڑائی ہوئی اور مشرکین مکہ نے صلح کے برخلاف درپردہ قبیلہ بنی بکر کو مدد دی مغازی ابن اسحاق میں جو روایتیں ہیں انسے معلوم ہوتا ہی کہ یہ لڑائی اور مدد حرم کی حد کے اندر بھی جاری رہی اور حرم کی عزت حرمت کا بالکل کچھ پاس لحاظ نہیں رکھا گیا مسند بزار میں اس قصہ کی روایت جو ابوہریرہؓ سے ہی اسکی سند بھی معتبر ہے حاصل کلام یہ ہی کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا تو آپنے مکہ پر چڑھائی کی اور اللہ کی مدد سے مکہ فتح ہوگیا صحیح بخاری کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعودؓ کی اور صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایتیں کئی جگہ گزر چکی ہیں کہ فتح مکہ کیوقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر مشرکین مکہ کے بتوں کو زمین میں گرا دیا اور کسی مشرک کو ان بتوں کی حمایت کی کچھ جرأت نہ ہوئی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی یہ روایت بھی کئی جگہ گزر چکی ہی کہ بدر کی لڑائی میں مشرکین میں کے بڑے بڑے سرکش جو مارے گئے وہ اسی عذاب میں گرفتار ہوگئے جس عذاب کے جتلانے کیلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے عذاب الٰہی کے وعدہ کو سچا پا لیا آیۃ میں یہ جو ذکر ہے کہ جو شخص حرم کی حد کے اندر شرارت سے ٹیڑھی راہ چلیگا اسکو دردناک سزا کا مزہ چکھنا پڑیگا ان روایتوں سے اسکا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول کو عمرہ سے روکنے کی حرم کی حد میں لڑائی اور شر کا فساد پھیلانے کی صلح کی شرط پر قائم نہ رہنے کی جو شرارت کی اسکی سزا میں دنیا اور عقبی کے عذاب کی وہ ذلت انھوں نے بھگتی جسکا ذکر اوپر کی روایتوں میں ہے

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝

اور جب ٹھیک کر دیا ہمنے ابراہیم کو ٹھکانا اس گھر کا کہ شریک نہ کر میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنیوالوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع و سجدہ والوں کے

اس تفسیر میں یہ بات کئی جگہ جتلا دی گئی ہی کہ قرآن شریف میں پچھلے قصے فقط قصہ کے طور پر نہیں ذکر کیے جاتے بلکہ انکے ذکر سے یہ مطلب ہوتا ہی کہ انکو تاریخی ثبوت کے طور پر بیان کیا جا کر قرآن شریف کے نازل ہونیکے زمانے کا کوئی مطلب اس تاریخی شہادت سے ثابت کیا جاوے چنانچہ مشرکین مکہ نے اللہ کے گھر میں بت پرستی کا شرک جو پھیلا رکھا تھا اوپر اوس کا ذکر فرما کر ابراہیم علیہ السلام کے اس قصہ سے اون مشرکین کو یوں قائل کیا گیا ہے کہ اگرچہ کعبہ کے بنانے کیوقت سے ہی اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ کعبے میں شرک نہ پھیلنے پاوے بلکہ خالص نیت سے طواف کرنیوالوں اور نماز پڑھنے والوں کے لئے یہ جگہ خاص کر دی جاوے لیکن عمرو بن لحی کے زمانہ سے ان مشرکوں کے بڑوں نے اللہ کے اس حکم کی تعمیل چھوڑ دی اور یہ حال کے مشرک اپنے بڑوں کی رسم کے پابند میں اب اس شرک کے دفع کرنے کے ارادہ سے اللہ تعالی نے نبی آخر الزمان کو پیدا کیا ہے اور وقت مقررہ پر اللہ کا یہ ارادہ ضرور پورا ہوگا صحیح مسلم کے حوالہ سے جابرؓ بن عبداللہ کی روایۃ سورہ بقرہ میں گزر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان جزیرہ عرب کی بت پرستی سے تو اب مایوس ہوگیا ہاں جزیرہ عرب میں مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا اوس کا کام باقی رہ گیا ہی نبی آخر الزمان

منزل ۴

صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا اور رسول ہونیسے جسقدر شرک مٹا اسکا مطلب جابرؓ بن عبداللہ کی اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے طواف
تین ہیں ایک تو مکہ مین داخل ہوتے ہی کیا جاتا ہی یہ طواف اگر جاتا رہی تو اسکی کچھہ تاکید ہے نہ اسکا کچھہ بدلہ دینا پڑتا ہے دوسرا طواف عرفات سے
پلٹنے احرام کے کھولنے اور شیاطینون کے کنکریان مارنے کے بعد دسوین ذالحجہ کو کیا جاتا ہے اس طواف کے بغیر مکہ سے سفر کرنا جائز نہین ہے
تیسرا طواف مکہ کے چھوڑنے کے وقت ہے یہ طواف اگر جاتا رہے تو اس قصور کے بدلہ مین قربانی لازم آتی ہے مگر حیض والی عورت اس حکم
سے مستثنی ہے چنانچہ صحیح بخاری مسلم اور مسند امام احمد کی حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث مین اس کا ذکر تفصیل سے آیا ہے جسکا حاصل
یہ ہی کہ اگر حیض والی عورت نے حیض کے آنے سے پہلے دسوین ذالحجہ کا طواف عرفات سے آنکر کرلیا ہی تو پھر آخری طواف کے لیے اسکو مکہ مین
ٹھہرنا ضروری نہین ہے نہ اوس پر کچھہ فدیہ ہے حج اور عمرہ کی باقی باتون کی تفصیل سورہ بقرہ مین گزر چکی ہے۔

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ

اور پکار دے لوگون مین حج کے واسطے کہ آوین تیری طرف پاؤن چلتے اور سوار ہوکر دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے کہ پہنچین اپنے بھلے کی

لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا

پر اور پڑہین اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہین ذبح پر چوپایون مواشی کے جو انکو دئے ہین سو کھاؤ ان مین سے اور کھلاؤ

الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

برے حال کے محتاج کو پھر چاہیئے نبٹیرین اپنا میل کچیل اور پوری کرین اپنی منتین اور طواف کرین اس قدیم گھر کا

منزل ۴

اوپر حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ قول گزر چکا ہی کہ کعبہ کے تیار ہو جانیکے بعد مقام ابراہیم پر کھڑے ہوکر ابراہیم علیہ السلام نے یہ اذان دی کہ اے لوگو حج
کرنیکو آؤ اللہ کا گھر بنکر تیار ہوگیا ہی اور اس اذان کی یہ تاثیر اللہ تعالی نے اہل قبلہ کے دلون مین ڈالدی کہ وہ حج اور عمرہ کی نیت سے قیامت تک کعبہ کو جاوینگے
حضرت عبداللہ بن عباس کی یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ سنن بیہقی تفسیر ابن المنذر تفسیر ابن ابی حاتم مستدرک حاکم وغیرہ مین ہی اور حاکم نے اس روایت
کو صحیح قرار دیا ہی۔ اذان کے معنے جتلانیکے ہین نماز سے پہلے جو اذان دی جاتی ہی اس سے نماز کا وقت جتلایا جاتا ہی اسلیے اسکو بھی اذان کہتے ہین جس طرح
اللہ کے حکم سے ابراہیم علیہ السلام نے حج کی فرضیت لوگونکو جتلائی اسیطرح حجۃ الوداع کے خطبہ مین خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حج کی فرضیت لوگونکو جتلائی
ہی جسکا ذکر صحیح مسلم کی ابوہریرہؓ کی روایت مین ہے۔ دبلے اونٹون کے ذکر کا مطلب یہ ہے کہ دور دور مقامات سے حج کو آنیکا ہی جس سفر کی تکلیف سے ان
حج کو آنیوالون کی سواری کے اونٹ دبلے ہوگئے ترمذی مین عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج آدمی
پر جبھی فرض ہوتا ہی کہ اسکے پاس مکہ تک کے سفر کا کھانے اور سواری کے انتظام کا خرچ ہو۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا اس حدیث کی سند
مین ایک راوی ابراہیم بن یزید جوزی کو ابن معین نسائی وغیرہ نے اگرچہ ضعیف قرار دیا ہی لیکن ابن عدی نے ابراہیم کو معتبر ٹھیرایا ہی
اسکے جرجان کے علما مین یہ عبداللہ بن عدی مشہور اور ثقہ عالم ہین راویون کے ثقہ اور ضعیف ہونیکے باب مین انکے قول کا بڑا اعتبار ہی اس مضمون کی
ایک روایت دارقطنی اور مستدرک حاکم مین انس بن مالک سے بھی ہی جسکو حاکم نے صحیح قرار دیا ہی ان روایتونکے موافق اکثر علما کا مذہب یہی ہی جو
شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین بیان کیا ہی کہ حج کے فرض ہونیکے لیے سواری کا خرچ ضروری ہی فقط امام مالک رحمہ اللہ یہ کہتے ہین کہ جس شخص کی

شخص کو پیدل چلنے کی عادت ہو اوس پر بغیر سواری کے خرچ کے حج فرض ہو جاتا ہے ترمذی میں ابوہریرہ کی صحیح روایت ہے جس مین
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پرہیزگاری سے حج کا فرض ادا کرے تو اوس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین
صحیح بخاری کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سورہ بقر مین گزر چکی ہے کہ حج کے سفر مین تجارت جائز ہے۔ یہ حدیثین منافع
لہم کی گویا تفسیر ہین جن سے دین و دنیا کے جو فائدے حج مین ہین اونکا مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے قربانی کے دنون مین جانورون
کے ذبح کے وقت اللہ کا نام جو لیا جاتا ہے آگے اوسکا ذکر فرمایا مشرکین مکہ قربانی کے گوشت مین سے خود نہین کھاتے تھے اس لئے فرمایا
کہ قربانی کے گوشت مین سے خود کھانا اور محتاجون فقیرون کو دینا سب کچھہ جائز ہے ہان حج کے دنون کے کسی قصور کی سزا مین جو قربانی
کی جاتی ہے وہ سب گوشت محتاجون کو دیدیا جاوے کیونکہ وہ گوشت قربانی کرنے والا شخص نہیں کھا سکتا عرفات سے پلٹنے کے بعد
حجامت جو بنوائی جاتی ہے کپڑے پہنے جاتے ہین دسوین ذالحجہ کا طواف منی سے مکہ مین آنکر کیا جاتا ہے حج کے دنون کی کوئی منت ہو تو
وہ پوری کی جاتی ہے آخری آیۃ مین ان سب باتونکا ذکر فرمایا سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ کعبہ پہلے آدم علیہ السلام نے بنایا پھر شیث
علیہ السلام نے پھر ابراہیم علیہ السلام نے حاصل یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے کعبہ بنانے کے ذکر مین کعبہ کو قدیم گھر اس لئے فرمایا کہ کعبہ
کی عمارت کا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے کا ہونا اور اوس پہلی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کا کعبہ کو بنانا اچھی طرح سمجھہ مین آجاوے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى
یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے اللہ کی ادب کی سو وہ بہتر ہے اسکو اپنے رب کے پاس اور حلال ہین تم کو چوپائے مگر جو تم کو
عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ
سناتے ہین سو بچتے رہو بتون کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے ایک اللہ کی طرف ہو کر نہ اسکے ساتھہ ساجھی بناکر
وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝
اور جسنے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے پھر اچکتے ہین اسکو اوڑتے جانور یا لے ڈالا اسکو باؤ نے کسی دور مکان مین

کعبہ کی تعظیم اور حج کی باتون مین سے چند باتون کا ذکر فرماکر فرمایا یہ باتین جو لوگ سن چکے یہ اللہ کی تبلائی ہوئی ادب کی باتین ہین
ان مین سے مناہی کی باتون سے جو شخص باز رہے گا اور جن باتون کے کرنے کا حکم ہے اونکو بجالاویگا تو اوسی شخص کے حق مین یہہ
فرمانبرداری بہتر ہے کہ اوسکو اس فرمانبرداری کا بدلہ ملے گا ورنہ اللہ کی بادشاہت تو ایسی بے پروا بادشاہت ہے کہ اوسکو
کسی نیکی بدی کی کچھہ پروا نہین ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالی نے
فرمایا تمام دنیا کے جنات اور انسان نیک ہو جاوین تو اس سے اللہ کی بادشاہت مین کچھہ بڑھہ نہ جاویگا اور اگر یہ سب بد ہو جاوین
تو اللہ کی بادشاہت مین سے کچھہ گھٹ نہ جاویگا اس حدیث سے فہو خیر لہ عند ربہ کا مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے جس کا
حاصل یہ ہے کہ نیک کام کرنے کا حکم لوگون کی بھلائی کے لئے دیا جاتا ہے ورنہ اللہ کی بادشاہت مین کسی کی نیکی کی کچھہ پروا نہین
صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے یہ حدیث قدسی بھی گزر چکی ہے کہ ہر ایک نیکی کا بدلہ دس گنے

سے لیکر سات سو تک اور بعضی نیکیوں کا بدلہ اس سے بھی زیادہ دیا جاویگا نیک کام کرنے میں جو نیک لوگوں کی بھلائی اور بہتری ہے اوسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے سورۃ المائدہ میں گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ بہت سے جانوروں کو بتوں کے نام کا ٹھیرا کر اون جانوروں کے گوشت کا کہانا حرام سمجھتے تھے اسیواسطے آگے فرمایا سوائے اون جانوروں کے جنکی تفصیل ان لوگوں کو سورہ المائدہ کی آیۃ حرمت علیکم المیتۃ میں سمجھا دی گئی ہے اور چوپائے اللہ تعالیٰ نے انسان پر حلال کردیے ہیں ان کے بڑوں میں سے قوم خزاعہ کے سردار ایک شخص عمرو بن لحی نے بت پرستی کی اور بتوں کے نام جانوروں کے حرام ٹھیرانے کی رسم ان لوگوں میں جو پھیلائی ہے اوسکو اللہ کا حکم ٹھیرانا بالکل جھوٹ ہے ان لوگوں کو بت پرستی کی گندگی اور اس جھوٹ سے باز آنا اور خالص اللہ کی عبادت میں لگے رہنا چاہیئے کیونکہ عمرو بن لحی کے بہکانے سے جن نیک لوگوں کے نام کی مورتوں کی یہ مشرک پوجا کرتے ہیں قیامت کے دن وہ نیک لوگ تو ان لوگوں کی صورت سے بیزار ہوجاوینگے اور ان مشرکوں کو ذلیل کرنے کے لیئے اون کے بتوں کو دوزخ کا ایندھن بنا دیا جاویگا اس لئے ان مشرکوں کی مثال ایسی ہے جس طرح کوئی شخص آسمان پر سے گرپڑے اور زمین پر اوس کے پہنچنے تک یا تو پرند جانور اوسکی بوٹیاں نوچکر کہا جاویں یا ہوا کے جھوکوں سے وہ کہیں ایسی دور جگہ جا پڑے جہاں اوسکی ہڈیوں تک کا بھی کچھ ٹھکانا نہ لگے حاصل کلام یہ ہے کہ جسطرح آسمان پر سے گرنے والے شخص کی کوئی صورت راحت کی نہیں ہے قیامت کے دن یہی حال مشرکوں کا ہوگا صحیح بخاری مسند امام احمد وغیرہ کے حوالہ سے سورہ المائدہ میں روایتیں گزر چکی ہیں کہ بت پرستی اور بتوں کے نام کے جانوروں کو حرام ٹھیرانے کی رسم قریش میں قبیلہ کے سردار عمرو بن لحی نے پھیلائی اور اس رسم کے پھیلانے سے پہلے پہل اسی شخص نے ملت ابراہیمی کو بگاڑا ،،

ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ

یہ سن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا سو وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے تمکو چوپایوں میں فائدے ہیں ایک ٹھیرے

مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝

وعدے تک پھر اُنکو پہنچنا اس قدیم گھر تک

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتہ ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے مہینے میں عمرہ حج کے ثواب کے برابر ہے، ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایتہ میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ ادا کیا بیہقی میں حضرت علیؓ کی صحیح روایتہ میں ہے کہ عمرہ کا احرام ہر ایک مہینے میں جائز ہے بخاری میں بغیر سند کے معلق طور پر اور صحیح ابن خزیمہ مستدرک حاکم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے مع سند کے روایتہ ہے جسمیں حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں اللہ کے رسول کی سنت یہی ہے کہ حج کا احرام حج کے مہینوں میں باندہا جاوے، بخاری میں معلق طور پر اور دارقطنی وغیرہ میں مع سند کے عبداللہ بن عمر سے جو روایت ہے

منزل ۴

ع ۲/۲

اوسمیں ہے کہ حج کے مہینے شوال سے لیکر ذوالحجہ کی دسویں تک ہیں صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے جابر فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حج اور عمرہ کی قربانی کے اونٹ اور گائے میں ہم سات آدمی شریک ہو جاتے تھے شعائر شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنے نشانی کے ہیں احرام کے مہینوں میں حج کے احرام کے وقت یا کسی اور مہینے میں عمرہ کے احرام کے وقت قربانی کی مقررہ مقدار سے زیادہ کعبہ کے چڑہانے کی نیت سے منی میں ذبح کرنے کے لئے جو جانور ساتھ لے جاتے ہیں سورہ المائدہ میں اور اس آیۃ میں اونکو شعائر اللہ فرمایا جسکا مطلب یہ ہے کہ احرام کے بعد ان جانوروں کو ساتھ رکھنا نشانی کے لئے ان کے گلے میں پٹہ کا ڈال دینا سفر حج یا عمرہ میں بلا ضرورت اونٹ پر سواری کا نہ کرنا اسی طرح ان جانوروں میں اگر اونٹنی ہو تو بلا ضرورت اوسکا دودہ نہ پینا یہ سب اللہ کی تعظیم کی نشانیاں ہیں اور یہ تعظیم آدمی کی دلی پرہیزگاری کی علامت ہے کعبہ کی نیاز کی نیت سے جب تک ان جانوروں کو اللہ کے نام کے جانور نہ ٹھرایا جاوے اوسوقت تک اونٹ پر سواری کا کرنا اونٹنی کا دودہ پینا جائز ہے، اسیکو فرمایا کہ ان چارپایوں میں ٹھرے وعدہ تک فائدے ہیں پھر ٹھرا ہوا وعدہ آنے کے بعد اللہ کے نام پر ان جانوروں کی قربانی ہوگی حج کے وقت ٹھرا ہوا وعدہ عرفات سے پلٹ کر [illegible] کر منی میں آجانا ہے اور عمرہ کے وقت عرفات کا جانا نہیں ہے اس لئے عمرہ کے وقت ان جانوروں کا منی میں پہنچ جانا ہی ٹھرا ہوا وعدہ ہے صلح حدیبیہ کے قصہ کی صحیح بخاری وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول کو مکہ کے اندر جانے سے روکا تو آپ نے نیاز کے جانوروں کی قربانی حدیبیہ مقام پہ ہی کری شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں یہ جو لکھا ہے کہ نیاز کے جانوروں کو مکہ تک پہنچانے میں دشواری ہو تو اللہ کا نام لیکر جہاں ان جانوروں کو ذبح کیا جاویگا وہیں نیاز پوری ہو جاویگی اس سے شاہ صاحب نے اسی حدیبیہ کے قصہ کے مطلب کو ادا کیا ہے حج یا عمرہ کے سفر میں ایسے جانوروں پر ضرورت کے وقت سواری کا کرنا جائز ہے چنانچہ صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالکؓ کی روایۃ میں اسکا ذکر تفصیل سے ہے یہ بھی جائز ہے کہ اگر آدمی مکہ کو خود نہ جاوے تو دوسرے شخص کی معرفت نیاز کے جانور قربانی کے لئے منی کو بھیجدے اس صورت میں جانور بھیجنے والے شخص کی حالت احرام کی نہیں ہے اس لئے احرام کی حالت میں جن چیزوں کی منا ہی کا حکم ہے وہ حکم اس شخص سے متعلق نہیں ہے صحیح بخاری ومسلم کی حضرت عائشہؓ کی روایۃ میں اس صورت کا ذکر تفصیل سے آیا ہے "

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ

اور ہر فرقے کو ہمنے ٹھیرادی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کا نام چوپایوں کے ذبح پر جو انکو دیے سو اللہ تمہارا ایک اللہ ہے سو اسی کے

فَلَهٗٓ أَسْلِمُوْا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ

حکم میں رہو اور خوشی سنا عاجزی کرنیوالوں کو وہ کہ جب نام لیجئے اللہ کا ڈر جاویں انکے

منزل ۴

قُلُوبُهُمْ وَالصّٰبِرِينَ عَلٰى مَآ أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُونَ ۝

انکے دل اور سہنے والے جو اونپر پڑے اور کھڑی رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا خرچ کرتے ہیں

اوپر قربانی کا ذکر تھا کران آیتوں میں فرمایا اللہ کے نام پر جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم کچھ اس امت کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اور دیندار امتوں پر بھی اللہ کا یہی حکم تھا تاکہ لوگ اللہ کے دیئے ہوئے جانوروں میں سے اوس کے نام پر قربانی کریں اور عقبیٰ کا اجر کمائیں مشرکین مکہ بتوں کے نام پر جانوروں کو ذبح کرتے اور طرح طرح کے شرک میں گرفتار تھے اس لئے فرمایا جس نے ان لوگوں کی سب ضرورت کی چیزوں کو اسطرح پیدا کیا کہ اوس میں کوئی اوسکا شریک نہیں ہے تو انسان پر ہر طرح اوسکی فرمانبرداری واجب ہے اوسکی فرمانبرداری میں کسی دوسرے کو شریک کرنا بڑے وبال کی بات ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے اگر یہ مشرک لوگ قرآن کی نصیحت کو نہ مانیں تو تم فقط ان لوگوں کو عقبیٰ کی بہبودگی کی خوشخبری سنا دو جو اللہ سے ڈرتے اور مشرک اون کو ستاتے ہیں تو اسپر اور ہر طرح کی تکلیف پر صبر کرتے ہیں اور نماز کے پابند رہ کر قربانی اور سوائے قربانی کے سب صدقہ خیرات خالص اللہ ہی کے نام پر کرتے ہیں، مشرکین مکہ کے ستانے کے سبب سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی سکونت کو چھوڑ کر مدینہ کی سکونت جو اختیار کی اسکو ہجرت اور ہجرت کرنے والوں کو مہاجر کہتے ہیں فتح مکہ سے پہلے یہ حکم تھا کہ ہر مسلمان مکہ کو چھوڑ کر دین اسلام کے کاموں میں مدد دینے کے لئے اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہو اس ہجرت پر بہت بڑے اجر کا وعدہ جگہ جگہ قرآن شریف میں اگرچہ آیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجر کا مدار آدمی کی نیت پر ہے اسی واسطے صحیح بخاری و مسلم کی حضرت عمرؓ کی حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے دین کی مدد کے اور کسی نیت سے جو شخص ہجرت کریگا تو اگرچہ ظاہر میں وہ شخص مہاجر کہلاوے لیکن عقبیٰ میں ایسے شخص کو ہجرت کا کچھ اجر نہ ملے گا اس حدیث سے یذکروا اسم اللہ علیٰ ما رزقہم کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جنکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص ذبح سے پہلے سوائے اللہ کے کسی اور شخص کی تعظیم کی نیت سے جانور کو خریدے یا پالیگا اور ذبح کے وقت بطور عادت کے اللہ کا نام لیویگا تو عقبیٰ کے اجر کے حساب سے ایسے شخص کا اللہ کا نام لینا اسیطرح بیکار ہے جسطرح ظاہری ہجرت کے بیکار ہونے کا ذکر حدیث میں ہے۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُم مِّن شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَإِذَا

اور قربانی کے جانور اونٹ ٹھیرائی ہیں ہمنے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اسمیں بھلا ہے سو پڑھو انپر نام اللہ کا قطار باندھکر پھر جب

وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

گر پڑے انکی کروٹ سو کھاؤ اسمیں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو اسیطرح تمہارے بس میں دئے ہمنے وہ جانور شاید تم احسان مانو

البدن بدنہ کی جمع ہے بدنہ موٹی چیز کو کہتے ہیں زیادہ ثواب کی نیت سے نیاز کے اونٹوں اور گایوں کو لوگ یا تو پالکر خوب موٹا کرتے تھے یا نیاز کی نیت سے جو اونٹ یا گائے خرید کرتے تو موٹا دیکھکر خرید کرتے اونہیں فربہ جانوروں کو والبدن فرمایا صحیح مسلم میں جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے جسمیں بدنہ اونٹ اور گائے دونو کو ٹھہرایا گیا ہے ہاں صحیح بخاری و مسلم میں بکری کو نیاز کا جانور ٹھہرانے کا ذکر حضرت عائشہ کی روایت سے جو آیا ہے اوسمیں علما کا اختلاف ہے جسکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے مطلب یہ ہے کہ نیاز کے

قربہ جانوروں کو حج یا عمرہ کے سفر میں ساتھ رکھنا اور نیاز کعبہ کی پہچان کے لئے اون کے گلوں میں پٹہ کا ڈالنا اللہ کی تعظیم کی نشانی ہے اور قربانی سے پہلے ضرورت کے وقت سواری اور دودھ کا اور قربانی کے بعد عقبیٰ کے اجر کا تمہیں ان جانوروں سے نفع ہے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق صواف کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک اونٹ کا ایک پاؤں باندھکر تین پاؤں کی قطار پر اونہیں روبقبلہ کھڑا کر دیا جاوے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہکر اونکی چھاتی میں زخم لگایا جاوے اس زخم کے سبب سے جب وہ زمین میں گر پڑیں تو آگے کے حکم کے موافق اون کا گوشت قربانی کرنے والا شخص خود بھی کھاوے نہ مانگنے والے اور مانگنے والے محتاجوں کو بھی دیوے آخر کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان چوپایوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے تاکہ اس کے شکریہ میں تم خالص دل سے اللہ کے نام کی قربانی کرو اور اوس کے نام کی قربانی میں کسیکو شریک نہ ٹھہراؤ،،

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا

اللہ کو نہیں پہنچتے اون کے گوشت نہ لہو لیکن اسکو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب اسی طرح انکو بس میں دیا تمہارے کہ اللہ کی

اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝

بڑائی پڑھو اسپر کہ راہ سوجھائی اور خوشی سنا نیکی والوں کو اللہ دشمنوں کو ہٹا دیگا ایمان والوں سے اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی دغا باز ناشکر

ع ۵ ۱۲ منزل ۴

تفسیر ابن منذر میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ حج کے وقت مشرک لوگ جو قربانی کرتے تھے تو ذرا سا خون اللہ کے نام کا کعبہ کو لگا دیتے تھے اسلام کے بعد مسلمانوں نے بھی اس رسم کو جاری کرنا چاہا اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی اور مسلمانوں کو اس رسم سے منع فرمایا اور فرمایا کہ جو چیز تم اللہ کے نام پر دیتے ہو اوس چیز کی اللہ کو پروا نہیں ہے خود تم اور جو چیز تم اللہ کے نام پر دیتے ہو سب کچھہ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے صدقہ خیرات کا حکم شریعت میں اللہ تعالیٰ نے اسواسطے دیا ہے کہ صدقہ دینے والا کا دا... اللہ آزما دے کہ کہاں تک اوس کے دل میں پرہیزگاری کا اثر ہے اس تفسیر میں ایک جگہ یہ جتلا دیا گیا ہے کہ تفسیر ابن المنذر قدیمی اور معتبر تفسیروں میں ہے صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ لوگوں کی صورت شکل اور اون کے مال متاع پر نظر نہیں ڈالتا بلکہ خدا تعالیٰ کی نظر لوگوں کے دل اور اون کے اعمالوں پر پڑتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں آخرت کا یقین اللہ تعالیٰ کی محبت، ریا اور دکھاوے سے بچاؤ کہاں تک ہے اور اون کے اعمال حکم شریعت کے موافق کہاں تک صحیح اور بدعت کے اثر سے کہاں تک پاک و صاف ہیں ایک شخص بڑے سے بڑا کوئی نیک کام کرے اور اوس کے دل میں یہ باتیں ایمان کی مضبوطی کی کم ہوں جن کا ذکر اوپر کی حدیث میں گزرا تو اوسکا اجر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اوسکے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا جو شخص چھوٹا سا کوئی کام نیک نیتی اور مضبوطی ایمان سے کرے چنانچہ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے یہ حدیث قدسی جو ہے کہ نیکی کا اجر دس سے سات سو تک اور کبھی اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے اوسکی شرح خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیحین کی ابوہریرہ کی روایت میں یہ فرمائی ہے کہ جسقدر ایمان و اسلام اچھا اور مضبوط ہوتا ہے اوسی قدر نیکی کا اجر

برمعتا ہے اب ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ کی یہ جو حدیث ہے کہ جو چیز خیرات کی جاوے تو محتاج کے ہاتھ میں وہ چیز پیچھے جاتی ہے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں وہ چیز چلی جاتی ہے اور قربانی کا خون زمین پر پیچھے گرتا ہے پہلے اللہ تعالیٰ کے روبرو وہ خون چلا جاتا ہے اس کے معنے بھی حل ہو گئے کہ نیک کام سے پہلے جسطرح کی نیت کام کرنے والے کی ہوتی ہے اوس نیت کے موافق پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ثواب اور اجر قرار پا جاتا ہے پھر پیچھے وہ کام ظہور میں آتا ہے کس لئے کہ قصد اور نیت ہر کام سے مقدم ہے اور خدا تعالیٰ کی جناب میں نیت پر اجر کی مقدار ہے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس کام کی اجازت شریعت میں نہ ہو وہ کام اللہ کو پسند نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خلاف ملت ابراہیمی کعبہ کو خون لگانے کی رسم کو پسند نہیں فرمایا سبب اس کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی فرمانبرداری کو اپنے بندوں سے چاہتا ہے اور فرمانبرداری حکم کی تعمیل سے ہوتی ہے جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے حکم ہی نہیں دیا اوس کے کرنے میں فرمانبرداری کہاں ہے اولٹی نافرمانی ہے بدعتی لوگوں کو ذرا اس مطلب پر غور کرنا چاہئیے چوپایوں کو انسان کے بس میں کر دینا یہ اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے مشرکین مکہ بڑے ناشکر تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اس سے اوپر کی آیتہ میں اس نعمت کا ذکر فرما کر تاکید کے طور پر ان آیتوں میں پھر اوس کا ذکر فرمایا صحیح بخاری و مسلم میں انسؓ بن مالک سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جانوروں کے ذبح کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ واللہ اکبر کہا کرتے تھے یہ حدیث لتکبروا اللہ علی ماھدٰکم کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جسطرح اللہ نے اپنے رسول کی معرفت ہدایت کی ہے جانوروں کے ذبح کے وقت اوس کے موافق اللہ کی بڑائی خالص دل سے کیا کرو کہ اوس نے اپنی کبریائی سے چوپایوں کو تمہارے بس میں کر دیا، صحیح بخاری نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے روایتہ ہے کہ بعضے ایسے نو مسلم لوگ صحابہ کو تحفہ کے طور پر گوشت بھیجا کرتے تھے کہ ذبح کے وقت اون لوگوں کے بسم اللہ واللہ اکبر کہنے میں شبہ باقی رہتا تھا جب یہ ذکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آیا تو آپ نے فرمایا ایسے گوشت کے کھانے کے وقت بسم اللہ کہہ لی جایا کرے کھانے کے وقت کی سنت بسم اللہ کو ذبح کے وقت کی بسم اللہ کا قائم مقام جو اس حدیث ٹھہرا گیا ہے اس سے علما نے یہ بات نکالی ہے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کہنا سنت ہے، زیادہ تفصیل اسکی فقہ کی کتابوں میں ہے جسطرح احسان کے معنے کسی کے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آنے کے ہیں اسطرح اس کے معنے خالص دل کے حسن عمل کے بھی ہیں چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے اور فقط مسلم میں حضرت عمرؓ سے جو روایتیں ہیں اون میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے معنے یہ فرمائے کہ آدمی نیک کام کرتے وقت یہ جانے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ مرتبہ آدمی کو میسر نہ آوے تو اتنا ضرور جان لیوے کہ اللہ اوس آدمی کو دیکھ رہا ہے یہ روایتیں وبشر المحسنین کی گویا تفسیر ہیں کہ جسکا حاصل یہ ہے کہ قربانی اور باقی کے سب نیک عمل خالص عقبیٰ کے ثواب کی نیت سے اللہ کو حاضر ناظر جان کر جو لوگ کرتے ہیں اونکو دس گنا سے لیکر سات سو تک اور زیادہ نیک نیتی کے نیک عملوں کا اس سے بھی بڑھکر اجر دیا جاویگا اسلئے فرمایا

رسول اللہ کے ایسے لوگوں کو اس اجر کی خوشخبری سنا دی جاوے اللہ کے رسول کی ہجرت کے بعد جو کمزور مسلمان مکہ میں رہ گئے تھے مشرکین مکہ اون کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے ان مسلمانوں کی تسکین کے لئے آگے فرمایا کہ ان مشرکوں کی دغا بازی اور ناشکری اللہ کو پسند نہیں ہے اس لئے بہت جلد وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اللہ ان دغاباز اسلام کے دشمنوں کا غلبہ مسلمانوں پر باقی نہ رکھے گا مشرکین مکہ نے دغابازی سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ننگی تلواریں لیکر حملہ کرنے کا مشورہ جو کیا تھا اوسکا ذکر سورہ الانفال میں گزر چکا ہے اوس قصہ سے ان لوگوں کی دغابازی اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے اور ناشکری ان لوگوں کی اس سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آسمانی کتاب دیکر ان کی ہدایت کے لئے خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا لیکن ان لوگوں نے اس نعمت کی ناشکری کر کے اللہ کے رسول اور اللہ کے کلام کو جھٹلایا آخری آیۃ میں مشرکوں کے غلبہ کو مٹا دینے کا جو وعدہ تھا فتح مکہ کے وقت اس وعدہ کا یہ ظہور ہوا کہ جن بتوں کی حمایت کے جوش میں مشرکین مکہ مسلمانوں سے دشمنی رکھتے اور شرک کے غلبہ کے سبب سے مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے فتح مکہ کے وقت اوس غلبہ کو اللہ تعالیٰ نے یہاں تک مٹایا کہ اللہ کے رسول نے اپنے ہاتھ کی لکڑی مار مار کر اون بتوں کو زمین میں گرادیا اور کوئی مشرک اون بتوں کی کچھ حمایت نہ کرسکا، صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود اور صحیح مسلم کی ابوہریرہ کی روایتوں کے حوالہ سے یہ قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے۔

منزل ۴

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم

حکم ہوا انکو جنسے لوگ لڑتے ہیں اسواسطے کہ انپر ظلم ہوا اور اللہ انکی مدد کرنے پر قادر ہے وہ جنکو نکالا انکے گھروں سے اور کچھ دعوےٰ

بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ

نہیں سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے

وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝

اور عبادت خانے اور مسجدیں جنمیں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مدد کریگا اسکی جو مدد کریگا اسکی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ

وہ کہ اگر ہم انکو مقدور دیں ملک میں تو قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برے سے

وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ۝ وَقَوْمُ

اور اللہ کے اختیار ہے ہر کام کا اور اگر تجھکو جھٹلادیں تو انسے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم

إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ۝ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝

کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا پھر میں نے ڈھیل دی منکروں کو پھر انکو پکڑا تو کیسا ہوا میرا انکار

ترمذی نسائی مسند امام احمد بن حنبل اور مستدرک حاکم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے جو شان نزول ان

آیتوں کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو مشرکین مکہ صحابہ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے اور صحابہ جب آنحضرت سے اون تکلیفات کا ذکر کرتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ صبر کرو ابھی مجھکو لڑائی کا حکم خدا کی طرف سے نہیں ہے جس وقت مکہ سے ہجرت کا حکم آنحضرت کو ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیق کو قرینہ سے معلوم ہو گیا کہ مشرکین مکہ پر اب کوئی وبال ضرور آوے گا اس لئے حضرت ابوبکر صدیق نے انا للہ پڑہی اور فرمایا کہ قریش نے نبی وقت کو مکہ سے نکال دیا اب ان پر کوئی وبال آنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے صدیق کی تصدیق میں یہ آیتیں نازل فرمائیں ترمذی نے اس شان نزول کی روایۃ کو حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے یہ پہلی آیتیں ہیں جنمیں لڑائی کی اجازت مسلمانوں کو ملی ہے پہلی آیۃ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ آج تک جن مسلمانوں کو مشرک طرح طرح سے ستاتے تھے اور ستانے پر بھی مسلمانوں کو لڑائی کا حکم نہیں تھا اب اللہ تعالیٰ نے اون کو بھی مخالفوں سے لڑنے کا حکم دیدیا غرض اللہ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں مکہ میں تھوڑے سے مسلمان جب تک تھے اور موسم حج پر مدینہ منورہ کے لوگ آکر مسلمان نہیں ہوئے تھے اوسوقت تک اگرچہ مکہ کے موجودہ مسلمان مشرکوں کی ایذا سے تنگ آکر لڑنے کو طیار رہتے تھے لیکن اللہ کی حکمت میں لڑائی کے حکم کا نازل ہونا مصلحت کے خلاف تھا جب اسی آدمیوں کے قریب انصار موسم حج کے وقت مسلمان ہوئے اور ہجرت کا حکم نازل ہو کر آنحضرت مدینہ میں تشریف لے آئے اور مہاجر اور انصار ملکر ایک دل ہو گئے اور مسلمانوں کی جماعت بڑھ گئی اسوقت اللہ نے لڑائی کا حکم نازل فرمایا اور فرمادیا کہ جو لوگ اللہ کے نام پر اپنے شہر سے نکالے گئے ہیں اللہ اونکی مدد فرمائیگا بدر کی لڑائی کے وقت اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کا ظہور ہوا جب مسلمانوں کی جماعت تھوڑی اور مشرکوں کی بھیڑ زیادہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے فرشتے بھیجے چنانچہ اس کا پورا ذکر سورہ آل عمران میں گزرچکا ہے علاوہ اس کے مہاجرین کی ایک خاص مدد اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ انصار کے دل میں اونکی ایسی محبت ڈالدی کہ مہاجروں کو اپنا شہر مکہ چھوڑنے کے بعد مدینہ میں ہر طرح کا آرام انصار کے سبب سے ملا اور یہ بھی فرمادیا کہ شرع کے طور پر لڑائی کے جائز کردینے میں بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس سے دین کی حفاظت ہوتی ہے اور کوئی مخالف دین کسی دین کی ہتک نہیں کر سکتا اگر یہ دین کی لڑائی جائز نہ ہوتی تو مخالف لوگ نصاریٰ کے جنگلوں میں کے چھوٹے چھوٹے عبادت خانے شہروں میں کے ان کے بڑے بڑے گرجا یہود اور مسلمانوں کی مسجدیں سب ڈہا دیتے اور اونمیں کا اللہ کا ذکر بند ہو جاتا مگر اللہ بڑا زبردست ہے جو اوسکے دین کی مدد کرتا ہے وہ اوسے غیب سے مدد دیکر مخالف لوگوں پر غالب کر دیتا ہے اس کے بعد مہاجرین کی تعریف فرمائی کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کی زمین پر ان کو ٹھکانہ ملے تو یہ نماز روزہ اور نیک کام کرتے ہیں اور ہجرت کا ذکر آنے سے آنحضرت کے دل پر مشرکین مکہ کے جھٹلانے کا خیال جو گزرا تھا اور اوس خیال سے کچھ رنج جو آپ کو ہوا تھا اوس رنج کو اس تسکین سے رفع فرمادیا کہ ہمیشہ سے مخالف لوگ انبیا کو جھٹلاتے رہے ہیں تمہارے ساتھ کچھ یہ بات نئی نہیں ہے، اور انبیا کی قوم کے لوگوں نے اون انبیا کو جھٹلایا تھا اسواسطے اون قوموں کا نام لیا اور حضرت موسیٰ

منزل ۴

کی قوم بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو نہیں جھٹلایا تھا بلکہ فرعون کی قوم نے جسکا نام قبطی قوم ہے حضرت موسیٰ کو جھٹلایا تھا اس لئے جھٹلانے والی قوموں میں حضرت موسیٰ کی قوم کا نام نہیں لیا اور جھٹلانے والی قوموں کے ہلاک ہو جانے کا ذکر بھی فرما دیا تاکہ قریش کو تنبیہ ہو جاوے کہ رسول وقت کے ساتھ سرکشی کرنے والوں کا جو انجام سلف سے ہوتا رہا ہے وہی انجام ان کا ہوگا۔ اصحاب مدین شعیب علیہ السلام کی امت کو کہتے ہیں صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ نافرمان لوگوں کو پہلے اللہ راہ راست آنے کے لئے مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانے میں وہ لوگ راہ راست پر نہیں آتے تو پھر اون کو سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ قوم نوح سے لیکر فرعون تک منکر شریعت قوموں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے مہلت دی اور پھر طرح طرح کے عذابوں سے اون کو ہلاک کر دیا بدر کی لڑائی تک یہی عادت الٰہی قریش کے حق میں جاری رہی لیکن جب اس مہلت کے زمانہ میں اونہیں کے بڑے بڑے سرکش اپنی سرکشی سے باز نہیں آے تو بدر کی لڑائی کے وقت اون پر جو آفت ای صحیح بخاری ومسلم کی انس رضؓ بن مالک کی روایت کے حوالہ سے اس کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے کہ دنیا میں بڑی ذلت سے یہ لوگ مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے عذاب الٰہی کے وعدہ کو سچا پالیا فکیف کان نکیر اسکا مطلب یہ ہے کہ مہلت کے زمانہ میں ان لوگوں کو جو ڈھیل دی گئی تھی مہلت کے بعد اوس ڈھیل کو ناپسندی کی نظر سے اللہ تعالیٰ نے دیکھا اور ان لوگوں کو طرح طرح کے عذاب میں پکڑ لیا۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ

سو کتنی بستیاں ہمنے کھپا دیں اور وہ گنہگار تھیں اب وہ ڈھئے پڑے ہیں اپنے چھتوں پر اور کتنے کنوئیں نکمے پڑے اور کتنے

مَّشِيْدٍ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ

محل گچ گیری کے کیا پھرے نہیں ملک میں جو انکے دل ہوتے جنسے بوجھتے یا کان ہوتے ہیں جنسے سنتے

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ

سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہوتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں اور تجھسے جلدی مانگتے ہیں عذاب

وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ

اور اللہ ہرگز نہ ٹالیگا اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہے جو تم گنتے ہو اور کتنی

مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝

بستیاں ہیں کہ میں نے اونکو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھیں پھر اونکو پکڑا اور میری طرف پھر آنا ہے

منزل ۴

ع ۶

پر ذکر تھا کہ مہلت کے زمانہ میں نافرمان لوگوں کو جو ڈھیل دی گئی تھی مہلت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اوس ڈھیل کو بحال نہیں

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

بخشنے ہیں اور روزی عزت کی اور جو دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہی ہیں لوگ دوزخ کے

مشرکین مکہ مسخراپن سے عذاب کی جلدی جو کیا کرتے تھے اوپر کی آیتوں میں اوس کا ذکر تھا اس لئے ان آیتوں میں فرمایا اے رسول اللہ کے ان لوگوں سے کہدو کہ میں تو فقط عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ عذاب کب آویگا اور جس طرح میں عذاب سے ڈراتا ہوں اسی طرح یہ خوشخبری بھی سناتا ہوں کہ جو کوئی شرک سے باز آنکر خالص اللہ کو اپنا معبود جانے گا اور مرضی الٰہی کے موافق نیک کاموں میں لگا رہیگا تو شرک سے نیچے کے کچھ گناہ کر کے اگر ایسا شخص بغیر توبہ کے مر جاویگا تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو ایسے شخص کے گناہوں کو معاف کر کے اوسے جنت میں داخل کر دیگا ہاں جو لوگ بلا سند باتوں سے کلام الٰہی کی آیتوں کو جھٹلانے کی کوشش میں عمر بھر لگے رہیں گے وہ بلاشک دوزخ کے قابل ٹھہریں گے صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کو گناہوں کے بخشنے پر قادر جانکر مریگا اور اوس شخص کے اعمال نامہ میں بغیر توبہ کا شرک نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کے گناہوں کو معاف کر دینے میں کسیطرح کا دریغ نہ ہوگا اس حدیث سے شرک سے نیچے کے بغیر توبہ گناہوں کے معاف ہو جانے کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے ‌‌؏

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ

اور جو رسول بھیجا ہمنے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اوسکے خیال میں پھر اللہ

اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ

مٹاتا ہے شیطان کا ملایا پھر پکی کرتا ہے اللہ اپنی باتیں اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا اسواسطے کہ اس شیطان کے ملانے سے

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝

جانچے انکو جنکے دل میں روگ ہیں اور جنکے دل سخت ہیں اور گنہگار تو ہیں مخالفت میں دور پڑتے

مسند بزار تفسیر سدی تفسیر ابن منذر تفسیر ابن مردویہ تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن جریر وغیرہ میں مختلف سندوں سے اس آیۃ کی شان نزول میں جو قصہ بیان کیا گیا ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ جسوقت سورہ والنجم مکہ میں نازل ہوئی اور آنحضرت اس سورت کو مشرکین مکہ کے روبرو پڑھنے لگے اور سورہ والنجم کی اوس آیۃ پر پہنچے جس میں لات عزیٰ اور مناۃ بتوں کا نام ہے تو شیطان نے آنحضرت کی قرات کے سکتہ کے وقت کچھ کلمہ پڑھ دیئے جن کے معنوں سے ان بتوں کی تعریف کا ذکر اور اون کی شفاعت کا ذکر نکلتا ہے اون کلموں کو مشرکین مکہ نے قرآن کی آیۃ اور اوس شیطان کی آواز کو آنحضرت کی آواز خیال کیا اور کہنے لگے کہ سوا آج کے اور کبھی محمد نے ہمارے بتوں کا اچھی طرح نام نہیں لیا اور اپنے بتوں

منزل ۴

تعریف سن کر خوش ہو گئے اور آخر سورہ پر جب آنحضرت اور مسلمانون نے سجدہ کیا تو مشرکون نے بھی
سجدہ کیا اس سے یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مکہ کے تمام مشرک مسلمان ہو گئے اور اونھون نے آنحضرت کے ساتھ
مکہ مین نماز پڑھی چنانچہ اس خبر کو سن کر مشرکین کی ایذا سے تنگ آن کر جو مسلمان لوگ حبشہ کے ملک کو چلے
گئے تھے اون مین سے اکثر آدمی مکہ کو پھر کر واپس چلے آئے پھر مکہ مین آن کر اون کو معلوم ہوا
کہ یہ خبر غلط تھی کیونکہ شیطان کی اس شرارت کے بعد فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے
اور اونھون نے شیطان کی شرارت کا حال حضرت سے کہدیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین پر یہ حال ظاہر کر دیا کہ مشرکون کے
کانون مین جو آواز گئی تھی وہ شیطان کی آواز تھی اور وہ کلمے جو شیطان نے کہے وہ بھی شیطان کے بناوٹی کلمے تھے اللہ کا کلام وہ نہین تھا
محی الدین ابن عربی اور قاضی عیاض اور بعضے علما نے اگرچہ اس قصہ کا انکار کیا ہے لیکن حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری
مین یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس قصہ کو مرسل کے طور پر کئی سند سے معتبر راویون نے روایۃ کیا ہے اس سبب سے اس قصہ کو بے اصل نہیں کہا جا سکتا
تابعی کسی حدیث کو اللہ کے رسول سے روایۃ کرے تو اوسکو مرسل کہتے ہین دنیا اور دنیا کے تمام معاملے اللہ تعالیٰ نے امتحان کے طور پر پیدا
کئے ہین یہ معاملہ بھی امتحان کے طور پر پیش آیا ہو تو اسکو شیطان کی ایسی شرارت خیال کرنی چاہئے جس طرح اس نے شرارت سے جنگ احد مین
آنحضرت کے شہید ہو جانے کی خبر لوگون کے کانون مین پھونکدی تھی جس خبر سے ایک بڑا موقع جانچ و امتحان کا پیش آیا تھا مشرکین اور یہود
کی گمراہی اس خبر سے اور بڑھ گئی تھی اور وہ کہتے تھے کہ آنحضرت نبی ہوتے تو یہ نوبت پیش نہ آتی کہ شہید ہو جاتے اوپرے دل کے مسلمان
ابوسفیان اور قریش سے امان مانگنے کو مستعد ہو گئے تھے مضبوط ایمان کے جو صحابہ تھے انکا ایمان اس خبر سے اور مضبوط ہو گیا تھا
چنانچہ انس بن نضر نے اس خبر کو سنتے ہی لوگون سے کہا کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے لڑتے تھے اگر فرض کرو کہ ہمارے رسول کافرون
کے ہاتھ سے شہید بھی ہو گئے تو ہمارا اللہ حی وقائم ہے ہمکو اب بھی ویسی ہی جان بازی کرنی چاہئے جو آنحضرت کے روبرو کرتے تھے غرض
اس آیۃ کے مضمون سے بھی وہی امتحان کا موقع پورے طور پر نکلتا ہے اور سند صحیح سے اس قصہ کے روایۃ بھی ہے پھر اس قصہ کو شان
نزول ٹھہرانے مین کونسا امر شرعی مانع ہے رہی یہ بات کہ اس قصہ کی سند مرسل طور پر ہے تو جب اس مرسل روایۃ کی سندین کئی ہین اور ایک کو
دوسری سند سے قوت اور تائید ملتی ہے اور اس طرح کی مرسل روایۃ باتفاق محدثین قابل قبول ہے تو پھر اس مرسل روایۃ کے ماننے مین
کیا عذر ہے یہ اوپر گزر چکا ہے کہ صحابی کا نام ذکر کرنے کے بغیر کسی تابعی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول یا فعل کو روایۃ کرنا
اس طرح کی روایۃ کو محدثین کی بول چال مین مرسل کہتے ہین رسول اور نبی دونو لفظ اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمائے کہ شریعت مین رسول
اون پیغمبرون کو کہتے ہین جن کے پاس حضرت جبرئیل وحی لیکر آتے تھے اور نبی کے لئے جدید وحی کا آنا ضرور نہین ہے بلکہ اپنے سے
پہلے رسول کی کتاب کے موافق بھی نبی لوگ ہدایت کر سکتے ہین جس طرح آخر زمانہ مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اونکر شریعت
محمدی کے موافق ہدایت فرماوین گے یا حضرت موسیٰ سے لیکر حضرت عیسیٰ کے زمانہ تک کئی ہزار نبی توراۃ کے موافق ہدایت کرتے
رہے۔ قرآن شریف مین جو یہ مضمون موجود ہے کہ شیطان اللہ کے کلام مین جو بات ملاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو مٹا کر اپنی آیتین پکی کر دیتا

اس سے بھی شان نزول کے قصہ کی حمایت پائی جاتی ہے کیونکہ قرآن شریف کے اس مضمون سے یہ بات نکلتی ہے کہ شیطان نے
قرآن کی آیتوں میں کوئی بات ملائی تھی جسکو اللہ تعالیٰ نے مٹا کر اپنی آیتوں کو پکا کر دیا علاوہ اس کے جب صحیح بخاری کی حضرت
عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں یہ ذکر موجود ہے کہ سورہ والنجم کے ختم پر مسلمانوں کے سجدہ کرنیکے وقت مشرکوں نے بھی سجدہ کیا تو
مشرکوں کے سجدہ کرنیکا کوئی سبب ضرور ہونا چاہیئے یہ سبب وہی ہے جو اس آیۃ کی شان نزول کی روایتوں کے حوالے سے اوپر بیان
کیا گیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سورہ والنجم کی اس آیۃ پر پہنچے جس میں لات منات اور عزیٰ بتوں کا نام ہے تو شیطان نے اللہ
کے رسول کی آواز بنا کر ان بتوں کی تعریف کے چند کلمے پڑھ دیئے جن کلموں سے مشرکین مکہ خوش ہو گئے اور آخر سورۃ پر جب اللہ کے
رسول اور مسلمانوں نے سجدہ کیا تو مشرکوں نے بھی سجدہ کیا یہ شان نزول کی روایۃ مسند بزار اور تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عبداللہؓ بن
عباس سے بھی آئی ہے اگرچہ بعضے علما نے اس سند پر اعتراض کیا ہے کہ اس سند میں ایک راوی امیہ بن خالد اکیلے ہیں لیکن یہ امیہ
بن خالد امام شافعی کے ہم زمانہ کے ثقہ اور مشہور تبع تابعین میں ہیں اسلئے انکے اکیلے ہونے سے روایۃ کو ضعیف نہیں کہا جا سکتا جب
یہ روایۃ ضعیف نہیں اور اصول حدیث میں یہ مسئلہ ٹھہر چکا ہے کہ شان نزول کے باب میں صحابہ کا قول حدیث نبوی کے برابر شمار کیا
جاتا ہے اور اس شان نزول کے راوی بھی حضرت عبداللہ بن عباس ہیں جنکا لقب امام المفسرین ہے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ
بعضے مفسروں نے اس شان نزول کو کیوں نامعتبر ٹھہرایا تمنے کے معنے قرأت کے بھی ہیں اور خیال کے بھی تمنیٰ کے ترجمہ میں دوسرے معنے کو
لیکر ان ہی معنے کے مناسب حال خاصی اور رد کا فائدہ بھی لکھا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق آیۃ
کی تفسیر میں پہلے معنے زیادہ معتبر ہیں اسواسطے امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان ہی معنے کو لیا ہے ان معنے کے موافق آیۃ کا
مطلب وہی ہوا جو اوپر بیان کیا گیا کہ سورہ والنجم کی قرأت کے وقت اللہ کے رسول کی آواز بنا کر شیطان نے چند کلمے بتوں کی
تعریف کے پڑھ دیئے جن کلموں کو مشرکین مکہ نے قرآن کی آیۃ اور شیطان کی آواز کو اللہ کے رسول کی آواز سمجھ لیا اسکے بعد اللہ تعالیٰ
نے شیطان کے ملائے ہوئے کلموں کا حال کھولکر قرآن کی آیتوں کو پکا کر دیا واللہ علیم حکیم اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان نے جو شرارت کی
اگرچہ وہ اللہ کے علم سے باہر نہیں تھی اللہ چاہتا تو وہ شرارت ظہور میں نہ آتی لیکن اس شرارت کے ظاہر ہونے میں وہ حکمت تھی جس کا
ذکر آگے فرمایا کہ اس شیطان کی شرارت سے ان مشرکوں کی گمراہی کا حال مسلمانوں پر اچھی طرح کھل گیا کیونکہ جب ان مشرکوں نے
بتوں کی تعریف اور بتوں کی سفارش کے اعتقاد کو قرآن کی آیۃ کا مضمون سمجھا تو مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کرنے کو تیار ہو گئے پھر جب
مشرکوں کو یہ جتلایا گیا کہ وہ بتوں کی تعریف کے کلمے شیطان کی شرارت کا ایک ظہور تھا تو یہ مشرک اللہ کے رسول اور مسلمانوں سے
دشمنی کرنے لگے جس سے یہ بات اچھی طرح کھل گئی کہ بارگاہ الٰہی میں ان بتوں کا سفارشی ٹھہرنے کا اعتقاد جو ان مشرکوں کے دل میں
وہ بالکل بے سند ہے کسواسطے کہ ان مشرکوں کو جب یہ جتلا دیا گیا کہ ان بتوں کو سفارشی ٹھہرنے کا اعتقاد شیطان کی شرارت کا ایک نتیجہ
تو اس اعتقاد کو ملت ابراہیمی کی سند سے انکو ثابت کرنا چاہیئے تھا نہ کہ جس طرح جھوٹا شخص سچے آدمی کا دشمن بن جاتا ہے اسی طرح ایک
بات پر یہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ دشمنی کرنے لگے اسی واسطے آخر آیۃ میں فرمایا کہ یہ مشرک اسلام و اہل اسلام کی مخالفت میں حق سے دور جا پڑے

منزل ٤

وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

اور اسواسطے کہ معلوم کرین جنکو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اسپر یقین لاوین اور دبیں اوسکے آگے دل اور اللہ

لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى

سو جھانیوالا ہے یقین لانیوالون کو راہ سیدھی اور منکرونکو ہمیشہ رہیگا اس مین دہوکا جب تک

تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ

آپہنچے انپر قیامت بیخبر یا آپہنچے آفت ایک دن کی جسمین راہ نہین خلاصی کی راج اوسدن اللہ کا ہے انمین چکوتی کریگا

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

سو جو یقین لائے اور کین بہلائیان نعمت کے باغون مین ہین اور جو منکر ہوئے اور جہٹلائین ہماری باتین انکو ذلت کی مار

اوپر ذکر تہا کہ مشرکون کے حق مین شیطان کی شرارت کا کیا نتیجہ ہوا ان آیتون مین یہ ذکر ہے کہ اوسی شیطانی شرارت سے سمجھدار لوگون نے یہ فائدہ اٹھایا کہ قرآن کے کلام آلہی ہونیکا ذہنین یقین اور زیادہ ہوئیں کیونکہ وہ لوگ سمجھ گئے کہ شیطان کا دخل مٹانے اور قرآن کی آیتونکو پکا کرنیکا انتظام اللہ تعالی کی طرف سے اسلئے فرمایا گیا کہ قرآن اوس کا کلام ہے اوسکو اپنے کلام مین شیطان کا دخل رہنا نہین معلوم ہوا پھر فرمایا اس یقین کی زیادتی کے سبب سے قرآن کی نصیحت کے موافق عمل کرنیکے لئے ان لوگونکے دل پہلے سے زیادہ نرم ہوگئے اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ کے علم غیب مین جو لوگ ایماندار ٹھہر چکے ہین اللہ تعالی ایسے لوگونکے سیدھے راستہ پر آجانیکے لئے اسی طرح کے سامان پیدا کردیتا ہے ہان جو لوگ اللہ کے علم غیب مین منکر شریعت قرار پاچکے ہین یا تو قیامت کے دن کا عذاب دیکھکر اونکی آنکھین کھل جاوینگی یا قیامت سے پہلے کسی آفت کے دن کو دیکھپاوینگے تو پچتاوینگے اس سے پہلے قرآن کے کلام الہی ہونے مین ایسے لوگون کو ہمیشہ شبہ رہیگا۔ اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے یہ ناگہانی آفت کا دن ان لوگونکے حق مین بدر کی لڑائی کا دن تہا کہ جس طرح بانجھ عورت کو اولاد نصیب نہین ہوتی اسی طرح ان مین کے بڑے بڑے سرکشون کو اوس دن صبح کی شام نصیب نہین ہوئی جسکا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایت سے کئی جگہ گزر چکا ہے اگرچہ بعضے مفسرین نے یوم عقیم کی تفسیر قیامت کے دن کو قرار دیا ہے لیکن قیامت کا ذکر ان آیتون مین جدا آیا ہے اسواسطے حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین یوم عقیم کی تفسیر بدر کی لڑائی کے دن کو ٹھہراکر اسی تفسیر کو صحیح قرار دیا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے۔ کہ حشر کے دن ننگے پاؤن ننگے بدن سب لوگ ایک حالت مین ہونگے اس حدیث سے آگے کی آیتونکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دنیا مین عارضی بادشاہ اور امیر بہت سی آفتون کو اپنی حکومت اور مالداری کے سبب سے ٹال دیتے ہین قیامت کے دن سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کی حکومت نہ ہوگی بلکہ بڑے بڑے بادشاہ امیر اس دن فقیرونکی طرح ننگے پاؤن اور ننگے بدن اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہونگے اور فرمانبردارونکے حق مین جنت مین داخل ہونے کا اور نافرمانونکے حق مین دوزخ مین جہونکے جانے کا جو فیصلہ اللہ تعالی اس دن فرماویگا اس کا اثر بادشاہ امیر فقیر سب پر یکساں پڑیگا

منزل ۴

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوٓا اَوْمَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ

اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے اللہ کی راہ مین پھر مارے گئے یا مر گئے پھر البتہ انکو دیگا اللہ روزی خاصی

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝

اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دینا البتہ پہنچا دیگا انکو ایک جگہ جسکو پسند کرین گے اور اللہ سب جانتا ہے تحمل والا

اوپر جن لوگون کا ذکر تھا کہ شیطان کی شرارت کے کھل جانے کے بعد اونکا ایمان زیادہ مضبوط ہوگیا ان آیتون مین انکی ایمان کی مضبوطی کا حال بیان فرمایا کہ ان لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنے وطن اہل عیال سب کو چھوڑا پھر فرمایا اس بیوطنی اور مسافرت کی حالت مین جو کوئی ان مین سے شہید ہوا یا اپنی موت سے مرا تو اللہ تعالی ایسے لوگون کو جنت مین داخل کر کے وہ نعمتین دیگا جن کو یہ لوگ بہت پسند کرین گے پھر فرمایا ان وطن کے چھوڑنے والون مین اون لوگونکا حال اللہ تعالی کو خوب معلوم ہے جنھون نے اللہ کی راہ مین نہین بلکہ دنیا کی کسی غرض کے لئے ملک کو چھوڑا ہے اور ظاہر مین وہ اپنے آپ کو مہاجر کہتے ہین لیکن اللہ بڑا بردبار ہے اس لئے اسنے ایسے لوگونسے جلدی مواخذہ نہین کیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت عمرؓ کی حدیث گزر چکی ہے کہ بارگاہ الٰہی مین دین کے ہر کام کا دارومدار نیت پر ہے اس لئے جو شخص دنیا کی کسی غرض سے ہجرت کریگا تو یہ اللہ کی راہ کی ہجرت نہ ہوگی اس حدیث سے فی سبیل اللہ کا مطلب اور یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اگرچہ اللہ تعالی نے اپنی بردباری کے سبب سے دنیا مین ظاہری مہاجرون سے کچھ مواخذہ نہین کیا لیکن آیتون مین جن مہاجرونکے اجر کا ذکر ہے وہ وہی مہاجر ہین جنھون نے عقبیٰ کے ثواب کی نیت سے ہجرت کی ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی سے بڑھکر بردبار کون ہو سکتا ہے کہ لوگ شرک کرتے ہین اور اللہ تعالی انکے رزق اور اون کی صحت کے انتظام کو بحال رکھتا ہے اس حدیث سے اللہ تعالی کی بردباری کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے ۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝

یہ سن چکے اور جسنے بدلا دیا جیسا اس سے کیا تھا پھر اسپر کوئی زیادتی کرے تو البتہ اسکی مدد کریگا اللہ بیشک درگزر کرتا ہے بخشتا

تفسیر مقاتل بن حیان تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم مین جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کچھ مسلمانون اور مشرکونکا مقابلہ محرم کے مہینے مین پڑ گیا مشرکون نے آپسمین صلاح کی کہ اس مہینے مین مسلمانون پر ضرور حملہ کرنا چاہئے کس لئے کہ اس مہینے مین یہ لوگ لڑائی کو جائز نہین سمجھتے اسواسطے یہ لوگ بادل ناخواستہ ان دنون مین لڑین گے اور ہم ان پر غالب رہوین گے مسلمانون نے اگرچہ مشرکون کو طرح طرح کی قسمین دین اور کہا کہ محرم کے مہینے مین مقابلہ نہ کرو لیکن مشرکون نے نہ مانا آخر مقابلہ ہوا اور اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح دی مگر مسلمانون کے دل مین خلش رہی کہ محرم کے مہینے مین لڑنے سے اللہ تعالی انسے ناخوش ہوا ہوگا اور انکے مدینہ واپس جانے تک اسکو کوئی آیۃ اللہ کی خوشنودی کی انکے حق مین نازل ہوگی لیکن اللہ تعالی تو غیب دان ہے اسکو انکے دلون کا حال معلوم تھا کہ اون کے دلون مین محرم کی تعظیم تھی اور اپنی طرف سے یہ ہرگز لڑنا نہین چاہتے تھے مشرکون نے جب ان پر کمال زیادتی کی اوسوقت اونھون نے

منزل ۴

بدلا لینے کے طور پر مقابلہ کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرما دیا کہ یہ لوگ مجبور ہو کر لڑے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اون سے کچھ مواخذہ نہیں فرمایا اس طرح کی مجبوری کے ہر موقع کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے صحیح مسلم ابوداؤد اور ترمذی میں ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑائی جھگڑے میں سارا بوجھ اس شخص پر ہوتا ہے جو جھگڑے کی ابتدا اور جھگڑے کو شروع کرے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ اس لڑائی میں ناجائز لڑائی کی ابتدا مشرکوں کی طرف سے تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ناجائز لڑائی کا سارا بوجھ مشرکوں پر رکھا اور مسلمانوں کو ناجائز لڑائی کے بوجھ سے سبکدوش فرما کر غیبی مدد سے اونہیں فتحیاب کر دیا تفسیر مقاتل اور تفسیر ابن ابی حاتم کے صحیح ہونے کا ذکر ایک جگہ اس تفسیر میں کر دیا گیا ہے اس لئے اس شان نزول کو معتبر کہا جا سکتا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ

یہ اسواسطے کہ اللہ پیٹھاتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور اللہ سنتا ہے دیکھتا یہ اسواسطے

بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝

کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جسکو پکارتے ہیں اسکے سوا وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے اوپر بڑا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۡ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اوتارا آسمان سے پانی پھر صبح کو زمین ہو جاتی ہے سبز بیشک اللہ چھپی تدبیریں جانتا ہے خبردار

منزل ۴

اوپر مظلوم کی غیبی مدد کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں رات دن کے گھٹنے بڑھنے اور اس موسم کی تبدیلی سے برسات کا موسم آجانے اور اوس موسم میں مینہ کے برسنے اور اوس مینہ سے طرح طرح کی پیداوار کے پیدا ہونے کی قدرت کی چند نشانیوں کا ذکر فرمایا تاکہ ہر شخص کی سمجھ میں آجاوے کہ جسکی قدرت میں یہ خلاف عقل آنکھوں کے سامنے کی سب باتیں ہیں اوسکی قدرت میں یہ بھی ہے کہ وہ جس کمزور کو چاہے خلاف عقل بڑے سے بڑے ظالم دشمن پر فتح یاب کر دے صحیح بخاری میں براء بن العازب سے اور صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ سے جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ بدر کی لڑائی کے وقت لشکر اسلام کی تعداد میں سوا تین سو سے بڑھ کر نہیں تھی سورہ الانفال میں گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ کی فوج اس لڑائی میں ہزار آدمی کے قریب تھی یہ بھی گزر چکا ہے کہ مدد غیبی سے فتح جو ہوئی وہ بالکل خلاف عقل تھی حاصل کلام یہ ہے کہ ان آیتوں سے پہلے کی آیۃ میں مظلوم کی مدد کا وعدہ فرما کر ان آیتوں میں قدرت کی چند نشانیوں سے وقت مقررہ پر اوس وعدہ کے ظہور کا جو یقین دلایا گیا تھا وہ ظہور بدر کی لڑائی کے وقت ایسا ہوا کہ مشرکین مکہ میں کے جن بڑے بڑے سرکش ظالموں نے ہجرت سے پہلے غریب مسلمانوں پر طرح طرح کا ظلم کیا تھا اس لڑائی میں وہ ظالم بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سرکش ظالموں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پا لیا صحیح بخاری کی انسؓ بن مالک کی روایۃ کے حوالہ سے بدر کی لڑائی کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جس اللہ نے وطن چھوڑنے والے مظلوم مسلمانوں سے

مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ بڑا صاحب قدرت ہے جب چاہتا ہے دن کی گھڑیاں بڑھا کر رات کی گھڑیاں گھٹا دیتا ہے اسی طرح جب چاہتا ہے دن کی گھڑیاں گھٹا کر رات کی گھڑیاں بڑھا دیتا ہے مظلوموں کی ہر وقت کی فریاد کو سنتا اور ظالموں کے ہر طرح کے ظلم کو دیکھتا ہے یہ اسواسطے ہے کہ وہ بڑا بادشاہ ہے کوئی چیز اسکے حکم سے باہر نہیں ہے یہ نادان مشرک ایسے بڑے صاحب قدرت کی تعظیم میں بتوں کو جو شریک کرتے ہیں مکہ کے قحط کے وقت ان بت پرستوں کو یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہو چکی ہے کہ ان بتوں کو یا جن کے نام کی یہ مورتیں ہیں انکو اللہ کے کارخانہ میں کسی کو کچھ دخل نہیں پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت بھی سب کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ وہ صاحب قدرت موسم کی تبدیلی سے ہر سال برسات میں آسمان سے مینہ کے برسنے کا حکم دیتا ہے جس سے تمام زمین سرسبز ہو جاتی ہے یہ سب تدبیریں اسکی اس لئے ہیں کہ وہ لوگوں کی ضرورتوں سے واقف اور اون ضرورتوں کی خبر رکھتا ہے پھر فرمایا جو کچھ آسمان و زمین میں ہے وہ سب اسکے حکم میں ہے اسواسطے اسکے کسی انتظام کو کوئی روک نہیں سکتا اسکو آسمان و زمین کی کسی چیز کی کچھ پروا نہیں اسلئے اسکے سب کام دوسروں کے فائدہ کے لئے اور قابل تعریف ہیں

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ

تونے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس میں دیا تمہارے جو کچھ ہے زمین میں اور کشتی چلتی دریا میں اسکے حکم سے اور تھام رکھتا ہے

السَّمَاءَ أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ

آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اسکے حکم سے مقرر اللہ لوگوں پر نرمی کرتا ہے مہربان

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں مثلاً مینہ کا موسم پر برسنا جس سے طرح طرح کی پیداوار کھیتوں اور باغات میں پیدا ہوتی ہے یہی مینہ اگر بے وقت برسے یا ضرورت سے زیادہ یا کم برسے تو کچھ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اولٹا نقصان ہوتا ہے اور اگر بالکل نہ برسے تو قحط پڑ جاتا ہے ان آیتوں میں فرمایا وہی مینہ کا پانی ندیوں اور دریاؤں میں جمع ہو جاتا ہے اور اس پانی میں کشتیاں چلتی ہیں اور اس ملک کی پیداوار اس ملک میں اور اس ملک کی اس ملک میں ان کشتیوں کے ذریعہ سے دریاؤں میں چلی جاتی ہے اسی طرح جانور جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں انکے ذریعہ سے طرح طرح کی تجارت خشکی میں ہوتی ہے آسمان جو اتنی بڑی چھت ہے اسکو بغیر ستونوں کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جو اللہ کی حفاظت اور اسکے حکم سے کھڑا ہے ایسے خالق کو چھوڑ کر لوگ سوا اسکے اوروں کی پرستش اور عبادت جو کرتے ہیں اللہ چاہے تو آسمان کو نیچے گرا دیوے کہ تمام دنیا کے لوگ دب کر مر جاویں یا مینہ ضرورت سے زیادہ برسا دیوے کہ تمام دنیا غرق ہو جاوے یا بالکل نہ برساوے کہ قحط سے سب آدمی اور جانور ہلاک ہو جاویں غرض جو سامان آدمی کی زیست اور راحت کے ہیں اگر وہ خالق ان سب سامانوں کو اپنی قدرت سے ایک اندازہ پر نہ رکھے تو یہی سامان انسان اور دنیا کی ہلاکت کا سبب قرار پا سکتے ہیں ان نشانیوں کو ذکر فرما کر پھر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان اور شفیق ہے باوجود اس کے کہ انسان خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرتا ہے خدا کو خدا کے عذاب کو بھول کر طرح طرح کے گناہ کرتا ہے اسپر بھی اللہ تعالیٰ انسان کی راحت کے سامان میں کچھ فرق نہیں ڈالتا بلکہ جسطرح شفیق آقا اپنے فرمانبردار غلام کی پرورش میں لگا رہتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ اس نافرمان غلام انسان کو پالتا اور پرورش کرتا ہے پھر فرمایا کہ انسان بڑا ناشکر ہے کہ نہ اس نے اس بات کی شکر گزاری کی کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی آرام و راحت کے کیا کیا سامان پیدا کئے ہیں نہ اس بات کی شکر گزاری کی کہ باوجود نافرمانی کے

اللہ تعالیٰ نے ادمان کی راحت کے ادن سامانون کو بدستور جاری اور قائم رکھا ہی صحیحین مسند امام احمد حنبل وغیرہ کے حوالہ سے حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ بردبار کوئی نہیں ہے یہ لوگ اسکی نافرمانی کرتے ہین اور وہ انکو تندرستی اور رزق دیتا ہے اور انکی ہر طرح کی بلا کو ٹالتا ہے نافرمان لوگون پر جلدی سے کوئی آفت جو نہین آتی یہ حدیث گویا اسکی تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نافرمان لوگون کے کام اگرچہ اللہ کی مرضی کے موافق نہین ہین لیکن یہ اللہ کی بردباری ہے کہ اس نے ان نافرمان لوگون کو ڈھیل دے رکھی ہی جلدی سے کوئی آفت ان پر نازل نہین فرماتا۔

وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ

اور اسنے تمکو جلایا پھر مارتا ہے پھر جلا دے گا بیشک انسان ناشکر ہے

اوپر انسان کی ضرورت کی چیزون کے پیدا کرنے کا احسان جتلایا جاکر اس آیۃ مین خود انسان کے پیدا کرنے کا احسان جتلایا گیا ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہی کہ انسان کی کچھ ہستی نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اسکو نیست سے ہست کیا اسکی سب ضرورت کی چیزون کو پیدا کیا انسان کی عمر کی ایک تعداد مقرر کی جسکے پورے ہوجانے کے بعد ہر شخص مرجاویگا اور پھر وقت مقررہ پر سزا و جزا کے لئے ہر شخص کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا کہ دنیا کا پیدا کرنا ٹھکانے لگے لیکن انسان ایسا ناشکرا ہے کہ اللہ کے ان سب احسانات کو بھول کر اللہ کی تعظیم مین ایسے غیرون کو شریک کرتا ہے کہ نہ ان لوگون نے انسان کو پیدا کیا نہ انسان کی کسی ضرورت کی چیز کو پیدا کیا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ تہجد کی نماز مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ کھڑے رہنے سے آپکے پاؤن سوج جاتے تھے لوگون نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہین پھر آپ عبادت مین اتنی کوشش کیون کرتے ہین آپنے فرمایا کیا مین اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر یہ ادا نہ کرون صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث بھی گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس طرح پیدا کیا کہ اسمین کوئی اللہ کا شریک نہین اس لئے انسان پر خالص دل سے اکیلے اللہ کی تعظیم واجب ہے جو لوگ اللہ کی عبادت مین دوسرون کو شریک کرتے ہین ادن سے بڑھکر دنیا مین کوئی گناہ گار نہین ان حدیثون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ہر شخص پر خالص دل سے اکیلے اللہ کی عبادت واجب ہے جو لوگ اس واجب مین خلل ڈالتے ہین انسے بڑھکر دنیا مین کوئی گنہ گار نہین۔

لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى

ہر فرقے کو ہمنے ٹھیرادی ہے ایک راہ بندگی کی کہ وہ اسی طرح کرتے ہین۔ بندگی سوجا ہیے تجھسے جھگڑا نکرین اس کام مین اور تو بلائے جا اپنے رب کیطرف

مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِن جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

راہ پر سوجھا اور اگر تجھسے جھگڑنے لگین تو تو کہہ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ چکوتی کریگا تم مین قیامت کے دن جس چیز مین تم کئی راہ تھے

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ

کیا تجکو معلوم نہین کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین یہ ہے لکھا کتاب مین یہ اللہ پر آسان ہے

چند مشرکون نے صحابہ سے جھگڑا کیا تھا کہ تم اپنے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کھاتے ہو اور اللہ کا مارا ہوا جانور نہین کھاتے اسپر اللہ تعالیٰ

منزل ۴

نے یہ آیتین نازل فرمائین مفسرین نے ان آیتون کے معنے دو طرح بیان کئے ہیں ایک معنے تو یہ ہیں کہ ہر زمانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک شریعت قائم کی ہے کبھی شریعت موسوی ہے اور کبھی عیسوی اور کبھی محمدی اپنے اپنے زمانہ مین ہر شریعت حق اور اللہ کی بھیجی ہوئی ایک شریعت ہے ایک شریعت کا حکم پکڑ کر دوسری شریعت کے حکم مین حجت کرنا ٹھیک نہین ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ کے علم مین نیک و بد چھٹ چکے ہین اس لئے ہر ایک گروہ اپنی تقدیری خو اور عادت پر اڑا ہوا ہے غرض اس دوسرے معنے مین اللہ کے علم غیب کا اور اللہ کے اُس علم غیب کے موافق جو کچھ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے قرار پایا ہے اُسکا ذکر ہے اسی کو تقدیر کہتے ہین آگے کی آیتون مین یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق لوح محفوظ مین سب کچھ لکھا ہوا ہے اس لئے دوسرے معنے قرآن کے مطالب کے موافق ہین یہ تقدیر الٰہی اور علم الٰہی کا مسئلہ ایسا مشکل ہے کہ اس مین بہت لوگ بہک گئے ہین اور طرح طرح کی غلطی مین پڑ گئے ہین چنانچہ فلسفی لوگ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں ہے اور اپنے اس قول پر دلیل اونھون نے یہ پیش کی ہے کہ جزئی چیزین بدلتی رہتی ہین مثلاً کبھی زید بھوکا ہے کبھی پیاسا ہے کبھی بچپنے کی حالت مین ہے کبھی بڑھاپے کی حالت مین اگر زید کی ان سب حالتون کا علم اللہ تعالیٰ کو ہوگا تو اللہ تعالیٰ کا علم بھی ہمیشہ گویا بدلتا رہے گا کیونکہ عالم کی حالت کے بدلنے سے عالم کی حالت بھی بدل جاتی ہے علماء اسلام نے بہت آیتون اور حدیثون سے فلسفیون کی عقلی دلیلون کو غلط ٹھرایا ہے اور عقلی جواب بھی دئے ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہر جزی حالت کو پیدا کرنے سے پہلے جانکر لوح محفوظ مین لکھہ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت یہ کہنا کہ علم کی حالت بدلنے سے عالم کی حالت بھی بدل جاتی ہے بالکل غلط ہے کس لئے کہ علم کی حالت بدلنے سے اُس عالم کی حالت بدل جاتی ہے جو عالم اوس حالت کو پہلے سے نہ جانتا ہو اللہ تعالیٰ کا علم ایسا نہین ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح ایک گھڑی ساز ایک گھڑی کی عمر اور طرح طرح کی گھڑی کی حالت کو پہلے سے ذہن مین رکھکر ایک گھڑی بنا دے اب اُس گھڑی کے تیار ہونے کے بعد اُس گھڑی کی جس قدر حالتین بدلین گی اُنسے اُس گھڑی ساز کی حالت اُس کے علم کی حالت کچھہ نہ بدلیگی اُس نے اون سب حالتون کو پہلے ہی سے جان لیا ہے ہان سوا اُس گھڑی ساز کے اور لوگ جو اُس گھڑی کا حال پہلے سے نہیں جانتے اُس گھڑی کے نئے حال کے جاننے سے اُنکے علم کی حالت اور خود اُنکی حالت بدلیگی اب اس مثال مین گھڑی ساز کے علم کی حالت اور اور لوگون کی حالت کو ایک بتلانا جسطرح غلط ہے اسی طرح فلسفی لوگون نے مخلوق کے علم کی حالت اور خالق کے علم کی حالت کو غلطی سے ایک جان کر ایک حالت کو دوسری حالت پر جو قیاس کیا ہے وہ بالکل غلط ہے یہ تو علم الٰہی مین فلسفی لوگون نے جو غلطی کی ہے اُسکا ذکر ہوا اب تقدیر کے مسئلہ مین جبریہ اور قدریہ دونون فرقون نے غلطی کی ہے قدریہ لوگون مین دو گروہ ہیں ایک گروہ تو تقدیر کو بالکل نہین مانتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ پہلے سے اللہ تعالیٰ نے کچھہ نہین لکھا بلکہ اب جو کچھہ نیک و بد دنیا مین ہوتا ہے وہ بغیر اللہ کے پہلے سے لکھنے کے خود بندہ کر لیتا ہے دوسرا گروہ نیکی کو خدا کی تقدیر کا فعل تبلاتا ہے اور بدی کو بندہ کا فعل کہتا ہے یہ عقیدہ پارسی لوگون کے عقیدہ کے موافق ہے اسی واسطے قدریون کے اس گروہ کو اس امت کے مجوس کہتے ہیں جبریہ فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ کو اپنے فعل مین کچھہ دخل نہین ہے بلکہ وہ بمنزلہ ایک پتھر کے ہے جو کچھہ نیک و بد کام بندہ کرتا ہے وہ خود خدا کرتا ہے اہل سنت کا عقیدہ

منزل ۴

یہ ہی کہ دنیا مین امتحان کیلئے نیک و بد سب کچھ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے اور بندہ کو ہر طرح کے فعل کا مختار کیا ہی جیسا کچھ بندہ کریگا ویسا ہی پھل پاویگا اور علمائے اہل سنت نے جبریہ اور قدریہ دونون مذہب کے لوگون کی غلطیان حدیث کی شرحون اور عقائد کی کتابون مین نقلی اور عقلی دلیلو نسے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی ہین یہان اُنکے بیان کرنے کی گنجائش نہین ہے حاصل مطلب یہ ہی کہ حج اور عمرہ کی قربانی کے وقت اور روزمرہ جانورون کے ذبح کے وقت جو لوگ مردار جانورون کا گوشت جائز ٹھہرانے کے لئے یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ مسلمان غلطی پر ہیں جو اللہ کے مارے ہوئے جانور کا گوشت نہین کھاتے اور اپنے ہاتھ کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھاتے ہین ان لوگون کی ایسی حجتین پیش کرنے کا سبب یہی ہی کہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق ہر فرقہ کا طریقہ لوح محفوظ مین لکھا جا چکا ہے اُسی کے موافق دنیا مین ہر فرقہ کا طریقہ پایا جاتا ہے اسواسطے اے رسول اللہ کے تم ان لوگون کو ذبح کے باب مین اللہ کا حکم سنادو کیونکہ جس طریقہ پر تم ہو وہ اللہ کا بتلایا ہوا سیدھا راستہ ہے اور جس طریقہ پر یہ لوگ ہیں وہ بے سند طریقہ ہے اسپر بھی جو لوگ جھگڑے سے باز نہ آوین تو ان لوگون سے کہہ دیا جاوے کہ ہمارا تمہارا فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالی کے روبرو ہو کر اُس فیصلہ کے بعد حق و ناحق ہر ایک کو معلوم ہو جاویگا ان ذالک علی اللہ یسیر اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگونکو غیب کا علم نہیں ہے اسواسطے دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے تمام دنیا کا قیامت تک کے حال کا لوح محفوظ مین لکھا جانا انکو مشکل معلوم ہوتا ہے اللہ تعالی کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہین ہی اسلئے دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے تمام دنیا کا حال لوح محفوظ مین لکھہ دینا اُسکے نزدیک آسان ہی صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالی نے تمام دنیا کا حال لوح محفوظ مین لکھہ لیا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہی کہ دنیا کے پیدا ہونیسے کسقدر مدت پہلے تمام دنیا کا حال لوح محفوظ مین لکھا گیا ہے

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝

اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا جسکی سند نہیں اوتاری اُسنے اور جسکی خبر نہیں انکو اور بے انصافونکا کوئی نہین مددگار

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ

اور جب سنائے انکو ہماری آیتین صاف تو پہچانے منکروں کے منہ پر بری شکل نزدیک ہوتے ہیں کہ دوڑ پڑین انپر جو

يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

پڑھتے ہیں انکے پاس ہماری آیتین تو کہہ مین تم کو بتاؤن ایک چیز اُس سے بری وہ آگ ہے اُسکا وعدہ دیا ہے اللہ نے منکروں کو اور بہت بری ہے

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق ہر فرقہ کا طریقہ لوح محفوظ مین لکھا جا چکا ہے اُسی کے موافق ہر فرقہ کا طریقہ دنیا مین پایا جاتا ہی اس بات کو پورا کرنے کیلئے ان آیتون مین مشرکین مکہ کے غلط طریقہ کا حال بیان فرمایا کہ یہ لوگ رات دن بت پرستی میں لگے ہوئے ہیں اور اپنے آپکو شریعت ابراہیمی پر کہتے ہیں حالانکہ شریعت ابراہیمی تو درکنار دنیا بھر کی تمام شریعتون مین کہین بت پرستی کی کوئی سند نہین ہے پھر فرمایا بت پرستی کے جائز ہونے پر کوئی سند نقلی موجود نہ ہونے کے علاوہ ان لوگون کے پاس کوئی عقلی سند بھی بتون کے معبود ٹھہرانے کی نہین ہے کیونکہ یہ بت تو پتھر کی مورتین ہیں ان مین نہ بولنے چالنے کی طاقت ہے نہ اپنی پوجا کرانے کی خواہش ایسے

وہ لوگ جنکی شکل کی یہ مورتین ہین وہ ان مشرکون کی صورت سے بیزار ہین اس لئے ان ظالم بت پرستون کا دنیا اور عقبی مین کوئی یار و مددگار نہین آگے فرمایا کہ اللہ کے علم غیب کے مواقق ان مین جو لوگ گمراہ ٹھہر چکے ہین انکا حال ہی کہ جب انکو بت پرستی کی مذمت کی آیتین سنائی جاتی ہین تو غصہ سے انکے چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے اور بتون کی مذمت کی آیتین سنانے والو پر حملہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہین اسے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ اس سے بھی زیادہ غصہ اور چہرہ کا رنگ بدل جانے کی چیز دوزخ کی وہ آگ ہے جس مین جھونکنے کا وعدہ اللہ تعالی نے ایسے منکر شریعت لوگونسے کیا ہے اور یہ خوب یاد رہے کہ ایسے لوگون کے حق مین دوزخ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے صحیح بخاری و مسلم مین انس بن مالک سے اور فقط بخاری ترمذی وغیرہ مین ابوذر سے جو روایتین ہین اون مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو حال مجکو معلوم ہے اگر وہ پورا حال لوگونکو معلوم ہو جاوے تو لوگ بستی اور بال بچون کو چھوڑ کر جنگل مین نکل جاوین اور سوائے رونے کے اور کچھ کام اون کو نہ رہے دوزخ کے بہت ہی برا ٹھکانا ہونے کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا

لوگو ایک کہاوت کہی ہے اسکو کان رکھو جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکین

ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ

ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہون اور اگر کچھ چھین لے انسے مکھی چھڑا نہ سکین وہ اس سے بودا ہے چاہنے والا

الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝

اور جنکو چاہتا ہے اللہ کی قدر نہیں سمجھے جیسے اسکی قدر ہے بیشک اللہ زوراور ہے زبردست

منزل ۴

اوپر ذکر تھا کہ جب ان بت پرستون کو بتون کی مذمت کی آیتین سنائی جاتی ہین تو اون آیتون کے سنانے والے مسلمانو پر یہ مشرک حملہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہین ان آیتون مین مشرکون کے قائل کرنے کے لئے فرمایا کہ یہ مشرک جن بتون کی مذمت سے ایسے چڑ جاتے ہین آخر وہ بت اپنے پوجا کرنے والون کی کیا مدد کر سکتے ہین وہ تو ایسے عاجز ہین کہ تمام دنیا کے بت بھی جمع ہو جاوین تو اللہ کی مخلوقات مین کی ایک ادنی چیز مکھی کو بھی نہین پیدا کر سکتے بلکہ مکھی کا پیدا کرنا تو درکنار یہ بت پرست زعفران پانی مین گھول کر خوشبو کے لئے اون بتون پر جو مل دیتے ہین اور مکھیان اوسکو چاٹتا اور اسکے ریزے منہ مین لیکر اڑنا شروع کر دیتی ہین تو یہ بت اون ریزون کو بھی مکھی کے مونھہ سے نہین چھڑا سکتے اسواسطے اگرچہ مکھی اللہ کی ایک ناچیز اور عاجز مخلوق ہے لیکن یہ بت تو ایسے عاجز ہین کہ ایک مکھی کا بھی مقابلہ نہین کر سکتے رہی یہ بات کہ جن نیکون کی شکل کی یہ پتھر کی مورتین ہین عقبی مین وہ نیک لوگ ان مورت پرستونکے کچھ کام نہ آوین گے یہ تو ان مشرکون کو پہلے ہی سمجھا دیا گیا ہے کہ قیامت کے دن وہ نیک لوگ ان مشرکونکی صورت سے بیزار ہو جاوینگے ما قدروا اللہ حق قدرہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ لوگ ایسی عاجز چیزون کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہین تو اللہ کی قدرت کے پہچاننے سے ایسے لوگ بالکل بے بہرہ ہین ان اللہ لقوی عزیز اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مشرک اللہ کے علم غیب مین گمراہ اور دوزخی ٹھہر چکے ہین

وہ ایسی ہی بدحواسی کی باتین کرتے ہین کہ اللہ جیسے زبردست معبود کو چھوڑ کر خیالی چیزون کی پوجا کو اچھا جانتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے علم غیب مین دوزخی قرار پا چکے ہین انکو برے کام آسان اور اچھے معلوم ہوتے ہین حدیث کے اس ٹکڑے سے آیتون کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ مین سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخی ٹھہر چکے اگرچہ قرآن کی کھلی کھلی مثالون سے انکو بت پرستی کی برائی سمجھائی گئی لیکن مرتے دم وہ لوگ بت پرستی کو ہی اچھا جانتے رہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتون مین پیغام پہنچانے والے اور آدمیون مین اللہ سنتا ہے دیکھتا جانتا ہے جو انکے

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

آگے اور جو انکے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی

سورہ الزخرف مین آویگا کہ اکثر مشرکین مکہ جب یہ سمجھ گئے کہ جس طریقہ پر وہ لوگ ہین ملت ابراہیمی سے وہ طریقہ بالکل برخلاف ہے تو ان لوگون نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہم لوگ مالدار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنگدست ہین اسواسطے مکہ کے ولید بن مغیرہ یا طائف کے عمرو بن مسعود جیسے مالدار شخص کو ہم اپنا رسول بنانا اور اس سے ملت ابراہیمی کو سیکھنا چاہتے ہین مشرکین مکہ کی اس بات کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورہ الزخرف مین تفصیل سے دیا ہے اور یہان مختصر طور پر اتنا ہی جواب دیا ہے کہ جسطرح یہ لوگ اللہ کی قدرت کے پہچاننے سے بے بہرہ ہین اسی طرح اللہ کی حکمت کا علم ان لوگون کو نہین ہے اللہ تعالیٰ نے جسکو چاہا اپنی حکمت کے موافق فرشتون اور بنی آدم مین سے رسول بنایا ان لوگون کو اللہ تعالیٰ کی حکمت کا نہ کچھ بھید معلوم ہے نہ انکو اللہ تعالیٰ کی حکمت مین دخل دینے کا کچھ حق حاصل ہے صحیح مسلم مین جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مری ہوئی بکری کو پڑا ہوا دیکھکر فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے مال متاع کی قدر اس بکری سے بھی کم ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ فقط مالداری کے سبب سے ولید بن مغیرہ اور عمرو ابن مسعود کو مشرکین مکہ قابل نبوت جو خیال کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشرکین مکہ کا یہ خیال غلط تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کی مالداری کچھ قابل قدر چیز نہین ہے ان اللہ سمیع بصیر اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول کو تنگدست خیال کرکے یہ مشرک لوگ اللہ کے رسول کی شان مین جو باتین بناتے ہین وہ اللہ سب سنتا ہے اور اللہ کے رسول ان باتون پر صبر جو کرتے ہین اسکو بھی اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے آگے فرمایا سب چیزین اللہ کی پیدا کی ہوئی ہین اس لئے کسی کا حاضر و غائب کوئی حال اللہ کے علم سے باہر نہین ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو شاید تم بھلا پاؤ

صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت کوئی آدمی سجدہ کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور روکر یہ کہتا ہے کہ افسوس انسان کو سجدہ کا حکم ہوا اور اسنے اوس حکم کی تعمیل کی اس سبب سے وہ جنت کا مستحق ٹھہرا اور

منزل ۴

مجھکو سجدہ کا حکم ہوا مین نے اوس حکم کی نافرمانی کی اس سبب سے مین دوزخ کے قابل ٹھہرا اگرچہ بعضے علماء نے اس سورت مین دو سجدے ہونے کے باب مین اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سورت مین ایک ہی سجدہ ہے لیکن مسند امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ کی روایتون مین خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سورت مین دو سجدے ہونے کی صراحت آچکی ہے لیکن اس باب مین عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عقبہ بن عامر کی روایتون کے سوا اور کوئی روایۃ نہیں ہے اور ان دونون روایتون کی سند کو علماء نے ضعیف قرار دیا ہے اچھے کامون مین لگے رہنا اور برے کامون سے بچنا بھلائی مین یہ سب داخل ہے۔

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ

اور محنت کرو اللہ کے واسطے جو چاہیے اسکی محنت اسنے تم کو پسند کیا اور نہین رکھی تمپر دین مین

حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ

کچھ مشکل دین تمہارے باپ ابراہیم کا اسنے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلے سے اور اس قرآن مین

الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا

تا رسول ہو بتانے والا تمپر اور تم ہو بتانے والے لوگونپر سو کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو

الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

زکوۃ اور گہہ پکڑو اللہ کو وہ تمہارا صاحب ہے سو خوب صاحب ہے اور خوب مددگار

ع ۱۰ / ۱۷ منزل ۴

جہاد کے معنے محنت مشقت کے ہین خواہ وہ محنت مشقت دین کی لڑائی مین ہو یا دین کے اور کامون مین ہو صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدری کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضعف اسلام کے سبب سے جہان مسلمانون کو ہاتھ سے دین کی لڑائی کے لڑنے اور خلاف شریعت بات کے مٹانے کی قوت نہو تو زبانی نصیحت سے خلاف شریعت بات کو مٹانے کی کوشش کیا کرے اگر یہ قوت بھی نہو تو ایماندار شخص کیلئے یہ ضعیف درجہ ایمان کا ہے کہ اس خلاف شریعت بات کو دلسے برا جانے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ اس ضعف اسلام کے زمانہ مین زبانی وعظ نصیحت کی محنت و مشقت کا بار اٹھانا بھی بڑا جہاد ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ امت محمدیہ کے دیندار لوگو اللہ تعالی نے اس آخری آسان شریعت پر عمل کرنیکے لئے تمکو پسند کیا ہے اسلیئے اس شریعت کی پابندی خوب محنت و مشقت سے کرو پچھلی شریعتون مین بعضی باتین سخت تھین مثلاً پچیس روپے سینکڑا زکوۃ یا نماز کیلئے خاص جگہ کا مقرر ہونا۔ اس شریعت مین زکوۃ فقط ڈھائی روپے سینکڑا ہے اور جہان پاک زمین ملجائے وہان نماز ہو جاتی ہے اسی واسطے فرمایا اس دین مین کسی طرح کی تنگی نہین ہے شریعت ابراہیمی اور شریعت محمدی کے اکثر مسئلے ملتے جلتے ہین اس لئے فرمایا یہ شریعت ملت ابراہیمی کی مانند ہے ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنانیکے وقت الہام الٰہی کے موافق اپنی اولاد مین ایک رسول اور فرمانبردار امت کے پیدا ہونیکی جو دعا کی تھی اسکا ذکر سورہ بقر مین گزر چکا ہے اسکو فرمایا کہ قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بھی اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا مین امت محمدیہ کا نام امت مسلمہ قرار دیا اور پھر قرآن مین بھی ان لوگونکا یہی نام جگہ جگہ لیا گیا ہی مسند امام

احمد صحیح بخاری ترمذی وغیرہ کی روایتون کے حوالہ سے سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ سوائے امت محمدیہ کے اور نبیون کی امتین اپنے نبیون کو قیامت کے دن اللہ تعالی کے روبرو جھٹلاوین گے اور یہ کہین گی کہ یا اللہ ہم کو کسی نبی نے تیرا کوئی حکم نہین پونہچایا اس پر امت محمد کے نیک لوگ یہ کہوین گے کہ یا اللہ تو نے ہمارے نبی آخر الزمان پر جو قرآن اوتارا تھا اسمین پہلے نبیون اور پہلی امتون کا سب ذکر ہے اسواسطے ہم گواہی دیتے ہیں کہ سب نبیون نے اپنی اپنی امتونکو تیرا حکم پونہچادیا اسکے بعد خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے حوالہ سے اپنی امت کی گواہی کی تائید فرماوین گے اگرچہ اللہ تعالی عالم الغیب ہے اسکے علم سے کوئی بات باہر نہیں ہے لیکن اللہ کے رسولون کو جھٹلانے والے لوگون کو اس گواہی سے قیامت کے دن قائل کیا جاویگا جس گواہی کا ذکر اس آیۃ مین اور اسکی تفسیر ان روایتون مین ہے اس تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ اے امۃ محمدیہ کے دیندار لوگو تم کو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور قرآن کے پیرو اسواسطے بنایا گیا ہے کہ قیامت کے دن تمکو ایک خاص گواہی کے ادا کرنیکی عزت تمام اہل محشر کے روبرو دی جاویگی آخر کو فرمایا اس عزت کے حاصل کرنیکا طریقہ یہی ہے کہ تم نماز و زکوۃ اور آئندہ جو احکام نازل ہون اون کے پورے پابند رہو اور اسی دین کی پابندی پر خاتمہ بخیر ہونے کا اللہ پر بھروسہ رکھو کیونکہ ہر حال مین انسان کا اللہ ہی حامی و مددگار ہے اسکی مدد کے بغیر نہ انسان سے کوئی نیک کام ہو سکتا ہے نہ مرتے دم تک کسی نیک حالت پر انسان قائم رہ سکتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ رضہ کی روایۃ اس تفسیر مین ذکر کی گئی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے رسول کی جان پہچان کے کچھ لوگون کو فرشتے حوض کوثر سے گھسیٹ کر دوزخ مین لیجاوینگے یہ حالت دیکھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہوین گے یہ لوگ تو میرے صحابا مین سے ہین وہ فرشتے جواب دیوین گے آپکے بعد مرتے دم تک یہ لوگ نیک حالت پر نہین رہے اس نبوت کے دور ہو جانے کے زمانہ مین مرتے دم تک نیک حالت پر قائم رہنے کی دعا جس قدر ہر مسلمان کو ضروری ہے اس کا حال اس حدیث سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے۔

سورة المؤمنون مكية وهي مائة وثمان عشرة آية وست ركوعات

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝

کام نکال گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں نوے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے

وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ

اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جو شہوت کی جگہ تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا

مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝

اپنے ہاتھ کے مال پر سو ان پر نہیں الاہنا پھر جو کوئی ڈھونڈے اسکے سوائے سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ

اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں اور جو اپنی نمازوں سے خبردار ہیں وہی ہیں

هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

میراث لینے والے جو میراث پاوینگے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے وہ اسی میں رہ پڑے

مسند امام احمد بن حنبل ترمذی نسائی او مستدرک حاکم میں حضرت عمرؓ سے صحیح روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس سورت کے شروع کی یہ دس آیتیں جب نازل ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی جس دعا کا حاصل یہ ہے کہ یا اللہ اپنی نعمت کو روز بروز ہمپر بڑھا اور اپنی نعمت سے ہمکو محروم نہ رکھ اور اپنی رضامندی کے کام ہم سے لے اور پھر آپ نے ان آیتوں کو پڑھکر فرمایا جو کوئی ان دس آیتوں کے موافق عمل کریگا بلاشبہ جنت میں داخل ہوگا حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور صحابہ نے ان آیتوں کی جو تفسیر کی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آدمی کا ایمان مضبوط ہونا چاہیئے اور نماز پڑھتے وقت ادہر ادہر نظر نہ ڈالنی چاہیئے بلکہ سجدہ کی جگہ پر نظر جمی رکھنی چاہیئے صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھنے میں ادہر ادہر دیکھتا ہے اوسکی نماز میں شیطان کا ساجھا رہتا ہے معتبر سند سے ترمذی اور نسائی میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے جسمیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والا شخص جب تک ادہر ادہر نظر نہیں ڈالتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کیطرف متوجہ رہتا ہے نماز کے ذکر کے بعد بیہودہ کلام سے کنارہ ہونے کی آدمی کو تاکید فرمائی ہے زکوٰۃ کے ادا کرنے میں چستی چاہیئے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے کسی غیر عورت پر نگاہ نہیں ڈالنی چاہیئے امانت اور عہد کا پاس رکھنا چاہیئے روزہ اور حج ہجرت کے بعد کے فرض ہیں اس لیے اس مکی سورت میں ان دونوں فرضوں کا ذکر نہیں ہے غرض یہ خصلتیں جس شخص میں ہوں اسکو فرمایا کہ وہ جنتی ہے قرآن شریف میں جگہ جگہ جنتی لوگوں کو جنت کا وارث جو فرمایا ہے اسکا تفسیر

ابوہریرہؓ کی صحیح روایت سے یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لیے جنت اور دوزخ دونوں جگہ مکان بنائے ہیں شرک اور گناہگاری سبب
جو لوگ جنت سے محروم رہ کر ہمیشہ دوزخ میں رہنے کی سزا پاوینگے اُن کے نام کے جنت میں جو مکان لاوارث خالی پڑے رہ جاوینگے اُن کے
وارث یہی اچھے لوگ ٹھہرینگے اس لیے اچھے لوگوں کو جنت کا وارث ٹھہرایا صحیح سند سے مسند امام احمد میں حضرت عائشہؓ کی
ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قبر میں منکر نکیر کے سوال کے بعد اچھے لوگوں کو دوزخ دکھا کر یہ کہا جاتا ہے کہ اس بُرے ٹھکانے سے اللہ
نے تم کو محفوظ رکھا اور بُرے لوگوں کو جنت دکھا کر یہ کہا جاتا ہے کہ ایسے اچھے اور عمدہ ٹھکانے سے تم محروم رہے اس حدیث سے بھی
ہر ایک شخص کے لیے جنت اور دوزخ دونوں جگہ میں ٹھکانے کا ہونا ثابت ہوتا ہے بعضے مفسروں نے یہ شبہ پیدا کیا ہے کہ ان آیتوں
میں نماز کا ذکر دو دفعہ آیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ ایک جگہ نماز کے ارکان کو پورے طور پر ادا کرنے کا ذکر ہے اور دوسری جگہ نماز کو وقت
پڑھنے کا ذکر ہے ایک بات کا مکرر دو دفعہ نہیں ہے مستدرک حاکم مسند سعید بن منصور تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن مردویہ میں ابوہریرہؓ سے صحیح روایت ہے
جس کا حاصل یہ ہے کہ پہلے آنحضرتؐ اور صحابہ نماز پڑھنے کے وقت کبھی آسمان کی طرف اور کبھی اودھر اودھر دیکھا کرتے تھے جب یہ آیتیں اتریں
تو نیچے نگاہ رکھنے لگے نوے کے معنی نیچے کے ہیں ترجمہ میں خاشعون کا ترجمہ نوے ہو جو کیا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ نماز پڑھتے وقت ان کی
نگاہ نیچے رہتی ہے وہ اودھر اودھر نظر نہیں ڈالتے صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے امانت میں خیانت کرنے اور عہد پر قائم نہ رہنے کو منافق کی نشانی فرمایا ہے اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب
ہوا کہ ان پکے ایماندار لوگوں میں منافقوں کی سی عادتیں نہیں ہیں صحیح مسلم میں ابو سعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ سے روایتیں ہیں جن کا
حاصل یہ ہے کہ اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے کے بعد فرشتے ان کو حکم سنادیں گے کہ اب تم ہمیشہ اسی عیش و آرام میں رہو
گے نہ کبھی بیمار پڑوگے نہ موت کا صدمہ ہوگا یہ حدیث ہم فیہا خالدون کی گویا تفسیر ہے علما اس بات کے قائل ہیں کہ زکوٰۃ
کا حکم مکہ میں نازل ہوا ہے اور اس کے وصول کا انتظام ۔۔۔ مدینہ میں آنے کے بعد کیا گیا۔ ان مکی آیتوں میں زکوٰۃ
کا جو ذکر آیا ہے۔ اس سے ان علماء کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا

اور بنایا ہے آدمی چُن لی مٹی سے پھر رکھا اسکو بوند کر کر ایک جمے ٹھہراؤ میں پھر بنائی

النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ

اس بوند سے پھٹکی پھر بنائی اس پھٹکی سے بوٹی پھر بنائی اُس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا ان ہڈیوں پر گوشت پھر

أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ

اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا پھر تم اسکے پیچھے مر گئے پھر تم

يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ

قیامت کے دن کھڑے کیے جاؤ گے اور ہم نے بنائی ہیں تمہارے اوپر سات راہیں اور ہم نہیں ہیں خلق سے بے خبر

ابو داؤد ترمذی کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی روایت جس روایت کو ابن حبان نے صحیح بتلایا ہے اوپر گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی مٹی ساری زمین سے ہر طرح کی اچھی بری سخت نرم سب لی تھی اسی تاثیر سے مختلف مزاج مختلف عادت کے انسان اولاد آدم میں پیدا ہوئے اور قیامت تک پیدا ہونگے غرض اب دیکھنے میں اگرچہ آدمی کی پیدائش نطفہ سے ہے لیکن اوس کی پیدائش میں مٹی کا اثر بھی ہے جو حضرت آدم سے لیکر قیامت تک سلسلہ بہ سلسلہ چلا آتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ میں انسان کی پیدائش کی اصل مٹی اور منی دونوں چیزیں فرمائی ہیں ترمذی نسائی مسند بزار صحیح ابن حبان میں جو حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایۃ ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی مٹی لیکر اوس کا خمیر کیا پھر پتلا بنا کر چھوڑ دیا یہان تک کہ اوس پتلے کی مٹی خوب سوکھ کر کھن کھن بولنے لگی جب اسمین روح پھونکی پہلے پہل روح حضرت آدم کی آنکھوں اور ناک کے نتھنوں میں آئی جس سے حضرت آدم کو چھینک آئی اور انھوں نے الحمد اللہ کہا اور خود اللہ تعالیٰ نے یرحمک اللہ فرمایا روح پھونکنے سے پہلے اوس پتلے کو شیطان نے دیکھکر کہا کرتا تھا کہ یہ پتلا کسی بڑے کام کے لئے بنایا گیا ہے ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے صحیح مسلم میں حضرت انس رضہ سے روایۃ ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ پتلے کو اندر سے خالی دیکھکر شیطان یہ بھی کہا کرتا تھا کہ اگر اس پتلے میں جان پڑی تو اسکے پیٹ میں بات نہ ٹھہریگی صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ کی جو روایۃ ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ عورتوں کو خوش اخلاقی سے رکھنا چاہئے عورتوں کے مزاج میں ایک طرح کی کجی اس سبب سے ہے کہ عورت کی پیدائش پسلی سے ہے اور پسلی کی ہڈی ٹیڑھی ہوتی ہے سیرۃ ابن اسحاق کی روایت اور روایتوں میں اس حدیث کی صراحت یون آئی ہے کہ حضرت آدم کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے حضرت آدم کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش ہوئی اب حضرت آدم اور حضرت حوا کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے دنیا عالم اسباب میں انسان کی پیدائش کا یہ سبب ٹھہرا دیا ہے کہ عورت اور مرد میں مباشرت ہو کر دونوں کے نطفے سے انسان کی نسل بڑھی صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ کی روایۃ کا حاصل یہ ہے کہ نطفہ چالیس روز تک عورت کے رحم میں رہکر جما ہوا خون ہو جاتا ہے پھر اوس خون کا گوشت بن جاتا ہے اور ہڈیان اسی گوشت سے بنکر اون ہڈیوں پر گوشت کا غلاف چڑھا دیا جاتا ہے اور پتلا تیار ہو جاتا ہے غرض چار ساڑھے چار مہینے میں یہ سب کچھ ہو کر پتلے میں اللہ کے حکم سے جان پڑ جاتی ہے اور رحم پر جو فرشتہ تعینات ہے اسکو اوس پتلے کی عمر رزق نیک و بد لکھنے کا اللہ کا حکم جسطرح ہوتا ہے وہ فرشتہ اسکے موافق لکھ لیتا ہے اس آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے اس عادتی سبب نطفہ سے جو انسان پیدا ہوتے ہیں انکا اور حضرت آدم اور حوا بغیر اس سبب عادتی کے پیدا ہوئے تھے اون دونوں کا ذکر فرمایا ہے تاکہ حشر میں کسی کو شک نہ رہے اور سمجھنے والا سمجھ لیوے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کسی طرح کی پیدائش باہر نہیں ہے اس آیۃ اور صحیح حدیثوں سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ انسان کی پیدائش نطفہ سے ہے تو اسکے مخالف اہل تشریح نے محض عقل سے یہ جو کہا ہے کہ مرد کے نطفہ کو بچہ کی پیدائش میں کچھ زیادہ دخل نہین ہے بچہ تو حیض کے خون سے بنتا ہے اور پیدا ہوتا ہے مرد کا نطفہ ایک ضامن ہے جو عورت کی منی کو جما دیتا ہے وہ ایک غلط قول ہے کیونکہ ایسی غیب کی باتین محض عقل و قیاس سے صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکتی ہیں صحیح وہی ہے جو خود خالق انسان نے اور خالق کے رسول صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عمر رضہ سے جو روایۃ ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب یہ ولقد خلقنا الانسان

منزل

پیدائش کی آیۃ نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ کی زبان سے نکلا فتبارک اللہ احسن الخالقین یہ ٹکڑا آخر آیۃ کا اللہ تعالیٰ نے پھر حضرت عمرؓ کے اُس
قول کے موافق نازل فرمایا ثم انشانا ہ خلقنا آخر کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے موافق یہ ہو کہ پتلے کے تیار ہو جانے کے
بعد پھر اُس پتلے میں روح پھونکی گئی حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی تفسیر کو صحیح ٹھرایا ہے آگے فرمایا اس طرح کی پیدائش کے
بعد جتنی اوسکی عمر ہوتی ہے اوس عمر کے ختم ہونے تک ہر شخص جیتا ہے پھر مرجاتا ہے پھر فرمایا انسان کا اس طرح پیدا کرنا اور اوس کی
عمر کی ایک مدت کا ٹھرانا کھیل تماشہ کے طور پر نہیں ہے کہ ہر شخص مرکر جب خاک ہو جاوے تو پھر اوس کی خبر نہ لی جاوے کہ عمر بھر اوس نے
اپنی پیدائش کے شکریہ مین اپنے پیدا کرنے والے کی مرضی کے موافق کچھ کام کئے یا نہین اس لئے دنیا کی عمر ختم ہو جانے اور اس کے اُجڑ جانے کے
بعد دنیا بھر کے لوگون کو ایک ہی دفعہ دوبارہ پیدا کیا جا کر نیکی و بدی کی جزا و سزا کا فیصلہ کیا جاویگا آگے آسمانون کی پیدائش کا ذکر فرما کر
یہ جتلایا کہ جسطرح اللہ تعالیٰ آسمانون کے اس حال سے بے خبر نہیں ہے کہ وہ گر کر زمین اور اہل زمین کو برباد نہ کردین اسی طرح ہر شخص کے نیک
و بد کامون سے بھی وہ غافل نہیں ہے اُسکو سب کے عملون کی خبر ہے جس کا نتیجہ وقت مقررہ پر سب کو معلوم ہو جاویگا طریقہ کے معنے
راستہ کے ہین طرایق اوسی کی جمع ہے کئی منزل کی عمارت کو اہل عرب طرایق اس لئے کہتے ہیں کہ اوپر کی منزل کا راستہ نیچے کی منزل مین سے
ہوا کرتا ہے ساتون آسمانون کی بناوٹ بھی کئی منزل کی عمارت کی طرح ہے کیونکہ پہلا آسمان جسطرح سے دنیا کی چھت ہے اسی طرح ہر ایک
آسمان دوسرے آسمان کی چھت ہے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کے راستہ کا فاصلہ ہے اسی واسطے سات آسمانو
سات راہین فرمایا مسند امام احمد ترمذی وغیرہ مین چند صحابہ سے روایتین ہین جنمین ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کے راستہ کا ذکر ہے

منزل۴

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۚ فَاَنْشَاْنَا

اور اُتارا ہمنے آسمان سے پانی ناپ کر پھر اُسکو ٹھیرادیا زمین مین اور ہم اُسکو لیجاوین تو سکتے ہیں پھر اُگا دیے

وقف لازم

لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ وَشَجَرَةً

تم کو اُس سے باغ کھجور اور انگور کے تمکو اُنمے میوے ہیں بہت اور انہیں مین سے کھاتے ہو اور وہ درخت

تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۞ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ

جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے لے اُگتا ہے تیل اور روٹی ڈبونا کھانے والونکو اور تم کو چوپایون مین دہیان کرنا ہے پلاتے ہین

ع۲

مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۠

ہم تمکو اُنکے پیٹ کی چیز سے اور تمکو اُن مین بہت فائدے ہین اور بعضونکو کھاتے ہو اور اُنپر اور کشتی پر لدے پھرتے ہو

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی یہ روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسے گا جسکی تاثیر سے سب مرے
ہوئے لوگونکی مٹی سے اُنکے جسم اسی طرح تیار ہو جاوینگے جسطرح اب مینہ برس کر بیج سے کھیتی تیار ہو جاتی ہے اس حدیث مین یہ بھی ہے
کہ حشر کے دن ریڑھ کی ہڈی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا جسم کے تیار ہو جانے مین ایسا ہی کام دیویگا جیسے اب اناج کا بیج کھیتی کی تیاری مین
[illegible] حدیث کا جہان ذکر آیا ہے وہان اس تفسیر مین یہ بھی گزر چکا ہے کہ قرآن شریف مین جگہ جگہ حشر کے ذکر کے ساتھ مینہ کا

ذکر جو آیا ہے اُس سے یہی مطلب ہے کہ ان منکرین حشر کے نزدیک حشر بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو ہر سال کی کھیتی اور حشر
برابر ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیک و بد کی جزا و سزا کی حکمت سے پیدا کیا ہے کھیل تماشے کے
طور پر نہیں پیدا کیا اسی طرح مینہ بھی حکمت سے ضرورت کے موافق برستا ہے نہ ایسا بہت برستا ہے جس سے کھیتوں اور عمارتوں کو
نقصان پہنچے جاوے نہ ایسا تھوڑا کہ کھیتوں اور باغوں کو کافی نہ ہو زمین میں پانی کے ٹھہرنے کا یہ مطلب ہے کہ زمین کے اندر پانی
ٹھہر کر اناج کے بیج اور میوے کی گٹھلی کو تری پہنچاتا ہے اور تالابوں وغیرہ میں جو پانی ٹھہر جاتا ہے وہ آدمیوں اور جانوروں کے پینے
میں آتا ہے پھر فرمایا یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے کچھ دور نہیں ہے کہ زمین کے اندر اور تالابوں کے اندر کا پانی سوکھا دیوے جس سے
کھیتی اور جانوروں کو نقصان پہنچ جاوے مدینہ کے اطراف میں کھجور کے اور طائف میں انگور کی پیداوار بہت ہے اس لئے خاص
طور پر ان دونوں چیزوں کا نام لیا عرب لوگ کھجوروں اور انگوروں کی تجارت بھی کرتے اور کھاتے بھی تھے اسواسطے کھانے کا نام
جدا لیا یہ سینا پہاڑ شام کے ملک کا وہی پہاڑ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور توراۃ ملی ہے اس جنگل میں زیتون کے درخت
بہت ہوتے ہیں اسواسطے اس پہاڑ کے پتہ سے زیتون کے درخت کا ذکر فرمایا اس درخت کا پھل روٹی کیساتھ کھایا بھی جاتا اور
اوس کا تیل بھی نکلتا ہے آگے چوپایوں کے دودھ کے پینے اُن کے گوشت کے کھانے اور پھر سواری کے کرنے کی نعمتوں کا ذکر فرما کر
یہ بھی فرمایا کہ جسطرح خشکی میں لوگ چوپایوں پر سواری کرتے ہیں دریا میں وہی حال کشتی کا ہے۔

منزل ۴

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا
اور ہم نے بھیجا نوح کو اُسکی قوم پاس تو اُسنے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی حاکم نہیں اُسکے سوا کیا تم کو
تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ
ڈر نہیں تب بولے سردار جو منکر تھے اُسکی قوم کے یہ کیا ہے ایک آدمی ہے جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑائی
عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ
کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا تو اُتارتا فرشتے نہیں یہ نہیں سنا اپنے اگلے باپ دادوں میں اور کچھ
اِلَّا رَجُلٌ ۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ
نہیں یہ ایک مرد ہے کہ اُسکو سودا ہے سو راہ دیکھو اسکی ایک وقت تک بولا اے رب تو مدد کر میری کہ انھوں نے مجکو جھٹلایا پھر ہمنے حکم بھیجا اسکو
اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ
کہ بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے پھر جب پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو ڈال لے اُسمیں ہر چیز کا جوڑا
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ
دوہرا اور اپنے گھر کے لوگ مگر جسکی قسمت میں آگے پڑ چکی بات اور نہ کہہ مجسے ان ظالموں کے واسطے اون کو

مُّغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

ڈوبنا ہے پھر جب چڑھ چکے تو اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جسنے چھڑایا ہمکو گنہگار لوگون سے

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝

اور کہہ اے رب اتار مجکو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا اس مین نشانیان ہین اور ہم ہین جانچنے والے

انبیا کے تین طرح کے زمانے ہین ایک زمانہ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت نوحؑ تک کا ہے اس زمانہ تک حرام حلال کا کوئی حکم نہ تھا اور نہ کوئی شریعت تھی صرف کچھ وظیفے اور آداب تھے سورہ شوریٰ مین جو آیۃ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا ہے اوس سے اور صحیح حدیث شفاعت کی جو صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہؓ کی روایۃ سے ہے اُس سے یہ امر ثابت ہے کہ نوحؑ کے زمانہ سے شریعت شروع ہوئی ہے یہ دوسرا زمانہ نبوت کا حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت موسیٰؑ تک کا ہے اس زمانہ مین انبیا کو مخالف لوگون سے لڑنے کا حکم نہین تھا بلکہ مخالف لوگون کو پہلے انبیا طرح طرح سے سمجھاتے تھے جب مخالف لوگ کسی طرح نہین مانتے تھے تو عام عذاب کر سب مخالف ایک دفعہ ہی غارت اور ہلاک ہو جاتے تھے فرعون کے ہلاک ہو جانے کے بعد جب توراۃ حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہوئی اور توراۃ مین جہاد کا حکم آگیا تو وہ عام عذاب کا طریقہ بند ہو گیا چنانچہ سورہ قصص مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد آتینا موسی الکتاب من بعد ما اہلکنا القرون الاولی جس کا مطلب یہ ہے کہ عام عذاب سے پہلے امتون کے ہلاک ہو جانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل ہوئی ہے تیسرا زمانہ حضرت موسی علیہ السلام سے آنحضرتؐ تک کا ہے جسمین مخالفون سے لڑنے کا حکم ہے قرآن شریف مین جہان کہین اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیون کا ذکر فرمایا ہے تاکہ اوس ذکر سے آنحضرتؐ کی یہ تسکین ہو جائے کہ جس طرح قریش لوگ آنحضرتؐ کے حق مین بدگوئی کرتے ہین اسی طرح پہلے مخالف لوگ بھی پہلے انبیا کے حق مین بدگوئی کرتے رہے ہین اور یہ تسکین بھی ہو جائے کہ اگر مخالف لوگ نہ مانین گے تو وہی انجام اونکا ہو گا کہ عام عذاب اگر یا لڑائی کا حکم نازل ہو کر ہلاک ہو جاوین گے اس سورۃ مین بھی وہی تسکین کا موقع ہے اسواسطے حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت موسی تک کے قصون کا ذکر ان آیتون مین بھی فرمایا ہے جس طرح کی نصیحت نوح علیہ السلام کی ان آیتون مین ہے سب انبیا نے اپنی امت کے لوگون کو یہی نصیحت کی ہے کہ اے لوگو جس اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے اوسی کی تعظیم تم پر واجب ہے کیونکہ وہی تمہارا معبود اور پیدا کرنیوالا ہے اوسکے عذاب سے ڈرو اور اوس کی تعظیم مین دوسرون کو شریک نہ کرو نوح علیہ السلام کی یہ نصیحت سنکر قوم کے سردارون نے عام لوگون سے کہا ہم نے اپنے بڑون سے یہ بات نہین سنی کہ جن نیک لوگون کی مورتون کی ہم پوجا کرتے ہین اونکو چھوڑ کر خالص اللہ ہی کی عبادت کی جاوے اپنے بڑون کے جس طریقہ پر ہم ہین اگر اللہ کے نزدیک یہ طریقہ برا ہوتا تو اللہ کسی فرشتہ کو بھیجکر اس طریقہ کی برائی ہمین جتلا دیتا نوحؑ تو ہم جیسے آدمی ہین ان مین کیا خصوصیت ہے جو یہ اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتے ہین ہمین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام قوم پر اپنی سرداری جتانے کے لئے نوح اپنے آپ کو اللہ کا نائب بتلاتے ہین اس سرداری کی دھن مین ان کو سودا ہو گیا ہے اوسی دیوانگی کی حالت مین یہ ایسی نئی باتین کرتے ہین کچھ دنون انتظار کرنا چاہیئے شاید انکا یہ دیوانہ پن جاتا رہے

جب ساڑھے نو سو برس کی نصیحت کے اثر سے فقط اسی آدمی راہ راست پر آئے اور باقی تمام قوم کے لوگ اسی سرکشی کی حالت پر
رہے اور نوح علیہ السلام کے عذاب کے وعدہ کو جھوٹا جانکر اپنے مونھہ سے عذاب کے نازل ہونے کی خواہش کرنے لگے تو نوح علیہ السلام
نے مدد غیبی کی اللہ سے دعا کی اور اللہ تعالی نے اونکو کشتی کے بنانے کا حکم دیا اور فرمادیا کہ تمہارے گھر کے تنور مین سے بجائے آگ
کے جب پانی اوبلنے لگے تو ہر ایک جانور کے ایک جوڑے کو اور اپنے گھر والونکو ساتھہ لیکر اس کشتی مین بیٹھہ جاؤ اور اپنی بی بی اور اپنے
بیٹے کنعان کے حق مین سفارش کی بات زبان پر نہ لاؤ کیونکہ اون کا شمار نافرمانون مین ہے اس لئے قوم کے نافرمان لوگون کے
ساتھہ یہ دونون ڈوب جاوینگے پھر فرمایا اے نوح جب تم اپنے ساتھہ والون کو لیکر کشتی مین بیٹھہ جاؤ تو اللہ کا شکریہ ادا کرو کہ اوسنے
تم کو اور تمہارے ساتھہ والون کو نافرمان قوم کے ظلم سے چھڑادیا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوذر کی روایتہ سے حدیث قدسی کئی جگہ گذر چکی ہی
کہ اللہ تعالی نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے قوم نوح کو ظالم جو فرمایا اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہی جس کا
حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان لوگون کو ظلم سے نہین ہلاک کیا کیونکہ ظلم اوس نے اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے بلکہ ان لوگون نے
اپنی جان پر ظلم کر کے کام ہی ایسے کئے جنکی سزا مین پکڑے گئے اس شکریہ کے ساتھہ یہ دعا بھی مانگو کہ جب تم کشتی سے اترو تو اللہ تعالی
تم کو خیر و برکت سے اوتارے نوح علیہ السلام کی اس دعا کا نتیجہ سورہ ہود مین گذر چکا ہے کہ طوفان کے بعد نوح علیہ السلام کی اولاد مین
وہ خیر و برکت ہوئی کہ پھر اون سے ہی تمام دنیا آباد ہوئی آخر کو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے رسول اللہ کے نوح علیہ السلام
کے اس قصہ کے سننے کے بعد قریش کو یہ عبرت پکڑنی چاہیے کہ اللہ کے کلام اور اوس کے رسول کو جھٹلانے والون کا یہ انجام ہوتا ہے جو انجام
قوم نوح کا ہوا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ پچھلے قصے سنا کر اللہ تعالی اہل مکہ اس بات مین جانچتا ہے کہ یہ لوگ پچھلی قومون کا حال سنکر کہان تک عبرت
پکڑتے ہین یہ یاد رہے کہ پچھلی قومون کا حال سنکر اہل مکہ کو اگر کچھہ عبرت نہ ہوئی تو کچھہ عرصہ کی مہلت کے بعد ایسی آفت اس قوم کے سرکشون
پر بھی آویگی جس طرح کی آفت قوم نوح پر آئی اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اہل مکہ کے حق مین بدر کی لڑائی کے وقت اس وعدہ کا جو کچھہ
ظہور ہوا صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایتہ کے حوالہ سے اوس کا قصہ کئی جگہ گذر چکا ہے۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۚ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ
پھر اوٹھائی ہمنے اونسے پیچھے ایک سنگت اور پھر بھیجا ہمنے اونمین ایک رسول اون مین کا کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا
اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ
حاکم اوسکے سوائے پھر کیا تم کو ڈر نہین، اور بولے سردار اوسکی قوم کے جو منکر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا
فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝
ہمنے انکو بیچ جیتے اور کچھہ نہین یہ ایک آدمی ہے جیسے تم کھاتا ہے جس قسم سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو
وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۙ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّ
اور کبھی تم چلے کہے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کے تو تم بیشک خراب ہوئے کیا تمکو وعدہ دیتا ہے کہ جب مر گئے اور ہو گئے مٹی اور

عِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ○ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ○ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ

ہڈیان کہ تمکو نکالنا ہے　کہان ہو سکتا ہے کہان ہو سکتا ہے جو تمکو وعدہ ملتا ہے اور کچھ نہین یہی جینا ہے ہمارا دنیا کا مرتے ہین

وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ نِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ

اور جیتے ہین اور ہمکو پھر اوٹھنا نہین　اور کچھ نہین یہ ایک مرد ہے باندھ لایا اللہ پر جھوٹ　اور ہم اسکو نہین ماننے والے

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ○ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

بولا اے رب میری مدد کر کہ اونھون نے مجکو جھٹلایا فرمایا اب تھوڑے دنون مین صبح کو رہجاوینگے پچتاتے پھر پکڑا اونکو چنگھاڑنے

بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

تحقیق پھر کر دیا ہمنے اونکو کوڑا سو دور ہو جاوین گنہگار لوگ

پچھلی امتونکا ذکر اللہ تعالی نے جو قرآن شریف مین فرمایا ہے اوس سے اور صحیح حدیثون سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہمیشہ سے انبیا کے فرمانبردار اکثر غریب لوگ ہوتے رہے ہین اور مالدار لوگون کو اپنے مال متاع اور اپنی سرداری کا ایکطرح کا غرور ہو کر وہی انبیا سے جھگڑے کرتے رہے ہین ہمیشہ سے یہ طریقہ جاری رہتے رہتے ایسا عام ہو گیا تھا کہ لوگ رسول وقت کے سچے نبی ہونے کی دلیل اس بات کو قرار دینے لگے تھے کہ اللہ کے رسول کو اور اون کے فرمانبردارون کو تنگدست نہیں ہونا چاہیئے لیکن یہ ایک غلط بات مشہور ہو گئی تھی کیونکہ صحیح بخاری مین ابو سفیان والی حدیث جو ہے اوس مین ہرقل نے جہان اور نشانیان آنحضرت کی ابو سفیان سے پوچھی تھین وہان یہ بات بھی پوچھی تھی کہ اون نبی کے دین مین غریب لوگ زیادہ آتے ہین یا مالدار لوگ جب ابو سفیان نے کہا کہ اون نبی کے پیرو اکثر غریب لوگ ہین تو ہرقل نے کہا ہمیشہ سے غریب لوگ ہی انبیا کے فرمانبردار ہوتے آئے ہیں اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آجاتی ہے کہ انبیا کے فرمانبردار قدیم سے غریب لوگ ہوتے آئے ہین قریش کے مالدارون کا بھی یہی جھگڑا کئی جگہ قرآن میں آیا ہے کہ غریب مسلمان لوگون کو نام دہرتے تھے اور آنحضرت سے یہ کہتے تھے کہ ہم کو ان کنگال لوگون کے ساتھ بیٹھنے سے شرم آتی ہے کیونکہ ان لوگون کے ساتھ بیٹھنے سے شرم آتی ہے کیونکہ ان لوگون کے ساتھ بیٹھنے مین ہماری ہتک ہے اگر ہمارے لئے علیحدہ مجلس مقرر کر دی جاوے تو ہم تمہاری نصیحت کی باتین الگ آنکر سنین گے لیکن اللہ تعالے کو اپنے غریب دیندار بندے زیادہ پیارے تھے اس لئے اللہ تعالی نے آنحضرت کو اون مالدار مغرورون کی خواہش کے پورا کرنے سے منع فرمایا چنانچہ سورہ انعام مین اس کا ذکر گزر چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اکثر مالدار لوگ دنیا مین آلودہ ہو جاتے ہین اور دین سے اونکو غفلت اور بے پروائی ہو جاتی ہے اس لئے ہمیشہ سے رسولونکی فرمانبرداری کرنے مین جس طرح مالدار لوگ رسولون کے وقت مین جھگڑے کرتے رہے اسی طرح فرمانبرداری اختیار کرنے کے بعد بھی امت کے مالدار لوگون کی طرف سے دین پر قائم نہ رہنے کا کھٹکا رسولونکو لگا رہتا تھا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری رض کی روایت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ خوف مجکو اس بات کا ہے کہ میرے بعد میری امت کو فراغت ہوا اور اوس سے اون کے دین مین فتور پڑ جائے آپ نے جو پیشینگوئی کے طور پر جو کچھ فرمایا تھا خلافت بنی امیہ اور عباسیہ کے عہد مین وہی ہوا کہ مسلمانون مین آپس کی خون ریزیان اور طرح طرح

منزل ۴

کے فتور پڑ گئے اللہ تعالیٰ جس شخص کو دنیا کی فراغت دیوے اوسے چاہیئے کہ دنیا مین ایسا نہ پھنسے جس سے دین مین فتور پڑ جاوے دنیا
کے اس طرح کے پھنساوے سے بچنے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نئے نئے ڈھنگ سے حرص دنیا مین نہ پھنسے اور تنگدستی سے
نہ اکتانے کی نصیحت فرماتے رہتے تھے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں سہلؓ بن سعد سے جو روایت ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کے روبرو سے ایک
مالدار شخص گذرا اسکے چلے جانیکے بعد آپ نے مجلس کے موجودہ لوگون سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک دنیا مین یہ کس رتبہ کا شخص ہے لوگون نے
کہا کہ یہ ایسا عزت دار مالدار شخص ہے کہ جہان یہ شادی کرنی چاہے وہان اسکی شادی ہو سکتی ہے جو سفارش کرے وہ سفارش اسکی قبول
ہو سکتی ہے پھر ایک تنگدست مسلمان تھا تھوڑی دیر کے بعد آپ کے روبرو سے گذرا اسی طرح آپ نے ان لوگون سے پوچھا لوگون نے کہا یہ ایک
تنگدست شخص ہے نہ اسکو کسی کی بیٹی مل سکتی ہے نہ اسکی سفارش کوئی سنتا ہے آپ نے فرمایا اس پہلے شخص سے یہ دوسرا شخص ہزار درجہ
بہتر ہے اس قصہ مین اور اس سے اوپر کے قصہ مین قوم کے مالدار سردار لوگون کی سرکشی اور شرارت کا جو ذکر ہے اوپر کی روایتون سے اسکا
سبب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ مالدار سردار لوگ اپنی مالداری اور سرداری کے غرہ مین ہمیشہ سے قوم کے لوگون کو منی الفت سکھاتے رہے ہے
اسی واسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب شخص کو مالدار شخص سے ہزار درجہ بہتر فرمایا یہان پچھلے قصون کو مختصر طور پر بیان فرمایا ہے
اس لئے سورۃ الاعراف اور سورہ ہود کی طرح یہان سلسلہ وار قوم نوح کے بعد قوم عاد کا قصہ نہین ہے بلکہ قوم نوح کے بعد یہ قوم ثمود کا قصہ
ہے جنکی ہلاکت چنگھاڑ کے صدمہ سے ہوئی ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ قوم نوح اور قوم عاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کو پیدا کر کے
انکی ہدایت کے لئے صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو وہی نصیحت کی جو نصیحت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم
کو کی تھی صالح علیہ السلام کی نصیحت سنکر قوم کے مالدار سردار منکر شریعت لوگون نے قوم کے عام لوگون سے کہا کہ صالح ہم تم جیسے آدمی
ہین اور کھاتے پیتے ہین انکا وہی حال ہے جو ہمارا تمہارا ہے اپنی قدیمی سرداری چھوڑ کر انکو سردار بنانا بڑے گھاٹے کی بات ہے مرنے کے
بعد دوبارہ جینے اور نیک و بد کی جزا و سزا کا دعوا جو صالح دیتے ہین یہ ایک سمجھ سے باہر بات ہے دنیا تو یونہی چل رہی ہے کہ بڈھے مرتے ہین
اور انکی نسل کے بچے پھر بڈھے ہو جاتے ہین کون سا مرا ہوا بڈھا دوبارہ زندہ ہوا ہے جو ہم دوبارہ زندہ ہون گے یہ دوبارہ زندہ ہونے
کی سمجھ سے باہر ایک بات صالح نے اپنی طرف سے گھڑی ہے اور زبردستی اسکو اللہ کا حکم ٹھہرا لیا ہے ہم تو صالح کی کوئی بات نہین مانتے حاصل
کلام یہ ہے کہ جب اونٹنی کا معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ان لوگون نے یہ سرکشی کی باتین نہین چھوڑین اور اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا تو صالح علیہ السلام
نے بد دعا کی اور انکی دعا قبول ہو کر یہ جواب ملا کہ اب تھوڑے دنون میں ان لوگون کے پچتانے کا وقت آتا ہے پھر اس وعدہ کا ظہور
یہ ہوا کہ اونٹنی کی ہلاکت کے تین روز کے بعد ایک سخت چنگھاڑ کے صدمہ سے یہ لوگ ہلاک ہو گئے غثاء اوس کوڑے کو کہتے ہین جو پانی
کے ریلے مین بہکر کہین کا کہین چلا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ پانی کے ریلے مین کے کوڑے کی طرح یہ لوگ بالکل بے پتہ ہو گئے آخر کو فرمایا
اس طرح کے ظالم لوگ اللہ کی رحمت سے ایسے ہی دور پڑ جاتے ہین۔ قوم ثمود کو ظالم فرمانے کا بھی وہی مطلب ہے جو قوم نوح کے
قصہ مین صحیح مسلم کی ابوذرؓ کی روایت سے اوپر بیان کیا گیا۔

منزل ۴

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

پھر اوٹھائین ہمنے انسے پیچھے سنگتین اور نہ پہلے جاوے کوئی قوم اپنے وعدے سے نہ پیچھے رہین

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ

پھر بھیجے ہم نے اپنے رسول لگتے تار

قوم ثمود اور قوم فرعون کے مابین مین جو قومین گزری ہین مختصر طور پر یہ انکا ذکر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مثلاً قوم ثمود کے بعد قوم لوط اور قوم شعیب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور باری باری سے قوم لوط کی ہدایت کے لئے لوط علیہ السلام کو اور قوم شعیب کی ہدایت کے لئے شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بناکر بھیجا اور راہ راست پر آنے کے لئے ہر ایک قوم کو مہلت دی اور مہلت کے زمانہ مین اگرچہ ان قومون نے طرح طرح کی سرکشی کی لیکن وقت مقررہ تک ان لوگونکو ڈہیل دی گئی کیونکہ انتظام الٰہی مین وقت مقررہ سے پہلے نہ کوئی کام ہوتا ہے نہ وقت مقررہ آجانے کے بعد کسی کام مین کچھ دیر لگتی ہے اسی واسطے مہلت کے زمانہ مین جب یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور نصیحت نافرمانی پر تلے رہے عذاب کا وقت مقررہ آگیا تو قوم لوط پر پتھرون کے مینہہ اور بستی کے الٹ دئے جانے کا اور قوم شعیب پر زلزلہ سخت آواز اور انگارے برسنے کا عذاب آیا یہ قصے سورۃ الاعراف سورہ ہود مین گزر چکے ہین اور سورۃ الشعرا مین بھی آوینگے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہ بن شعبہ رضی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے انجانی کے عذر کو رفع کردینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لئے اوس نے ہر ایک قوم کی ہدایت کے لئے آسمانی کتابین دیکر رسول بھیجے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری رضی کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمان لوگون کو عذاب کے وقت مقررہ تک مہلت دیتا ہے جب مہلت کے زمانہ مین وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہین آتے تو وقت مقررہ پر کسی ایسے عذاب مین انکو پکڑ لیتا ہے جسکو وہ کسی طرح ٹال نہین سکتے قوم لوط اور شعیب کی ہدایت کیلئے پیغمبرون کے آنے کی اور ان قومون کی مہلت اور ہلاکت کی یہ حدیثین گویا تفسیر ہین۔

منزل ۴

كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

جہان پہنچا کسی امت پاس انکا رسول اسکو جھٹلا دیا پھر چلاتے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرا اور کر ڈالا انکو کہانیان سو دور ہوجاوین جو لوگ

اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی بے پرواہ ہے کہ اسکو کسی چیز کی پروا نہین ہے لیکن رسول وقت کی بات کو نہ ماننا اور رسول وقت کی فرمانبرداری کو مسخراپن مین اوڑا کر رسول وقت کو غصہ دلانا ایسی امر کی ایک غصہ اور غضب اور وبال کی چیز ہے کہ جو لوگ اس نافرمانی مین مبتلا ہون اونکی وبال کی حالت پر باوجود اس بے پروائی کے خود اللہ تعالیٰ نے حسرت اور افسوس کا استعمال فرمایا ہے چنانچہ سورہ یٰسین مین ارشاد فرمایا ہے یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن جس کا حاصل یہ ہے کہ بندونکی رسولون کی جھٹلانے کی حالت قابل افسوس ہے اب ایک گروہ اون لوگون کا تھا کہ وہ رسول وقت کو رسول ہی نہین مانتے تھے اور طرح طرح کی بے ادبی رسول وقت سے کرتے تھے وہ تو صریح کافر تھے لیکن اس طرح کے مسلمانون کے گروہ سے بھی ہرگز خدا اور رسول خوش نہین ہین جو رسم کے سبب سے یا کسی کی بات کا دل کو اچھی لگنے کے سبب سے رسول وقت کے قول کو یا فعل کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول یا فعل کو ماننے معتبر سند

صحیح ابن حبان اور بیہقی کی شعب الایمان میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز آنحضرت سے عرض کیا کہ یہود سے جب ملاقات ہوتی ہے تو وہ لوگ اپنے دین کی بعض روایتیں ایسی بیان کرتے ہیں کہ وہ روایتیں دل کو نہایت بھلی لگتی ہیں اگر آپ اجازت دیویں تو اون روایتوں کو لکھ لیا جاوے آپ نے فرمایا کیا تم لوگ بھی یہود اور نصاریٰ کی طرح بھٹکنا چاہتے ہو میں وہ شریعت خدا کی طرف سے لایا ہوں کہ اگر خود اللہ کے رسول موسیٰ آج زندہ ہوتے تو بغیر میری پیروی کے اونکو اور کچھ نہ بن آتا اس حدیث کے مضمون پر ذرا غور کرنا چاہیے کہ شریعت موسوی آخر ایک زمانہ میں حکم الٰہی سے ایک شریعت تھی جب جدید شریعت کے آجانے سے اوس قدیم شریعت کے عمل کرنے کا وقت نہ رہا اور آپ نے اوسکے موافق عمل کرنے کو بھٹکنا فرمایا اور یہ فرمایا کہ قدیم شریعت کے رسول حضرت موسیٰ بھی آج زندہ ہوتے تو اون کو بھی اس قدیم شریعت پر قائم رہنا جائز نہ ہوتا اب ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ جب جدید شریعت کے آگے قدیم شریعت پر عمل جائز نہیں ہے تو پھر شریعت کے آگے کسی رسم کی کیا حقیقت ہے۔ مسند امام احمد اور ابن ماجہ میں علمائے اسلام کے قصہ کی یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی ہے اور اسکی سند بھی صحیح ہے آیۃ کے اس ٹکڑے کے بعد جن قوموں کی انجانی رفع کرنے کے لئے اللہ کے رسول آئے اون قوم کے لوگوں نے اون رسولوں کو جھٹلایا ۔۔۔ عَلِيمٌ ۝ آگے پیچھے وہ قومیں طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہو گئیں اور اونکی ہلاکت کی کہانیاں باقی رہ گئیں۔ آخر کو فرمایا ایسے لوگوں نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ خود ہی ایسے لوگ دنیا اور عقبیٰ میں اللہ کی رحمت سے دور ہو گئے اوپر کی آیتوں کی تفسیر میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے مغیرہؓ بن شعبہ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایتیں جو گزر چکی ہیں وہی روایتیں آیۃ کے اس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہیں جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ان قوموں کی انجانی کا عذر رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے اور رسولوں کی نصیحت کے سمجھنے کے لئے اونکو مہلت دی لیکن جب یہ لوگ مہلت کے زمانہ میں نافرمانی سے باز نہ آئے تو اللہ کی رحمت سے دور ہو گئے۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

پھر بھیجا ہمنے موسیٰ اور اسکے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں دیکر اور سند کھلی فرعون اور اسکے

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۝ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا

سرداروں پاس پھر بڑائی کرنے لگے اور تھے وہ لوگ چڑھ رہے سو بولے کیا ہم مانیں گے ایک دو آدمیوں کو اپنے برابر کے اور اونکی قوم

لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

کرتے ہیں ہماری بندگی پھر جھٹلایا ان دونوں کو پھر ہو گئے کھپنے والوں میں اور ہمنے دی موسےٰ کو کتاب شاید وہ وہ راہ پاویں

اوپر کی آیتوں میں قوم شعیب کا ذکر مختصر طور پر فرما کر ان آیتوں میں قوم فرعون کا ذکر فرمایا حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ قوم شعیب کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اسکی قوم کی ہدایت کے لئے موسیٰ علیہ السلام اور اونکے پیغمبر بھائی ہارون علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور اونکی پیغمبری کی تائید کے لئے اون کو عصا اور ید بیضا کے معجزے بھی دیئے لیکن فرعون اور اسکی قوم کو یہ غرور کی باتیں سوجھیں کہ موسیٰ اور ہارون آخر بنی اسرائیل کی نسل میں سے ہیں اور بنی اسرائیل کی ساری قوم ہماری تابع ہے پھر ہم ان دونوں اپنے جیسے آدمیوں

منزل ۴

کو اپنا سردار اور راہ بر کیونکر بنا سکتے ہیں کوئی فرشتہ اللہ کا نائب بنکر آتا تو اسکی نصیحت کو مان لینا البتہ ایک ٹھکانے کی بات تھی انسان کی پیغمبری کے منکر لوگوں کا جواب سورۃ الانعام میں گزر چکا ہے کہ فرشتوں کو اصلی صورت میں دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اس لئے کوئی فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا تو وہ بھی ضرور انسان کی صورت میں ہوتا جس سے ان لوگوں کا یہی شبہ باقی رہتا سورۃ الانعام کے جواب پر کفایت فرما کر ان آیتوں میں فرعون اور اسکی قوم کے اس اعتراض کا کچھ جواب نہیں دیا گیا کہ اللہ کا نائب کوئی فرشتہ ہونا چاہیے پھر فرمایا ان ہی غرور کی باتوں میں گرفتار ہو کر فرعون اور اسکی قوم نے موسیٰ اور ہارون کی پیغمبری کو جھٹلایا جسکے بال سے یہ سب دریائے قلزم میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے آگے فرمایا فرعون کے جیتے جی تو بنی اسرائیل کو کتاب آسمانی پر آزادی سے شعب رتیم نہیں تھا اس لئے فرعون کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل فرمائی تاکہ بنی اسرائیل کو ہدایت اپنی طرح طرح کی سرکشی نبی ہی وسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا ہونا ہے نہ وقت مقررہ آچین جانے کے قابل تھے ان میں کچھ دیر لگتی یا میں پیدا ہونے کے بعد کام بھی ویسے ہی کرتے ہیں اسی طرح جو دوزخ ٹھہر چکے ہیں وہ ویسے کام کرتے ہیں اس حدیث سے فرعون اور اسکی قوم کا انجام اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا یہ ہے کہ قوم فرعون میں سے جادوگر لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جنتی ٹھہر چکے تھے اس لئے وہ موسیٰ علیہ السلام کے دیکھتے ہی معجزہ کو معجزہ سمجھ گئے اور سوائے جادوگروں کے باقی فرعونی لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دوزخی قرار پا چکے تھے اس لئے وہ مرتے دم تک اسی معجزہ کو جادو کہتے رہے۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝

اور بنایا ہمنے مریم کے بیٹے اور اوس کی ماں کو ایک نشانی اور ان کو ٹھکانا دیا ایک ٹیلے پر جہاں ٹھیراؤ تھا اور پانی نتھرا

اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے نازل فرمائی ان آیتوں میں عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا ذکر فرما کر یہ جتلایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہود نے توراۃ کی ہدایت سے فائدہ نہیں اوٹھایا کیونکہ توریت کی جن آیتوں میں عیسیٰ علیہ السلام اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف تھے ان آیتوں میں اونھوں نے رد و بدل کر دیا جس سے شریعت عیسوی اور شریعت محمدی دو شریعتوں کے یہ لوگ منکر بن گئے حضرت مریم جیسی پاکدامن بی بی کو بدکاری کا الزام لگایا مشرق کے ستارہ پرست بادشاہ کے دربار میں غلط مخبری کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی کے قابل ٹھہرایا چنانچہ یہ سب قصہ سورۃ النساء کی تفسیر میں گزر چکا ہے سورۃ المائدہ اور سورۃ الاعراف میں اس عہد کا ذکر بھی گزر چکا ہے جو یہود سے توراۃ پر قائم رہنے کے باب میں لیا گیا تھا توراۃ کی آیتوں کے بدل ڈالنے کے سبب سے یہود اس عہد پر قائم نہیں رہے اس لئے انکو توراۃ کا پابند بھی نہیں کہا جا سکتا حاصل مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی مرد کے چھونے کے حضرت مریم کو حمل کا رہ جانا اور پھر اس خلاف عادت حمل سے عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک ایسی ہی نشانی ہے جس طرح اسنے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے اپنی قدرت سے پیدا کیا جو لوگ اس قدرت کے منکر ہیں وہ اس کی سزا بھگتیں گے سورہ مریم میں گزر چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت مریم بیت المقدس سے

وہ ایک اونچے ٹیلے پر چلی گئی تھیں جس ٹیلے کے نیچے کھڑے ہو کر جبرئیل علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کی تسکین کی تھی اور وہیں اللہ کے حکم سے پانی کی نہر بھی جاری ہوئی تھی آخری آیہ میں اسی اونچے ٹیلے کو ٹیلہ اور ستھرے پانی کی جگہ فرمایا اگرچہ بعضے مفسرین نے ربوۃ کی تفسیر اس ٹیلہ پر کے گاؤں کو بھی قرار دیا ہے جس کا ذکر شاہ صاحب نے اپنے فائدہ میں کیا ہے لیکن حافظ ابن کثیر نے اسی تفسیر کو قوی ٹھہرایا ہے جس کا ذکر اوپر گزرا اور اپنی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ یہی تفسیر سورہ مریم کی آیتوں کے موافق ہے حافظ ابن کثیر کی یہ تفسیر حضرت عبد اللہ ابن عباس ضحاک اور قتادہ کے قول کے موافق ہے صحیح مسلم ترمذی اور نسائی میں زید بن ارقم سے روایت ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے علم سے اللہ کی پناہ کی دعا کیا کرتے تھے جس علم سے آدمی کو دین کا کچھ فائدہ نہ پہنچے اس حدیث کو آیۃ کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کے قابل اسی طرح کا علم ہے جسطرح سے توراۃ کا علم یہود میں ہے کہ اونھوں نے بجائے دین کے فائدہ کے اوس علم سے اولٹا دین کا اور نقصان کمایا شریعت محمدی کا علم جن علمائے اسلام کے حق میں اسی حالت کو پہنچ گیا ہو اونکو اپنی حالت پر ذرا غور کرنا چاہیئے۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ۝

اے رسولو کھاؤ ستھری چیزیں اور کام کرو بھلا جو کرتے ہو میں جانتا ہوں

وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھسے ڈرتے رہو پھر پھوٹ کر کر لیا اپنا کام آپس میں

زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اَيَحْسَبُوْنَ

ٹکڑے ٹکڑے ہر فرقہ جو اونکے پاس ہے اسپر ریجھ رہے ہیں سو چھوڑ دے اونکو انکی بیہوشی میں ڈوبے ایک وقت تک کیا خیال رکھتے ہیں

اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝

کہ یہ جو ہم اونکو دئے جاتے ہیں مال اور اولاد وہ دوڑ دوڑ ملاتے ہیں انکو بھلائیاں کوئی نہیں اونکو بوجھ نہیں

جس طرح اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو غذائے حلال کی تلاش کا حکم فرمایا ہے اسی طرح سورہ بقرہ میں عام پابند شرع لوگوں کو بھی حکم فرمایا ہے مسند امام احمد صحیح مسلم اور ترمذی میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعضے لوگ رات دن گڑگڑا کر طرح طرح کی دعائیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرتے ہیں اور جب انکی دعا قبول نہیں ہوتی تو انکے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں لیکن جب تک وہ غذائے حلال کے پابند نہ ہونگے انکی دعا میں کچھہ تاثیر پیدا نہ ہوگی حاصل کلام یہ ہے کہ غذائے حلال سے رسولوں کے کلام میں تو یہ تاثیر پیدا ہوگی کہ وہ ہٹ کے لوگوں کو جو کچھ نصیحت کرینگے اوس میں اثر پیدا ہو جاویگا اور عام پابند شریعت لوگوں کے کلام میں غذائے حلال سے یہ تاثیر پیدا ہوگی کہ دعا یا عبادت کے طور پر جو کچھہ اون کے موہنہ سے نکلے گا وہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہونے کے قابل ٹھہرے گا آگے فرمایا غذائے حلال کے کھانے کے بعد خالص دل سے جو کوئی نیک عمل کریگا تو اوس کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے مطلب یہ ہے کہ نیک عمل کا دس گنے سے لیکر سات سو تک اور بعضی نیکیوں کا اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق اجر جو ملیگا اوسکا حال اللہ کو خوب معلوم ہے

سورۃ الاعراف مین گزر چکا ہے کہ علمائے یہود اپنے آپ کو توراۃ کا وارث گنتے تھے اور اعمال اونکے ایسے تھے کہ جو عالم ان مین سے قاضی ہوجاتا تھا تو وہ لوگون سے رشوت لیکر توراۃ کے برخلاف مقدمے فیصل کیا کرتا تھا توراۃ کے ذکر کے بعد ہی واسطے غذائے حلال کا حکم ایسے لوگون کو یاد دلایا تاکہ توراۃ انجیل اور قرآن کے عالم لوگون کو یہ اچھی طرح معلوم ہو جاوے کہ جو شخص کتاب آسمانی کے موافق عمل نہ کرے گا وہ کتاب آسمانی کا وارث نہیں ہو سکتا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین سب انبیا کا ہمیشہ سے ایک رہا ہے فقط حرام حلال کے احکام ضرورت کے موافق ہر نبی کے زمانہ مین بدلتے رہے ہیں دین عبادت کے طریقہ کو کہتے ہین اور حرام و حلال کے احکام کو شریعت کہتے ہیں حاصل مطلب یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کا طریقہ ہر ایک نبی کے زمانہ مین جاری رہا ہے زیادہ تفصیل اسکی سورۃ الشوری مین آویگی سورۃ الشوری کی آیتون اور ابو ہریرہؓ کی روایۃ کو ان آیتون کے ساتھ ملانے سے آیۃ وان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ کی عبادت کا جو طریقہ ہر ایک نبی کے زمانہ مین اللہ کے حکم سے جاری رہا ہے ہر شخص کو اُسکے موافق اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کرنا اور جو کوئی اُسکے برخلاف کرے اُسکو عذاب الٰہی سے ڈرنا ضرور ہے آگے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم اگرچہ یہ ہے کہ ہر شخص کو اُس طریقہ کے موافق اللہ کی عبادت کرنی چاہیے جو طریقہ ہر ایک نبی کے زمانہ مین جاری رہا ہے لیکن اہل مکہ نے ملت ابراہیمی کو اور اہل کتاب نے اپنی کتابون کو چھوڑ کر نئے طریقہ نکال لئے ہین اور ان مین سے ہر ایک فرقہ اپنے ایجادی طریقہ کو اچھا جانتا ہے اے رسول اللہ کے تم ان فرقون کو حساب و کتاب تک ان کے حال پر چھوڑ دو وقت مقررہ آجاوے تو جزا و سزا کا پورا فیصلہ ہوجاویگا پھر فرمایا ان لوگونکا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ انکی مال و اولاد کی ترقی اس سبب سے ہے کہ اللہ ان سے رضامند ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ با اقتدار اور مال و اولاد والی پچھلی امتون کو طرح طرح کے عذابون سے ہرگز ہلاک نہ کرتا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ۝

البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی باتین یقین کرتے ہین

وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ

اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھیراتے اور جو لوگ کہ دیتے ہین جو دیتے ہیں اور اُنکے دلون مین ڈر ہے

اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝

کہ اُنکو اپنے رب کی طرف پھر جانا وہ دوڑ دوڑ لیتے ہین بھلائیان اور وہ اُنپر پہنچے سب سے آگے

اوپر کی آیتون مین اون لوگونکا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ کی خلاف مرضی کام کرتے ہین ان آیتون مین اون لوگونکا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق کامون مین لگے رہتے ہیں حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین جو لوگ نیک ٹھہر چکے ہیں وہ ایسے لوگ ہین کہ نیک کام کرنے کے بعد بھی عذاب آخرت کا اندیشہ اونکو لگا رہتا ہے احکام الٰہی کی آیتون کا اون کے دل مین کلام الٰہی ہونے کا پورا یقین ہے اس لئے وہ اون احکام کے موافق خالص دل سے عمل کرتے ہیں شرک یا ریاکاری کے طور پر اپنے اس دینی عمل مین کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتے صدقہ خیرات اور ہر طرح کا نیک کام کرتے ہیں اور پھر بھی اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کے وقت

کا یہ کھٹکا انکے دل مین لگا ہوا ہے کہ اوس وقت یہ نیک عمل بارگاہ الٰہی مین قبول ہونے کے قابل نکلتے ہیں یا نہین آخر کو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو ہر طرح کی بھلائی کی طرف پیش قدمی کر کے دوڑتے ہیں۔ وہم لہا سابقون کی تفسیر مین حضرت عبد اللہ بن عباس کا صحیح قول یہی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہیں آخری آیۃ مین اون ہی کا ذکر ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا مین پیدا ہونے سے پہلے نیک ٹھہر چکے ہیں دنیا مین پیدا ہونے کے بعد وہی لوگ نیک کامون کے کرنے مین پیش قدمی کرتے ہیں اور اون ہی لوگون کو نیک کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین وہم لہا سابقون کی جو تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق اوپر بیان کی گئی اس حدیث سے اوسکی پوری تائید ہوتی ہے مسند امام احمد ترمذی ابن ماجہ مستدرک حاکم وغیرہ مین حضرت عائشہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آیتین ایسے لوگون کی شان مین ہین جو نیک کام کرتے ہیں اور پھر بھی انکے دل مین یہ کھٹکا لگا ہوا ہے کہ اونکے وہ نیک کام بارگاہ الٰہی مین قبول ہونے کے قابل ہین یا نہین جس طرح کے لوگون کی شان مین یہ آیتین نازل ہوئی ہین اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے حاکم نے اس شان نزول کی روایۃ کو صحیح کہا ہے صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منکر شریعت لوگون کو اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پورا حال معلوم ہو جاوے تو انکے دل مین بھی جنت مین داخل ہونے کی امید پیدا ہو جاوے اسی طرح پابند شریعت نیک لوگون کو عذاب الٰہی کا پورا حال معلوم ہو جاوے تو عذاب الٰہی کا خوف انکے دل پر ہر وقت رہے اس حدیث سے حضرت عائشہؓ کی روایۃ کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ مطلب دونون حدیثون کا قریب قریب ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو کسی حال مین عذاب الٰہی سے نڈر نہین ہونا چاہیے۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

اور ہم کسی پر بوجھ نہین ڈالتے مگر جو اسکی سمائی ہے اور ہمارے پاس لکھا ہے جو بولتا ہے سچ اور اونپر ظلم نہ ہوگا

اوپر اون نیک لوگون کا ذکر تھا جو نیک کامون مین پیش قدمی کرتے ہیں اس آیۃ مین فرمایا اس پیش قدمی مین یہ تائید غیبی بھی ہے کہ شریعت کا کوئی کام اللہ تعالیٰ نے انسان کی طاقت سے باہر نہیں رکھا مثلاً جو بیمار آدمی نماز مین کھڑا نہ ہو سکے تو اسکو بیٹھ کر نماز جائز ہے اسی طرح مسافر یا بیمار آدمی وقت پر روزے نہ رکھے تو کچھ گناہ نہین پھر فرمایا ہر شخص کے ہر طرح کے عمل پہلے لوح محفوظ مین اور پھر نامہ اعمال مین لکھے گئے ہیں جس سے ہر شخص کو اپنے عملون کا سچا سچا حال سزا و جزا کے وقت معلوم ہو جاویگا اور سزا و جزا کے وقت کسی پر یہ ظلم نہ ہوگا کہ نیکی کا اجر گھٹا دیا جاوے یا جرم کی حیثیت سے سزا کی مقدار بڑھا دی جاوے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو شخص اپنے نامہ اعمال مین کے لکھے ہوئے گناہون کا انکار کرے گا تو اسکے ہاتھ پاؤن اعمال نامہ کی صداقت بطور گواہی کے بیان کرین گے صحیح مسلم ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے ابو ذرؓ کی یہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرا لیا ہے اعمال نامہ مین سچا سچا حال لکھے جانے کا اور سزا و جزا کے وقت کسی پر کچھ ظلم نہ ہونے کا مطلب ان حدیثون سے اچھی طرح سمجھ مین اجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نامہ اعمال

مین ایسا سچا حال لکھا جاتا ہے جسکی صداقت کی گواہی کے لئے آدمی کے ہاتھ پاؤن تیار ہو جاوین گے اور سزا وجزا کے وقت کسی پر کوئی
ظلم اِس سبب سے نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم اپنی ذات پاک پر حرام ٹھہرالیا ہے۔

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ۝

کوئی نہین اُنکے دل بیہوشی مین اِس طرف سے اور اُنکو اور کام لگے ہیں اُسکے سوا کہ وہ اُنکو کررہے ہین

حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ۝ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا

یہانتک کہ جب پکڑینگے ہم اُنکے آسودہ لوگون کو آفت مین تبھی وہ لگین گے چلانے مت چلاؤ آجکے دن تم ہمسے

لَا تُنصَرُونَ ۝ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ۝ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ۝

چھڑائے نہ جاؤگے سنائی جاتی تھین میری آیتین تمکو تو تم ایڑیون پر اُلٹے بھاگتے تھے اُس سے بڑائی کرکر ایک کہانیوالے کو چھوڑکر چلے گئے

اوپر کی آیتون مین اونکا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین نیک قرار پاچکے ہیں ان آیتون مین اون بدلوگون کا ذکر فرمایا گیا ہے جو
علم ازلی الٰہی مین بد قرار پاچکے ہیں اور ہر وقت دین کے کامون کی طرف سے اون کے دل غافل ہیں ان آیتون کی تفسیر بہت سی صحیح
حدیثون مین آئی ہے چنانچہ صحیح بخاری مین جو روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت فرمایا دنیا کے
پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جنتی ہر شخص کا نام اہل جنت مین اور دوزخی ہر شخص کا نام اہل دوزخ مین لکھ لیا ہے تو یہ بات سنکر بعضے
صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت پھر نیک عمل کی کیا ضرورت ہے ہم لوگ اپنی تقدیر پر شاکر ہوکر بیٹھ رہین اور سمجھ
لین کہ اگر اللہ کے علم مین ہم جنتی ہونگے تو آخر جنت مین جاوینگے آپ نے فرمایا نہین یہ نہین ہوسکتا بلکہ جس شخص کا جو انجام علم الٰہی مین
قرار پاچکا ہے دنیا مین وہ شخص اُسی طرح کے کام بھی کرتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم مین جو شخص جس طرح کا قرار پایا ہے
وہ ایک غیب کی بات ہے اُسکو سوائے اللہ کے اور کوئی نہین جانتا اور جزا و سزا کا مدار بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ
اوس علم کے ظہور پر رکھا ہے اِس لئے اِس دنیا عالم اسباب مین اللہ تعالیٰ نے عمل کو ایک سبب نیک و بد کے پہچاننے کا قرار دیا ہے
جسطرح رزق ہر ایک شخص کا یا موت یا بیماری ہر شخص کی خدا کی طرف سے ہے مگر عالم اسباب مین اُسکے سبب اور حیلے خدا نے ٹھہرا دیئے
ہین اِسی طرح دنیا کے نیک و بد عمل کو اللہ تعالیٰ نے سبب ٹھہرایا ہے اوس سبب کو چھوڑکر تقدیر پر شاکر ہونا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بے حیلے
کے دنیا مین مثلاً رزق چاہے اب اِن نیکی بدی کی پہچان کا موقع آدمی کی آخری عمر تک ہے اِسی واسطے شریعت مین خاتمہ کا بڑا اعتبار ہے چنانچہ
صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہؓ سے اور ترمذی وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اور مسند امام احمد بن حنبل اور صحیح ابن حبان مین حضرت
انسؓ سے جو روایتین ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ کسی شخص کو نیک عمل کرتے ہوئے دیکھ کر کوئی بات موتھ سے نہین نکالنی چاہیے جب تک
خاتمہ اچھا نظر نہ آوے کیونکہ بہت سے لوگ عمر بھر اچھے کام کرتے رہتے ہین اور آخری عمر مین بگڑکر برے کامون مین لگ جاتے ہین اور
برے کامون پر انکا خاتمہ ہوکر دوزخ کے مستحق ٹھہر جاتے ہیں اور بہت سے لوگ عمر بھر برے کام کرتے ہیں اور آخر عمر مین نیک راستے
سے لگ جاتے ہیں اور نیکی پر انکا خاتمہ ہوتا ہے اور جنتی بن جاتے ہین اوپر یہ بیان ہوچکا ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے

اللہ تعالیٰ نے یہ اندازہ فرمالیا ہے کہ اگر دنیا پیدا کی جاوے اور ہر شخص کو اُسکے فعل کا فعل مختار کیا جاوے تو کون اچھا عمل کریگا اور کون بُرا اور اُسی اندازہ کو لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے اسی کا نام تقدیر ہے دنیا میں نیک و بد فعل ہونے کے بغیر نہ اُس تقدیر کے لکھے پر کچھ سزا جزا ہے نہ تقدیر کے لکھتے وقت اللہ تعالیٰ نے کسی کو کسی کام پر مجبور کیا ہے جو لوگ حشر کے منکر ہیں اُنکا بڑا شبہ یہ ہے کہ جب وہ مر جاتے ہیں گے اور اُنکی ہڈیاں تک خاک ہو جاوینگی اور وہ خاک کچھ ہوا میں اُڑ جاوے گی اور کچھ پانی کے ریلوں میں بہ جاوے گی تو پھر وہ روان وان خاک کیونکر جمع ہو جاویگی جسکا پتلا بنے گا سورہ ق میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے شبہ کا یہ جواب دیا ہے کہ ان منکرین حشر کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ ان لوگوں کی خاک ہوا میں اُڑ کر یا پانی میں بہکر کہاں جاویگی اسی پتہ سے انکی خاک جمع کر لی جاویگی کیونکہ جنگل دریا کوئی چیز اُس کے علم غیب اور حکم سے باہر نہیں ہے صحیح بخاری اور مسلم کے حوالے سے ابو ہریرہ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے اپنے گناہوں کے سبب سے کہا اُس نے اپنے مرجانے کے بعد اُسکی لاش کو جلا کر آدھی خاک کو ہوا میں اُڑا دینے اور آدھی کو دریا میں بہا دینے کی وصیت کی اور اُس کے وارثوں نے وصیت کے موافق عمل بھی کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جنگل اور دریا کو اُسکی خاک کے حاضر کرنے کا حکم دیا جس سے وہ خاک حاضر ہو گئی پھر اللہ تعالیٰ نے اُس خاک کا پتلا بنایا اور اُس میں دوبارہ روح پھونکی گئی جسکے سبب سے وہ شخص دوبارہ زندہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس وصیت کا سبب اُس سے پوچھا اُس شخص نے جواب دیا یا اللہ تجھکو خوب معلوم ہے کہ یہ کام میں نے تیرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر کر کیا تھا اُسپر اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کی مغفرت فرما دی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ جس طرح جنگل اور دریا میں سے اُس شخص کی خاک حاضر ہو گئی اسی طرح منکرین حشر کی خاک جہاں ہوگی وہاں سے حاضر ہو جاویگی حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ شرک کے وبال میں ان لوگوں سے بڑھ کر خوشحال پہلی قومیں جس طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہو گئیں جنکے قصے کئی دفعہ ان لوگوں کو سنا دیے گئے تو ان مشرکوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ انکے مال اور اولاد کی ترقی اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہے بلکہ ان لوگوں کے اس غلط خیال پر جمے رہنے کا سبب یہی ہے کہ یہ لوگ قرآن کی نصیحت کو دھیان سے نہیں سنتے اور نیک لوگ کہ جو کام انکو اوپر کی آیتوں میں بتلائے گئے ہیں رات دن اُن کاموں کے برخلاف کام کرتے ہیں لیکن ان میں کے بڑے بڑے خوشحال وقت مقررہ پر جب عذاب آخرت میں گرفتار ہو جاوینگے تو عذاب کی تکلیف سے بہت چلاوینگے جسپر انکو ذلیل کرنے کے لیے کہا جاویگا کہ آج تمہاری فریاد سنکر کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکتا اور یہ بھی کہا جاویگا کہ یہ عذاب تمہاری اُسی شرارت کی سزا ہے کہ تم قرآن کی نصیحت کو سنکر اُلٹے قدموں بھاگتے تھے اور کعبہ کے خادم ہونے کی بڑائی جتلا اپنے گھروں میں راتوں کو قصے کہانیوں کی طرح قرآن اور اللہ کے رسول کی مذمت کیا کرتے تھے۔ ہجر ون کے معنے بیہودہ بکواس کے ہیں۔

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ

سو کیا دھیان نہیں کی یہ بات یا آیا ہے اُن پاس جو نہ آیا تھا انکے پہلے باپ دادوں پاس یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنا پیغام لانیوالا

منزل ۴

لہ منکرون ۝ ام یقولون بہ جنۃ بل جاءہم بالحق واکثرہم للحق کارہون ۝

سو اسکو اوپری سمجھتے ہیں یا کہتے ہیں کہ اسکو سودا ہے کوئی نہیں وہ لایا ہے انکے پاس سچی بات اور ان بہتوں کو سچی بات بری لگتی ہے

ولو اتبع الحق اہواءہم لفسدت السموت والارض ومن فیہن بل اتینہم بذکرہم

اور اگر سچا رب چلے انکی خوشی پر خراب ہوں آسمان اور زمین اور جو کوئی انکے بیچ میں ہے کوئی نہیں ہم نے پہنچائی ہے انکو انکی

فہم عن ذکرہم معرضون ۝ ام تسئلہم خرجا فخراج ربک خیر وہو خیر الرزقین ۝

نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے یا تو انسے مانگتا ہے محصول سو محصول تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ ہے بہتر روزی دینے والا

وانک لتدعوہم الی صراط مستقیم ۝ وان الذین لا یؤمنون بالاخرۃ عن الصراط

اور تو تو بلاتا ہے انکو سیدھی راہ پر اور جو لوگ نہیں مانتے پچھلا گھر راہ سے ٹیڑھے

لنکبون ۝ ولو رحمنہم وکشفنا ما بہم من ضر للجوا فی طغیانہم یعمہون ۝

ہو گئے ہیں اور اگر ہم انکو رحم کریں اور کھول دیں جو تکلیف ہے اونپر مصر رہے لگے جاویں اپنی شرارت میں بہکے

سورۃ الانعام میں گزر چکا ہے کہ مشرکین مکہ نسل ابراہیمی میں اپنے آپ کو زیادہ عقلمند سمجھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہم لوگوں کی ہدایت کیلئے کوئی آسمانی کتاب نازل ہوتی تو ہم پہلے لوگوں سے بڑھکر راہ راست پر آتے صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں ابوسفیان اور ہرقل بادشاہ روم کا جو قصہ ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ نبی ہونے سے پہلے مشرکین مکہ اللہ کے رسول کو بہت سچا آدمی جانتے تھے صحیح بخاری کے حوالہ سے جبیر بن مطعم کی روایت ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں مطعم بن جبیر کے باپ نے کہا جب میں نے سورۃ والطور سنی تو میرا دل بے قابو ہو گیا سورۃ الانعام کی آیتوں اور اوپر کی حدیثوں کو ان آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ نہ تو قرآن ایسی نئی آسمانی کتاب ہے کہ اس سے پہلے کسی بشر پر آسمانی کتاب کا نازل ہونا ان مشرکین مکہ کے کانوں تک نہ پہنچا ہو نہ اللہ کے رسول ایسے اوپری ہیں جنکے سچ جھوٹ سے یہ لوگ واقف نہوں اور نہ قرآن ایسا کلام ہے جو دیوانے لوگوں کے کلام کی طرح بے ربط ہو بلکہ یہ تو ایسا کلام ہے جسکے سننے سے ان میں کے اکثر لوگوں کے دل بے قابو ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے بڑوں کے طریقہ کو چھوڑ کر قرآن کے پیرو بن جاتے ہیں حاصل یہ ہے کہ ان باتوں میں سے بات نہیں ہے بلکہ بات فقط اتنی ہے کہ ان میں کے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دوزخی ٹھہر چکے ہیں اس لیے وہ قرآن کی نصیحت کو نہ دھیان سے سنتے ہیں نہ انکو سچی بات اچھی معلوم ہوتی ہے انکو تو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اون کی خواہش کے موافق دنیا میں شرک جاری ہو جاوے یہ نہیں جانتے کہ اگر ایسا ہو تو جسطرح دنیا کے دو بادشاہوں کی شراکت کی بادشاہت کا انتظام بگڑ جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہوتا تو تمام عالم کا انتظام خراب ہو جاتا پھر فرمایا کہ یہ لوگ قرآن کو پچھلے لوگوں کی کہانیاں جو کہتے ہیں قرآن تو ایسا نہیں ہے بلکہ قرآن میں تو ان لوگوں کی بہتری کے درست ہو جانے کی نصیحت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ بدبخت ٹھہر چکے ہیں وہ اس نصیحت کو دھیان سے نہیں سنتے پھر فرمایا اے اللہ کے رسول تم ان لوگوں سے قرآن کی نصیحت پر کچھ اجرت بھی تو نہیں مانگتے جو یہ لوگ قرآن کی نصیحت

گھیر لیتے ہیں تمہاری اجرت تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے کیونکہ ساری مخلوقات کی پرورش اوسی کے ذمہ ہے پھر فرمایا ان میں جو لوگ عقبیٰ کے منکر ہیں وہ عقبیٰ کی بہبودی کے سیدھے راستہ کو چھوڑ کر ٹیڑھا راستہ چلتے ہیں پھر فرمایا ان لوگوں کی سرکشی کے سبب سے مکہ میں قحط جو پڑا اگر اللہ اپنی رحمت سے اوس قحط کو رفع کر دے تو ان لوگوں کی شرارت تو یہانتک بڑھی ہوئی ہے کہ قحط کے رفع ہوتے ہی پھر یہ لوگ سرکشی کی وہی بہکی ہوئی باتیں کرنے لگیں گے صحیح بخاری کی عبداللہ بن مسعود کی روایت کے حوالہ سے مکہ کے قحط کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قریش نے جب بہت سرکشی شروع کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے حق میں بددعا کی جسکے اثر سے مکہ میں سخت قحط پڑا حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق آخری آیتہ میں مختصر طور پر اسی قحط کا ذکر ہے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا

اور ہمنے پکڑا تھا انکو آفت میں پھر نہ دبے اپنے رب کے آگے اور نہیں گڑگڑاتے یہانتک کہ جب کھولینگے

عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝

ہم انپر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اُس میں انکی آس ٹوٹے گی

معتبر سند سے نسائی مستدرک حاکم اور بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ سے جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ قریش مکہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرکشی کی تو آپکی بددعا سے مکہ میں بڑا سخت قحط پڑا اوس قحط کے زمانہ میں ابوسفیان نے آنحضرت سے آنکر کہا کہ آپ تو رحمت للعلمین اپنے آپ کو کہتے ہیں قریش تو آپکے قرابتدار ہیں اب قریش کا یہ حال ہے کہ جو نہ کھانے کی چیزیں تھیں وہ سب کھا چکے ذرا ہماری غمخواری فرمائیے اور اللہ سے دعا کیجیے کہ یہ بلا دفع ہو آپ نے قریش کے اس حال پر ترس کھا کے دعا کی اور آپکی دعا کی برکت سے وہ قحط جاتا رہا قحط کے جاتے ہی قریش نے پھر وہی سرکشی شروع کر دی اس قحط کے ذکر میں عبداللہ بن مسعود کی روایتہ صحیح بخاری کے حوالہ سے اوپر گزر چکی ہے اس قحط کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں حاصل معنے آیتوں کے یہ ہیں کہ ان لوگوں کے دل ایسے سخت ہو گئے ہیں کہ خدا کی طرف سے کوئی مصیبت اور سختی آتی ہے تو جب بھی انکو عبرت نہیں ہوتی اس لئے اب انکو اللہ کے کسی بڑے سخت عذاب کا منتظر رہنا چاہیئے اوس بڑے عذاب کے بعد انکی سب سرکشی ناامیدی سے بدل جاویگی یہ بڑا عذاب آخر کو اللہ کے وعدہ کے موافق بدر کی لڑائی کے روز آیا کہ بڑے بڑے سرکش ستر آدمی قریش کے حالت کفر میں بڑی ذلت اور خواری سے دنیا سے اوٹھ کر ہمیشہ کے عذاب آخرت میں مبتلا ہوئے جسکا ذکر صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالک کی روایتہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

اور اسی نے بنا دئے تمکو کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو

وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

اور اسنے تم کو بکھیر رکھا ہے زمین میں اور اسی کی طرف جمع ہو کر جاؤگے اور وہی ہے جلاتا اور مارتا

ع ۴ منزل ۴

وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ○

اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تم کو بوجھ نہیں کوئی نہیں یہ وہی کہتے ہیں جیسا کہہ چکے ہیں پہلے

اوپر منکر حشر لوگوں کا یہ ذکر تھا کہ یہ لوگ حشر کے منکر ہیں اس سبب سے یہ عقبیٰ کی بہبودی کے سیدھے راستہ کو چھوڑ کر ٹیڑھا راستہ چلتے ہیں ان آیتوں میں قدرت کی چند نشانیاں بیان فرما کر ایسے لوگوں کو قائل کیا گیا ہے حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ ان منکر حشر کے سننے کے لئے کان دیکھنے کے لئے آنکھیں ہر بات کے سمجھنے کے لئے دل اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ پیدا کیا اب یہ لوگ ان چیزوں کے دوبارہ پیدا کرنے کو اللہ کی قدرت سے باہر جو گنتے ہیں تو انھوں نے اللہ کی قدرت کا بہت تھوڑا حق مانا پھر فرمایا جسطرح اب اللہ تعالیٰ نے ان منکرین حشر کو پیدا کر کے تمام روئے زمین پر انکو بکھیر رکھا ہے اسی طرح حشر کے دن قبروں سے اٹھا کر میدان محشر میں انکو جمع کیا جاویگا پھر فرمایا کیا ان لوگوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکو نیست سے ہست کیا اور انکی زندگی کے انتظام کے لئے موسم میں رد و بدل جسکے سبب سے رات دن کا گھٹنا بڑھنا پیدا ہو گیا پھر فرمایا ان لوگوں نے اللہ کی قدرت کی ان نشانیوں کو کچھ عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ قدرت کی ان نشانیوں کو دیکھنے کے بعد اوسی طرح حشر کے انکار پر جمے رہے جسطرح انسے آگے کے منکر حشر تھے صحیح بخاری میں ابوہریرہ کی روایت سے حدیث قدسی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا حشر کے انکار سے انسان نے مجھکو جھٹلایا حالانکہ انسان کی پہلی پیدائش سے دوسری پیدائش سہل ہے یہ حدیث والیہ تحشرون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس صاحب قدرت نے ایک بوند پانی سے منکرین حشر کے پتلے بنا کر انمیں روح پھونکدی اسکو خاک سے ان پتلوں کا دوبارہ بنا دینا اور انمیں روح کا پھونکدینا کسی معمولی عقل والے آدمی کے نزدیک بھی کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ یہ کام عقل کا نہیں ہے کہ کسی چیز کا موجود ہونا ایک دفعہ آزما کر پھر دوبارہ اسی چیز کے موجود ہو جانے سے انکار کرے یا اس دوبارہ موجود ہو جانے کو مشکل جانے۔

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا

کہتے ہیں کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہمکو جلا اٹھانا ہے وعدہ مل چکا ہمکو اور ہمارے باپ دادوں کو

هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ

یہی پہلے سے اور کچھ نہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی تو کہہ کس کی ہے زمین اور جو کوئی اسکے بیچ ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے اللہ کی تو کہہ پھر تم سوچ نہیں کرتے تو کہہ کون ہے مالک آسمانوں

السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ

آسمانوں کا اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتا دینگے اللہ کو تو کہہ پھر تم ڈر نہیں رکھتے تو کہہ کس کے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور

هُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتا دینگے اللہ کو تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو پڑ جاتا ہے کوئی نہیں ہمنے انکو پہنچایا سچ اور وہ البتہ جھوٹے ہیں

حشر کے منکر جو لوگ اب ہیں یا پچھلے زمانہ مین تھے انسے کوئی سند حشر کے انکار پر پیش نہین ہو سکتی اپنے بڑون سے سنکر صرف یہ کہتے تھے کہ جس طرح اور پچھلے زمانہ کے قصے سنتے آئے ہین اوسی طرح یہ بھی ایک قصہ ہے کہ ایک دفعہ مرکر پھر جینا ہے اللہ تعالی نے ان آیتون مین منکرین حشر سے یہ پوچھا ہے کہ آخر ایک دفعہ تمام جہان نیست سے ہست جو ہوا ہے یہ کس نے پیدا کیا ہے نمرود فرعون ان لوگون کی طرح حشر کا انکار اور خدائی دعوی کرتے کرتے مر گئے کیا اونھون نے کچھ پیدا کیا تھا یا ان منکرین حشر کے بتون نے کچھ پیدا کیا ہے جب مجبوری ہے یہ لوگ بھی جواب دین گے کہ جو کچھ پیدا کیا ہے وہ اللہ نے ہی پیدا کیا ہے تو اسی اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ جسطرح ایک دفعہ سارا جہان نیست سے ہست ہوا ہے اوسی طرح نیک و بد کی جزا و سزا کے لئے دوسری دفعہ پھر وہی ہونا ہی جو ایک دفعہ سب کی آنکھون کے سامنے ہو چکا ہے تاکہ جزا و سزا کے ہو جانے کے بعد دنیا کا پیدا کیا جانا ٹھکانے سے لگے ان لوگون کے پاس کیا دلیل ہے جو آنکھون کی دیکھی ہوئی چیز کو جھٹلاتے ہین ابو ہریرہ رضی اور ابو سعید خدری سے جو صحیح بخاری مین روایتین ہین اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کے دن سب لوگ جمع ہون گے تو اللہ تعالی کے حکم سے فرشتے پکار دینگے کہ دنیا مین جسطرح لوگونکے گروہ تھے کوئی بت پرست تھا کوئی آتش پرست آج وہ ہر ایک گروہ علیحدہ علیحدہ ہو جاوے سب گروہ الگ ہو کر اپنے فرضی معبودونکے ساتھ ہو جاوینگے مگر جو لوگ قیامت کے حساب کتاب کو اور اللہ تعالی کے سامنے کھڑے ہونیکو حق جانکر اللہ کی عبادت کرتے تھے وہ باقی رہجاوینگے لیکن ابھی تک اس گروہ مین وہ لوگ بھی شریک ہونگے جو اوپری دل سے دکھاوے کے طور پر اللہ کی عبادت کرتے تھے اس سارے گروہ کی توحید آزمانیکے لئے ایک ایسی صورت مین اللہ تعالی لوگونکو نظر آویگا جسکو دیکھکر ان خدا پرست لوگونکا دل گواہی دیویگا کہ یہ انکا معبود نہین ہے اس لئے یہ لوگ کہوین گے تو ہمارا خدا نہین ہے ہمارے دلمین ہمارے خدا نے اپنی خاص پہچان رکھی ہے جب ہم اپنے خدا کو دیکھین گے تو خود پہچان لیوین گے غرض پھر خدا کا اصلی دیدار ہوگا اور خالص توحید والے اوسوقت اللہ تعالی کو سجدہ کرین گے اور منافقون کی کمر تختہ ہو جاویگی وہ سجدہ نہ کر سکین گے پھر خالص توحید والا گروہ نجات پاویگا اور سب گروہ طرح طرح کے عذاب مین مبتلا ہو جاوین گے حاصل کلام یہ ہے کہ شریعت مین حشر اور قیامت پر ایمان لانا جو شرط ٹھیرا ہے اور اس شرط کے سبب سے قرآن شریف مین منکرین حشر کی جگہ جگہ مذمت جو آئی ہے اسکا سبب یہی ہے کہ جب تک جزا و سزا کا پورا یقین نہ ہو خالص دل سے نیک عمل کرنے اور بد عمل سے بچنے کا شوق اور ارادہ آدمی کے دل مین پیدا نہین ہو سکتا اور جب نیت ہی آدمی کی درست نہ ہو تو تمام عمر نیک کام اوپری دل سے اگر کوئی کرتا رہے یا برے کام سے بچتا رہے تو کچھ فائدہ نہین اس لئے جہان کہین قرآن شریف مین منکرین حشر کا ذکر ہے وہ ایسے لوگون سے بھی کسی قدر متعلق ہے جنکو اگرچہ حشر اور قیامت کا صاف انکار تو نہین ہے لیکن اونکو پورا یقین بھی سزا و جزا کا نہین ہے چنانچہ اس یقین کی کوتاہی کے سبب سے اون کی نیت دین کے کام مین ڈانوان ڈول رہتی ہے اور یہی ڈاوان ڈول پنا اوپر کی صحیح حدیث کے بموجب ان لوگون کو خالص نیت کے عمل کرنے والے گروہ کے ذیل سے بالکل الگ کر دیویگا اور خدا تعالی کو دیکھنے کے بعد کا اونکو خالص نیت کا سجدہ نصیب نہ ہوگا اسواسطے منکرین حشر کا ذکر سنکر اس طرح کے ڈاوان ڈول لوگون کو بھی اپنے حال پر ذرا عبرت چاہی کہ آخرت کے معاملے مین ایک طرح کی غفلت کے سبب سے جو کچھ یہ لوگ کرتے ہین وہ خالص اللہ کے واسطے

نہیں کرتے بلکہ عمل کچھ ہے اور نیت کچھ ہے۔ وہو یجیر ولا یجار علیہ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر وقت بلا سے انسان کو بچاتا ہے مگر اسکے حکم سے جو آفت انسان پر آوے تو اوس سے سوائے اسکے کوئی دوسرا کسی کو نہین بچا سکتا۔ فانی تسحرون اسکا مطلب یہ ہے کہ جسطرح جادوگرون کے فریب سے مثلاً ٹھیکریان روپے نظر آتے ہین اسی طرح شیطان کے فریب سے مرنے کے بعد کی سچی باتین ان لوگونکو جھوٹی نظر آتی ہین۔ آخری آیۃ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی معرفت مرنے کے بعد کی جو باتین بیان فرمائی ہین وہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق بالکل سچی ہین جو لوگ بغیر سند کے ادن باتون کو جھٹلاتے ہین وہ جھوٹے ہین

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا
اللہ نے کوئی بیٹا نہین کیا اور نہ اسکے ساتھ کسی کا حکم چلے یون ہوتا تو لیجاتا ہر حکم والا اپنے بنائے کو اور چڑھ جاتا

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
ایک پر ایک اللہ نرالا ہے انکے بتانے سے جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جو شریک بتاتے ہین

اوپر ذکر تھا کہ جسطرح جادوگرون کے فریب سے ٹھیکریان روپے دکھائی دیتی ہین اسی طرح شیطان کے فریب دینے اور بہکانے سے مرنے کے بعد کی وہ سچی باتین ادن لوگون کو جھوٹی معلوم ہوتی ہیں ان آیتون مین فرمایا اللہ کے رسول کو جھٹلانے والون مین سے کچھ لوگ تو وہ ہین جو اللہ تعالیٰ کو صاحب اولاد کہتے ہیں اور کچھ وہ ہین جو بتون کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہین مگر یہ بات ان لوگون کی آنکھون کے سامنے کی ہے کہ دنیا کی جس بادشاہت مین دو بادشاہ شریک ہوتے ہیں تو ادن مین طرح طرح کے جھگڑے ہوکر ایک دوسرے پر غالب آجاتا ہے اب جس طرح دنیا کے دو بادشاہون کے آپس کے جھگڑے کی بات ان لوگون کی آنکھون کے سامنے کی ہے یہ بھی ان کی آنکھون کے روبرو ہے کہ تمام دنیا مین انتظام آلہی ہمیشہ سے ایک وتیرہ پر ہے جس سے ہر شخص کی سمجھ مین یہ بات اچھی طرح آسکتی ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اوس کی بادشاہت مین اولاد بنکر یا ساجھی بنکر کوئی اوس کا شریک نہین ہے بغیر سند کے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین دوسرون کو شریک ٹھہراتے ہیں وہ بالکل جھوٹے ہین کیونکہ ان مین سے کسی کو غیب کا علم نہیں ہے اسواسطے اپنے علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابون مین اپنی وحدانیت کی جو خبر دی ہے وہ سچ ہے اوس سچ کے مقابلہ مین کوئی بے سند بات کسی طرح اعتبار کے قابل نہین ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہ رض کی روایت سے حدیث قدسی جو اوپر گزری اس مین اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ انسان نے مجھ کو صاحب اولاد ٹھیراکر میری حقارت کی کیونکہ مجکو کسی طرح کے شریک کی حاجت نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود رض کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس طرح پیدا کیا کہ اوس مین کوئی اسکا شریک نہین ہے اس لئے انسان پر اکیلے اللہ کی تعظیم واجب ہے جو لوگ اس واجب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین دوسرونکو شریک کرتے ہین ادن سے بڑھ کر دنیا مین کوئی گنہ گار نہین ان حدیثون کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جب انسان کے پیدا کرنے مین اللہ تعالیٰ کو کسی طرح کے شریک کی حاجت نہین تو یہ مشرک لوگ دوسرون کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین شریک کرکے اللہ

تعالے کو دوسرون کی مدد کا حاجتمند ٹھراتے ہین جس سے اللہ کی شان کی حقارت لازم آتی ہے اسواسطے شرک سے بڑہ کر دنیا مین کوئی گناہ نہین۔

قُل رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ۝ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَإِنَّا عَلَىٰ

تو کہہ اے رب کبھی تو دکھادے مجکو جو انکو وعدہ ملتا ہے تو اے رب مجکو نہ کریو ان گنہگار لوگون مین اور ہم کو قدرت

أَن نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَادِرُونَ ۝ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ

ہے کہ تجکو دکھادین جو انکو وعدہ دیتے ہین بری بات کے جواب مین وہ کہہ جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہین

بِمَا يَصِفُونَ ۝ وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ۝ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ۝

جو یہ بتاتے ہین اور کہہ اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطانون کے چھیڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہون اے رب اس سے کہ میرے پاس آوین

اوپر شرک کا ذکر فرماکر ان آیتون مین جتلایا کہ اگر یہ مکہ کے مشرک شرک سے باز نہ آوین گے تو جس طرح ان لوگون سے عذاب کے نازل کرنے کا اللہ تعالی کا وعدہ ہے اگرچہ اللہ تعالی ہر وقت اس وعدہ کے ظہور پر قادر ہے لیکن اللہ تعالی کے انتظام مین ہر کام کا وقت مقرر ہے اسواسطے وقت مقررہ کے آتے ہی ان مشرکون پر ایک نہ ایک دن وہ عذاب ضرور آوے گا اوس عذاب کے آنے کو ضروری جانکر اے رسول اللہ کے تم اللہ سے یہ دعا کیا کرو کہ یا اللہ تو اپنی قدرت سے مجکو اس لائق عذاب قوم مین نرکھیو اللہ تعالی نے اپنے رسول کی یہ دعا قبول فرمائی اور بدر کی لڑائی کا وقت آنے سے پہلے مکہ سے ہجرت کرنے کا حکم دیدیا بدر کی لڑائی کے وقت مشرکین مکہ مین کے بڑے بڑے سرکشون پر جو عذاب آیا صحیح بخاری ومسلم کی انس بن مالک کی روایتہ سے اوس کا قصہ کئی جگہ گزرچکا ہے آگے فرمایا ہجرت کا وقت آنے تک یہ مشرک کچھہ ایذا دیوین تو اوسکو درگزر کرکے ٹال دینا چاہیے اور اس ضعف اسلام کے زمانہ مین شیطان کی چھیڑ اور اسکے غلبہ سے اللہ کی پناہ کی دعا مانگنی چاہی کیونکہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ اس ضعف اسلام کے زمانہ مین مسلمانون اور مشرکون مین لڑائی کرادیوے لیکن اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق ابھی اوس لڑائی کا وقت نہین آیا جس سے اسلام کے غلبہ کا نتیجہ نکلے صحیح بخاری ومسلم مین سلیمان بن صرد سے روایتہ ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو غصہ کی حالت مین دیکھہ کر فرمایا اگر یہ شخص اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے تو ابھی اس کا غصہ جاتا رہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے کہ غصہ شیطان کے وسوسے سے آتا ہے اور اللہ سے پناہ مانگتے ہی اوس کا اثر جاتا رہتا ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ۝ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا

یہانتک کہ جب پہنچے ان مین کسی کو موت کہے گا اے رب مجکو پھر بھیجو شاید کچھہ مین بھلا کام کرون اس مین

تَرَكْتُ ۚ كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝

جو پیچھے چھوڑ آیا کوئی نہین یہ بات ہے کہ وہی کہتا ہے اور انکے پیچھے اٹکاؤ ہے جسدن تک اٹھائے جاوین

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے منکرین حشر و قیامت کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا ہے کہ یہ انکار ان لوگوں کا اسی وقت تک ہی
جب تک قبض روح اور قبر اور حشر اور قیامت کا عذاب انکے روبرو نہیں آتا جب یہ عذاب انکی آنکھوں کے سامنے آجاویگا
تو انہیں معلوم ہو جاویگا کہ رسولوں کی معرفت اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا کہ دنیا عمل کی جگہ ہے تو یہ لوگ آخرت کی ہر سختی
اور عذاب کے وقت دنیا میں واپس آنے اور نیک عمل کرنے کی خواہش ظاہر کرینگے مگر جب وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر بے
وقت کی خواہش سے کیا ہوتا ہے قتادہ کا قول ہے کہ ایسے لوگوں کے حال پر بڑا افسوس ہے جو عمل نیک سے غافل ہیں اور دنیا
کے دہندون میں پھنسے ہوئے ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کو قیامت میں یہ موقع پیش آنیوالا ہے کہ دنیا کے سب دہندون سے
زیادہ فائدہ مند اونکو عمل نیک ہی نظر آویگا چنانچہ اس آیۃ کے مضمون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہت وزارت
مال و اولاد کے لئے کوئی شخص دنیا میں واپس آنیکی خواہش نہ کریگا بلکہ خواہش اور آرزو ہوگی تو فقط اتنی ہی ہوگی کہ دنیا
میں جاویں اور نیک عمل کریں صحیحین کے حوالہ سے انس رضؓ بن مالک کی روایت اوپر گزر چکی ہے کہ قبر تک قرابت دار اور مال
اور عمل یہ تین چیزیں آدمی کے ساتھ جاتی ہیں اور اون میں سے دو تو پھر دنیا کی دنیا میں ہی واپس آجاتی ہیں فقط عمل آدمی
کے ساتھ رہتا ہے غرض دنیا میں جس طرح آدمی کی زیست کا ٹھکانا نہیں آج ہے اور کل نہیں اسی طرح خود دنیا اور دنیا
کی سب چیزون کا بھی ٹھکانا نہیں ایک عمل ہی دنیا میں آدمی کے ساتھ جانے کی چیز ہے اور نیک لوگوں کو نیک عملوں کا ثمرہ
پاتے ہوئے جب بد لوگ آخرت میں دیکھیں گے تو دنیا میں پھرنے اور نیکی کمانے کی تمنا انکے دل میں پیدا ہوگی ابو داؤد اور مسند
امام احمد کے حوالہ سے براء رضؓ بن العازب کی صحیح روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ نافرمان لوگوں کے آخری
وقت پر خوفناک شکل کے فرشتے ایسے لوگوں کی قبض روح کے لئے آتے ہیں اور اللہ کی خفگی اور طرح طرح کے عذاب سے ایسے لوگوں کو
ڈراتے ہیں جس سے ایسے لوگوں کی روح اون کے جسم میں چھپتی پھرتی ہے اور پھر نہایت سختی سے وہ فرشتے اوس روح کو جسم
سے نکالتے ہیں آیۃ میں یہ جو ذکر ہے کہ ایسے لوگ موت کے وقت دنیا میں واپس آنے اور نیک عمل کرنے کی تمنا کرتے ہیں اسکا مطلب
اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ قبض روح کے وقت ایسے لوگ دنیا میں رہ جانے اور نیک عمل کرنے کی تمنا کریں گے
علاوہ اسکے جس وقت ایسے لوگوں کو دوزخ میں ڈالنے کے لئے دوزخ کے کنارہ پر کھڑا کیا جاویگا اسوقت بھی یہ لوگ یہی تمنا کرینگے
کہ اون کو نیک عمل کرنے کے لئے دنیا میں واپس بھیج دیا جاوے چنانچہ اس کا ذکر سورۃ الانعام میں گزر چکا ہے حاصل مطلب
آیۃ کا یہ ہے کہ قبض روح کے وقت جب ایسے لوگوں کو عذاب کے فرشتے نظر آویں گے تو یہ لوگ اپنی حالت پر بہت
پچتا کر پہلے اللہ تعالےٰ سے اور پھر قبض روح کے فرشتوں سے دنیا میں واپس آنے اور نیک عمل کرنے
کی تمنا ظاہر کریں گے جس کا جواب ان لوگوں کو یہ ملے گا کہ انتظام الٰہی کے موافق حشر کے دن تک کوئی مرا ہوا شخص
قبر سے اوٹھ کر دنیا میں نہیں آسکتا اسواسطے تم لوگوں کی یہ تمنا پوری نہیں ہوسکتی دو چیزون کے بیچ میں جو
چیز آڑ کی طرح ہو اوس کو برزخ کہتے ہیں انسان کا قبر میں رہنے کا زمانہ دنیا اور عقبے کے مابین میں ایک

اُن ادکا زمانہ ہے اس لئے اُسکو برزخ کہا جاتا ہے حشر کے دن سب لوگ قبروں سے اٹھکر حساب کتاب کے لئے دنیا کے ایک ٹکڑے ملک شام میں جمع ہونگے چنانچہ اسکا ذکر ترمذی اور نسائی کی معاویہ بن حیدہ کی صحیح روایۃ میں ہے حشر کے دن تک کسی مرے ہوے شخص کا قبر سے اٹھکر دنیا میں نہ آنے کا ذکر جو آیۃ میں ہے اس حدیث سے اسکا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حشر کے دن قبروں سے اٹھکر دنیا کے ٹکڑے ملک شام میں یہ لوگ جمع ہونگے اس سے پہلے دنیا میں نہیں آسکتے

معاویہ بن حیدہ بہز بن حکیم تابعی کے دادا مشہور صحابہ میں سے ہیں ۔

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ

پھر جب وقت پھونک ماری صور میں تو نہ ذاتیں ہیں ان میں اس دن نہ آپس میں پوچھنا سو جسکی بھاری ہوئیں تولیں

فَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا

وہی لوگ کام لے نکلے اور جسکی ہلکی ہوئیں تولیں سو وہی ہیں جو ہار بیٹھے

اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا كٰلِحُوْنَ ○

اپنی جان دوزخ میں رہا کرینگے مارتی ہے اُنکے منہ پر آگ اور وہ اُس میں بدشکل ہو رہے ہیں

حضرت عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود کا اس بات میں اختلاف ہے کہ ان آیتوں میں پہلے صور کا ذکر ہے یا دوسرے کا رفع اس اختلاف کا یہ ہے کہ یہاں صور کے ذکر کے بعد عملوں کے تولے جانے کا تذکرہ فرمایا ہے اور اس پر سب سلف کا اتفاق ہے کہ عملوں کا تولا جانا دوسرے صور کے بعد ہوگا اس سبب سے عبد اللہ بن مسعود کا قول قوی ہے [illegible] کہ ان آیتوں میں دوسرے صور کا ذکر ہے ترمذی ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے ابوالدرداء کی صحیح روایۃ سورۃ الاعراف میں گزر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میزان میں خوش اخلاقی بڑی بھاری چیز ہوگی اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اعمال کو اسی طرح کا ہلکا اور بھاری جسم دیا جاویگا اس حدیث کو آیتوں کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اعمال کو جسم دیا جاویگا اور اس جسم کو تولے جانے کے بعد جن کے نیک عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنتی قرار پاوینگے اور جنکے بدعملوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ دوزخ میں جاوینگے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت میں جاویگا اس حدیث کو آیتوں کی تفسیر میں بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آیتوں میں جن لوگوں کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا ذکر ہے قیامت کے دن یہ وہی لوگ ہونگے جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہ ہوگا اسیواسطے آگے کی آیۃ میں فرمایا یہ لوگ قرآن کی آیتوں کو جھٹلانے والے ہونگے جن لوگوں کے نیک عمل و بدعمل برابر ہو گئے انکا ذکر ان آیتوں میں نہیں ہے لیکن سورۃ الاعراف میں گزر چکا ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان میں ایک دیوار ہے جس کا نام اعراف ہے جن لوگوں کے نیک عمل اور بدعمل برابر ہو گئے انکو جنتیوں اور دوزخیوں کے فیصلہ تک اس دیوار پر ٹھہرایا جاویگا پھر جنتیوں اور دوزخیوں کے فیصلہ کے بعد یہ اعراف والے بھی جنت میں جاوینگے مستدرک حاکم وغیرہ میں انس بن مالک سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک بہائی اپنے دوسرے بہائی پر ظلم زیادتی کرنیکی فریاد کرکے اوسکی سب نیکیاں لیویگا اسکے بعد بہی ظلم و زیادتی کا معاوضہ پورا نہ ہوگا تو اپنے گناہ اس ظالم بہائی پر ڈالدینے کی خواہش کریگا حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے حشر کے دن رشتہ داروں کے یاد نہ آنے کا ذکر جو آیتوں مین ہے اُسکا حال اس حدیث سے سمجہہ مین اسکتا ہے صحیح سند سے مسند امام احمد ترمذی مستدرک حاکم وغیرہ مین ابو سعید خدری سے روایت ہے جسکا حاصل وہی ہے جو شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین بیان کیا ہے کہ جلتے جلتے تمام بدن سکڑ کر نیچے کا ہونٹ ناف تک لٹک پڑے گا اور اوپر کا ہونٹ سر پر جا چڑہے گا یہ حدیث وہم فیہا کالحون کی گویا تفسیر ہے دوزخیون کی زبان کے گہسٹنے اور لوگون کے اوسکے روندنے کا ذکر جو شاہ صاحب نے اپنے فائدہ مین کیا ہے یہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کا خلاصہ ہے یہ حدیث ترمذی بیہقی وغیرہ مین ہے اور اس حدیث کی سند مین ایک راوی ابو المخارق ہے جسکو ترمذی نے غیر مشہور بتلایا لیکن یہہ ابو المخارق ابو العجلان کی کنیت سے زیادہ مشہور ہے اور امام بخاری کے ادب مفرد کے معتبر راوی حمید بن ابی غنیہ وغیرہ نے ابو العجلان سے روایت لی ہے اسواسطے ابو العجلان کو بالکل غیر مشہور نہین کہا جا سکتا۔

أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

تم کو سنائے نہ جاتے تہے ہماری آیتین پہر تم انکو جہٹلاتے تہے بولے اے رب زور کیا ہم پر ہماری

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝

کم بختی نے اور رہے ہم لوگ بہکے اے رب نکال لے ہمکو اُس مین سے اگر ہم پہر کرین تو ہم گنہگار

منزل ۴

اوپر ذکر تہا کہ جلتے جلتے دوزخیون کا تمام بدن سکڑ کر نیچے کا ہونٹ ناف تک لٹک پڑیگا اور اوپر کا ہونٹ سکڑ کر اوپر چلا جاوے گا یہ تو ان لوگونکی بدصورتی کا حال ہوا سینڈہ کا پہل جو ان لوگون کو کہانیکو ملے گا جسکا ذکر سورہ والصافات مین آویگا اوس پہل کی مذمت ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہ کی حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیح روایت مین یون آئی ہے کہ اس پہل کے عرق کا ایک قطرہ زمین پر اگر آن پڑے تو اُسکی بدبو سے تمام دنیا کے لوگ گہبرا جاوین سورہ محمد مین آویگا کہ دوزخیونکو سینڈہ کا پہل کہلایا جاویگا جب وہ پہل اُنکے حلق مین پہنسے گا تو ایسا کہولتا ہوا پانی انکو پلایا جاویگا جس سے اونکی انتڑیان کٹ کر نکل پڑین گی حاصل کلام یہ ہے کہ اس طرح طرح کے عذاب کے وقت انکو ذلیل کرنے کے لئے انسے کہا جاویگا کہ دوزخ کے عذاب کی قرآن کی آیتین دنیا مین تم لوگون کو سنائی جاتی تہین اور تم اُس عذاب کو جہٹلاتے تہے اب یہ وہی عذاب ہے جسمین تم لوگ گرفتار ہو اسکے جواب مین یہ لوگ کہوینگے کہ یا اللہ تیرے علم غیب کے موافق دنیا مین پیدا ہونے سے پہلے جس طرح ہم بدبخت ٹہیر چکے تہے دنیا مین پیدا ہونے کے بعد وہی بدبختی ہمارے سر پر سوار رہی اس لئے ہماری ساری زندگی گمراہی مین گزری اب اگر اس آگ سے ہم کو نکالا جاکر دنیا مین دوبارہ بہیجا جاوے تو ضرور ہم نیک کام کرینگے اور اگر دوسری دفعہ بہی ہم اپنی زندگی گمراہی مین گزارین تو ہم کو سخت مجرم قرار دیا جاوے صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچہہ دنیا مین ہونے والا تہا اپنے علم غیب کے نتیجے کے طور پر وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین لکہہ لیا ہے

سورۃ الانعام مین گذر چکا ہے کہ اگر دنیا مین ان لوگونکو دوبارہ بہیجا جاوے تو پہر یہ لوگ وہی کرینگے جو پہلی دفعہ کر چکے اوپر کی حدیث اور سورۃ انعام کی آیتون کو ان آیتون کے ساتہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جسطرح اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق لوح محفوظ مین یہ لکہا گیا ہے کہ یہ لوگ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد اپنی ساری عمر گمراہی مین گزارینگے اسی طرح اللہ تعالی کے علم غیب مین یہ بات بہی ٹہری ہوئی تہی کہ اگر ان لوگون کو دوبارہ دنیا مین بہیجا جاوے تو پہر یہ لوگ وہی کرینگے جو پہلی دفعہ کر چکے اسواسطے ان لوگون کی یہ درخواست اللہ تعالی کے نزدیک منظوری کے قابل قرار نہ پائی بلکہ اس درخواست پر وہ خفگی کا جواب ملا جسکا ذکر آگے کی آیۃ مین ہے

قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ؀

فرمایا پڑے رہو پہٹکارے اسمین اور مجہسے نہ بولو

یہ وہی خفگی کا جواب ہے جسکا ذکر اوپر گزرا حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ جسوقت یہ لوگ دنیا مین پہر آنے اور نیک عمل کرنے کی خواہش اللہ تعالی کے روبرو پیش کرینگے اوسوقت یہ جواب اللہ تعالی اون لوگون کو دیگا جو اس آیۃ مین ہے معتبر سند سے ترمذی ابوداود مستدرک حاکم وغیرہ مین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے جو روایتین ہین انکا حاصل یہ ہے کہ دوزخی لوگ دوزخ کے عذاب سے تنگ آکر پہلے تو داروغہ دوزخ سے اپنی موت کی دعا کرنے کی خواہش کرینگے ہزار برس تک مالک داروغہ دوزخ کی طرف سے اونکو کچہہ جواب نہ ملیگا ہزار برس کے بعد یہ جواب ملیگا کہ اللہ تعالی سے بڑہکر کوئی فریادرس تمہارا نہین ہے پہر یہ لوگ اللہ تعالی سے التجا کرینگے کہ یا اللہ اب ہمکو دوزخ سے نکال دو دوبارہ ہم تیری مرضی کے مخالف عمل نہین کرینگے دنیا کی جتنی عمر ہے اوس سے دوچند مدت تک کچہہ جواب انکو نہ ملیگا اس قدر مدت کے بعد یہ جواب ملیگا کہ دور ہو تم لوگ بات کرنے کے قابل نہین ہو اور اسی عذاب مین رہنے کے لائق ہو کیونکہ ایک تو تم خود نیک کام نہین کرتے تہے اور اگر کوئی دوسرا بہی نیک کام کرتا تہا تو تم اسپر ہنستے تہے نیک کام کرنے والون پر یہ منکرین شریعت جو ہنسا کرتے تہے اوس کا ذکر آگے کی آیتون مین آتا ہے صحیح بخاری ومسلم مین عدی بن حاتم سے جو روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالے ہر ایک شخص سے بلا واسطہ کلام کریگا اس آیۃ اور اس حدیث مین کچہہ اختلاف نہین ہے کیونکہ حساب وکتاب کے وقت جسطرح ہر شخص سے بلا واسطہ اللہ تعالی کلام کریگا اسیطرح ان لوگون سے بہی فرماویگا کہ کیا دنیا مین تم لوگونکو قرآن کی آیتین نہین سنائی گئین اور تم نے اون آیتون کو نہین جہٹلایا چنانچہ اوپر کی آیتون مین یہ ذکر گزر چکا ہے ہان حساب وکتاب کے بعد جب ہمیشہ کے لئے یہ لوگ دوزخ مین ڈال دیے جاوینگے اور فیصلہ الہی کے برخلاف یہ لوگ دوزخ سے نکالنے کی التجا کرینگے اوسوقت یہ حکم ہوگا کہ دور رہو تم لوگ بات کرنے کے قابل نہین ہو۔

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ

ایک فرقہ تہا میرے بندون مین جو کہتے تہے اے رب ہمارے ہم یقین لائے سو معاف کر ہمکو اور مہر کر ہمپر اور تو سب

الرَّاحِمِينَ ؀ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ؀

مہر والون سے بہتر ہے پہر تم نے انکو ٹہٹون مین پکڑا یہان تک کہ بہولے انکے پیچہے میری یاد اور تم انسے ہنستے رہے

منزل ۴

إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

میں نے آج دیا اونکو بدلا انکے سہنے کا کہ وہی ہیں مراد کو پہنچے

مشرکین مکہ کا یہ خیال تھا کہ ان میں کے جو لوگ مالداری یا قوم کے سرگروہ ہونے کے سبب سے دنیا میں عزت آبرو رکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی عزت دار ہیں اسی واسطے بلال عمار صہیب خباب جیسے غریب صحابہ کو یہ مالدار مشرک جھڑکا کرتے تھے اور طرح طرح کی مسخراپن کی باتیں کیا کرتے تھے کبھی کہتے کہ اسلام کوئی عزت کی چیز ہوتی تو یہ غریب لوگ اسلام لانے میں ہم عزت دار لوگوں سے کبھی آگے قدم نہ بڑھاتے چنانچہ یہ ذکر سورۃ الاحقاف میں تفصیل سے اور انکا کبھی اس طرح کی اور باتیں کرتے تھے جنکا ذکر مناسب موقعوں پر آیا ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے خباب بن الارت کی روایت گزر چکی ہے جس میں خباب کہتے ہیں میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ انہوں مشرکین ہمیں بہت ستاتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کا جو وعدہ کیا ہے وقت مقررہ پر ضرور اسکا ظہور ہوگا وقت مقررہ تک صبر کرنا چاہیے اس حدیث کو ان آیتوں کے ساتھ ملانے سے مطلب یہ ہوا کہ جن دوزخیوں کے عذاب میں گرفتار ہونے کا اوپر ذکر تھا انکے عذاب کا ایک سبب تو اوپر کی آیتوں میں تھا کہ وہ لوگ قرآن کی آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان آیتوں میں اسی عذاب کا یہ دوسرا سبب بیان فرمایا کہ یہ عذاب میں گرفتار وہ لوگ ہیں جو قرآن کی آیتوں کو جھٹلاتے بھی تھے اور جو غریب ایماندار لوگ قرآن کی آیتوں کو مانتے تھے انکو یہاں تک مسخراپن سے ستاتے بھی تھے کہ اس ستانے کے پیچھے اپنے اس انجام کو بالکل بھول گئے تھے جو آج درپیش ہے کہ ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار اور اس عذاب سے نجات پانے اور دنیا میں دوبارہ جا کر نیک کام کرنے کی التجا کر رہے ہیں اور جن غریب ایمانداروں کو یہ مالدار مشرک طرح طرح سے دنیا میں ستاتے تھے اور اللہ کے رسول کی نصیحت کے موافق وہ غریب لوگ صبر کر کے چپکے ہو رہتے تھے انکا انجام بھی ان مشرکوں کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ وہ جنت میں بادشاہت کر رہے ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے بڑے بڑے مالدار نافرمان لوگوں کو قیامت کے دن جب دوزخ میں ڈالا جاویگا تو دوزخ میں ڈالتے ہی فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ دنیا کے جس عیش و آرام کے نشہ نے تم کو عقبیٰ سے غافل رکھا اس عذاب کے آگے دنیا کا وہ عیش و آرام تم کو کچھ یاد ہے تو اسکے جواب میں وہ قسم کھا کر کہویں گے کہ نہیں اسی طرح جنت میں داخل ہوتے ہی ایماندار غریب اہل جنت سے فرشتے پوچھیں گے کہ دنیا کی وہ غریبی کی حالت جس پر تم نے صبر کیا اور اس صبر کے اجر میں تم کو یہ بادشاہوں کا سا ہمیشہ کا عیش و آرام ملا اس عیش و آرام کے آگے دنیا کی وہ تنگدستی اور غریبی تم کو کچھ یاد ہے تو وہ بھی قسم کھا کر کہویں گے کہ نہیں جن دو فرقوں کا حال ان آیتوں میں ہے انکا انجام اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے

قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۝ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ

فرمایا تم کتنی دیر رہے زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے ہم رہے ایک دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے گنتی

قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

والوں سے فرمایا تم اس میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے

منزل ۴

ان دوزخیون کو قائل کرنے کے لئے جسطرح ان سے یہ پوچھا جاویگا کہ کیا تمکو قرآن کی آیتین نہین سنائی گئین اور تمنے انکو نہین جھٹلایا اسی طرح یہ بہی اُنسے پوچھا جاویگا کہ دنیا کی جس زندگی کے نشہ مین تم عقبیٰ کو بہول گئے اور اللہ کے کلام کو تمنے جہٹلایا آخر تم کو کچھہ یہ بہی یاد ہے کہ دنیا مین تم کتنی برس رہے عذاب کی سختی کے سبب سے یہ لوگ بالکل بدحواس ہوجاوینگے اسلئے بدحواسی کا جواب یون دینگے کہ جنکو صحیح گنتی یاد ہو اون سے یہ بات پوچھی جاوے کہ دنیا مین ہم کتنے برس رہے اس ہمیشہ کے سخت عذاب کے آگے ہم تو یہی کہہ سکتے ہین کہ ہم دنیا مین ایک دن یا اس سے بہی کچھہ کم رہے اسکے جواب مین اللہ تعالیٰ فرماویگا اب تو تم کو دنیا مین رہنے کی مدت یاد نہین لیکن اگر یاد کرکے تم اُس مدت کو اسوقت جان بہی لیتے تو اس ہمیشہ کے عذاب کے آگے وہ مدت کچھہ شمار کے قابل نہ ٹہرتی صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے مالدار نافرمان لوگ قیامت کے دن دوزخ کے پہلے ہی جہونکے مین دنیا کے سب عیش و آرام کو بالکل بہول جاوینگے اس حدیث کو ان آیتون کے ساتہہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ دوزخ کے عذاب کی سختی کے آگے دوزخی لوگ دنیا کی راحت کی مدت کو دنیا کی راحت کو سب چیزونکو بہول جاوینگے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ○

سو کیا تم خیال رکہتے ہو کہ ہم نے تمکو بنایا کہیلنے کو اور تم ہمارے پاس پہر نہ آؤگے

منکرین حشر کا یہی جواب ہے کہ دنیا کے نیک و بد کی جزا و سزا کیلئے پہر دوبارہ جینا نہوتا تو دنیا کا پیدا کرنا بے فائدہ ہوتا جس سے اللہ کی شان پاک ہے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی مخلوق مین بہی عقلمند لوگ اس طرح کے بے فائدہ کام سے پرہیز کرتے ہین جسطرح کا بے فائدہ کام یہ لوگ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہین کیونکہ یہ لوگ مثلاً کہیتی کرتے ہین تو اناج پیدا ہونے کی نیت سے باغ لگاتے ہین تو میوہ کہانے کے ارادہ سے پہر تمام مخلوقات کو جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا بغیر سزا و جزا کے اسکو بلا نتیجہ ٹہرانا ان لوگونکی بڑی نادانی ہے ایک بیمار شخص عبد اللہ بن مسعود کے پاس آنحضرت کے زمانہ مین آیا حضرت عبد اللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑہکر اوس بیمار پر دم کی وہ اچہا ہوگیا جب آنحضرت سے اوس کا ذکر آیا تو آپنے فرمایا کہ یہ آیۃ تو ایسی ہے کہ اگر اعتقاد سے کوئی شخص پہاڑ کو جگہ سے ہلا دینے کی نیت سے اس آیۃ کو پڑہکر پہاڑ پر پہونکے تو پہاڑ بہی جگہ سے ہل جاوے عبد اللہ بن مسعود کی یہ روایۃ مسند ابی یعلیٰ تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردویہ وغیرہ کئی کتابون مین ہے اسواسطے ایک سند کو دوسری سند سے تقویت ہوجاتی ہے صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایۃ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان نے اپنی پہلی پیدائش کو آنکہون سے دیکہکر پہر دوبارہ پیدائش کا جو انکار کیا اس سے اُسنے اپنے پیدا کرنے والے کو جہٹلایا جو انسان کو زیبا نہین تہا کیونکہ اگر انسان ذرا بہی غور کرتا تو یہ بات اُسکی سمجھہ مین اچہی طرح آجاتی کہ جس صاحب قدرت نے پانی کے ایک قطرہ سے انسان کا پتلا بناکر اُسمین روح پہونکدی اُسکو آدم علیہ السلام کے ایک پتلہ کی طرح خاک کے بہت سے پتلونکا بنا دینا اور اُن مین روح کا پہونکدینا کیا مشکل ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتہہ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ مشکل طریقہ کی پہلی پیدائش کو آنکہون سے دیکہکر آسان طریقہ کی دوسری دفعہ کی پیدائش سے جو لوگ منکر ہین وہ گویا اس عقلی تجربہ سے بے بہرہ ہین کہ جو کام مشکل طریقہ سے ایک دفعہ کیا جاچکا ہو آسان

منزل ۴

فرتقیہ سے پہر دوسری دفعہ اوس کا کیا جانا بالکل آسان ہے سورۃ الروم میں اللہ تعالی نے اس مطلب کو ذرا تفصیل سے بیان فرمایا ہے —

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝

سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہیں اسکے سوا مالک اوس عزت والے تخت کا

اوپر اون لوگوں کا ذکر تہا جو بغیر کسی سند کے اللہ کی تعظیم میں مورتوں کو شریک کرتے اور سزا و جزا کے لئے حشر کے قائم ہونے کا انکار کر کے دنیا کی پیدائش کو بلا نتیجہ ٹہراتے تہے ان آیتوں میں فرمایا کہ جب دنیا کے عارضی بادشاہ اپنی بادشاہی میں کسی کا شریک ہونا پسند نہیں کرتے اسی طرح نافرمان نوکروں اور رعایا کو مناسب سزا دینے میں فرمانبرداروں سے طرح طرح کے سلوک کرتے ہیں تو اس صاحب عرش حقیقی بادشاہ کی شان میں یہ منکر شریعت لوگ جو جو باتیں منہ سے نکالتے ہیں وہ بادشاہ حقیقی اون باتوں سے بہت بالا تر ہے اور جب اوس صاحب قدرت رب نے انسان کو اس طرح پیدا کیا کہ آئین کوئی اسکا شریک نہیں ہے تو ہر شخص پر لازم ہے اوسی کی تعظیم واجب ہے جو لوگ اپنے اس واجب حق کو ادا نہیں کرتے وہ کسی کا کچھہ نہیں بگاڑتے بلکہ اپنی عاقبت خراب اور برباد کرتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اوس کی تعظیم میں کسیکو شریک کریں اب جو بندے اللہ تعالی کے اس حق کو پورے طور پر ادا کریں گے اللہ تعالی نے انکا یہ حق اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو عقبی کی خرابی سے بچاوے گا اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ میں آجاتا ہے کہ جو لوگ اس حق کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں وہ کسی کا کچھہ نہیں بگاڑتے بلکہ اپنی عقبی خراب کرتے ہیں —

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھہ دوسرا حاکم جسکی سند نہیں اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اسکے رب کے نزدیک بیشک

الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

بہلا نہ پاوینگے منکر اور تو کہہ اے رب معاف کر اور مہر کر اور تو ہے بہتر سب مہر والوں سے

سورۃ الاحقاف میں آویگا کہ اللہ تعالی نے تو زمین آسمان اور ان بت پرستوں کو پیدا کیا ان بت پرستوں کے بتوں نے کوئی چیز پیدا کی ہو تو یہ لوگ اسکی شہادت پیش کریں اور اس طرح کی کوئی سند یہ لوگ پیش نہیں کر سکتے تو ان سے پوچہا جاوے کہ پہر آخر کس سبب سے یہ لوگ بتوں کو اللہ تعالی کا شریک ٹہراتے ہیں کیونکہ دنیا میں تو ان بتوں کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کا پتہ لوگ کچھہ بتا اور نشان نہیں بتلا سکتے اور عقبی کا یہ حال ان لوگوں کو قرآن میں کئی جگہ سمجہا دیا گیا ہے کہ جن فرشتوں اور نیک لوگوں کی مورتوں کی یہ لوگ پوجا کرتے ہیں قیامت کے دن وہ فرشتے اور نیک لوگ ان مشرکوں کی صورت سے بیزار ہو جاوینگے ان آیتوں میں شرک کا کسی سند سے ثابت نہ ہونے کا اور مشرکوں کا بہلائی کو نہ پہنچنے کا جو ذکر ہے سورۃ الاحقاف کی آیتوں سے اسکی تفسیر اچھی طرح سمجھہ میں آجاتی ہے

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک سے بڑہ کر دنیا میں کوئی گناہ نہیں اس حدیث کو آیہ کے ٹکڑے فانما حسابہ عند ربہ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ شرک جتنا بڑا گناہ ہے قیامت کے دن نیکی بدی کے حساب کتاب کے وقت اسکے مواخذہ کا حال ان مشرکوں کو اچھی طرح معلوم ہو جاویگا جن غریب مسلمانوں کا یہ ذکر اوپر گزرا کہ جب مالدار مشرک انکو طرح طرح کے مسخراپن میں اڑاتے تھے تو وہ غریب مسلمان ان لفظوں سے بارگاہ الٰہی میں دعا کیا کرتے تھے آخر سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو انہی لفظوں سے دعا مانگنے کا حکم دیا تاکہ ان غریب مسلمانوں کا دل بڑہے اور وہ جان لیویں کہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب ابوبکر صدیقؓ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی فائدہ مند لفظوں کی دعا کے بتلانے کی التجا کی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا بتلائی اوسکے لفظ بھی ان لفظوں کے قریب قریب ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ لفظ یا ان کے معنے کے قریب کے لفظ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ سورۃ المومنون ختم ہوئی۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

منزل ۴

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

ایک سورۃ ہے ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم ہے اور اتاریں اس میں باتیں صاف شاید تم یاد رکھو۔

یوں تو سارا قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل فرمایا ہوا ہے لیکن اس سورۃ میں بدکاری کی شہادت اسکی سزا کے سے طرح اور خاص خاص حکم تھے اس لئے تاکید کے طور پر فرمایا کہ یہ سورۃ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے انہیں جو احکام صاف لفظوں میں نازل کئے گئے ہیں ان کی پابندی ہر ایماندار شخص پر لازم ہے اور ہر شخص کو یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لینی اور یاد رکھنی چاہیئے کہ آئندہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے یہ مفید احکام اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کے موافق نازل فرمائے ہیں صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مخزومیہ عورت کے چوری کے معاملہ میں خطبہ پڑھا اور اس خطبہ میں فرمایا کہ شرعی سزا کے جاری کرنے میں پہلو تہی بڑی وبال کی بات ہے کیونکہ اس پہلو تہی سے پچھلی قوموں پر طرح طرح کی آفتیں الٰہی ہیں اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اس سورۃ میں سزا کے احکام ہیں اور سزا کے احکام میں پہلو تہی کا کرنا بڑے وبال کی بات ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر فرمایا یہ سورۃ اللہ تعالیٰ کی نازل فرمائی ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں جو احکام ہیں انپر عمل کرنے میں پہلو تہی کرنا بڑے وبال کی بات ہے۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي

بدکاری کرنے والی عورت اور مرد سو مارو ایک ایک کو دونوں میں سے سو سو چوٹ کی اور نہ آوے تم کو ان پر ترس

دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان

اس سورت میں جو احکام ہیں ان احکام میں کا یہ پہلا حکم ہے حاصل اس حکم کا یہ ہے کہ بدکار عورت یا مرد بن بیاہے ہوئے ہیں
اور چار گواہوں سے یا حمل سے یا اقرار سے ان کی بدکاری ثابت ہو جاوے تو ان کو سو سو کوڑے مارو اکثر علما کے نزدیک علاوہ
ان سو کوڑوں کی سزا کے ایسے لوگوں کو برس دن تک بموجب صحیح بخاری و مسلم کے ابوہریرہ کی حدیث کے شہر سے نکال دینے کا حکم بھی
ہے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اس حکم کے خلاف ہیں وہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ دیس نکالا حاکم کی رائے پر موقوف ہے خواہ
وہ نکالے یا نہ نکالے زیادہ تفصیل اس کی فقہ کی کتابوں میں ہے یہاں تک بن بیاہے بدکار مرد و عورت کا حکم ہوا
اگر بیاہے ہوئے مرد عورت بدکاری کریں تو ان کا حکم سنگسار کرنے کا ہے صحیح بخاری و مسلم و مسند امام احمد وغیرہ میں
حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے حضرت عمر کی جو حدیث ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمر نے خطبہ
پڑھا اور لوگوں کو جتلایا کہ قرآن شریف میں سنگسار کرنے کے آیت تھی جس کو ہم سب نے یاد کیا ہے اور ہم سب کے سامنے وہ
آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور آنحضرت نے اس آیت کے موافق عمل کیا ہے اس کی تلاوت اگرچہ
منسوخ ہے مگر اس کا حکم ضرور باقی ہے اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے عمر نے قرآن شریف میں اپنی طرف سے کچھ
لفظ بڑھا دیے تو میں اس آیت کو ہر ایک قرآن شریف کے ایک گوشہ پر لکھوا دیتا کیونکہ مجھ کو یہ بھی خوف ہے کہ تھوڑے
دنوں میں لوگ اس آیت کے حکم کا انکار کرنے لگ جاویں گے اب رہی یہ بات کہ سنگسار ہونے والے بدکار کو فقط سنگساری کیا جاوے
یا کوڑے بھی مارے جاویں صحیح مسلم مسند امام احمد بن حنبل اور سنن میں حضرت عبادہ بن صامت کی حدیث ہے اس کا حاصل یہ ہے
کہ سنگسار کرنے سے پہلے ایسے بدکار کو کوڑے بھی مارنے چاہییں اور امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی اس حدیث کے موافق ہے
لیکن جمہور علما اس کے مخالف ہیں بدکار اگر لونڈی غلام ہوں تو بجائے سو کوڑوں کے پچاس کوڑے سورۃ النساء کی آیت فعلیہن نصف
ما علی المحصنات من العذاب اور حدیث کی رو سے رہ جاتے ہیں اور سنگساری کی سزا لونڈی غلام کو نہیں ہے کیونکہ کوڑوں کی سزا
کی طرح سنگساری کی سزا آدھی نہیں ہو سکتی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد اور عورت دونوں کو سنگساری کی سزا دی
ہے اس کا ذکر صحیح بخاری و مسلم کی عبداللہ بن عمر کی روایت میں تفصیل سے ہے لونڈی غلام کو پچاس کوڑے مارنے کی روایتیں زوائد مسند
اور موطا میں ہیں حاملہ بدکار بیاہی ہوئی عورت کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ پیدا ہو جانے کے بعد سنگساری کی سزا دی
ہے چنانچہ صحیح مسلم میں چند صحابہ سے جو روایتیں ہیں ان میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر سے
روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بیاہے ہوئے بدکار ایک عورت اور ایک مرد کو یہود لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

منزل ٤

علیہ وسلم کے پاس لائے آپنے اون یہودیون سے پوچھا توراۃ مین ایسے مرد اور عورت کے لئے کیا حکم ہے اون یہودیون نے جواب دیا کہ توراۃ کے حکم کے موافق ہم تو ایسے مرد اور عورت کا کالا موتھ کرکے اونہین بستی مین پھراتے ہین آپ نے فرمایا توراۃ مین تو ایسے گنہ گارون کے لئے سنگسار کرنے کا حکم ہے آخر توراۃ لائی گئی اور سنگساری کا حکم اوس مین نکلا اور اُس مرد اور عورت کو سنگسار کیا گیا آخر آیۃ مین جو فرمایا کہ اون پکے ایماندار لوگون کو جو قیامت کے دن اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہونے کا پورا یقین دل مین رکھتے ہین یہ نہین چاہیے کہ شرعی سزا کے جاری کرنے کے وقت وہ گنہ گارون پر ترس کہا دین اس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایسے موقع پر ترس کھانے سے شرع کے احکام سزا مین اس طرح کا تبدل تغیر ہوجاتا ہے جسطرح کا تبدل یہود نے توراۃ مین کیا تھا طائفۃ من المومنین کی تفسیر مین اگرچہ سلف کے کئی قول ہین لیکن حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین بدکاری کی گواہی کی تعداد کے موافق یہان بھی چار شخصون کی تعداد کو ضروری بتلایا ہے اور اگر چار سے زیادہ کچھہ لوگ جمع ہوجاوین تو کچھہ منا ہی نہین ہے ٭

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً ۘ وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُہَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ ۚ

بدکار مرد نہیں بیاہتا مگر عورت بدکار یا شرک والی کو اور بدکار عورت کو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شریک والا

وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ○

اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والون پر

ترجمہ مین لاینکح کے معنے بیاہ نہ کرنے کے جو لئے ہین حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے علاوہ اور بعضے سلف کے قول کے موافق ہین حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے موافق آیۃ کی تفسیر یہ ہے کہ بدکار مرد سے بدکار یا مشرکہ عورت بدکاری کرتی ہے ایماندار مرد عورت بدکاری کو حرام جانکر ہمیشہ بدکاری سے بچتے ہین ابوداؤد ونسائی اور ترمذی مین معتبر سند سے مرثد بن ابی مرثدؓ کا قصہ جو آیۃ کی شان نزول کے طور پر ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام لانے سے پہلے مرثد ابن ابی مرثد کی ایک عورت سے آشنائی تھی جس کا نام عناق تھا مرثد بن ابی مرثد کے اسلام لانے کے بعد عناق نے مرثد سے نکاح کرنے کی خواہش کی اور مرثد نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نکاح کی اجازت چاہی اوس پر یہ آیۃ نازل ہوئی اس صحیح شان نزول کی روایۃ سے اسکی پوری تائید ہوتی ہے کہ آیۃ مین لاینکح کے معنے بیاہ نہ کرنے کے ہین کیونکہ کسی صحابی کا بدکاری کی اجازت کا اللہ کے رسول سے اجازت کا چاہنا صحابی کی شان کے بالکل برخلاف ہے اس صحیح معنے کے موافق حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ بغیر خالص دل کی توبہ کے اگر کسی بدکار مرد کا بیاہ کسی پارسا عورت سے کردیا جاویگا تو اس طرح کا مرد بیاہ ہوجانے کے بعد بھی اپنی بدکاری کی عادت سے باز نہ آویگا جس سے پارسا عورت کا حق پورا ادا نہ ہوگا اسی طرح کسی بدکار عورت کا بیاہ کسی پرہیزگار مرد سے ہوجاویگا تو یہی خرابی وہان بھی پائی جاویگی اسی واسطے بیاہ شادی مین دینداری کی شرط پر علما کا اتفاق ہے حاصل کلام یہ ہے کہ سورۃ بنی اسرائیل مین بدکاری کو بیحیائی کا کام فرمایا ہے۔ اور صحیح بخاری ومسلم مین عبداللہ بن عمرؓ سے جو روایۃ ہے اس مین شرم وحیا کو ایمان کا جز قرار دیا گیا ہے اس لئے بغیر خالص دل کی توبہ کے بدکار مرد کا پارسا عورت سے یا بدکار عورت کا پرہیزگار مرد سے نکاح جائز نہین ہے کیونکہ بیحیائی اور

منزل ۴

نہ شرم حیا ایک میاں بی بی میں جمع ہوں گے تو طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو جاوین گی۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاۤءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

اور جو لوگ عیب لگاتے ہیں قید والیوں کو پھر نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو اُنکو اسّی چوٹ

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ

قمچی کی اور نہ مانو اُنکی گواہی کبھی اور وہی لوگ ہیں بیحکم مگر جنہوں نے

تَابُوْا مِنْ ۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

توبہ کی اس پیچھے اور سنوار پکڑے تو اللہ بخشتا ہے مہربان

حقیقت میں جو مرد یا عورت بدکار ہوں اوپر اُنکا ذکر تھا ان آیتوں میں ان مرد اور عورتوں کا ذکر ہے جن پارسا عورت یا مرد پر لوگ زبردستی بدکاری کا الزام لگا دیں حاصل مطلب ان دونوں آیتوں کا یہ ہے کہ یہ زبردستی الزام لگانے والے لوگ اگر الزام کے ثبوت میں چار گواہوں کی گواہی نہ لا دیں تو اس جھوٹے الزام کی سزا میں ایسے لوگوں کو اسّی کوڑے مارے جاویں اور ایسے لوگوں کی گواہی اُس وقت تک کسی مقدمہ میں منظور نہ ہو جب تک یہ لوگ اپنی عادت سے خالص دل سے توبہ نہ کریں ہاں بعد توبہ کے اللہ غفور رحیم اُنکے گناہوں کو بخشدیگا زنا کے مقدمے میں جس طرح لونڈی غلام کو پچاس کوڑے مارے جاتے ہیں اسی طرح اکثر سلف کے نزدیک زبردستی بدکاری کا الزام لگانے کے جرم میں لونڈی غلام پر چالیس کوڑوں کی سزا ہے چنانچہ موطا میں جو روایتیں ہیں اون میں اسکا ذکر تفصیل سے ہے کوئی آقا اپنی لونڈی یا غلام کو بدکاری کا الزام لگا دے تو آقا کو کوڑے مارنے کی سزا نہیں دی جاتی چنانچہ اس کا ذکر صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضؓ کی روایت سے ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاۤءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ

اور جو لوگ عیب لگا دیں اپنی جوروؤں کو اور شاہد نہ ہوں اُنکے پاس سوائے اُنکی جان کے تو ایسی کسی کی گواہی یہ

اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ ۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

کہ چار گواہی دیوے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اُس شخص پر

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ ۢ

اگر وہ ہو جھوٹا اور عورت سے ٹلتی ہے مار یوں کہ گواہی دے چار گواہی

بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ

اللہ کے نام کی کہ مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آوے اُس عورت پر اگر وہ شخص

الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ ۧ

سچا ہے اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اُسکی مہر اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتیں جانتا تو کیا کچھ ہوتا

ل ۴

ع ۱

اس آیۃ کی شان نزول میں علمائے مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ ہلال بن امیہ ایک صحابی تھے اون کا قصہ اس آیتہ کی شان نزول ہے رفع اس اختلاف کا وہی ہے جو حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین بیان کیا ہے کہ دونو قصے صحیح روایتون مین ہین اور ایک ہی زمانہ مین گزرے ہیں اسواسطے دونو قصون کو شان نزول کہنا چاہئے کیونکہ قران شریف مین ایسی آیتین بہت ہین کہ کئی قصے ایک قسم کے گزرنے کے بعد وہ آیتین نازل ہوئی ہین اور اون چند قصون کا مجموعہ انکی شان نزول ہے ہلال بن امیہ کا قصہ صحیح بخاری مین عکرمہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس نے جو روایت کیا ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت کے روبرو ہلال بن امیہ نے اپنی بی بی کی بدکاری کی شکایت کی آنحضرت نے فرمایا کہ اس شکایت کے ثبوت مین تم کو چار گواہ پیش کرنے پڑین گے ورنہ تمہاری پیٹھ پر جھوٹی تہمت کے جرم مین اسی کوڑے پڑین گے ہلال بن امیہ نے کہا کہ ایسے موقع پر گواہ کہان پیدا ہوسکتے ہیں مجکو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم نازل فرما کر میرے سچ کو سب پر ظاہر کردیوےگا اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور عویمر عجلانی کا قصہ صحیحین مین سہل بن سعد کی روایۃ سے ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ عویمر نے ایک صحابی عاصمؓ سے کہا کہ تم آنحضرت سے یہ مسئلہ پوچھو کہ کوئی شخص اپنی بی بی کے پاس غیر مرد کو دیکھے اور اسکو مار ڈالے تو کیا وہ قصاص مین قتل کیا جاویگا عاصمؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مسئلہ پوچھا لیکن آپ نے کچھ جواب نہ دیا عویمر نے جب عاصم کی معرفت اپنے مسئلہ کا جواب نہ پایا تو خود آکر آنحضرتؐ سے وہ مسئلہ پوچھا اوسوقت آپ نے فرمایا کہ ایسے لوگون کے حق مین اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائی ہین حافظ ابن حجر نے ان دونو قصون کے ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ عاصمؓ کے آنحضرت کے پاس آنیکے وقت تک کوئی حکم اس باب مین نازل نہین ہوا تھا اسی واسطے آپ نے عاصم کے جواب مین سکوت فرمایا اتنے مین ہلال بن امیہ کا قصہ پیش آیا اور اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس عرصہ مین خود عویمر اپنی ذات سے مسئلہ پوچھنے آئے اس لئے ہلال بن امیہ اور عویمر دونون کے قصون کی روایت مین آیتون کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور دونون قصون کو شان نزول کہنا مناسب حال ہے بعضے علمانے یہ جو شبہ پیدا کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کے لفظ پریشان ہین کہین ہلال بن امیہ کے قصہ کا ذکر ہے کہین عویمر کے قصے کا اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عباس نے دونون قصون کو بیان کیا ہے ایک روایۃ عکرمہ کی سند سے ہے جسکو امام بخاری نے کتاب التفسیر میں روایۃ کیا ہے اس سند مین ہلال بن امیہ کے قصہ کا ذکر ہے دوسری روایت قاسم بن محمد کی سند سے ہے جسکو امام بخاری نے بغیر گواہی کے سنگسار کرنے کے باب مین روایۃ کیا ہے دونون سندون کو ایک خیال کرنے سے شبہ پیدا ہوتا ہے ورنہ حقیقت مین کوئی شبہ نہین ہے اس مسئلہ کو جسکا ذکر آیتون مین ہے لعان کا مسئلہ کہتے ہیں کیونکہ اس مسئلہ مین خاوند اور بی بی دونون اپنے اپنے سچے ہونے کے لئے جھوٹے پر لعنت کرتے ہین ایلا اس لعان کے حکم مین علما کا اختلاف ہے امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک فقط لعان سے طلاق ہو جاتی ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک لعان کے بعد حاکم کے طلاق دلوانے کی ضرورت ہے اور امام احمد سے اس باب مین دونون طرح روایتین ہین تفصیل اسکی فقہ کی کتابون مین ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جب میاں اپنی بی بی کے پاس غیر شخص کو دیکھتا ہے تو ایسی حالت مین کوئی اور نہین ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرد کی لعان کو عورت کی بدکاری کی تہمت قرار دیا ہے تاکہ مرد کے ذمہ سے زبردستی کی بدکاری کے الزام کی سزا اوٹھ جاوے مرد کی اس گواہی کے بعد عورت کو سنگساری کی

منزل ۴

سزا دیجاویگی لیکن اگر وہ اس سزا کو اپنے ذمہ سے ساقط کرنا چاہے تو لعان کی وہ صورت اختیار کرے جس کا ذکر آیتون مین ہے آخر کو فرمایا یہ اللہ کا فضل اور اُسکی حکمت ہے کہ اوس نے لعان کا حکم نازل فرما کر میان بی بی دونون کو بدکاری کے الزام کی سزا سے بچا دیا اور بدکاری کے چرچہ پر کوئی عذاب نہین بھیجا اور ان دونون لعان والون مین جو جھوٹا ہے اوس کو توبہ کی رغبت بھی دلائی +

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ

جو لوگ لائے ہین طوفان تمہین مین ایک جماعت ہین تم اسکو نہ سمجھو برا اپنے حق مین بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق مین

امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ

ہر آدمی کو ان مین سے پہنچا ہے جتنا کمایا گناہ اور جن نے اوٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ اسکو بڑی مار ہے کیون نہ جب تمنے اسکو

ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ

سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردون نے اور عورتون نے اپنے لوگون پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان ہے کیون نہ لائے وہ اس

بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ

بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہان وہی ہین جھوٹے اور کبھی نہ ہوتا اللہ

اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ

کا فضل تم پر اور اسکی مہر دنیا اور آخرت مین البتہ تم پر پڑتی اس چرچا کرنے مین کوئی آفت

عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَ

بڑی جب لینے لگے تم اسکو اپنی زبانون پر اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تمکو خبر نہین اور

تَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝

تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے یہان بہت بڑی ہے

حضرت عائشہ پر جو لوگون نے جھوٹا الزام لگایا تھا ان آیتون مین اُس کا ذکر ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں سات آٹھ صحابیون کی روایت سے یہ قصہ آیا ہے حاصل اس قصے کا یہ ہے کہ ۵ھ مین بنی مصطلق کی لڑائی سے واپسی کے وقت لشکر کے کوچ سے ذرا پہلے حضرت عائشہ رفع حاجت کے لئے لشکر کے پڑاؤ سے علیحدہ جنگل مین چلی گئین وہان اتفاق سے ان کے گلے کا نگینون کا ہار گر پڑا یہ تو اس ہار کے ڈھونڈنے مین رہین اور یہان لشکر گاہ کا کوچ ہو گیا کوچ کے وقت اونٹ والون نے یہ سمجھا کہ معمول کے موافق حضرت عائشہ اونٹ کے کجاوہ مین بیٹھ گئی ہین انہون نے وہ خالی کجاوہ اونٹ پر لادا اور لشکر کے اونٹون کے ساتھ یہ خالی کجاوہ کا اونٹ بھی روانہ ہو گیا سفر سے پلٹنے کی یہ اخیر منزل تھی اسواسطے پچھلی رات کا چلا ہوا لشکر صبح کو مدینہ مین پہنچ گیا حضرت عائشہ کو بہت دیر کی تلاش کے بعد جب وہ ہار مل گیا تو یہ جنگل سے پڑاؤ مین واپس آئین اور دیکھا کہ لشکر روانہ ہو گیا تو نیند کے غلبہ کے سبب سے اپنی چادر اوڑھ کر

اس خیال سے سوگئین کہ جب لشکر کے اترنے کے وقت انکے کجاوے کو لوگ خالی پاوینگے تو ان کی تلاش مین کوئی نہ کوئی پڑاو تک ضرور آویگا یہان سفر مین ایک صحابی لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے جن کا نام صفوان بن المعطل تھا یہ صحابی جب پڑاو کی طرف سے گزرے تو اونھون نے پڑاو مین ایک اکیلے شخص کو سوتا ہوا دیکھکر افسوس کے طور پر انا للہ پڑھی انکی انا للہ کی آواز سے حضرت عائشہ کی آنکھ کھل گئی اور اونھون نے مونھ کھولکر جو دیکھا تو صفوان نے انکو پہچان لیا کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے صفوان حضرت عائشہ کو دیکھ چکے تھے جب صفوان نے حضرت عائشہ کو پہچان لیا تو اونھون نے حضرت عائشہ سے کچھ بات نہین کی بلکہ اپنے اونٹ کو حضرت عائشہ رض کے قریب لاکر بٹھایا اور خود اونٹ پر سے اتر پڑے حضرت عائشہ سمجھ گئین کہ صفوان اپنے اونٹ پر بٹھاکر حضرت عائشہ کو مدینہ پہونچا دینا چاہتے ہین اس لئے حضرت عائشہ اُس اونٹ پر بیٹھ گئین اور صفوان پیدل اُس اونٹ کے ساتھ ہوئے لشکر کے مدینہ پہونچنے کے کچھ دیر کے بعد یہ اونٹ بھی مدینہ پہونچ گیا صفوان اور عائشہ کا کچھ دیر تک اس سفر مین جو ساتھ رہا اسپر کچھ لوگون نے صفوان اور حضرت عائشہ کی شان مین ... کے بہتان کا چرچا کیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرماکر اُس بہتان کو جھوٹا قرار دیا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ جو لوگ اس بہتان کا چرچہ کر رہے ہین وہ اہل قبلہ مین سے ہی کچھ لوگ ہین لیکن پکے مسلمان اس چرچے کو اپنے حق مین کچھ برا نہ سمجھین بلکہ اون کے حق مین یہ چرچا ایک تو اس لئے بہتر ہے کہ اس چرچے پر صبر کرنے کا اجر اونکو ملیگا دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرماکر اوس بہتان کو جھوٹا کر دیا جس سے اس چرچے کے سبب سے آئندہ رنج کرنے کا کوئی موقع باقی نہین رہا پھر فرمایا یون تو جتنے لوگ اس بہتان مین شریک ہین اون سب کو جرم کے موافق سزا دیجاویگی لیکن جس نے اس گناہ کا بڑا بوجھ اپنے سر پر لیا وہ سخت عذاب مین پکڑا جاویگا صحیح بخاری و مسلم کی جس روایۃ کا ذکر اوپر گزرا اُس مین یہ بھی ہے کہ اس گناہ کا بڑا بوجھ اپنے سر پر جس شخص نے لیا وہ عبداللہ بن ابی منافقون کا سردار تھا کیونکہ اُس نے اس بہتان کے قصہ کو زیادہ شہرت دی اسی واسطے حسان مسطح وغیرہ کو دنیا مین کوڑے مارنے کی سزا دی گئی اور عبداللہ بن ابی کی سزا کا مدار عقبیٰ پر رہا۔ آگے فرمایا جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہین اور دوسرون کو اپنے جیسا مسلمان جانتے ہین تو منافقون سے اس بہتان کا چرچہ سنکر اپنے بھائی مسلمانون کے حق مین نیک گمان کیون نہین کیا اور بغیر چار گواہون کی گواہی کے اس چرچے کو جھوٹا کیون نہین جانا اگر مسلمانون کے حال پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو فقط کوڑون کی سزا کافی نہ ٹھہرتی بلکہ اس جرم کی سزا مین اون لوگون پر کوئی عذاب آجاتا جنھون نے اس بہتان کو جس طرح کسی سے سنا اوسی طرح آپ بھی بکنے لگے اور ایسی بات کو چھوٹی سی ایک بات سمجھے جو اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ رض سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نادانی سے بعضے ایسے کلمے انسان کی زبان سے نکل جاتے ہین جن کے سبب سے ایک مدت دراز تک اُسکو دوزخ مین رہنا پڑے گا آخری آیۃ کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے ۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ

اور کیون نہ جب تم نے اُسکو سنا تھا کہا ہوتا ہمکو نہین لائق کہ منہ پر لاوین یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے

ان تعودوا لمثله ابدا ان كنتم مؤمنين ﴿۱۷﴾ ويبين الله لكم الآيات ط والله عليم حكيم

کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی اگر تم یقین رکھتے ہو اور کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

جس بہتان کا ذکر اوپر گزرا اس بہتان میں دو طرح کے آدمی تھے کچھ تو عبداللہ بن ابی کے ساتھی منافق لوگ تھے جو حقیقت میں دل سے
مسلمانوں کے بدخواہ تھے اونکے حق میں اللہ تعالی نے اوپر کی آیتوں میں یہ فرمایا اون کو عاقبت میں سخت عذاب ہوگا اور کچھ مسلمان
لوگ منافقوں سے سن سنا کر دل میں اس بہتان کی بات کو سچا گمان کرنے لگے تھے یا بعضے لوگ زبان سے بھی اس بہتان کی بات کا چرچا
کرنے لگے تھے ان دونوں قسموں کے مسلمانوں کو اللہ تعالی نے یہ ہدایت فرمائی کہ اوپر کے حکم کے موافق جب شریعت میں چار گواہوں
کی گواہی کے بغیر یہ بہتان ثابت نہیں ہو سکتا تو پھر جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اونھوں نے اس بہتان کو اپنے دل میں
کیونکر سچا گمان کیا اور زبان پر کیوں اس کا چرچا لائے اس میں ابی ایوب انصاری ابی ابن کعب اور اون صحابہ کی تعریف نکلتی
ہے جنھوں نے بغیر شہادت کے اس بہتان کو سنتے ہی جھوٹ جانا ابو ایوب کی بی بی نے اون سے ایک روز کہا اجی تم نے کچھ سنا
حضرت عائشہ کے باب میں لوگ کیا کیا کہتے ہیں اونھوں نے جواب دیا کیا تم سے ایسا کام ہو سکتا ہے جس کام میں لوگ حضرت
عائشہ کو بدنام کرتے ہیں اون کی بی بی نے کہا ہرگز نہیں حضرت ابو ایوب نے کہا پھر اللہ کے رسول کی بی بی سے ایسا کام کیونکر
ہو سکتا ہے جو کچھ چرچا لوگ کر رہے ہیں وہ بالکل بہتان ہے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں سات بڑے سخت گناہوں کا
جو ذکر آیا ہے اس طرح کا بہتان بھی اون گناہوں میں سے ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ لوگ اس طرح کی باتوں کو معمولی
باتیں خیال کرتے ہیں اور اللہ کے نزدیک یہ بڑا سخت گناہ ہے صحیح مسلم ابوداؤد و ترمذی اور نسائی میں حضرت ابو ہریرہ سے
روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہ سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ غیبت کیا چیز ہے
صحابہ نے عرض کیا ہمکو معلوم نہیں آپ نے فرمایا کسی کے حق میں کوئی ایسی بات کہنی کہ اسکے سننے سے اسکو رنج ہو اسی کو غیبت کہتے
ہیں کسی شخص نے عرض کیا کہ حضرت کسی آدمی میں کوئی بات حقیقت میں ہو تو کیا پیٹھ پیچھے اس کا ذکر کرنا بھی غیبت میں داخل ہے
آپ نے فرمایا غیبت تو یہی ہے ورنہ جو بات کسی آدمی کے حق میں کہی جاوے اور حقیقت میں وہ بات اوس میں نہ ہو اس کا نام
تو بہتان ہے صحیح مسلم ترمذی وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے ایک روز صحابہ سے
فرمایا تم کو معلوم ہے کہ مفلس کس شخص کو کہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ جس شخص کے پاس کچھ مال متاع نہ ہو ہم لوگ تو اوس کو
مفلس کہتے ہیں آپ نے فرمایا اصل مفلس میری امت میں وہ شخص ہے کہ جو نیک عمل کر کے پھر قیامت کے دن اس سبب سے
خالی ہاتھ رہ جاویگا کہ دنیا میں لوگوں کی غیبت کا کرنا لوگوں پر بہتان باندھنا اسکی عادت ہوگی اور اس عادت کی سزا میں قیامت کے
دن اسکی سب نیکیاں چھین کر اللہ تعالی اون لوگوں کو دیدیگا جن لوگوں کی اس نے برائی کی تھی حاصل کلام یہ ہے کہ بہتان غیبت
چغلخوری یہ اس طرح کے گناہ ہیں کہ اکثر لوگ انکو ایک زبانی بات چیت اور محفل کا ایک مشغلہ گنتے ہیں اور شریعت میں یہ باتیں
بڑی گناہ کی چیزیں ہیں ایسی باتوں کے باب میں ابو ہریرہ کی صحیحین کی روایت اوپر گزر چکی ہے کہ بعض باتوں کو انسان خفیف

جا بکر دنیا مین ہو کئے ہے کہ دیتا ہے عاقبت مین جسکی سزا کے سبب سے ایک مدت دراز تک اوسکو دوزخ مین رہنا پڑیگا یہ تو عاقبت کے وبال کا ذکر ہوا علاوہ اسکے ایسے شخص پر جو بہتان چغل خوری غیبت مین لگا ہے دنیا مین بھی وبال پڑتا ہے مسند امام احمد بن حنبل مین حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ انحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی کسی کی غیبت اور ایذا مین لگے گا وہ خود بھی دنیا مین فضیحت ہوگا معتبر سند سے اوسط معجم طبرانی مین بھی ثوبان سے اسکے قریب قریب روایت ہے جس سے اس سند کی روایت کو تقویت ہو جاتی ہے علاوہ اسکے صحیح سند سے ترمذی مین عبداللہ بن عمر سے ابو داود مین ابی برزہ سے ابن ماجہ مین ابن عباس سے معتبر روایتین اس مضمون کی ہین جس سند کے راوی ابو محمد میمون تمیمی کا ضعف جاتا رہتا ہے یہی حال دوسرے راوی میمون بن موسی مرائی کے ضعف کا ہے حاصل مطلب ان آیتونکا یہی کہ تم مین کی ایک منافقونکی جماعت نے جب اے مسلمانو اس بہتان کا چرچا تمہارے کانون تک پہونچایا تھا تو تم نے یہ سیدھی بات کیون نہ کہدی کہ بغیر گواہی کے ہم کو یہ چرچا تو بہتان معلوم ہوتا ہے پھر فرمایا آیندہ کیلئے اللہ تعالی تم کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم ایمان دار ہو تو کبھی تم کو ایسی بات کی جرات نہ کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے علم اور حکمت کے موافق قرآن کی آیتون کے ذریعہ سے صاف صاف تم کو یہ سمجھا دیا ہے کہ بغیر گواہی کے ایسی بے ڈھنگا نے باتین شریعت مین سزا کے قابل ہین ؛

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا

جو لوگ چاہتے ہین کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والون مین انکو دکھ کی مار ہے دنیا

وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ

اور آخرت مین اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اسکی مہربانی اور یہ کہ اللہ

رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ

نرمی کرنے والا ہے مہربان تو کیا کچھ نہ ہوتا اے ایمان والو نہ چلو قدمون پر شیطان کے اور جو کوئی چلیگا قدمون پر

الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ

شیطان کے سو وہ یہی بتاوے گا بے حیائی اور بری بات اور کبھی نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اسکی مہر نہ سنورتا

مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

تم مین ایک شخص کبھی ولیکن اللہ سنوارتا ہے جسکو چاہے اور اللہ سب سنتا جانتا ہے

ایمان والون سے ظاہری مطلب شان نزول کے طور پر اگرچہ حضرت عائشہ اور صفوان ان دو لوگون کی ذات ہین اور بدکاری کا دل سے چرچا کرنے والون سے مطلب عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اور وہ مسلمان لوگ ہین جو منافقون سے سن سنا کر اس بہتان کے چرچے مین زبانی شریک تھے لیکن آیتہ کا مطلب عام ہے اب بھی اس قسم کا چرچا کرنے والے اور جن کے حق مین چرچا کیا جاوے قیامت تک کے سب لوگ آیتہ کے حکم مین داخل ہین اور دنیا مین ان جھوٹا بہتان لگانے والونکو کوڑے پٹنے کی سزا دی جاوے گی اور اگر بغیر توبہ کئے اس عادت پر مر جاوینگے تو عقبی مین جدا عذاب ہوگا پھر فرمایا اللہ تعالی عالم الغیب ہے اوسکو جھوٹے سچے کا خوب حال معلوم ہے پھر فرمایا یہ اللہ کا فضل اور اسکی رحمت اور مہربانی ہے کہ اسنے ان جھوٹا بہتان لگانے والون پر جلدی سے کوئی عذاب نہین بھیجا آگے مسلمانونکو ہدایت فرمائی کہ شیطان لوگونکو بے حیائی کی باتین سکھاتا ہے اسلئے ہر ایماندار شخص کو چاہئے کہ شیطان کے کہنے پر نہ چلے اور یہ اللہ کا فضل اور رحمت ہے کہ جو ایماندار شخص

شیطان کے حملے سے بچنا چاہتا ہے اور شیطان کے حملہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہے تو اللہ تعالیٰ اسکو شیطان کے حملے سے بچاکر نیک راہ سے لگ جانے کی توفیق دیتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو شیطان کا حملہ ایسا زبردست ہے کہ اوس سے انسان کا بچنا دشوار ہے آخر کو فرمایا اللہ تعالیٰ ہر ایک شخص کی موںھ کی بات کو سنتا اور دل کے ارادہ کو جانتا ہے خالص دل سے جو کوئی شیطان کے حملہ کے روکنے کی التجا کریگا اللہ تعالیٰ ضرور اوس کی مدد فرماویگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالکؓ کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے کہ بہکانے کے حملہ کے وقت شیطان خون کی طرح انسان کے تمام جسم میں سرایت کرجاتا ہے ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے حارث اشعری کی صحیح حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ سوائے یاد الٰہی کے اور کوئی چیز انسانکو شیطان کے حملہ سے نہیں بچا سکتی ان حدیثوں سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ اگرچہ شیطان کا حملہ بڑا زبردست ہے لیکن جو شخص اس حملہ کے وقت اللہ تعالیٰ کو نہ بھولے گا وہ شیطان کے حملہ سے بچ سکتا ہے

وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ

اور قسم نہ کھاویں بڑائی والے تم میں اور کشایش والے اس پر کہ دیویں ناتے والوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں

اللّٰهِ ۪ۖ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اور چاہیے معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان

تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن منذر وغیرہ میں حضرت عائشہ اور بعضے اور سلف کے قول کے موافق اس آیۃ کی جو شان نزول بیان کی گئی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ و صفوان پر جھوٹا بہتان لگانے والوں کے نام معلوم ہوگئے اور اُن میں حضرت ابوبکر صدیق کے بھانجے مسطح بن اثاثہ کی شرکت بھی پائی گئی تو حضرت ابوبکر صدیق نے قسم کھائی کہ اب تک وہ مسطح کے ساتھ جو سلوک کیا کرتے تھے آیندہ اس سے ہاتھ روک لیویں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمایا خوشحال لوگوں کو یہ قسم نہ کھانی چاہیے کہ وہ غریب مہاجر رشتہ داروں کے سلوک سے آئندہ ہاتھ روک لیوینگے بلکہ اُن خوشحال لوگوں کو درگزر کے طور پر اپنے رشتہ داروں کا قصور معاف کرکے حسب دستور اُن کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اس نیک کام کے بدلے میں بارگاہ الٰہی سے مغفرت کا دل میں اعتقاد رکھنا چاہیے کیونکہ اللہ غفور الرحیم ہے وہ کسی کے نیک کام کے اجر کو ضائع نہیں کرنا چاہتا صحیح ابن خزیمہ مستدرک حاکم اور طبرانی میں ام کلثوم بنت عقبہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رشتہ دار آدمی کے ساتھ برائی سے پیش آوین اور اسپر بھی آدمی اون رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرے تو ایسے سلوک کا بڑا اجر ہے حاکم نے مسلم کی شرط پر اس حدیث کو صحیح کہا ہے صحیح بخاری و مسلم میں عبدالرحمن بن سمرہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بات پر قسم کھالیوے اور قسم کھالینے کے بعد قسم والی بات سے بہتر کوئی بات اسکو نظر آوے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ قسم کا کفارہ دیکر اُس بہتر بات پر عمل کرے ان حدیثوں کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آیۃ اگرچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور انکے بھانجے مسطح کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن ہر ایماندار شخص کے

منزل ۴

حق مین حکم یہی ہے کہ برائی سے پیش آنے والے رشتہ دارون کے ساتھہ حسن سلوک سے پیش آوے کیونکہ شریعت مین اس کا بڑا اجر ہے اور کسی بات پر قسم کھا لینے کے بعد قسم والی بات سے بہتر کوئی بات نظر آ جاوے تو قسم کھانے والے شخص کو چاہیے کہ قسم کا کفارہ دیکر اوس بہتر بات کے موافق عمل کرے فتح مکہ کے وقت جو لوگ دائرہ اسلام مین داخل ہوئے یہ عبدالرحمن بن ثمرہ اون صحابا مین ہین اسلام سے پہلے ان کا نام عبدکلال تھا سجستان ان کے ہاتھہ پر ہی فتح ہوا ہے زیادہ سکونت انکی بصرہ کی ہے صحاح کی سب کتابون مین انکی روایتین ہین تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن منذر کی روایتون کے معتبر ہونے کا حال اس تفسیر مین ایک جگہ بیان کر دیا گیا ہے اس لیے اوپر کی شان نزول کی روایۃ معتبر ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ

جو لوگ عیب لگاتے ہین قید والیون بیخبر ایمان والیونکو انکو پھٹکار ہے دنیا مین اور آخرت مین اور انکو ہے بڑی مار جسدن

تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ

بتاوینگی انکی زبانین اور ہاتھہ اور پاؤن جو کچھہ وہ کرتے تھے اسدن پوری دیگا انکو

اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝

اللہ انکی سزا جو چاہیے اور جانین گے کہ اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا

منزل ۴

شروع سورۃ مین اس طرح کے جھوٹا عیب لگانے والون کے ذکر مین توبہ کا تذکرہ بھی فرمایا ہے اور یہان ان آیتون مین توبہ کا تذکرہ نہین ہے اس کی تفسیر اوپر گذر چکی ہے کہ جس بہتان کا اس سورۃ مین ذکر ہے اوس بہتان مین دو طرح کے آدمی تھے کچھہ تو عبداللہ بن ابی منافق کی طرح کے تھے جو حقیقت مین دل سے مسلمانون کے بدخواہ تھے اور کچھہ لوگ مسلمان تھے جو حقیقت مین تو مسلمانون کے بدخواہ نہین تھے مگر منافقون کی سنی سنائی باتون پر اس بہتان کے چرچے مین شریک ہو گئے تھے مثلاً جیسے حسان ابن ثابت اور مسطح بن اثاثہ حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر کی تفسیر کے موافق شروع سورہ کی آیتون مین اون عیب لگانے والون کا ذکر ہے جو حقیقت مین مسلمانونکے بدخواہ نہین تھے اور اللہ تعالی کے علم غیب مین اونکو توبہ کی توفیق ہونے والی تھی اور ان آیتون مین اون عیب لگانے والون کا ذکر ہے جو اپنے منافق پنے کے سبب سے نہ قابل توبہ باتون سے توبہ کرنے کی پروا کرتے تھے نہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق اونکو توبہ کی توفیق ہونیوالی تھی سورہ منافقون مین آویگا کہ پہلے تو عبداللہ بن ابی منافق نے مہاجرین کی بدخواہی کی باتین کین اور جب سورہ منافقون کی آیتون مین اون بدخواہی کی باتون کی مذمت نازل ہوئی اور لوگون نے عبداللہ بن ابی سے کہا کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر اپنی مغفرت کی دعا کی التجا کرے تو عبداللہ بن ابی نے لوگونکا کہنا نہین مانا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے اور مغفرت کی دعا کرانے کو بے پروائی سے ٹال دیا سورہ منافقون مین یہ قصہ صحیح بخاری کی زید بن ارقم کی روایۃ سے مفصل آویگا اس قصہ کا حاصل مطلب جو بیان کیا گیا اوس سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے کہ منافق لوگ نہ قابل توبہ باتون سے توبہ کرنیکی پروا کرتے تھے نہ اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق اون کو توبہ کی توفیق ہونے والی تھی یہ تو ایسے لوگون کی دنیا کی پھٹکار کا حال ہوا کہ

گناہ کیے اور توبہ کی توفیق نہ ہوئی آخرت میں ایسے لوگوں کے عذاب کو بڑا عذاب جو فرمایا اس باب میں صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی روایت کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو حال مجھکو معلوم ہے اگر وہ پورا حال لوگوں کو معلوم ہو جاوے تو ان کو سوائے رونے کے اور کچھ کام نہ ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ آخرت کا بڑا عذاب وہ عذاب ہے جسمیں گرفتار ہونا تو درکنار اوس کا پورا حال سننا بھی انسان کی برداشت سے باہر ہے آگے ان لوگوں کا ذکر ہے جو اس عذاب سے بچنے کے لئے قیامت کے دن اپنے گناہوں سے منکر ہو جاوینگے اور ان کے ہاتھ پیروں سے گناہوں کے کرنے کی گواہی دلوائی جاکر ان کا جرم ثابت کیا جاویگا اور ہر ایک جرم کے موافق سزا دیجاویگی جس سے ان کو معلوم ہو جاویگا کہ دنیا میں جس سزا کے وعدہ سے ان لوگوں کو ڈرایا جاتا تھا اللہ تعالی کا وہ وعدہ بالکل سچا اور کسی طرح ٹلنے والا نہیں تھا الغافلات کا مطلب یہ ہے کہ نیک بی بیاں ان عیب کی باتوں سے ایسی بے خبر ہیں کہ ان کے دل میں ان باتوں کا کبھی خیال تک بھی نہیں آتا۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ

گندیاں ہیں گندوں کے واسطے اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں واسطے ستھروں کے اور ستھرے

لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

واسطے ستھریوں کے وہ لوگ بے لگاؤ ہیں ان باتوں سے جو کہتے ہیں انکو بخشنا ہے اور روزی ہے عزت کی

ع ۳ منزل ۴

طبرانی میں حکم بن عتیبہ کی روایت سے جسکی سند صحیح ہے حضرت عائشہ کے قصہ کے شروع سے یہاں تک پندرہ آیتوں کی شان نزول جو بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عائشہ رض پر بہتان باندھا تو آنحضرت نے حضرت عائشہ رض سے فرمایا کہ تمہارے حق میں لوگ جو کچھ کہتے ہیں اگر تمہارے پاس اس بہتان کے جھٹلانے کا کوئی عذر ہو تو تم بھی وہ اپنا عذر بیان کرو حضرت عائشہ رض نے جواب دیا کہ میں سچی ہوں اس لئے مجھکو توقع ہے کہ اللہ تعالی میری براءت کا کوئی عذر آسمان سے نازل فرماویگا اسپر اللہ تعالی نے شروع قصہ سے یہاں تک یہ پندرہ آیتیں نازل فرمائیں علمائے اسلام نے متفق ہو کر یہ بات کہی ہے کہ آیتوں کی براءت کے بعد جو فرقہ حضرت عائشہ رض کو اب بھی عیب لگاتا ہے وہ قرآن شریف کا منکر فرقہ ہے اور اس فرقہ کے کافر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کیونکہ وہ فرقہ قرآن کی آیتوں کا منکر ہے حاصل معنے ان آیتوں کے یہ ہیں کہ اس بہتان میں جس قسم کے لوگ شریک تھے انکو اللہ تعالی نے اوپر کی آیتوں میں ہر طرح سے جھوٹا ٹھہرا کر ہر ایک کو اوسکے مناسب حال تنبیہ فرمائی بعد اسکے اب اس آیت میں فرمایا ہے کہ ان بہتان کے باندھنے والے ناسمجھ ہیں اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ کے رسول کی بی بی سے ایسا بڑا کام کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے نیک مردوں کے لئے نیک عورتیں پیدا کی ہیں پھر اللہ کے رسول سے بڑھکر کون نیک مرد ہوگا ایسی گندی باتیں تو گندے مرد اور گندی عورتوں میں پھیلتی ہیں جن لوگوں کی شان میں یہ عیب لگانے والے گندی باتیں مونھہ سے نکالتے ہیں وہ ان باتوں سے بالکل بے لگاؤ ہیں اللہ تعالی نے ایسے لوگوں سے عقبی میں بخشش اور بڑی بڑی نعمتیں دینے کا وعدہ کیا ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایت سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالی نے فرمایا اہل جنت کے لئے جنت میں جو نعمتیں پیدا کی گئیں نہ وہ کسی نے آنکھ سے دیکھیں نہ کان سے سنیں نہ کسی کے دل میں انکا خیال گزر سکتا ہے یہ حدیث ورزق کریم کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جن نیک لوگوں کا

ذکر آیۃ میں ہے اون کو عقبےٰ مین وہ راحت ملے گی جس کا حال نہ کسی نے آنکھ سے دیکھا نہ کان سے سنا نہ کسی کے دل مین اوس کا خیال گزر سکتا ہے +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا

اے ایمان والو مت جایا کرو کسی گھرون مین اپنے گھرون کے سوائے جب تک نہ بول چال کر لو اور سلام دے لو ان گھر

ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ

والو پر یہ بہتر ہے تمہارے حق مین شاید تم یاد رکھو پھر اگر نہ پاؤ اوس مین کوئی تو اوس مین نہ جاؤ جب تک پروانگی نہ ہو

لَكُمْ ۖ وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ○ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا

تم کو اور اگر تم کو کہے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اسی مین خوب ستھرائی ہے تمہاری اور اللہ جو کرتے ہو جانتا ہے نہین گناہ تم پر اس مین کہ

بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ○

مین جہان کوئی نہین بستا اوس مین کچھ چیز ہو تمہاری اور اللہ کو معلوم ہے جو کھولتے ہو اور جو چھپاتے ہو

تفسیر مقاتل بن حیان تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم مین جو شان نزول ان آیتون کی چند روایتون سے بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ بعضے رشتہ دار اپنے رشتہ دارون کے زنانہ مین بغیر اذن اور بغیر کھنکار نے کے چلے جاتے تھے اور بے خبر اون کے اجانے سے ننگی کھلی عورتون کا اور انکا آمنا سامنا ہو جاتا تھا بعض دیندار عورتون نے آنحضرت سے اس طریقہ کے بند ہو جانے کی خواہش کی اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ اذن کی آیتین نازل فرمائین اسکے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت سے یہ مسئلہ پوچھا کہ شام کے ملک کی طرف ہم لوگ تجارت کی غرض سے جاتے ہیں اور راستہ مین مسافر خانون کے طور کے اکثر ایسے مکان ہیں جن مین کوئی نہین رہتا اون مین بلا اذن کے جا کر اوتر جانا یا کچھ سامان اون مین رکھ دینا جائز ہے یا نہین اوسپر اللہ تعالیٰ نے آخری آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے ان آیتون کے یہ ہیں کہ جس مکان مین کوئی رہتا ہو وہان اذن لیکر جانا چاہیے جہان کوئی نہ رہتا ہو وہان اذن کی ضرورت نہیں گھر مین سے اجازت کی آواز نہ آوے یا گھر والا کہے اسوقت نہین پھر آنا تو اوسوقت پھر آنا بہتر ہے پھر فرمایا اس حکم کے موافق لوگ جسطرح عمل کرین گے وہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے باہر نہین ہے معتبر سند سے مسند امام احمد ابو داؤد ترمذی نسائی مین جو روایتین ہیں اون سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے صحابہ بھول کر آپ کے پاس بغیر اذن کے آ گئے تو آپ نے آیۃ کا حکم قائم رہنے کی غرض سے اون سے کہا کہ گھر کے دروازہ کے باہر چلے جاؤ اور پھر اذن حاصل کر کے گھر کے اندر آؤ ادب مفرد بخاری مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ گھر کے دروازہ پر جاتے ہی پہلے السلام علیکم کہے اور پھر گھر کے اندر آنے کی اجازت چاہے صحیح بخاری و مسلم مین سہلؓ بن سعد سے روایۃ ہے کہ ایک شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرہ مین جھانک کر دیکھ رہا تھا جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کسی کے گھر مین جانے سے پہلے اجازت چاہنے کا حکم اس لئے نازل ہوا ہے کہ بے خبر گھر مین چلے جانے سے ننگی کھلی عورتون پر نظر نہ پڑے اگر مین اوس شخص کو دیکھ لیتا کہ اس حکم کے برخلاف وہ حجرہ مین جھانک رہا ہے تو مین اوس شخص کی آنکھ پھوڑ ڈالتا آخر کو فرمایا زبانی اذن چاہتے وقت جو لوگ دل

منزل ۴

مین اون کو برا جانتے ہیں اور جو نہین جانتے ان سب کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ

کہہ دے ایمان والون کو نیچی رکھین ٹک اپنی آنکھین اور تھامتے رہین اپنے ستر اسمین خوب ستھرائی ہے اون کی

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہیں

اوپر ذکر تھا کہ ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کے گھر مین بے کھٹکا دے بے خبری کی حالت مین نہ جاوے کیونکہ بے خبری کی حالت
مین چلے جانے سے ننگی کھلی اجنبی عورتون کے سامنے اجانے کا اندیشہ ہے اس آیۃ مین فرمایا اجازت کے بعد دوسرے رشتہ دار
کے گھر مین جانے سے یا بازار وغیرہ مین اجنبی عورت نظر پڑ جاوے تو ایماندار آدمی کو چاہیے کہ اپنی نگاہ نیچی کر لیوے مرد کے نیچی نگاہ
کر لینے کی حالت مین عورت مرد کی صورت دیکھ سکتی ہے اسواسطے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آیۃ کی پوری تعمیل ہو جانے کی
غرض سے ایسے موقع پر یہ حکم دیا کہ ایماندار شخص اجنبی عورت کی طرف سے اپنا موُنھ پھیر لیوے چنانچہ مسند امام احمد صحیح مسلم ترمذی
اور ابو داؤد مین جریر بن عبد اللہ بجلی سے جو روایۃ ہے اوس مین یہ ذکر تفصیل سے ہے یہ جریر بن عبد اللہ کوفہ مین اکثر رہے ہیں اس لئے انکو
کوفی صحابا مین شمار کرنا چاہئے یہ بہت خوبصورت اور اس امت کے یوسف مشہور تھے اسی واسطے انھون نے اجنبی عورتون پر نظر پڑ جانے
کا مسئلہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا صحیح بخاری مین حضرت عبد اللہ بن عباس کے بھائی فضل بن عباس کا قصہ ہے جس مین اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس کا موُنھ ایک عورت کی طرف سے پھیر کر دوسری طرف کو کر دیا تھا معتبر سند سے ترمذی ابوداؤد وغیرہ
مین حضرت علی کی حدیث ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ایماندار شخص کی نظر کسی اجنبی عورت پر اتفاق سے پڑ جاوے
تو پہلی نظر معاف ہے لیکن پھر ایماندار شخص کو نگاہ نیچی کر لینے کا اودھر سے موُنھ پھیر لینے کا حکم ہے ترمذی نسائی دارمی ابن حبان وغیرہ مین
مغیرۃ بن شعبہ سے روایۃ ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شخص کا ارادہ کسی عورت سے نکاح کرنے کا ہو تو
اوس شخص کا اس عورت کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا اچھا ہے کیونکہ اس سے نکاح کے بعد میان بی بی مین میل جول خوب رہتا ہے اس حدیث
کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جس شخص کا ارادہ کسی عورت سے نکاح کرنے کا ہو تو وہ شخص اتفاقی نگاہ پڑ جانے کے علاوہ قصد کے
طور پر دیکھنے کے ارادہ سے بھی اوس عورت کو دیکھ سکتا ہے ابن حبان نے مغیرۃ بن شعبہ کی اس حدیث کو صحیح کہا ہے حاصل مطلب آیۃ کا
یہ ہے اے رسول اللہ کے ایماندار لوگون سے کہہ دیا جاوے کہ اون کے حق مین ناجائز چیزون کے دیکھنے سے بچنے اور اپنی شرمگاہ کو قابو
مین رکھنے مین بڑی ستھرائی ہے آخر کو ناجائز کامون سے بچنے اور جائز کامون کے کرنے کی تاکید کے طور پر فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ کو لوگون کے اچھے برے سب کامون کی خبر ہے کیونکہ کوئی چیز اوس کے علم غیب سے باہر نہین
ہے قیامت کے دن وہ اپنے علم کے موافق جزا و سزا کا پورا فیصلہ کرے گا صحیح مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن
عمرو بن العاص کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہو رہا ہے دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ

کے طور پر وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے یہ حدیث آیۃ کے آخری ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر
بیان کیا گیا کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے باہر نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس میں ناجائز نظر کو اللہ
کے رسول نے آنکھ کی بدکاری فرمایا ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے ناجائز نظر کی خرابی اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

اور کہدے ایمان والیوں کو نیچے رکھیں ٹک اپنی آنکھیں اور تھامتی رہیں اپنے ستر اور نہ دکھاویں اپنا سنگار

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ

مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے اور ڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے

اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ

آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے

اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ

یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کمیروں کے جو مرد کچھ غرض نہیں رکھتے

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ

یا لڑکوں کے جنہوں نے نہیں پہچانے عورتوں کے بھید اور نہ دھمک دیں اپنے پاؤں سے کہ جانا جاوے جو چھپاتی ہیں

مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب ملکر اے ایمان والو شاید تم بھلائی پاؤ

اوپر کی آیۃ میں ہر ایک ایماندار مرد کو جو یہ حکم تھا کہ اجنبی عورت اتفاق سے نظر پڑے تو نگاہ نیچی کرلی جاوے اور شرم گاہ کو قابو میں رکھا جاوے
ان آیتوں میں ایماندار عورتوں کو وہی حکم دیکر پھر فرمایا کہ عورتوں کے بناؤ سنگار میں سے کھلی چیزیں مثلاً آنکھوں کا سرمہ ہاتھ کا چھلا کسی اجنبی مرد
کی نظر پڑ جاوے تو مضائقہ نہیں مگر بناؤ سنگار کی اور چیزوں پر سوائے ان لوگوں کے جن کا ذکر آیتوں میں ہے کسی اور اجنبی مرد کی نظر نہیں
پڑنی چاہیے نماز میں عورت کے مونھ کا اور ہاتھ کی ہتھیلیوں کا کھلا رہنا جائز ہے اسواسطے حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں
الاما ظہر منہا کی صحیح تفسیر عورت کے مونھ اور ہاتھ کی ہتھیلیوں کو قرار دیکر سنگار کی کھلی چیزیں آنکھوں کے سرمے اور انگلیوں کے چھلے کو
بیان کیا ہے ابناء بعولتہن سے مقصود عورت کے سوتیلے بیٹے ہیں نسائہن سے مقصود مسلمانوں کی نیک چلن عورتیں ہیں ابوداؤد بیہقی
وغیرہ میں انسؓ بن مالک سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام حضرت فاطمہ کو ہبہ کیا تھا اور
جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوس غلام کو حضرت فاطمہ کے پاس لائے تو حضرت فاطمہ اس سبب سے شرمانے لگیں کہ ان کے
اوڑھنے کی چادر بہت چھوٹی تھی اسپر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا یہاں اسوقت تمہارا باپ ہے یا تمہارا غلام
پسر اکوئی نہیں ہے چھوٹی چادر سے شرمانے کی کیا بات ہے اس حدیث کی سند کے ایک راوی ابوجمیع سالم بن دینار کو اگرچہ بعضے علما نے

ضعیف قرار دیا ہے لیکن یحیٰی بن معین نے سالم بن دینار کو ثقہ کہا ہے راویون کے باب مین ان یحیٰی بن معین کے قول کا بڑا اعتبار ہے
اسواسطے اس روایۃ کو معتبر کہا جا سکتا ہے جو علما اس بات کے قائل ہیں کہ غلام سے پردہ نہین ہے وہ اس حدیث کو اپنے قول
کی سند ٹھہراتے ہین اور جو علما اس مین اختلاف کرتے ہین وہ کہتے ہیں یہ غلام نوعمر لڑکا تھا بالغ نہین تھا زیادہ تفصیل اس کی بڑی
کتابون مین ہے آگے فرمایا ایسے کام کاج والے غریب لوگون سے بھی پردہ نہین ہے جو فقط اپنا پیٹ بھرنے کے لئے زنانے گھرون
مین آتے ہیں زنانے گھر کی عورتون سے انہین کچھ واسطہ نہین ہے اور اسی طرح نابالغ نوعمر لڑکون سے بھی پردہ نہین ہے پھر فرمایا
عورتون کو زمین پر اس طرح زور سے قدم رکھکر چال نہین چلنی چاہیئے جس سے پیرون کے گہنے کی آواز غیر مرد کے کان مین جاوے
آخر کو فرمایا اوپر جو حکم دئے گئے ہیں انکی تعمیل مین کچھ کوتاہی ہو جاوے تو ہر ایماندار کی بھلائی اسی مین ہے کہ وہ اپنی خطا پر نادم
ہو کر آیندہ کے لئے توبہ استغفار کرے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گذر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے قسم کہا کر فرمایا گنہ گارون کے گناہ معاف کرنے کی صفت اللہ تعالیٰ کو ایسی پیاری ہے کہ اگر موجودہ لوگ گناہ نکرتے
تو اللہ تعالیٰ انکی جگہ اور گنہ گار مخلوقات کو پیدا کرتا اور انکو توبہ کی توفیق دیکر انکے گناہ معاف کرتا توبہ کرنے والون کی بھلائی کا ذکر
جو اس آیۃ مین ہے اس کا حاصل مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ جو شخص اپنے گناہ پر نادم ہو کر خالص دل سے
درگاہ الٰہی مین توبہ کریگا اللہ تعالیٰ اسکو عذاب آخرت کی برائی سے ضرور بچا دیگا جو گنہ گار شخص کے حق مین بڑی بھلائی ہے۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ

اور بیاہ دو رانڈون کو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ ہون گے مفلس اللہ انکو غنی کر

اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ

اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا اور آپکو تھامتے رہین جنکو نہین ملتا بیاہ جب تک مقدور دے

اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ

انکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہیں لکھا تمہارے ہاتھ کے مال مین سے تو انکو لکھا دیدو اگر سمجھو

فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ

ان مین کچھ نیکی اور دو انکو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا ہے

اوپر کی آیتون مین حکم تھا کہ ہر ایماندار مرد اجنبی عورت کو اور ایماندار عورت اجنبی مرد کو دیکھے تو اپنی آنکھین نیچی کر لیوے اور اپنی شرمگاہ
کو ناجائز کامون سے بچاوے نکاح ہو جانے کے بعد رانڈ عورتون سے اس حکم کی تعمیل اچھی طرح ہو سکتی ہے چنانچہ صحیح بخاری و
مسلم میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے جو روایۃ ہے اوس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ناجائز نگاہ کو روکنے اور شرمگاہ
کو مناہی کے کامون سے بچانے کے لئے دنیا مین نکاح سے بڑھکر کوئی چیز نہین ہے اسیواسطے اوپر کی آیتون کے حکم کے بعد ان آیتون
مین رانڈ عورتون اور نیک غلام اور لونڈیون کے نکاح کر دینے کا حکم بیان فرمایا ایامی ایم کی جمع ہے اور ایم کا لفظ رانڈ عورت

اور رانڈ دونون ہے مرد وعورت دونون پر بولا جاتا ہے اس ئے حاصل مطلب آیت کا یہ ہے اے مسلمانون کے گروہ تم کو چاہیئے کہ اپنے گروہ مین کی رانڈ عورتون اور رنڈوے مردون کو بغیر نکاح کے بیٹھا نہ ہنے دو ملکہ سمجھا بجھا کر انکا اور اپنے نیک غلام لونڈیون کا نکاح کرا دو پھر فرمایا نکاح سے پہلے اگر ان مین کا کوئی تنگدست ہو تو تنگدستی کے عذر سے نکاح کو نہ روکا جاوے نکاح کے بعد اللہ تعالی اپنے فضل سے انکی تنگدستی کو رفع کر کے انہین خوشحال کر دیگا کیونکہ اللہ کا فضل اور اسکا خزانہ بہت بڑا ہے اور وہ اپنے بندون کی ضرورتون سے خوب واقف ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جب ماں کے پیٹ مین بچہ کا پتلا تیار ہو جاتا ہے تو اوس مین روح کے پھونکے جانے سے پہلے اوسکا رزق لوح محفوظ کے نوشتہ کے موافق قرار دیا جاتا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ نکاح کے بعد میاں بی بی دونون کا رزق ایک جگہ ہو جانے سے کچھ تو نکاح سے یون رزق بڑھ جاتا ہے علاوہ اس کے اکثر سلف نے اپنا یہ تجربہ بھی بیان کیا ہے کہ پارسائی کی نیت سے نکاح کیا جاوے تو اللہ تعالی مقررہ رزق مین برکت دیتا ہے ترمذی وغیرہ مین ابوہریرہؓ سے صحیح روایت ہے کہ پارسائی کی نیت سے نکاح کرنے والے شخص کی اللہ تعالی مدد کرتا ہے اس حدیث سے سلف کے تجربہ کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ رزق مین برکت کا ہونا یہ بھی اللہ تعالی کی ایک مدد ہے آگے فرمایا جو لوگ بالکل ایسے تنگدست ہون کہ کسی طرح کا نکاح کا بار نہ اوٹھا سکتے ہون تو جب تک اللہ تعالی اپنے فضل سے اون کو کسی قدر صاحب مقدور نکر دیوے اوسوقت تک اونکو اپنی حالت پر صبر کرنا اور بدکاری سے بچنا چاہیئے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبد اللہ بن مسعود کی روایت جو اوپر گزری اوس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگون کو روزے رکھنے کی ہدایت فرما کر یہ فرمایا ہے کہ روزے رکھنے سے مردانگی کی قوت کم ہو جاتی ہے جو آقا اپنے غلام کو یہ کتابت کر دے کہ اس قدر رقم ادا کرنے کے بعد وہ غلام آزاد ہے ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہین آگے ایسے ہی غلام کا ذکر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اس طرح کی کتابت کا چاہنے والا غلام اگر کتابت کی رقم کمانے کے قابل نظر آوے تو اوس سے کتابت کا معاملہ کر لیا جاوے یہ جو فرمایا کہ اگر کتابت کی رقم کمانے کے قابل نظر آوے تو کتابت کے چاہنے والے غلام سے کتابت کا معاملہ کر لیا جاوے اس سے اون علما کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو کتابت کے فرض ہونے کے قائل نہین ہین کیونکہ آیت مین کتابت کو آقا کی مرضی پر رکھا ہے جس سے حکم کی فرضی ہونے کی صورت نہین ہے پھر فرمایا جب یہ کتابت کا معاملہ ٹھہر جاوے تو ہر ایک مسلمان صدقہ خیرات کی رقم مین سے ایسے غلام کو کچھ مدد دیوے تاکہ یہ بیچارہ جلدی سے اپنے ذمہ کی رقم ادا کر کے آزاد ہو جاوے۔

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اور نہ زور کرو اپنی چھوکریون پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہیں قید سے رہنا کہ کمایا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا

وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ

اور جو کوئی انپر زور کرے تو اللہ انکی بے بسی پیچھے بخشنے والا مہربان ہے اور ہمنے اتارین تمہاری طرف

آیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ

آیتین کہلی اور ایک دستور اون کا جو ہوچکے ہین تم سے آگے اور نصیحت ڈر والون کو

صحیح مسلم نسائی مستدرک حاکم مسند بزار طبرانی وغیرہ مین جو شان نزول اس آیۃ کی چند روایتون سے بیان کی گئی ہے اوس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام سے پہلے عرب مین یہ دستور تھا کہ لوگ چھوکریان پال لیتے تھے اور کمائی کے طور پر پھر اونسے بدکاری کراتے تھے چنانچہ جب آنحضرت مدینہ منورہ تشریف لائے اور اسلام پھیل گیا تو عبداللہ بن ابی منافقون کے سردار کے پاس دو چھوکریان تھین انھون نے اسلام کی صحبت پاکر بدکاری سے انکار کیا اور عبداللہ بن ابی نے اون کو بدکاری پر مجبور کیا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ترس کھا کر اوس لونڈی کو اپنے گھر مین چھپادیا عبداللہ بن ابی نے بہت غل مچایا کہ اب ہماری لونڈیون کو بہکانے اور ضبط کرنے کی نوبت آگئی اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی سورۃ النحل کی آیتون اور صحیح حدیثون مین ہے کہ جو کوئی شخص بھول کر یا کسی زبردست کے جبر کے سبب سے کوئی براکام کرے تو اوسپر کچھ گناہ نہین ہے اس آیت اور صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی زبردست آدمی کسی کو کسی برے کام پر مجبور کرے تو وہ مجبور آدمی بے گناہ ہے جو کچھ وبال ہے وہ مجبور کرنے والے شخص پر ہے حاصل کلام یہ ہے کہ سورۃ النحل کی آیتین اور بہت سی صحیح حدیثین فان اللہ من بعد اکراہہن غفور رحیم کی گویا تفسیر ہیں جسکا حاصل وہی ہے کہ کسی زبردست آدمی کے مجبور کرنے سے جو گناہ کیا جاوے اوس کا وبال مجبور کرنے والے شخص پر ہے آگے فرمایا کہ قرآن کی آیتون مین اگرچہ کھلی کھلی نصیحت ہے اور پچھلے لوگون کے قصون سے قرآن مین یہ بھی جگہ جگہ سمجھایا گیا ہے کہ جن پچھلی قومون نے کلام الٰہی کی نصیحت کو نہین مانا اور اللہ کے رسولون کو جھٹلایا وہ لوگ طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوگئے لیکن ان سب باتون کا اثر اونہی لوگون کے دل پر ہوتا ہے جو ایک دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں جن لوگون کے دل مین یہ خوف نہین ہے اون کے حق مین یہ سب نصیحت رائگان ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی نصیحت کی مثال مینہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے اس حدیث سے وموعظة للمتقین کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ مینہ کے پانی کی طرح قرآن عام نفع کے لئے نازل کیا گیا ہے لیکن جس طرح مینہ کے پانی سے فقط اچھی زمین کو نفع پہنچتا ہے اسی طرح قرآن کی نصیحت سے فقط وہی لوگ فائدہ اوٹھاتے ہین جو قیامت کے قائل ہین جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کا اون کے دل مین خوف ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ

اللہ روشنی ہے آسمانون کی اور زمین کی کہاوت اسکی روشنی کی جیسے ایک طاق اسمین ایک چراغ چراغ دہرا ایک شیشے مین

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ

شیشہ جیسے ایک تارا ہے چمکتا تیل جلتا ہے اسمین ایک برکت کے درخت سے وہ زیتون ہے نہ سورج نکلنے کیطرف اور نہ ڈوبنے کیطرف

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ
قریب ہے اُس کا تیل کہ سلگ اٹھے ابھی نہ لگی ہو اُسمین آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دیتا ہے اپنی روشنی کی
مَن يَشَاءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝
جسکو چاہے اور بتاتا ہے اللہ کہاوتین لوگون کو اور اللہ سب چیز جانتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے صحیح قول کے موافق اللہ نور السموات والارض کی تفسیر ہو کر آسمان پر فرشتے اور زمین پر نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے نور ہدایت سے راہ راست پر آئے ہین اور صحیح مسلم کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہین ترمذی ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعریؓ کی صحیح حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ آدم علیہ السلام کے پتلے کیلئے اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کی مٹی لی ہے اسواسطے اولاد آدم مین کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی سخت مزاج ہے کوئی نرم مزاج صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ ساڑھے چار مہینے کے عرصہ مین جب نطفہ سے بچہ کا پتلا ماں کے پیٹ میں تیار ہو جاتا ہے تو پھر اوس مین روح پھونکی جاتی ہے صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین داخل ہونے کے قابل کام کریگا اور کون دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل مسند امام احمد ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی صحیح حدیث بھی گزر چکی ہے کہ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے جب سب روحون کو پیدا کیا تو اون روحون پر گناہون کا اندھیرا چھایا ہوا تھا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اون روحون پر اپنی قدرت سے ایک نور چھڑکا اور اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جو لوگ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد جنت مین داخل ہونے کے قابل کام کرنے والے تھے اون کی روحون پر اوجالا چھا گیا اور باقی کے لوگ اندھیرے ہی مین رہے ان آیتون کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول اور اوپر کی حدیثون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ فرشتون کی پیدائش نور سے ہے اس لئے اونپر کسی اور نور ہدایت کے چھڑکنے کی ضرورت نہیں ہوئی بلکہ فرشتے اپنے پیدائشی نور کے اثر سے اس طرح راہ راست پر ہین کہ اون مین گناہ کا کوئی مادہ تک نہیں ہے ہان انسان کی پیدائش پہلے آدم علیہ السلام کی مٹی کے اثر سے اور پھر نطفہ سے ہونے والی تھی جس کے سبب سے اولاد آدم کی روحون پر عالم ارواح مین گناہون کا اندھیرا چھایا ہوا تھا اور اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے عالم ارواح مین سب روحون پر اپنی قدرت سے ایک نور چھڑکا لیکن اوس نور سے فائدہ فقط اون ہی لوگون کی روحون کو ہوا جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق دنیا مین پیدا ہونے کے بعد راہ راست پر آنے والے تھے ایماندار شخص کے دل مین یہ نور ہدایت جسطرح چمکتا ہے آگے اسکی مثال یہ بیان فرمائی کہ ایماندار کا سینہ مشکوٰۃ کی مانند ہے اور اس کا دل ایک چمکدار شیشے کی قندیل ہے جس قندیل مین نور ایمانی چراغ کی طرح روشن ہے جس چراغ میں ایسا آبدار زیتون کا تیل جلتا ہے جو آگ کے شعلے کی طرح چمکتا ہے کیونکہ وہ زیتون نہ تو باغ کے شرقی کونے کا ہے جسکو سہ پہر کی دھوپ نہ پہونچ سکے اور نہ غربی کونے کا ہے جسکو دو پہر سے پہلے کی دھوپ نہ پہنچ سکے بلکہ ہر وقت کی دھوپ کہا کر وہ زیتون خوب پختہ اور اوسکا پھل نہایت عمدہ ہے آگے فرمایا اللہ کی قدرت کی اگرچہ یہ چند روشنیان جمع ہین لیکن ان روشنیون سے فائدہ وہی لوگ اوٹھاتے ہیں جو اللہ کے علم غیب مین

منزل ۴

بیان کی گئی ہیں لیکن ان مثالوں کو سمجھ کر نیک نتیجے میں پھر فرمایا قرآن میں جو مثالیں بیان کی گئی ہیں وہ لوگوں کے سمجھانے کے لئے بیان کی گئی ہیں لیکن ان مثالوں کو سمجھ کر جو لوگ راہ راست پر آنے والے اور جو مرتے دم تک گمراہ رہنے والے ہیں اونکا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کیونکہ کوئی چیز اسکے علم غیب سے باہر نہیں ہے واللہ بکل شیء علیم سے اسی مطلب کو ادا فرمایا گیا ہے حاصل یہ ہے کہ عالم ارواح میں جن لوگوں کی روحوں نے نور ہدایت کا حصہ پایا ہے آیۃ میں اون ہی کی یہ مثال بیان فرمائی گئی ہے کہ اون کے سینے میں اون کا دل تارے جیسے چمکدار قندیل کی طرح ہے جس میں نور ایمان کا چراغ روشن ہے ترمذی اور مسند امام احمد میں ابو ہریرہ رضی سے صحیح روایۃ ہے اوس میں بھی عالم ارواح کے نور کا ذکر ہے اس حدیث کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ جس وقت اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اون کی پشت سے قیامت تک کی اولاد آدم کی روحیں نکالیں تو ہر ایک انسان کی پیشانی پر ایک طرح کا نور تھا یہ نور فطرۃ اسلام کا نور ہے جس کا ذکر صحیح بخاری و مسلم میں ان ہی ابو ہریرہ رضی کی روایۃ میں ہے حاصل کلام یہ ہے کہ عبداللہ رضی بن عمرو بن العاص کی روایۃ میں جس نور ہدایت کا ذکر ہے وہ نور جدا ہے اور ابو ہریرہ کی روایۃ میں جس فطرۃ اسلام کے نور کا ذکر ہے وہ نور جدا ہے۔ جو بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے وہ فطرۃ اسلام کے نور پر پیدا ہوتا ہے اور صحیح مسلم کی ابو ہریرہ رضی کی حدیث کے موافق بچہ کی زبان کے کھلنے تک اس نور کا اثر باقی رہتا ہے اس کے بعد وہ ماں باپ جیسا ہو جاتا ہے نور ہدایت کا اثر مرتے دم تک رہتا ہے یہ تو ان دونوں نوروں کا دنیاوی فرق ہوا عالم ارواح میں آدم علیہ السلام نے فطرۃ اسلامی کے سبب سے ہر ایک انسان کی پیشانی پر ایک طرح کا نور پایا جس کا ذکر ترمذی کی ابو ہریرہ رضی کی اوپر کی صحیح روایۃ میں ہے اور نور ہدایت کے سبب سے بعضوں کو نورانی شکل اور بعضوں کا چہرہ سیاہ پایا جسکا ذکر مسند امام احمد میں ابو درداء کی معتبر روایۃ سے ہے عرب لوگ اپنے گھروں کی دیوار میں چراغ کے رکھنے کا ایک طاق بنا لیتے تھے اوسی کو مشکوۃ کہتے ہیں۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝

ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا اونکو بلند کرنے کا اور وہاں اوسکا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اوس کی وہاں صبح اور شام

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ

وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز کھڑی رکھنے سے اور زکوۃ دینے سے ڈر رکھتے ہیں

يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ

اوس دن کا جسمین الٹ جاوینگے دل اور آنکھیں کہ بدلہ دے اونکو اللہ اونکے بہتر سے بہتر کاموں کا اور بڑھتی

مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

دے اونکو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جسکو چاہے بیشمار

عمر بن میمون کوفی مشہور ثقہ تابعیوں میں ہیں حدیث کی سب کتابوں میں ان سے روایۃ ہے یہ عمر بن میمون کہتے ہیں کہ اکثر صحابا بیوت کی تفسیر مسجد کی بیان کیا کرتے تھے صحابا کی اس تفسیر کے موافق حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ عالم ارواح کے نور ہدایت کی جو روشنی ہر ایک ایماندار شخص کے دل میں ہے اوسکا حال تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کیونکہ آدمی کے دل کا حال سوائے اون کے اور کوئی نہیں جانتا ہاں جو لوگ

منزل ۴

قیامت کے دن کی آفتون سے ڈر کر مسجدون مین نماز کے لئے اسطرح وقت پر حاضر ہوتے ہیں کہ دنیا کی کوئی سوداگری اونکو اس حاضری سے باز نہین رکھہ سکتی اور زکوٰۃ کے وقت شریعت کے حکم کے موافق یہ لوگ زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہین تو یہ سمجھہ لینا چاہئے کہ ان لوگون کے دل مین عالم ارواح کے نور ہدایت کی پوری روشنی باقی ہے پھر فرمایا یہ لوگ جو نیک کام کرتے ہیں وہ کسی کے دکھاوے کے لئے نہیں کرتے بلکہ اون کا ہر ایک نیک کام اس نیت سے ہوتا ہے کہ بارگاہ الٰہی سے قیامت کے دن اوس نیک کام کا اچھا بدلہ عطا ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور کچھہ زیادہ بھی اونکو دیوے جو نیک عمل کی جزا سے ٹرھکر ہو دس گونے سے لیکر سات سو تک اور بعضی نیکیون کی اس سے بھی زیادہ بدلہ کی صحیح روایتین جو کئی جگہ گذر چکی ہیں وہ روایتین احسن ما عملوا کی گویا تفسیر ہین جن کا حاصل یہ ہے کہ نیت کے خالص ہونے کے حساب سے جس قدر بہتر عمل ہوگا اوس سے بہتر بدلہ ملیگا ان نیک لوگون کی امید کو پورا کرنیکے لئے آخری آیۃ مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ایسا ہی ٹرا ہے کہ قیامت کے دن وہ جسکو چاہے گا نیک عملون کی جزا سے ٹرھکر نعمتین عطا فرماویگا صحیح مسلم مسند امام احمد اور ابن ماجہ مین ابوہریرہؓ اور بریدہؓ سے جو روایتین ہیں اون مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا جو شخص ایسا دکھائی دیوے جو مسجد مین آوازین دیکر اپنے بھاگے ہوئے اونٹ کو بلا رہا ہو تو اُسکے حق مین یہ بددعا کرنی چاہئے کہ خدا کرے اوس کا اونٹ ہمیشہ بھاگا ہوا رہے اور یہ بددعا اس لئے کی جاوے کہ مسجدین اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہین دنیا کے کامون کے لئے نہین بنائی گئین آیۃ مین مسجدون کو عالم ارواح کے نور ہدایت کے ظاہر ہونے کی جگہ جو فرمایا اُسکا مطلب ان روایتون سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مسجدین ایسے ہی کامون کے لئے بنائی گئی ہین جو عالم ارواح کے نور ہدایت کے موافق ہیں صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتیون کو سب طرح کی نعمتین جنت مین مل چکین گی اور جنتی ان نعمتون سے خوش ہو جاوین گے تو اللہ تعالیٰ فرماویگا نیک عملون کی جزا سے بڑھ کر تمہارے حق مین اللہ تعالیٰ کا ایک یہ فضل ہے کہ اب اللہ تعالیٰ ہمیشہ تم سے راضی اور خوش رہے گا کبھی ناخوش نہ ہوگا غلام کے لئے ہمیشہ کی آقا کی طرف سے خوشنودی کی خوشخبری ایک بے بدل نعمت ہے اس لئے یہ نعمت تمام نیک عملون کی جزا سے بڑھ کر ایک نعمت شمار کی جاویگی آیۃ مین نیک عملون کی جزا سے بڑھ کر اللہ کے فضل کا جو ذکر ہے یہ حدیث گویا اُسکی تفسیر ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ

اور جو لوگ منکر ہین اُنکے کام جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے اُسکو پانی یہانتک کہ جب پہنچا اُسپر اُس کو

شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ أَوْ كَظُلُمَاتٍ

کچھہ نپایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اُسکو پورا پہنچا دیا اُس کا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب یا جیسے اندھیرے

فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا

گہرے دریا مین چڑھی آتی ہے اُسپر ایک لہر اُسپر ایک لہر اُسکے اوپر بدلی اندھیرے ہین ایک پر

منزل ۴

گذر چکی ہے کہ بغیر توبہ کے گناہ پر گناہ کرنے سے آدمی کے دل پر زنگ کی طرح کا اندھیرا چھا جاتا ہے دوزخ کی آگ کے سیاہ ہونے کا حال
مین ترمذی مستدرک حاکم وغیرہ کی انس بن مالک کی صحیح روایتہ کئی جگہ گذر چکی ہے ان روایتون کو ظلمات بعضہا فوق بعض کی تفسیر مین بڑا
دخل ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ ایسے لوگ نور ہدایت کے حصہ سے محروم رہکر عالم ارواح کے اندھیرے مین رہے
اور پھر بغیر توبہ کے شرک کا اندھیرا ان کے دل پر زندگی بھر چھایا رہا اور مرنے کے بعد دوزخ کی سیاہ آگ کے اندھیرے مین جا پڑے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ
تونے نہ دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہیں آسمان و زمین مین اور اوڑتے جانور پر کھولے ہر ایک نے جان رکھی ہے
وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝
اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے جو کرتے ہین اور اللہ کی حکومت ہے آسمان اور زمین مین اور اللہ ہی تک پھر جانا ہے

مجاہد کے قول کے موافق نماز کا حکم انسان کے حق مین ہے اور حسب حال یاد الٰہی کا حکم باقی کی مخلوقات کے حق مین ہے قرآن شریف
مین تسبیح کا ذکر بعضی جگہ تسبیح کے لفظ سے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین کی کل چیزین اپنی اپنی زبان مین ہر وقت اللہ کو
یاد کرتی اور اسکے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں بعضے مفسرین نے یہ جو لکھا ہے کہ جنات اور انسان کے سوائے اور مخلوقات کی تسبیح زبان
حال سے ہے زبان قال سے نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ سوائے جنات اور انسان کے اور مخلوقات کی تسبیح مین کسی طرح
کی گویائی نہین ہے بلکہ یہ مخلوقات اللہ تعالےٰ کے حکم کی جو تابع ہے اس مخلوقات کی یہی حالت اوس کی تسبیح ہے ان مفسرین کا
یہ قول بعضی صحیح روایتون کے برخلاف ہے چنانچہ مثلاً صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتہ ہے جس کا حاصل یہ
کہ ایک روز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبرون پر ہوا اور آپ نے فرمایا ان دونو قبرون مین جو مردے دفن ہیں اون پر عذاب قبر
ہو رہا ہے یہ فرما کر آپ نے ایک ہری ٹہنی درخت کی لی اور اسکی دو شاخین کین اور یہ دونون شاخین اون دونون قبرون پر لگا کر فرمایا
کہ جب تک یہ شاخین ہری رہین گی شاید ان مردون کے عذاب قبر مین کچھہ تخفیف ہو جاویگی اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ
مین آجاتا ہے کہ ہرے درخت کی ٹہنی جب تک ہری رہتی ہے تو وہ اپنی زبان کی ایک طرح کی خاص گویائی سے اللہ کی یاد کرتی ہے
اور یہی یاد الٰہی اون دونون شاخون کی تسبیح تھی جسکی برکت سے عذاب قبر مین تخفیف ہوئی اگر زبان حال کی تسبیح شریعت مین منظور
ہوتی تو اون دونون شاخون کے سوکھہ جانے کے بعد بھی اونکی تسبیح اور عذاب قبر کی تخفیف باقی رہ سکتی تھی صحیح بخاری مین عبداللہ
بن مسعود سے روایتہ ہے کہ کھانا کھاتے وقت ہم صحابہ لوگ کھانے کی چیزون کی تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے اس روایتہ سے یہ مطلب
اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے کہ اون کھانے کی چیزون کی تسبیح زبان حال سے نہیں تھی بلکہ اتنی گویائی کی آواز سے تھی جو آواز صحابہ کے
کانون مین آیا کرتی تھی حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ آسمان و زمین مین اکیلے اللہ کی حکومت ہے اوس کی حکومت مین کوئی اوس کا شریک
نہین اس لئے آسمان پر فرشتے زمین پر جنات اور انسان آسمان و زمین کے بیچ مین اڑتے ہوئے جانور اپنی زبان مین اللہ کی یاد مین
ہر وقت لگے ہوئے ہیں سورۃ النحل مین گزر چکا ہے کہ جو لوگ خوشی سے خالص اللہ کی یاد اور اوس کی بندگی نہین کرتے وہ بھی

پیسے سیدہے ہاتھ کی طرف اور دوپہر کے بعد اوٹے ہاتھ کی طرف اون کا سایہ جو آجاتا ہے سایہ کے ذریعہ سے ایسے لوگون کے پیچھے بھی اللہ کی بندگی لگی ہوئی ہے واللہ علیم بما یفعلون اس کا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ درخت جب سب ناسمجھ چیزین اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان کر ہر وقت اوسکی تعظیم اور بندگی مین لگی ہوئی ہین بنی آدم مین کے وہ لوگ جو اپنے آپ کو سمجھدار کہتے ہین اور اپنے پیدا کرنے والے کی تعظیم مین دوسرون کو شریک کرتے ہین اللہ تعالیٰ کو اون کے سب کام معلوم ہین وقت مقررہ پر ایسے لوگون کو اپنے عملون کی پوری سزا بھگتنی پڑیگی صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے ہر روز اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ مین پیش ہوتے رہتے ہین اسی طرح صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا مین جو کچھ ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر وہ سب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے ان حدیثون کو واللہ علیم بما یفعلون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ دنیا مین جو کچھ ہو رہا ہے اگرچہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے بھی وہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے باہر نہیں تھا لیکن بنظر انصاف جزا و سزا کے فیصلہ کا مدار اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ علم کے ظہور پر رکھا ہے اور اس ظہور کے ہر وقت ملاحظہ فرمانے کا یہ انتظام قرار دیا کہ صبح و شام لوگون کے اعمال نامے ملاحظہ فرمائے جاتے ہین والی اللہ المصیر اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے ظہور کے موافق ہر روز صبح و شام ۔۔ لوگون کے اعمال نامے جو اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ مین پیش ہوتے ہین اون کے موافق ہر ایک شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو جوابدہی کرنی پڑیگی اور پھر جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا ۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ

تونے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل پھر انکو ملاتا ہے پھر انکو رکھتا ہے تہ بر تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اسکے

مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ

بیچ مین سے اور اتارتا ہے آسمان سے اس مین جو پہاڑ ہین اولون کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے

عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۞ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ

جس سے چاہے ابھی اسکے بجلی کی کوند لیجاوے آنکھین اللہ بدلتا ہے رات اور دن

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۞

اس مین دہیان کی جگہ ہے آنکھ والون کو

اوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ آسمان و زمین مین اکیلے اللہ کی حکومت ہے اوس کی حکومت مین کوئی اوس کا شریک نہین ہے ان آیتون مین اوس حکومت کی یہ مثال بیان فرمائی جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام دنیا کی زندگی کا دار و مدار زمین کی پیداوار پر اور زمین کی پیداوار کا دار و مدار مینہ کے برسنے پر ہے ان مشرکون کا یہ جو اعتقاد ہے کہ تارون کی گردش سے مینہ برستا ہے مکہ کے قحط کے وقت ان کو اپنے اس اعتقاد کی غلطی اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ اللہ کے رسول کی دعا پر جب اللہ کا حکم ہوا تو مینہ برسا بغیر اللہ کے حکم کے نہ تارون کی گردش

کچھہ کام آئی نہ اون مشرکون کے بت کچھہ کام آئے مشرکین مکہ کا یہ جو اعتقاد تھا کہ تارون کی گردش سے مینہہ برستا ہے صحیح بخاری و مسلم کی زید بن خالد جہنی کی روایتہ کے حوالہ سے اِس کا ذکر ایک جگہ گزر چکا ہے مکہ کے قحط کا قصہ بھی عبد اللہ بن مسعود کی صحیح بخاری کی روایتہ کے حوالہ سے کئی جگہ بیان کر دیا گیا ہے حاصل مطلب اِن آیتونکا یہ ہے کہ اللہ ہی کی حکومت کا یہ اثر سب کی آنکھون کے سامنے ہے کہ دنیا مین جہان جہان اسکو مینہہ برسانا منظور ہوتا ہے ہوا اسکے حکم سے بادل کے ٹکڑون کو وہان لے جاتی ہے اور پھر اون ٹکڑون کو جوڑ کر اور تہ بتہ کر کے جا کر جتنی دور تک حکم ہوتا ہے اوتنی دور تک گہرا بادل چھا جاتا ہے اور اِس بادل مین سے مینہہ برستا ہے جس سے ہر طرح کی پیداوار اناج اور میوون کی سال بہ سال ہو جایا کرتی ہے ایک سال بھی وقت پر مینہہ نہین برستا تو کھیتان باغ سب خشک ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حکومت مین کسی کا اتنا بس نہین چلتا کہ وہ اِس خشک سالی کی بلا کو ٹال دیوے آگے فرمایا جن کھیتون یا باغون پر اللہ تعالیٰ کو اولون کی بلا کا بھیجنا منظور ہوتا ہے تو آسمان سے وہ برف کی سلین کی سلین بادلون مین بھیجدیتا ہے جس سے اولے پڑ کر وہ کھیت اور باغ اجڑ جاتے ہین اور سوائے اللہ کے اِس بلا کو کوئی نہین ٹال سکتا پھر فرمایا پھر فرمایا اِن اولے والے بادل مین بجلی کی چمک اس غضب کی ہوتی ہے کہ جس سے آدمی کی آنکھین بند ہو جاتی ہین جسطرح اب فارسی اردو کے اپنے شعرون مین گردش زمانہ کی شکایتہ باندھتے ہیں عرب کے شاعرون کی بھی یہی عادت تھی اوسی کو فرمایا گردش زمانہ رات دن کی الٹ پلٹ کا نام ہے اور رات دن کی یہ الٹ پلٹ کبھی رات ہے اور کبھی دن اللہ کے حکم سے ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ کی روایتہ سے حدیث قدسی ہے جس مین اللہ تعالے نے فرمایا جو لوگ گردش زمانہ کو برا کہتے ہیں وہ گویا مجھکو برا کہتے ہین کیونکہ گردش زمانہ میری قدرت کی نشانیونکا نام ہے اِس حدیث سے یقلب اللہ الیل والنہار کا مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ رات دن کا ہیر پھیر اور اِس ہیر پھیر مین رات دن جو کچھہ ہوتا ہے وہ سب کچھہ اللہ کے حکم سے ہے اور رات دن کی ہیر پھیر کا نام گردش زمانہ ہے تو کفر کی رسم کے موافق کسی ایماندار آدمی کو جائز نہیں ہے کہ وہ گردش زمانہ کو برا کہوے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی روایتہ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی فرمائی ہے اِس حدیث سے ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار کا مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کی آیتون مین اللہ کی قدرت کی نشانیان جو بیان کی جاتی ہین اگرچہ وہ سب کی آنکھون کے سامنے ہین لیکن اون نشانیون کو عبرت کی نظر سے وہی لوگ دیکھتے ہین جنکی آنکھون پر غفلت کا پردہ نہین ہے ورنہ جن لوگون کی آنکھون پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے اون کے حق مین وہ قدرت کی نشانیان ایسی ہی رائگان ہین جس طرح بری زمین مین مینہہ کا پانی رائگان جاتا ہے سورۃ الرعد مین بجلی کا حال گزر چکا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اور اللہ نے بنایا ہر پھرنے والا ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤن پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے

مسند امام احمد اور ترمذی میں ابو رزین العقیلی سے صحیح روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرش کی پیدائش
عرش کے ماسوا کی سب مخلوقات کی پیدائش سے مقدم ہے لیکن پانی کی پیدائش عرش کی پیدائش سے بھی پہلے ہے تفسیر سدی میں چند
روایتیں اسی مضمون کی اور بھی ہیں ان روایتوں سے علما نے یہ مطلب نکالا ہے کہ نطفہ سے جو پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا ہے
اوس سلسلہ سے پہلے ہی ہر چیز کی پیدائش میں پانی کا دخل ضرور ہے جیسے مثلاً آدم علیہ السلام کی پیدائش نطفہ کی پیدائش سے
مقدم ہے لیکن آنکے پتلے کا گارا پانی اور مٹی سے بنایا گیا ہے چنانچہ ترمذی نسائی صحیح ابن حبان اور مسند بزار میں ابوہریرہؓ کی صحیح
روایۃ میں اسکا ذکر تفصیل سے ہے پیٹ کے بل چلنے والوں میں سانپ اور مچھلی اور دو پیروں پر چلنے والوں میں انسان اور پرند
اور چار پیروں پر چلنے والوں میں چوپائے پھر فرمایا اللہ تعالی بناتا ہے جو چاہتا ہے مثلاً مکڑی کو اوس نے چار پیروں سے زیادہ
کا جانور بنایا آخر کو فرمایا اللہ ہر چیز کر سکتا ہے کسی طرح کی مخلوق کا پیدا کرنا اوس کی قدرت سے باہر نہیں ہے صحیح بخاری و مسلم میں
انس رضؓ بن مالک سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سورۃ الفرقان کی آیۃ الذین یحشرون علی وجوھھم الی جھنم جب نازل ہوئی اور
پڑھی گئی جسکا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن نافرمان لوگوں کو میدان محشر میں مونھ کے بل چلایا جا کر دوزخ تک پونہچایا جاویگا
تو ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مونہہ کے بل کیونکر چلیں گے آپ نے فرمایا جس صاحب قدرت نے دنیا میں
دو پیروں پر چلایا وہ مونھ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ قیامت
کے دن اپنے گناہوں کا انکار کریں گے تو اللہ تعالی آنکے مونھ پر خاموشی کی مہر لگا کر اون کے ہاتھ پیروں سے زبان کا کام لیویگا
جس سے آدمی کے ہاتھ پیروں میں زبان کی سی گویائی پیدا ہو جاویگی اور وہ آدمی کے گناہوں کی پوری گواہی ادا کریں گے ان حدیثوں سے
ان اللہ علی کل شیء قدیر کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو صاحب قدرت انسان کو مونھ کے بل چلانے پر
اور ہاتھ پیروں سے زبان کا کام لینے پر قادر ہے وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے کوئی چیز اوسکی قدرت سے باہر نہیں ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

ہمنے اتاریں آیتیں کھول کر بتانے والی اور اللہ چلاوے جسکو چاہے سیدھی راہ پر

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر
اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں یہ لکھ لیا ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد کتنے آدمی جنت میں جانے کے قابل کام کریں گے اور کتنے آدمی دوزخ
میں جھونکے جانے کے قابل اب جس قابل جو پیدا ہوا ہے ویسے ہی وہ کام کرتا ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا
کہ اگرچہ قرآن کی آیتوں میں ہر طرح کی کھلی کھلی نصیحت ہے لیکن اس نصیحت سے راہ راست پر آنے کا وہی لوگ قصد کرتے ہیں جو اللہ
تعالی کے علم غیب میں نیک ٹھہر چکے ہیں اور ان ہی لوگوں کو اللہ تعالی راہ راست پر آنے اور اوس پر قائم رہنے کی توفیق بھی دیتا ہے
اور جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب میں بد اور دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے ہیں وہ خود تو راہ راست پر آنے کا قصد
نہیں کرتے اور زبردستی کسی کو راہ راست پر لانا اللہ تعالی کو منظور نہیں ہے کیونکہ اوس نے اپنے علم غیب کے ظہور کے طور پر نیک

بندے کے امتحان کے لئے دنیا کو پیدا کیا ہے مجبور کر کے کسی کو راست پر لانا انتظام الٰہی کے برخلاف ہے۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ

اور لوگ کہتے ہین ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم مین آئے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ انمین سے اس پیچھے اور وہ لوگ نہین ماننے والے

اوپر ذکر تھا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین بد اور دوزخ میں جھونکے جانے کے قابل قرار پا چکے ہیں وہ خود تو راہ راست پر آنے کا قصد نہین کرتے اور کسی کو زبردستی راہ راست پر لانا اللہ تعالیٰ کو منظور نہین ہے طبرانی کبیر اور مسند بزار مین معتبر سند سے عمران بن حصینؓ کی حدیث ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق لوگ ظاہر مین مسلمانون کے سے عمل کرتے ہیں اور ان کے دل مین دغابازی لپٹی ہوتی ہے اس لئے بہ نسبت کھلے کھلے کافرون کے زبان دراز منافق کی باتون سے دھوکے مین آجانے کا بڑا خوف ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اوپر بہتّر لوگون کا ذکر فرما کر ان آیتون مین منافقون کا ذکر جو شروع فرمایا اس کا سبب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ منافقون کے دل مین کھوٹ ہوتی ہے اور دل کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو معلوم نہین اسی واسطے بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے منافقون کی شرارت سے بچنا دشوار ہے چنانچہ حضرت عائشہ پر جو طوفان اوٹھایا گیا وہ منافقون کی شرارت کا نتیجہ تھا آخر اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ طوفان مٹا حاصل مطلب آیت کا یہ ہے کہ کھلے کھلے منکر شریعت لوگون کے علاوہ بعضے دہوکے باز لوگ ایسے بھی ہین جو زبان سے اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں لیکن انکے دل مین دغابازی لپٹی ہوئی ہے اس لئے یہ انکار زبانی اقرار جھوٹا ہے اور اس اوپری دل کی فرمانبرداری کے اقرار سے یہ لوگ مسلمان نہین ٹہر سکتے ہیں صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نظر آدمی کی ظاہری حالت پر نہین ہے بلکہ اوس کی نظر آدمی کے دل پر ہمیشہ لگی رہتی ہے اس حدیث کو آیت کی تفسیر مین بڑا دخل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر آدمی کے دل پر لگی رہتی ہے اور منافقون کی فرمانبرداری کا اثر انکے دل مین کچھ نہین ہوتا اسواسطے اللہ تعالیٰ کے نزدیک منافقون کا شمار مسلمانون مین نہین ہے۔

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ○ وَإِن يَكُن لَّهُمُ

اور جب اونکو بلایئے اللہ اور رسول کی طرف کہ انمین قضیہ چکا دے تبھی ایک فرقہ کے لوگ انمین منہ موڑتے ہین اور اگر اونکو کچھ پہنچتا ہو

الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ○ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ

چلے آوین اسکی طرف قبول کر کر کیا انکے دل مین روگ ہے یا دھوکے مین پڑے ہین یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا انپر اللہ

عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اور اوسکا رسول کوئی نہین وہی لوگ بے انصاف ہین ایمان والون کی بات یہ تھی جب بلایئے انکو اللہ اور رسول

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَ

کی طرف فیصلہ کرنے کو انمین کہ کہین ہمنے سنا اور حکم مانا اور وہ لوگ انہین کا بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور

منزل ۴

ع ۶

رَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

اُسکے رسول کے اور ڈرتا ہے اللہ سے اور بچکر چلے اُس سے سو وہی لوگ ہین مراد کو پہنچے

تفسیر ابن المنذر عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم مین حضرت حسن بصریؒ کی روایت سے جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے منافقون کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ آنحضرت جو فیصلہ کرتے ہین اور حکم دیتے ہیں بغیر کسی کی رو رعایت کے وہ فیصلہ اور حکم ہوتا ہے اس لیے جس معاملے مین وہ منافق لوگ حق پر ہوتے اور گواہی شاہدی بھی اُنکے پاس پوری ہوتی تو ایسے معاملے کو اپنا حق پانے کی خوشی مین دوڑکر آنحضرت کے پاس چلے آتے تھے اور جس معاملے مین یہ لوگ حق پر نہ ہوتے اور گواہی شاہدی بھی اُنکے پاس پوری نہوتی اور اس قرینہ سے جان لیتے کہ آنحضرت کا فیصلہ اُنکی مرضی کے موافق نہ ہوگا تو آنحضرت کے پاس معاملہ لانے پر راضی نہ ہوتے اونکی مرضی کے موافق یا اور سردار لوگ منافق جو مدینہ مین تھے اون کے پاس معاملہ پیش کرنے کی آرزو ظاہر کرتے اُسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرمایا کہ یہ لوگ فقط مونھ سے کہتے ہین کہ ہم مسلمان ہیں اور اللہ کے رسول کی اطاعت ہم کو قبول و منظور ہے لیکن حقیقت مین یہ لوگ مسلمان نہین ہین اونکا ٹھکانا دوزخ ہے پھر فرمایا کیا ان لوگون کے دل مین یہ شک کا روگ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے رسول کو سچا رسول نہین جانتے یا اپنی حق تلفی کا انکو خوف ہے پھر فرمایا ان باتون مین سے کوئی بات بھی نہین ہے بلکہ اللہ کے علم غیب مین یہ لوگ قابل سزا گنہگار ٹھہر چکے ہیں اس لیے انکو برے کام اچھے نظر آتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل ٹھہر چکے ہیں اُنکو دنیا مین برے کام اچھے نظر آتے ہیں یہ حدیث بل اولٓئک ہم الظالمون کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایسی دغابازی کی باتون سے یہ منافق لوگ کسی کا کچھ نہین بگاڑتے بلکہ ایسی دغابازی کی باتون سے خود یہ لوگ اپنی جان پر ظلم کرتے ہین جسکا نتیجہ انکو مرنے کے بعد معلوم ہو جاویگا آگے عقبیٰ مین مراد کو پہنچنے والے پکے مسلمانون کی نشانی کا ذکر فرمایا کہ اللہ اور رسول کا حکم اون کی مرضی کے موافق ہو یا نہو وہ کسی طرح اللہ اور رسول کی دلی اور زبانی فرمانبرداری مین کوتاہی نہین کرتے کیونکہ ان کے دل مین اللہ کا خوف ہے اور ان کی عادت پرہیزگاری کی ہے ہجرت سے پہلے جس قدر حصہ قرآن شریف کا مکہ مین اترا ہے اُسمین منافقون کا ذکر اس واسطے نہیں ہے کہ مکہ مین یا کھلم کھلا مسلمان تھے یا کافر تھے ہجرت کے بعد جب اہل اسلام کی قوت بڑھی تو اہل مدینہ مین کچھ لوگ ایسے تھے کہ مسلمانون کی قوت اور شوکت دیکھکر جب مسلمانون سے ملتے تو اوپری دل سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے اور اپنے ساتھیون سے ملتے تو اہل اسلام کی مذمت کرتے یہ لوگ کبھی ادھر مل جاتے اور کبھی ادھر اسی واسطے عبد اللہ بن عمرؓ کی صحیح مسلم کی روایت مین ان لوگون کی مثال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ریوڑ سے بہکی ہوئی بکری کی بیان فرمائی ہے جس مثال کا حاصل یہ ہے کہ جسطرح ریوڑ سے بہکی ہوئی بکری کبھی اس ریوڑ مین جاتی ہے کبھی اُس ریوڑ مین یہی حال ان لوگونکا ہے کہ کبھی ادھر کبھی اودھر ان آیتون مین اور اکثر آیتون مین ایسے ہی لوگونکا ذکر ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو ایک خوبصورت اور مالدار عورت بدکاری کے لیے بلائے اور وہ شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے اوس عورت کا کہنا نہ مانے تو ایسے شخص کو حشر کے دن کی دھوپ مین اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ مین جگہ دیگا پکے مسلمانون کے ذکر مین یہ جو فرمایا تھا کہ ان لوگون کے دل مین اللہ کا خوف ہے اور اُنکی

منزل ۴

عادت پرہیزگاری کی ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کے دل مین اللہ کا
خوف ہوگا اور اُسکی عادت پرہیزگاری کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص کی بڑی قدر اور منزلت ہے حسن بصری کی روایۃ سے
جو شان نزول اوپر بیان کی گئی اوس کی سند معتبر ہے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی اپنی تاکید کی قسمین کہ اگر تو حکم کرے تو سب کچھ چھوڑ نکلین تو کہہ قسمین نہ کھاؤ حکم برداری چاہیے جو دستور ہے

خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم

خبر ہے جو کرتے ہو تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ پھیروگے تو اُسکا ذمہ ہے جو بوجھ اُس پر رکھا

مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اُسکا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام والے کا ذمہ نہیں ہے مگر پہنچا دینا کھولکر

منافقون کے ذکر مین پکے مسلمانون کا تذکرہ فرما کر اس آیۃ مین منافقون کی ایک اور عادت کا ذکر فرمایا حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ جو منافق
لوگ اللہ کے رسول کے فیصلہ سے گھبراتے تھے وہ پھر مسلمانون مین اپنا اعتبار جمانے کے لیے سخت سخت اللہ کی قسمین کھایا کرتے تھے کہ معاملات
مالی کے فیصلے تو درکنار ہم کو لڑائی پر جانے اور جان دینے کا حکم ہو تو بھی ہم حاضر ہین اُسکے جواب مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول اللہ کے تم
ان لوگون سے کہدو قسمین نہ کھاؤ تمہاری حکم برداری اور تمہارے عملون کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے ان لوگون
سے یہ بھی کہدو کہ سچے دل سے اللہ کے رسول کی حکم برداری کرو کیونکہ اللہ کے رسول کا کام اللہ کا پیغام کا پونہچا دینا ہے اور امت کے لوگون کا کام
اُسکے موافق عمل کرنا جب اللہ کے رسول اپنا کام کر رہے ہین تو امت کے لوگ اگر اون کی پیروی کرین گے تو عقبیٰ کی بہبودی کا راستہ پاوین گے اور
اگر نافرمانی کرین گے تو عقبیٰ مین اوس کا خمیازہ بھگتین گے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا
کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے دنیا کے پیدا ہونے کے بعد جو کچھ دنیا مین ہونے والا تھا اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر وہ سب اللہ تعالیٰ نے
لوح محفوظ مین لکھ لیا ہے۔ یہ حدیث ان اللہ خبیر بما تعملون کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ان منافقون کی دغابازی کی باتین دنیا کے پیدا
ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ مین لکھی جا چکی ہین اللہ کے علم غیب سے ان کا کوئی کام باہر نہین ہے وقت مقررہ پر ان کے عملون کا
بدلا انکی آنکھون کے سامنے آجاویگا صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین لوگون
کی کولیان بھر بھر کے دوزخ کی آگ سے بچانا چاہتا ہون مگر لوگ اس طرح دوزخ کی آگ مین گرنے کے کام کرتے ہین جسطرح کیڑے پتنگے دنیا کی آگ
مین گرنے کی جرأت کرتے ہیں اس حدیث کو آیۃ کے آخری ٹکڑے کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جو کام اللہ کے رسول کے ذمہ تھا وہ انھون
نے بڑی کوشش سے پورا کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر جو لوگ لوح محفوظ مین دوزخی لکھے جا چکے تھے اونھون نے
کیڑے پتنگون کی طرح آگ مین گرنے کے کام کیے۔

منزل ۴

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ

وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کئے ہین نیک کام البتہ پیچھے حاکم کریگا انکو ملک مین جیسا حاکم کیا تہا انسے اگلونکو

مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ

اور جما دیگا انکو دین انکا جو پسند کردیا انکے واسطے اور دیگا انکو انکے ڈر کے بدلے مین امن میری بندگی کرینگے

لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

شریک نہ کرینگے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے اس پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم

معتبر سند سے مستدرک حاکم اوسط طبرانی وغیرہ مین براء بن عازب اور ابی بن کعب کی روایۃ سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ بعد نبوت کے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین رہے وہ زمانہ ایسے خوف اور ایذا کا تھا کہ دین کا کوئی کام کھلم کھلا نہین ہو سکتا تھا یہان تک مشرکون نے ایذا پر کمر باندھی کہ آخر ہجرت کا حکم ہوا ہجرت کے بعد فتح مکہ تک مدینہ مین بھی خوف ہی رہا مہاجر اور انصار رات دن کمر بستہ اور ہتیار باندھے رہتے تھے اور اندیشہ کرتے رہتے تھے کہ نہیں معلوم کس طرف سے کون دشمن چڑہائی کرکے آجاتا ہے اوسی زمانہ مین بعضے صحابہ نے اونکا تھا آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت کبھی یہ خوف رفع ہوکر امن سے بھی بیٹھین گے اوسپر اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور مسلمانون کی تسکین کی کہ اگر وہ اسلام پر قائم رہین گے تو اللہ تعالی انکو بنی اسرائیل کی طرح حکومت اور امن دیوے گا اللہ کا وعدہ سچا ہے اللہ کے وعدہ پر جب تک صحابہ قائم رہے آنحضرت کے زمانہ سے حضرت عثمان رض کی خلافت تک نئے نئے ملک فتح ہوتے رہے جب حضرت عثمان رض کی خلافت مین حضرت عثمان کی شہادت کا واقعہ ہوا اور آپس کی خون ریزیان شروع ہوگئین پہر وہی پہلے جیسے بے امنی مسلمانون مین پھیل گئی جو آج پھیلی ہوئی ہے حالانکہ اللہ تعالی نے خوشحالی کے وعدہ مین یہ بھی فرمادیا تھا کہ خوشحالی کے زمانہ مین نعمت کی ناشکری سے پرہیز کرنا چاہیئے ترمذی وغیرہ مین چند روایتین ہین اون کا حاصل یہ ہے کہ جب لوگون نے حضرت عثمان رض کا گھر گہیر لیا اور حضرت عثمان رض کے شہید کرنے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن سلام صحابی حضرت عثمان رض کے پاس آئے حضرت عثمان رض نے پوچھا کہ عبداللہ تم کیونکر آئے عبداللہ رض بن سلام نے کہا مین بلوہ سنکر آپ کی مدد کو آیا ہون حضرت عثمان نے جواب دیا کہ بہ نسبت میری مدد کے یہ بات بہتر ہے کہ تم ان بلوائی لوگون کو سمجھا کر ٹال دو عبداللہ رض بن سلام نکلے اور بلوہ کے لوگون کو سمجھایا کہ خلیفہ وقت پر تم لوگ اگر ہاتھ اوٹھاؤ گے تو پہر اللہ کے غضب کی تلوار قیامت تک میان مین نہ آویگی اون لوگون نے حضرت عبداللہ رض بن سلام کا کہنا نہ مانا اور عبداللہ رض بن سلام اور حضرت عثمان رض دونون کو برا کہنا شروع کیا اور آخر حضرت عثمان کو شہید کرڈالا غرض جب سے مسلمانون مین اس طرح کی نافرمانی پھیلی خدا کی خفگی ہوگئی جس کا اثر آج تک موجود ہے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ رض سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجکو اپنی امت کی تنگدستی کا خوف نہین ہے خوف تو یہ ہے کہ پچھلی امتون کی طرح جب ان مین خوشحالی آجاویگی تو یہ لوگ طرح طرح کی خرابی مین پڑ جاوین گے اس حدیث اور آیۃ کو ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی نے آیۃ مین کے وعدہ کے موافق مسلمانون کو جب طرح طرح کی خوشحالی دی تو حدیث مین کی پیشین گوئی کے موافق مسلمانون مین رفتہ رفتہ طرح طرح کی خرابیان پیدا ہوگئین کفر کے معنے یہان نعمت کی ناشکری کے ہین حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ جن لوگون کے دل مین اللہ تعالی کی وعدہ ابتداء اور اللہ کے رسول کے سچے ہونے کا

نزول

پورا یقین ہے اور اوس یقین کے ظاہر کرنے کے لئے وہ نیک عمل بھی کرتے ہیں اونکو دشمنوں کے خوف سے کچھ گبہرانا نہین چاہیے جسطرح ملک شام کے بڑے بڑے جابر اور صاحب قوت دشمنوں کو مٹا کر ایک مدت تک اللہ تعالی نے اوس ملک مین بنی اسرائیل کو حاکم بنایا یہی انجام امت محمدیہ کے ایماندار نیک عمل لوگون کا ہوگا اللہ تعالی اونکو حکومت اور ہر طرح کا امن دیگا اور اس آخری زمانہ مین جو دین اللہ تعالے کو پسند ہے ان حاکمون کے ہاتھ سے وہ دین خوب قائم ہوگا دنیا کے بڑے حصہ سے شرک اوٹھکر خالص اللہ کی عبادت جاری ہو جاویگی پھر فرمایا اس شکر گذاری کی حالت کے بعد رفتہ رفتہ جو لوگ اللہ تعالی کی اس نعمت کی ناشکری کرین گے وہ نافرمان ہو کر طرح طرح کی خرابی مین پڑ جاوین گے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور حکم مین چلو رسول کے شاید تمپر رحم ہو نہ خیال کر کہ یہ جو

كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

منکر ہین تھکا دینگے بھاگ کر ملک مین اور اونکا ٹھکانا آگ ہے اور بری جگہ ہے پھر جانیکی

ع ۷ / ۱۳

اوپر حکومت اور امن کے عطا فرمانے کی خوشخبری کا ذکر فرما کر ان آیتون مین فرمایا کہ اس خوشخبری کا وقت آنے تک ایماندار لوگون کو چاہیے کہ اللہ کے رسول کی نصیحت کے موافق بدنی اور مالی عبادت مین لگے رہین تاکہ اللہ تعالی اپنی رحمت سے اس خوشخبری کے ظہور کا وقت جلدی دکھاوے اوپر کی خوشخبری کے سننے کے بعد یہ خیال گذر سکتا تھا کہ اب تک تو دشمنون کا غلبہ چلا جاتا ہے پھر ایکدفعہ ہی یہ سب دشمن کیونکر مغلوب ہو جاوین گے اور مسلمانون کو حکومت کس طرح مل جاویگی اسواسطے اپنے رسول کو مخاطب ٹھہرا کر لوگون کو سمجھایا کہ ان دشمنون پر اللہ تعالی کوئی دنیوی عذاب بھیجے تو ان کو دنیا بھر مین کہین بھاگنے کو جگہ نہ ملیگی اور پھر عقبی مین ایسے دشمن دین لوگون کا برا ٹھکانا دوزخ ہے حاصل یہ ہے کہ وعدہ کے ظہور پر جو خوشخبری ان لوگون کو سنائی گئی ہے اللہ کی قدرت کے آگے اسکا ظہور کچھ مشکل نہین ہے صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ کی چڑہائی سنہ ۸ ہجری مین ہوئی یہ اوپر گزر چکا ہے کہ بنی مصطلق کی لڑائی سے واپسی کے وقت حضرت عائشہ رض پر بہتان لگایا گیا اور اوسی وقت سورۃ النور نازل ہوئی اگرچہ مغازی ابن اسحاق مین ہے کہ بنی مصطلق کی لڑائی سنہ ۶ ہجری مین ہوئی ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ بنی مصطلق کی لڑائی سنہ ۵ ہجری مین ہے کیونکہ اس لڑائی سے واپسی کے وقت حضرت عائشہ رض کے بہتان کی بات چیت مین سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کا جھگڑا جو ہوا ہے اوس کا ذکر صحیح بخاری وغیرہ کی صحیح روایتون مین ہے اور یہ بھی صحیح روایتون مین ہے کہ بنی قریظہ کے واقعہ کے وقت سنہ ۵ ہجری مین سعد بن معاذ کا انتقال ہو گیا اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے کہ سعد بن معاذ رض کے انتقال سے پہلے بنی مصطلق کی لڑائی ہوئی اور اوسی لڑائی سے واپسی کے وقت حضرت عائشہ رض کے بہتان کا قصہ پیش آیا اور اسی قصہ کی بات چیت مین سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کا جھگڑا ہوا ورنہ مغازی ابن اسحق کی روایت کے موافق اگر سنہ ۶ ہجری مین بنی مصطلق کی لڑائی ہوتی اور اسی لڑائی کے وقت حضرت عائشہ رض کے بہتان کا قصہ پیش آتا تو وفات کے بعد سعد بن معاذ رض کا جھگڑا سعد بن عبادہ سے کیونکر ہو سکتا تھا حاصل کلام یہ ہے کہ سنہ ۵ ہجری مین

سورہ النور نازل ہوئی اور یہی سورہ کی آیتون مین وعدہ کے طور پر مسلمانون کو حکومت کی خوشخبری جو سنائی تھی ثم ارسل الذین
کے تین سال بعد مکہ پر چڑہائی ہو کر مکہ فتح ہو گیا اور مکہ مین مسلمان حاکم رہنے لگا اس کے بعد رفتہ رفتہ اس خوشخبری کا جو ظہور ہوا تاریخ خلفا
کے دیکھنے سے اوس کا حال اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

اے ایمان والو پروانگی مانگ کر آوین تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال مین اور جو نہین پہنچے تم مین عقل کی حد کو

مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن

تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر مین اور

بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ

عشا کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت کھلنے کے ہین تمہارے کچھ گناہ نہین تم پر اور نہ انپر انکے پیچھے پہر آئے

طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

کرتے ہو ایک دوسرے پاس یون کہولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

اور جب پہنچین لڑکے تم مین عقل کی حد کو تو ویسی پروانگی لین جیسے لیتے رہے ہین انسے اگلے یون کھول سناتا ہے

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

اللہ تمکو اپنی باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

شروع سورہ مین ہر وقت گھر والون سے اجازت لیکر پرائے گھر مین جانے کا حکم تھا ان آیتون مین غلامون اور نابالغ لڑکون کو یہ حکم ہے کہ
فجر کی نماز سے پہلے دوپہر اور عشا کی نماز کے بعد غلام اپنے آقا کے اور نابالغ لڑکے اپنے رشتہ دارون کے گھر مین بغیر اجازت کے نہ جاوین یہ
تینون وقت لوگون کے آرام کرنے اور ننگے کھلے رہنے کے ہین اسواسطے ان وقتون کے لئے یہ خاص حکم نازل فرمایا اگرچہ سلف کا اس مین
اختلاف ہے کہ الذین ملکت ایمانکم مین غلام لونڈی دونون داخل ہین یا یہ حکم فقط غلامون کے لئے ہے مگر حضرت عبد اللہ بن عباس کا
صحیح قول یہی ہے کہ اس حکم مین لونڈی داخل نہین ہے حاصل مطلب آیتونکا یہ ہے کہ اے ایمان والو تم اپنے غلامون اور نابالغ لڑکون
سے کہدو کہ جن تین وقتون کا ذکر آیتون مین ہے اون تین وقتون مین یہ تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے پروانگی مانگ کر تمہارے
پاس آیا کرین کیونکہ یہ تینون وقت تمہارے اور تمہاری عورتون کے ننگے کھلے رہنے کے ہین اور یہ لوگ ہر وقت تمہارے پاس آیا جایا
کرتے ہین ہر گھڑی ان کا پروانگی مانگ کر آنا مشکل ہے اس لئے ان تینون وقتون کے علاوہ اور وقتون مین یہ لوگ بغیر پروانگی بھی تمہارے
پاس آجاوین تو کچھ مناہی نہین ہے پھر فرمایا جب یہ نابالغ لڑکے بالغ ہو جاوین تو جسطرح ان کے بالغ ہو جانے سے پہلے کے لوگونکو ہر وقت
پروانگی مانگ کر گھر مین آنے کا حکم ہے وہی حکم ان کے حق مین بھی ہوگا پھر تین وقتون کی خصوصیت باقی نہ رہے گی ہان بالغ نابالغ سب

غلامون کے لئے تین وقتون کی خصوصیت ہے غلام اور نابالغ لڑکے علیحدہ مکان مین سوتے بیٹھتے ہون تو حسن بصری کے قول کے موافق پروانگی کا حکم ہے نہین تو نہین دونون آیتون کے آخر مین فرمایا اللہ تعالی اپنے بندون کی ہر طرح کی ضرورتون کو خوب جانتا ہے اس لئے اس نے یہ پروانگی مانگنے کا حکم حکمت اور تدبیر سے دیا ہے جو علما اس بات کے قائل ہین کہ غلام سے پردہ نہین ہے ان آیتون مین اونکے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ ان آیتون مین سوائے تین وقتون کے اور سب وقتون مین غلام کو بغیر پروانگی آقا کے گھر مین جانے کی اجازت ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے سہل بن سعد کی حدیث اس سورہ مین گزر چکی ہے کہ بغیر پروانگی کے مانگنے کے کسی شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک زنانہ حجرہ مین جھانکنے کی جرأت کی جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص کی جرأت کا حال سنا تو فرمایا کسی کے گھر مین جانے سے پہلے پروانگی کے مانگنے کا حکم اسی واسطے نازل ہوا ہے کہ بےخبر کسی کے گھر کے اندر گھس جانے سے ننگی کھلی عورتون پر نظر نہ پڑے اسواسطے اگر مین اوس شخص کو حجرہ مین جھانکتے ہوئے دیکھ لیتا تو اوس کی آنکھ پھوڑ ڈالتا اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ جسطرح اجنبی لوگون کو ہر وقت بغیر پروانگی کے پرائے گھر مین جانے کی سخت مناہی ہے خاص تین وقتون مین وہی سخت مناہی غلام اور نابالغ لڑکون کے حق مین ہے کہ ان تین وقتون مین بلا پروانگی کے غلام اپنے آقا کے اور نابالغ لڑکا اپنے رشتہ دارون کے گھر مین ہرگز نہ جاوے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ

اور جو بیٹھ رہی ہین تمہاری عورتون مین جنکو توقع نہین بیاہ کی انپر گناہ نہین کہ اتار رکھین اپنے کپڑے

غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

یہ نہین کہ دکھاتی پھرین اپنا سنگار اور اس سے بھی بچین تو بہتر ہے انکو اور اللہ سب سنتا ہے جانتا

صحیح بخاری مین حضرت عائشہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پردہ کی آیتہ کے نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ ایک رات چادر اوڑھ کر نکلین اور حضرت عمرؓ نے اونکو دھمکایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشورہ دیا کہ پردہ کے حکم کے ساتھ یہ حکم بھی دیا جاوے کہ چادر اوڑھ کر بھی عورتین گھر کے باہر نہ نکلا کرین اللہ تعالی نے سورۃ الاحزاب کی آیتین نازل فرما کر اسپر یہ حکم دیا کہ عورتون کے لئے پردہ کا جو حکم نازل ہوا ہے وہ کافی ہے جماعت کی نماز یا کسی اور ضرورت سے دوپٹہ کے اوپر چادر یا برقعہ اوڑھکر اور اوس مین مونھ چھپا کر عورتون کے باہر نکلنے مین کوئی ہرج نہین ہے یہ حکم جوان بوڑھی سب عورتون کے لئے تھا اس آیتہ مین فرمایا وہ بوڑھی عورتین جنکو نکاح کی خواہش نہین ہے اونپر جوان عورتون کی سی پردہ کی تاکید نہین ہے اگر وہ کسی موقع پر دوپٹہ کے اوپر کی چادر اتار ڈالین تو جائز ہے۔

لیکن ان مین سے کوئی عورت غیر مرد کو اپنا کچھ بناؤ دکھانے کے لئے دوپٹہ کے اوپر کی چادر نہ اوتارے پھر فرمایا یہ بوڑھی عورتین بھی اگر دوپٹہ کے اوپر چادر کے اوڑھنے کی عادت کو جاری رکھین تو ان کے حق مین بہتر ہے کیونکہ اس مین احتیاط زیادہ ہے واللہ سمیع علیم اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون کی زبانی باتون کو خوب سنتا اور اون کے دل کے بھیدون کو خوب جانتا ہے اس لئے انمین کی کوئی عورت اگر اپنے آپ کو زبانی تو

بوڑہی تبلاوینگی اور اوسکے دل مین کچہہ اور بھید ہوگا تو اوسکی زبانی باتین اور دل کا بہید سب کچہہ اللہ کو معلوم ہے عورت اپنے کسی چھپے ہوئے بناو سنگار کو جتلا دے تو اوسکو تبرج کہتے ہیں مسند امام احمد اور صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول نے ایسی عورتون کو دوزخی فرمایا ہے جو ایسا کپڑا پہنتی ہین جس سے اون کا کچہہ بدن ڈھکتا ہے اور کچہہ کہلا رہتا ہے اس حدیث کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ حال کے رواج کے موافق جو عمر رسیدہ عورتین ایسے مہین کپڑے کا دوپٹہ اوڑہتی اور کرتہ پہنتی ہین جس سے اون کا کچہہ بدن ڈھکتا اور کچہہ کہلا رہتا ہے تو ایسی عورتونکو اجنبی مرد کے سامنے دوپٹہ کے اوپر موٹے کپڑے کی چادر کا اوڑہنا ضروری ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى

نہین اندہے پر کچہہ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف اور نہین تکلیف

اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ

تم لوگون پر کہ کہا لو اپنے گہرون سے یا اپنے باپ کے گہرون سے یا اپنے مان کے گہر سے یا اپنے بھائی کے گہر سے

اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

یا اپنے بہن کے گہر سے یا اپنے چچا کے گہر سے یا اپنی پھوپی کے گہر سے یا اپنے ماموں کے گہر سے یا اپنے خالا کے

خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا

گہر سے یا جسکے کنجیون کے مالک ہوئے ہو یا اپنے دوست کے گہر سے نہین گناہ تم پر کہ کہاؤ ملکر

اَوْ اَشْتَاتًا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً

یا جدا ہوکر پہر جب جانے لگو کبہی گہرون مین تو سلام کہو اپنے لوگون پر نیک دعا ہے اللہ کے یہان سے برکت

طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

کے ستہرے یون کہولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتین شاید تم بوجہہ رکہو

۸ ع

اس آیۃ کی شان نزول مین علمائے مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ جب سورہ بقرہ مین یہ حکم نازل ہوا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا مال بلا وجہ نہ کہا وے تو مسلمان طرح طرح کی احتیاط ضرورت شرعی سے زیادہ کرتے تھے مثلاً جب تندرست مسلمان لڑائی پر جاتے تھے تو اندہے لنگڑے اپاہج مسلمان لوگون کو وہ تندرست مسلمان حفاظت اور چوکسی کے لئے اپنے گہر پر مقرر کر دیتے تھے یہ اپاہج لوگ اون تندرستون کے پیچھے اون تندرستون کے کہانے پینے کی چیز کو بھی ہاتھ لگانے اور کام مین لانے کو منع سمجھتے تھے اسی طرح تندرست لوگ اندہے اور بیمار لوگون کے ساتھ کہانا کہانے کو اس خیال سے منع جانتے تھے کہ بیمار بوجہ بیماری کے کم کہاتا ہے ساتھ والا اوسکا کہانا زیادہ کہا کر گناہ مین نہ پھنسے یہی حال اندہے کا خیال کرتے تھے کہ وہ اپنی مال کی پوری حفاظت نہین کر سکتا اور ایک رشتہ دار یا دوست کے گہر مین کہانے پینے کو اچھا نہیں جانتا تھا غرض اس طرح کی احتیاط کی اور باتین بھی لوگون نے نکال رکھی تہین جو حرج اور تکلیف سے خالی نہ تہین اللہ تعالی نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمادیا کہ بغیر اذن کے تصرف بیجا کے طور پر ایک مسلمان کو دوسرے

مسلمان کا مال کھانا سورہ بقرہ کے حکم سے منع کیا گیا ہے آپس کے سلوک کے طور پر آپس کی محبت کے طور پر ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کے گھر میں یا ایک دوست دوسرے دوست کے گھر میں کھانا کھا لیوے تو منع نہیں ہے رشتہ داروں کے ذکر میں باپ کا بیٹے کے گھر کھانے کا ذکر نہیں ہے لیکن مسند امام احمد اور سنن کی حضرت عائشہؓ کی معتبر روایتوں میں یہ صراحت آچکی ہے کہ خود بیٹا اور بیٹے کا سب مال و متاع باپ کا مال ہے اس صراحت کے بعد بیٹے کے گھر باپ کا کھانا بھی اس آیۃ کے حکم میں داخل ہے صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت اکیلے کھانے کے چند آدمیوں کے ملکر کھانا کھانے سے ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو اور دو آدمیوں کا تین کو اور تین کا چار کو کافی ہو جاتا ہے چنانچہ صحیح بخاری کی ابوہریرہؓ کی اور ابن ماجہ کی حضرت عمرؓ کی روایتوں میں اس کا ذکر ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ جن اپاہج آدمیوں کو لڑائی پر جانے والے لوگ اپنے گھروں کی چوکسی کے لئے چھوڑ جاتے ہیں وہ اپاہج گھر والوں کے کھانے پینے کی چیز کام میں لا سکتے ہیں اسی طرح وہ گھر والے اپنے گھر کے کھانے پینے کی چیزوں کی طرح اپنے باپ ماں بھائی بہن چچا پھوپی ماموں خالا کے گھروں میں کھانے پینے کی چیز کھا سکتے ہیں یہی حال آپس کے دوستوں کا اور اس شخص کا ہے جس کے اختیار میں کسی کے گھر کی کنجیاں ہوں پھر فرمایا اس کی بھی کچھ مناہی نہیں ہے کہ لوگ اکٹھے ملکر ایک دسترخوان پر کھانا کھاویں یا اکیلے پھر فرمایا جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے گھر پر جاوے تو سلام علیک کیا کرے کیونکہ سلام علیک مسلمانوں میں آپس کی بڑی دعائے خیر ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ دین کے احکام یوں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم لوگ دین کی باتوں کو اچھی طرح سمجھو مسلمان آپس میں سب ایک ہیں اس لئے فسلموا علی بعضکم کی جگہ فسلموا علی انفسکم فرمایا صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایۃ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان سے فرمایا آدم تم فرشتوں کی ایک جماعت سے سلام علیک کرو پھر جو کچھ وہ جواب دیویں وہی طریقہ تمہاری اولاد میں جاری رہنا چاہئے آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق فرشتوں سے السلام علیک کہا تو انھوں نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ سلام علیک جس طرح کی قدیمی سنت ہے اس کا حال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے اسکی زیادہ تفصیل سورہ النساء میں گزر چکی ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا

ایمان لائے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور جب ہوتے ہیں اُسکے ساتھ کسی جمع ہونیکے کام میں تو چلے نہیں جاتے

حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ

جب تک اس سے پروانگی نہ لیں جو لوگ تجھ سے پروانگی لیتے ہیں وہی ہیں جو مانتے ہیں اللہ کو اور اُسکے رسول کو پھر جب پروانگی مانگیں تجھ سے

لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اپنے کسی کام کو تو دے پروانگی جسکو ان میں تو چاہے اور معافی مانگ اُنکے واسطے اللہ سے اللہ بخشنے والا ہے مہربان

سورہ آل عمران اور سورۃ النساء میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے جابر بن عبداللہ اور زید بن ثابت کی روایتیں گزر چکی ہیں کہ عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار بغیر پروانگی اللہ کے رسول کی احد کی لڑائی کے وقت میدان جنگ میں سے مدینہ چلا آیا اور اپنے ساتھ

تین سو آدمیون کو بھی پلٹالایا سورہ الاحزاب مین آویگا کہ بہت سے منافق جھوٹے عذر کرکے احزاب یعنی خندق کی لڑائی سے جان بچاگئے ان قصون کو آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ پکے مسلمانون کی عادت منافقون کی سی نہیں ہے بلکہ پکے مسلمان کسی جتھے کے کام کی ضرورت کے وقت جب اللہ کے رسول کی محفل مین جمع ہوتے ہین تو اللہ کے رسول کی پروانگی کے بغیر ہرگز اپنے گھر کو نہین جاتے پھر فرمایا یہ ان لوگون کی ایمانداری کی نشانی ہے کہ یہ لوگ اللہ کے رسول کی پروانگی کو اپنی ضرورتون سے مقدم گنتے ہین پھر فرمایا یہ لوگ سچے عذر کے سبب سے پروانگی مانگتے ہین اسواسطے جب یہ لوگ پروانگی مانگین تو اے رسول اللہ کے تم ان مین سے جنکو چاہو پروانگی دیکراون کی غیر حاضری کی معافی کے لئے اللہ کی جناب مین دعا کرو اللہ بخشنے والا مہربان اپنی مہربانی سے تمہاری دعا قبول کریگا صحیح بخاری مین انس رضی بن مالک سے روایۃ ہے جس مین تبوک کی لڑائی سے پلٹتے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے لوگ جو سچے عذرون کے سبب سے اس سفر مین گھر بیٹھے رہے اللہ تعالی کی بارگاہ سے اُنکو اوتنا ہی اجر ملے گا جتنا اجر سفر کرنے والون کو ملنے والا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ جتھے کی ضرورت کے وقت سچے عذر والون کی غیر حاضری بھی معاف ہے اور اللہ تعالی اپنی مہربانی اور رحمت سے اونکا اجر بھی ضائع نہین فرماتا۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ

مت ٹھیراؤ بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اُسکے جو بلاتا ہے تم مین ایک ایک کو اللہ جانتا ہے اُن لوگون کو تم مین سے جو سٹک جاتے ہین آنکھ بچا

اوپر ذکر تھا کہ بعضے منافق بغیر پروانگی اللہ کے رسول کے لشکر اسلام کا ساتھ چھوڑ کر گھر آن بیٹھے اور جھوٹے عذر پیش کرکے لشکر اسلام کی شراکت کو ٹال گئے ایسے ہی لوگون کے حق مین فرمایا کہ اے لوگو اس طرح کے دغابازی کے کام کرکے اللہ کے رسول کی بد دعا نہ لو کیونکہ اللہ کے رسول کی بد دعا عام لوگونکی بد دعا جیسی نہین ہے مکہ کے سرکش لوگون نے اللہ کے رسول کی بد دعا کے اثر سے قحط کی سخت آفت جو اوٹھائی اُس قصہ سے تم لوگون کو عبرت پکڑ لی اور اللہ کے رسول کی بد دعا سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے پھر فرمایا تم مین سے ایک دوسرے کی آڑ مین ہوکر بغیر پروانگی اللہ کے رسول کے جو چلے جاتے ہو اور اپنے دل مین سمجھتے ہو کہ تمہاری اس دغابازی کو کوئی نہین جانتا یہ تمہاری نادانی ہے کیونکہ آسمان زمین کی کوئی شے اللہ کے علم سے باہر نہین ہے اُسکو تمہاری یہ سب دغابازیان خوب معلوم ہین وقت مقررہ پران دغابازیون کا خمیازہ تمکو بھگتنا پڑے گا اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے دنیا مین تو ان منافقون کی دغابازی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو منع فرمادیا کہ وہ ایسے لوگون کے جنازہ کی نماز مین شریک نہ ہون چنانچہ اس کا ذکر سورۃ التوبہ مین گزر چکا ہے اور عقبی مین اللہ کا وعدہ ہے کہ ان منافقون کا ٹھکانا منکر شریعت لوگون کے ساتھ دوزخ ہے چنانچہ اس وعدہ کا ذکر بھی سورۃ التوبہ مین گزر چکا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے مکہ مین جو قحط پڑا تھا صحیح بخاری کی عبداللہ رضی بن مسعود کی روایۃ کے حوالہ سے اس کا قصہ کئی جگہ گزر چکا ہے آیۃ مین منافقون کو اللہ کے رسول کی بد دعا سے جو ڈرایا گیا ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر یہ منافق لوگ اپنی دغابازی سے باز نہ آئے اور اللہ کے رسول نے انکے حق مین بد دعا کی تو وہی نتیجہ انکا ہوگا جو ہجرت سے پہلے مکہ کے مشرکون کا ہوا اگرچہ لا تجعلوا دعاء الرسول کی تفسیر مین سلف کے کئی قول ہین لیکن اللہ کے رسول کی بد دعا سے بچنے کی تفسیر حضرت

عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق ہے اور حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی قول کو قوی ٹھیرایا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

سو ڈرتے رہین جو لوگ خلاف کرتے ہیں اسکے حکم کا کہ پڑے آنپر کچھہ خرابی یا پہنچے آنپر دکھہ کی مار

أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ

سنتے ہو اللہ کا ہے جو کچھہ ہے آسمانون اور زمین مین اسکو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جسدن پھیرے جاوینگے اس کی

إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

طرف تو بتادے گا انکو جو انھون نے کیا اور اللہ سب چیز جانتا ہے

ع ۹ ۱۵ منزل ۴

اس آیۃ مین اللہ تعالی نے لوگون کو اپنے رسول کی مخالفت سے ڈرایا اور فرمایا کہ جو لوگ رسول کے طریقہ رسول کی سنت کی مخالفت کرتے ہین اونکو دین و دنیا کے وبال سے ڈرنا چاہئے اب یہ خوب جان لینا چاہئے کہ رسول کی مخالفت ایک تو ظاہری ہے جس طرح کا فر لوگ کھلم کھلا رسول کی ہدایت کو نہین مانتے اور دنیا مین گمراہ ہیں اور عاقبت مین اوس گمراہی کا عذاب بھگتین گے اور ایک مخالفت رسول کی منافق لوگون کی ہے کہ ظاہر مین تو وہ لوگ اپنے آپ کو رسول کا فرمانبردار کہتے ہین مگر دل سے رسول کے وہ لوگ فرمانبردار نہین جس وقت قرآن شریف نازل ہوتا تھا اوسوقت تو ایسے لوگون کا حال وحی کے ذریعہ سے معلوم ہو جاتا تھا اب وحی کے بند ہو جانے سے کسی کے دل کا حال تو معلوم نہین ہو سکتا ہان آدمی کے عملون سے اوس کے دل کا حال معلوم ہو سکتا ہے اس لئے جس شخص کے ظاہری عمل رسول کی سنت کے موافق ہون گے ظاہری شریعت کے حکم کی رو سے اسکو منافق تو نہین کہا جاسکتا لیکن اگر اسکے وہ عمل خالص نیت سے آخرت کا ثواب اور اجر حاصل کرنے کی غرض سے نہ ہون گے تو ایسے شخص کو ریاکار اور ریاکاری کے سبب سے اوسکو اللہ اور رسول کے حکم کا مخالفت کرنے والا شریعت مین ٹھیرایا جاویگا اور ریاکارون کی جو سزا شریعت نے قرار دی ہے وہ سزا ایسے شخص کو عقبی مین ملیگی اور جو شخص کسی رسم کی پابندی کے سبب سے رسول کے فرمانے کے موافق عمل کرنے سے باز رہتا ہے اوس مین بلاشک بونفاق کی ہے کیونکہ ایسے شخص نے کلمہ گو بنکر جس طرح زبان سے رسول کی فرمانبرداری کا اقرار کیا ہے اوس کا عمل اسکے اقرار کے مخالف ہے غرض آیۃ کے حکم مین ہر طرح کی مخالفت کرنے والے لوگ داخل ہین لیکن شیطان انسان کے پیچھے ایسا دشمن لگا ہوا ہے کہ بہت سے برے کامون کو انسان پر کھلنے نہین دیتا بلکہ ملمع کرکے بہت سے برے کامون کو اچھا دکھا دیتا ہے جب شیطان اپنے کام مین لگا ہوا ہے تو ہر شخص نجات عقبی کے طلبگار کو چاہئے کہ وہ اپنے کام مین لگے اس شخص طالب نجات کا کام کیا ہے ہر قول و فعل مین فرمانبرداری اور پیروی صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرے کیونکہ دنیا مین ایک یہی سیدھی سڑک ہے جو منزل مقصود تک پہونچا سکتی ہے سوائے اسکے اور کوئی راستہ شیطان کے وسوسے سے خالی نہین ہے معتبر سند سے مسند امام احمد مستدرک حاکم دارمی اور نسائی مین حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ایک سیدھا خط زمین پر کھینچا اور اس خط کے ادھر ادھر اور بہت سے خط کھینچکر فرمایا کہ یہ ایک راستہ اللہ کا ہے اور باقی جتنے راستے ہین سب پر شیطان بیٹھا ہوا ہے اور اون راستون کی طرف وہ لوگون کو

بلاتا اور رغبت دلاتا ہے پہر آپ نے سورہ انعام کی وہ آیۃ پڑہی جس کا حاصل یہ ہے کہ شریعت پر قائم رہنے اور فرمانبرداری رسول کی بجالانے کا عہد جو لوگون نے اللہ تعالی سے کیا ہے لوگون کو چاہیے کہ اوس عہد کو پورا کرین اور یہی راہ راست اور سیدہی سڑک ہے اسی کو سب لوگ اختیار کرین سوا اس کے دنیا مین جتنے راستے ہین وہ سب سیدہے راستہ سے ڈگانے والے ہین ترمذی مین حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ جس شخص کو اللہ کے رسول کی مہری سند نجات کی دیکھنی منظور ہو وہ سورہ انعام کی ان آیتون کو دیکھ لیوے حاصل مطلب ان آیتونکا یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے رسول کی پروانگی کے بغیر لشکر اسلام یا جماعت جمعہ و عید کا ساتھ چھوڑ دیتے ہین انکو دنیا کی کسی آفت یا عقبیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیے پہر فرمایا جو کچھ آسمان و زمین مین ہے وہ سب اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے اس لیے آسمان و زمین کی کوئی چیز اوس کے علم سے باہر نہین ہے ان منافقون کی کیا ہستی ہے جو یہ اللہ سے اپنی دغابازیون کو چھپا سکین گے اگرچہ یہ لوگ اللہ تعالی کے روبرو بھی دغابازی سے اپنی بداعمالی کا انکار کرین گے لیکن اللہ تعالی ان کے مونھ پر خاموشی کی مہر لگا کر ان کے ہاتھ پیرون سے گواہی دلوا کر ان کو دوزخی ٹھہراویگا صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ قیامت کے دن منافق لوگ دغابازی کی راہ سے جب اللہ تعالی کے روبرو اپنے گناہون کا انکار کرین گے تو اللہ تعالی انکے مونھ پر خاموشی کی مہر لگا کر انکے ہاتھ پیرونسے گواہی ادا کرادیگا جس سے ان لوگون کی دغابازی کچھ کام نہ آویگی کیونکہ اس گواہی سے انکی تمام عمر کی بداعمالی اچھی طرح ثابت ہوکر آخر کو یہ لوگ دوزخی قرار پاوین گے آخری آیۃ مین یہ جو فرمایا کہ قیامت کے دن جب یہ لوگ اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہونگے تو اللہ تعالی ان کی تمام عمر کی بداعمالی انہین جتلا دیگا اس حدیث سے اسکا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس جتلانے پر ان مین کے جو لوگ دغابازی کر کے اپنے گناہون کے منکر ہوجاوین گے تو پہر انکی ہاتھ پیرونسے گواہی دلائی جاکر انکو دوزخی قرار دیا جاویگا

سورۃ الفرقان مکیۃ وھی سبع و سبعون آیۃ و ست رکوعات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ

بڑی برکت ہے اسکی جسنے اتارا فیصلہ اپنے بندون پر کہ رہے جہان والون کو ڈراو وہ جسکی سلطنت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ

آسمان و زمین کی اور نہین پکڑا اسنے بیٹا اور نہین کوئی اوس کا ساجھی راج مین اور بنائی ہر چیز پہر ٹھیک کیا اسکو

تَقْدِیْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ

ماپ کر اور لوگون نے پکڑے ہین اس سے ورے کتنے حاکم جو نہین بناتے کچھ چیز اور وہ آپ بنے ہین اور نہین مالک اپنے

لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

حق مین برے کے اور نہ بہلے کے اور نہین مالک مرنے کے نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے

منزل ۵

اگرچہ بعضے سلف نے اس سورہ کی ان تین آیتون کو مدنی کہا ہے جس کا ذکر آگے آویگا لیکن اس سورہ کا شروع کا حصہ مکی ہے اور
اس تفسیر مین یہ ایک جگہ بیان کر دیا گیا ہے کہ جس سورہ کا شروع کا حصہ مکی ہو وہ سورہ مکی کہلاتی ہے۔ اس سورہ کی قرات کے باب مین
حضرت عمرؓ اور ہشام بن حکیم کا قصہ ہے جس کا ذکر صحیح بخاری اور مسلم کی حضرت عمرؓ کی روایت مین ہے کہ حضرت
عمرؓ نے ہشام بن حکیم کو یہ سورہ ایسی قرات سے پڑہتے ہوئے سنی جس قرات کے لفظ حضرت عمرؓ کو نئے معلوم ہوئے اسپر حضرت عمرؓ ہشام
بن حکیم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے آپ نے حضرت عمرؓ اور ہشام بن حکیم دونو سے یہ سورہ پڑہواکر سنی اور فرمایا
دونو قرائتین صحیح ہین کیونکہ قرآن شریف کے جن لفظون کو ایک طرح سے لیکر سات طرح تک پڑہے جانے کا حکم ہے تم دونون کی قرائتین اسکے
موافق ہین ان ساتون قراتون کا ذکر اس تفسیر کے دیباچہ مین صحیح بخاری و مسلم ترمذی وغیرہ کی روایتون کے حوالہ سے تفصیل وار کر دیا
گیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے فقط قریش کی بول چال کے موافق قرآن شریف نازل ہوتا رہا ہجرت کے بعد جب ایسے قبیلون
کے لوگ دائرہ اسلام مین داخل ہوئے جنکی زبان پر قریش کی بول چال کے لفظ مشکل سے چڑہتے تھے اس مشکل کے آسان ہوجانے کے
لئے سات طرح کے مختلف محاورون مین قرآن شریف کے بعضے لفظون کا پڑہا جانا جائز ہوگیا۔ جبرئیل علیہ السلام ان ساتون محاورون
دور کیا کرتے تھے اور جو صحابہ اس دور کے وقت موجود ہوتے وہ ساتون قراتون کے لفظون کو جبرئیل علیہ السلام سے سنکر یاد کر لیا کرتے
تھے اور باقی کے صحابہ کو پھر وہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلانے سے معلوم ہوجایا کرتے تھے جبرئیل علیہ السلام کے جس دور
مین ہشام بن حکیم نے وہ نئے لفظ سنے اس دور مین حضرت عمرؓ موجود نہین تھے اسواسطے انکا اور ہشام بن حکیم کا جھگڑا ہوا اور پھر اللہ
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے سے حضرت عمرؓ کی تسلی ہوگئی یہ ہشام بن حکیم صحابی صحابی کے بیٹے اور مشہور صحابہ مین ہین صحیحین
مین سوائے اس قصہ کے اور کہین ان ہشامؓ بن حکیم کا ذکر نہین ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ آسمان وزمین مین بڑی برکت ہو
جس نے حق اور ناحق مین فرق بتادینے والا قرآن اپنے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے تھوڑا تھوڑا کرکے حسب ضرورت نازل
فرمایا کہ اللہ کے رسول لوگون کو اس بات سے ڈراوین کہ جو کوئی اللہ کے حکم کو نہ مانے گا وہ عذاب الٰہی مین گرفتار ہوگا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کی
حکومت سے آسمان وزمین مین کوئی جگہ خالی نہین ہے اسواسطے اوس کے عذاب سے کہین کوئی بچ نہین سکتا پھر فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے تمام
عالم کو اپنی حکمت کے اندازہ کے موافق اس طرح پیدا کیا کہ اس مین کوئی اس کا شریک نہیں ہے تو جو لوگ اللہ کو صاحب اولاد یا اسکی حکومت
مین دوسرون کو شریک ٹھراتے ہین وہ بڑی غلطی پر ہین کیونکہ جنکو یہ مشرک اللہ کا شریک ٹھراتے ہیں اونھون نے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات مین
سے کسی چیز کو پیدا نہین کیا بلکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کی مخلوقات مین داخل ہین اسواسطے اللہ تعالیٰ کے کسی کارخانے مین اون کو کچھ دخل نہین ہے
ہر ایک کا نقصان نفع ہر ایک کی موت زندگی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہے مکہ کے قحط کے وقت
ان مشرکون کو اپنے بتون کی بے بسی کا اچھی طرح تجربہ ہوچکا ہے اس پر بھی یہ لوگ شرک سے جو باز نہین آتے اس کا سبب یہی ہے کہ اللہ
کے علم غیب مین یہ لوگ دوزخی ٹھر چکے ہین اسواسطے انکو برے کام اچھے نظر آتے ہین صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علیؓ کی حدیث کئی
جگہ گزر چکی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخی ٹھر چکے ہین اونکو ویسے ہی کام اچھے اور آسان معلوم ہوتے ہین صحیح بخاری کے

حوالہ سے عبد اللہ بن مسعودؓ کی وہ حدیث بھی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں مکہ کے قحط کا ذکر ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے جو
یہ لوگ منکر ہیں یہ اونکی بڑی نادانی ہے کیونکہ یہ لوگ دنیا کے جتنے کام کرتے ہیں اونکا نتیجہ پہلے سوچ لیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے انتظام
میں دنیا کے پیدا کرنے کا یہ نتیجہ قرار پاچکا ہے کہ تمام دنیا کے فنا اور ختم ہوجانے کے بعد جزا و سزا کے لئے دوسرا جہان قائم کیا جاوے تاکہ دنیا
کا پیدا کیا جانا بے ٹھکانے نہ ہے کیونکہ بے ٹھکانے کام اللہ کی شان سے بہت بعید ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۚ فَقَدْ
اور کہنے لگے جو منکر ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر جھوٹ باندھ لیا ہے اور ساتھ دیا ہے اسکا اس میں اور لوگوں نے سو آئے
جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۞ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً
بے انصافی اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں اگلوں کی جو لکھ لیا ہے سو وہی لکھوائے جاتے ہیں اس پاس
وَأَصِيلًا ۞ قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا
صبح اور شام تو کہہ اسکو اتارا ہے اس شخص نے جو جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں میں اور زمین میں مقرر وہ بخشنے والا مہربان ہے

صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت سے ہرقل بادشاہ روم اور ابوسفیان کا جو قصہ ہے اوس میں ہرقل نے ابوسفیان سے
پوچھا ہے کہ نبوت سے پہلے تم قریش لوگوں کو ان نبی کے جھوٹ بولنے کا کچھ تجربہ ہوا ہے اسکے جواب میں ابوسفیان نے کہا کہ نہیں اسپر ہرقل
نے کہا جو شخص قوم کے لوگوں کے ساتھ جھوٹ بولنے کو روا نہیں رکھتا وہ اللہ کے ساتھ جھوٹ بولنے کو کیونکر روا رکھے گا ان آیتوں میں
مشرکین مکہ کو بے انصاف اور جھوٹا جو فرمایا اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ نبوت سے
پہلے چالیس برس تک جب یہ آزما چکے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت ہرگز جھوٹ بولنے کی نہیں ہے تو اب نبوت کے بعد ان لوگوں کا اللہ کے
رسول کو جھٹلانا اور یہ کہنا بڑی ناانصافی اور بالکل جھوٹ ہے کہ مکہ میں چند یہودی جو رہتے ہیں وہ صبح و شام پچھلی قوموں کے کچھ قصے
محمدؐ کو لکھکر دیدیتے ہیں اور محمدؐ زبردستی اون باتوں کو اللہ کا کلام بتلاتے ہیں آگے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہدو کہ قرآن
میں جو آسمان و زمین کی غیب کی خبریں ہیں اون سے تم لوگ سمجھو تو یہ بات تمہاری سمجھ میں اچھی طرح آسکتی ہے کہ یہ قرآن اوس اللہ کا کلام ہے
جسکو آسمان و زمین کے سب بھید کی باتیں معلوم ہیں اور باوجود اللہ کے کلام کو جھٹلانے کے تم لوگوں پر جلدی سے کوئی آفت جو نہیں آتی اسکا
سبب یہی ہے کہ ہمیشہ سے یہ ایک عادت الٰہی ہے کہ نافرمان لوگوں کو پہلے اللہ تعالیٰ اپنی درگزر اور مہربانی سے مہلت دیتا ہے پھر اگر مہلت
کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو اونکو کسی سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے صحیح بخاری و مسلم کی ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایۃ
حوالہ سے اس عادت الٰہی کا ذکر کئی جگہ اوپر گزر چکا ہے یہ حدیث انہ کان غفورا رحیما کی گویا تفسیر ہے جس کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان
کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے نافرمان لوگوں کو پہلے مہلت دیتا ہے پھر اگر مہلت کے زمانہ میں وہ لوگ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو اونکو
کسی سخت عذاب میں پکڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے چنانچہ تیرہ چودہ برس کی مہلت کے بعد بدر کی لڑائی میں اس وعدہ کا جو کچھ ظہور
ہوا اسکا قصہ صحیح بخاری و مسلم کی انس بن مالکؓ کی روایۃ کے حوالہ سے کئی جگہ گزر چکا ہے کہ اس لڑائی میں بڑے بڑے قرآن کے جھٹلانے

والے دنیا مین نہایت ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت مین گرفتار ہوگئے جن کے جتلانے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی لاشون پر کہڑے ہوکر فرمایا کہ اب تو تم لوگون نے اللہ کے وعدہ کو سچا پایا۔

وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ
اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کہاتا ہے کہانا اور پہرتا ہے بازارون مین کیون نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ

فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ
کہ رہتا اسکے ساتھ ڈرانے کو یا آپڑتا اسکے پاس خزانہ یا ہو جاتا اسکو ایک باغ کہ کہایا کرتا اسمین سے اور کہنے لگے بے انصاف

إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝
تم ساتھ پکڑتے ہو اس ایک مرد جادو مارے کا دیکہہ کیسی ٹہہائین تجہپر کہاوتین اور بہکے آپ پا نہین سکتے راہ

تفسیر ابن جریر مین عکرمہ اور سعید بن جبیر کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ مین جو شان نزول ان آیتون کی بیان کی گئی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے جب آنحضرت پر تنگدستی اور فقر و فاقہ کی طعن کی اور کہا کہ یہ کیسے رسول ہین کہ ذرا ذراسی چیز بازار مین خریدتے پہرتے ہین اگر یہ اللہ کے سچے رسول ہوتے تو ضرور اللہ تعالی اونکو خوشحالی سے رکھتا مشرکین کی اس طعن سے آنحضرت کے دل پر کچہہ اثر رنج کا پیدا ہوا اوس رنج کا اثر دور کرنے کو اللہ تعالی نے یہ آیتین نازل فرمائین اور فرما دیا کہ شیطان نے ان لوگون کو بہکا رکہا ہے اسواسطے یہ بہکی بہکی باتین کرتے ہین ورنہ یہ لوگ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر بتلاتے ہین اور حضرت ابراہیم کو نبی جانتے ہین پہر یہ نہیں ثابت کر سکتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتے تھے کچھ کہاتے پیتے نہین تھے یا غیب سے اونکو خزانہ ملا تھا یا کوئی فرشتہ انکے ساتھ رہتا تھا جو اون کے نبی ہونے کی شہادت لوگون سے ادا کرتا تھا یا انھون نے بڑے بڑے محل اور باغ بنائے تھے علاوہ حضرت ابراہیم کے اور انبیا کا حال اہل کتاب سے بھی انھون نے سنا ہے کہ کسی نبی مین یہ باتین نہین تھین پہر سب بنیاد انوکھی باتین جو یہ لوگ نبی مین چاہتے ہین یہ خواہش انکی ایک معجزے کے طور کی خواہش نہین ہے بلکہ ایک شرارت اور اغوائے شیطانی کی خواہش ہے اس آیۃ مین اللہ نے مشرکین کی طعن کا جواب مختصر طور پر دیا ہے اور آیتون مین اسکی زیادہ تفصیل ہے جس کا ذکر ہر ایک موقع پر آوے گا اس شان نزول کی سند کو بعضے مفسرین نے ضعیف جو کہا ہے اوس کا سبب یہ ہے کہ اس شان نزول کی دو سندین ہین ایک جو بیر اور ضحاک بن مزاحم کی سند ہے اور دوسرے سعید بن جبیر اور عکرمہ کی سند ہے پہلی سند ضعیف ہے اس ضعیف سند سے اس شان نزول کو واحدی وغیرہ نے روایۃ کیا ہے دوسری سند قوی ہے جسکو ابن جریر نے اپنی تفسیر مین روایت کیا ہے وہی روایت اس تفسیر مین لی گئی ہے ان آیتون مین مشرکین مکہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو طعن کی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتے ہین ان مین اور ہم مین کچھ فرق نہین ہے ہماری طرح یہ بھی کہانا کہاتے ہین بازارون مین پہرتے ہین اگر یہ سچے رسول ہین تو آسمان سے کوئی فرشتہ ان کے ساتھ رہ کر انکے رسول ہونے کی صداقت کیون نہین کرتا اور تنگدستی سے چھوٹ جانے کے لئے ان کو کوئی خزانہ اور عمدہ باغ غیب سے کیون نہین ملجاتا پہر فرمایا ان باتون کے ساتھ مسلمانون سے یہ بے انصاف لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ تم مین سے کسی کو اس رسول کا کہنا نہین

ملنا چاہیے تھا کیونکہ ان پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے اوس جادو کے اثر سے یہ اپنے آپ کو اللہ کا رسول تبلاتے ہیں پھر فرمایا اے رسول اللہ کے
تم نے دیکھا کہ یہ مشرک تمہاری شان مین کیا کیا کہتے ہیں لیکن اے رسول اللہ کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری معرفت اُنکو جو نجات کا راستہ تبلایا ہے
جب تک یہ لوگ اوس کو نہ مانین گے تو اسی طرح کی بہکی بہکی باتین اُنکو اچھی معلوم ہونگی صحیح بخاری ومسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ
گذر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق جنتی قرار پاچکے ہین وہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد ویسے ہی
کام کرتے ہین اور جو دوزخی ٹہر چکے ہین وہ ویسے ہی کام کرتے ہین اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ اہل مکہ مین سے جو لوگ
اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین جنتی قرار پاچکے تھے وہ کچھ دنون تک بہکی ہوئی باتین کرتے رہے لیکن پھر آخر کو قرآن کی نصیحت سے راہ راست پر لگ گئے اور جو لوگ
اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین دوزخی ٹہر چکے تھے وہ مرتے دم تک ایسی ہی بہکی ہوئی باتین کرتے رہے جیسی باتون کا ذکر ان آیتون مین ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا

بڑی برکت ہے اُسکی جو اگر چاہے کردے تجکو اس سے بہتر باغ نیچے بہتی نہرین اور دے تجکو محل کوئی

تفسیر سفیان ثوری اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ مین خیثمہ کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے
جب آنحضرت پر تنگدستی اور فقر فاقہ کی طعن کی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ اے رسول اللہ کے اگر تم دنیا کی تنگدستی سے گھبرا تے
ہو تو تمام روئے زمین کے خزانون کی کنجیان اللہ کے حکم سے تمہارے حوالہ ہو جاوینگی اور دنیا مین یہ خوشحالی دینے کے بعد تمہاری عقبےٰ کے اجر
مین اللہ تعالیٰ کچھ کمی نہ کرے گا اور اگر تمہاری مرضی ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا و عقبیٰ کی خوبی کا ذخیرہ تمہارے لیئے عقبےٰ مین ہی رکھے گا
دنیا چند روزہ ہے اس کو ہر طرح سے کاٹ دو آنحضرت نے اس پیغام کے جواب مین فرمایا کہ دنیا ہر طرح سے کٹ جاویگی مجھکو عقبےٰ
مین ہر طرح کی خوبی کا ذخیرہ درکار ہے اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یہ خیثمہ بن الحارث قبیلہ اوس مین کے انصاری صحابہ مین
ہین احد کی لڑائی مین ان کی شہادت ہوئی ہے حاصل معنے آیۃ کے یہ ہیں کہ اگرچہ لوگون کی خواہش دنیا کے عیش و آرام کی طرف مائل ہے
اور اُنکی خواہش کا پورا کرنا اللہ تعالیٰ چاہے تو اچھے لوگون کے واسطے دنیا مین ہی اللہ تعالیٰ سب کچھ کردیوے لیکن دنیا کی خوبی اچھے لوگ چاہتے
ہی نہین بلکہ دنیا سے بچتے رہتے ہین دنیا پر تو وہی لوگ مفتون ہین جو عقبیٰ کے منکر ہین اور اُنکا مدار فقط دنیا کی زیست پر ہے اور عاقبت مین اُنکے لیے
دوزخ ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جس کسی کو جسقدر آخرت کا یقین زیادہ ہے اوسی قدر وہ دنیا سے بیزار ہے پھر آنحضرت کو آخرت کا جس قدر یقین تھا وہ
بیان سے باہر ہے اسی واسطے باوجود پیغام آلہی کے آپ نے دنیا کی خوشحالی کو پسند نہین فرمایا کیونکہ یہ بات معلوم تھی کہ اللہ تعالیٰ جن لوگون کو دوست
رکھتا ہے اُنکو وہ دنیا مین پھنسانا پسند نہین فرماتا چنانچہ معتبر سند سے طبرانی صحیح ابن حبان مین رافع بن خدیج سے اور مستدرک حاکم مین ابو سعید خدری
سے جو روایتین ہین اون کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اُسکو دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح کوئی رشتہ دار اپنے بیمار
رشتہ دار کو بدپرہیزی سے بچاتا ہے معتبر سند سے ترمذی مین ابو امامہؓ سے روایۃ ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے مکہ کے پہاڑون کو سونے کے پہاڑ بنا کر اُنکو میرے ساتھ رہنے کا حکم میری مرضی پر منحصر رکھا تھا لیکن مین نے اپنی مرضی یہ ظاہر کی
کہ یا اللہ مجکو ایک دن کھانا ملے اور ایک دن فاقہ ہو تاکہ شکر اور صبر دونون کے اجر کا مجکو موقع ملے اور خیثمہ بن الحارث کی روایۃ سے شان

نزول جو بیان کی گئی اسکو ان روایتوں سے پوری تقویت ہو جاتی ہے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جس میں وہ فرماتی ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر میں کبھی دو دن ایسے نہیں گزرے جنمیں پے در پے آپنے جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی ہو اس حدیث سے اللہ کے رسول صلعم کی تمام عمر کے کھانے کا حال اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے اسی طرح کی صحیح حدیثیں آپ کے لباس کے باب میں ہیں۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا

وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہمنے تیار کی ہے جو کوئی جھٹلاوے قیامت اسکے واسطے آگ جب وہ دیکھے گی انکو دور جگہ سے سنیں گے

تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝

اور چلانا اور جب ڈالے جاوینگے اسمیں ایک جگہ تنگ ایک زنجیر میں کئی بندھے پکارینگے

مشرکین مکہ اللہ کے رسول کی تنگدستی پر طعن جو کرتے تھے اوپر اس کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا ان لوگوں کی یہ طعن کی باتیں معجزہ کی خواہش کے طور پر نہیں ہیں بلکہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونے اور حساب کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کے یہ لوگ منکر ہیں اس لئے عقبیٰ کی بہتری کو یہ لوگ طعن اور مسخرا پن کی باتوں میں اڑا دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے بھی ایسے لوگوں کے لئے دوزخ کی آگ کو خوب دہکا کر تیار کر رکھا ہے صحیح سند سے ترمذی میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دوزخ کی آگ میں اللہ تعالیٰ نے ایک طرح کی بینائی کی قوت پیدا کی ہے جس سے وہ مشرکوں ظالموں اور مصوروں کو دیکھ کر قیامت کے دن پہچان لیوے گی آیتوں میں یہ جو ذکر ہے کہ دوزخ کی آگ گنہگاروں کو دیکھتے ہی جھنجھلانا اور چلانا شروع کر دیوے گی اس حدیث سے دوزخ کے دیکھنے کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ میں قوت بینائی پیدا کی ہے جس سے وہ قیامت کے دن گنہگاروں کو دیکھتے ہی پہچان لیوے گی یہ دوزخ کا جھنجلانا اسوقت ہوگا جسوقت اسکو ستر ہزار لگامیں لگا کر محشر کے میدان میں لایا جاویگا جسکا ذکر عبداللہ بن مسعودؓ کی صحیح مسلم کی روایت میں ہے سورہ الحاقہ میں آویگا کہ ایسے لوگوں کے گلہ میں طوق ڈالا جاویگا اور ستر گز کی ایک زنجیر میں انکی جماعت کو جکڑا جاکر دوزخ میں جھونک دیا جاویگا اس سے مکانا ضیقا کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ زنجیر میں جکڑے جانے کے سبب سے ایسے لوگوں کی جماعت کی جماعت دوزخ کی تھوڑی سی جگہ میں پڑی رہے گی پھر فرمایا دوزخ کے عذاب کی تکلیف سے ایسے لوگ بہت کچھ چلاویں اور پچھتاویں گے مگر بے وقت کا چلانا اور پچھتانا ان کے کچھ کام نہ آویگا صحیح بخاری کے حوالہ سے ابو ہریرہؓ کی روایتہ سے حدیث قدسی کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب سب کی آنکھوں کے سامنے اللہ تعالیٰ نے اس جہان کو پیدا کر دیا تو جو لوگ دوبارہ پیدا کئے جانے کے منکر ہیں وہ بڑے نادان ہیں کیونکہ معمولی عقل کا آدمی بھی اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جو کام ایک دفعہ کیا جا چکا اس کے پھر دوبارہ کئے جانیکا انکار خلاف عقل ہے ان آیتوں میں جن منکرین حشر کا ذکر ہے اس حدیث سے ان لوگوں کی نادانی کا حال اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝

اس جگہ موت کو مت پکارو آج مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے کو

قیامت کے دن اہل دوزخ پر طرح طرح کی سختیاں گزریں گی اور ان سختیوں میں سے یہ بھی ایک سختی ہے جس کا ذکر اس آیۃ میں ہے صحیح سند

منزل ۴

سے بعث و نشور مین بیہقی مین انس بن مالک کی روایت سے جو حدیث ہے اس مین ان آیتون کی تفسیر آئی ہے حاصل اوسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ مین داخل ہونے سے پہلے شیطان کو نڈر کیا جاوے گا اور اوسکے تمام شیاطین اور سارے اوسکے پیرو اوس کے پیچھے گھسیٹے کئے جاوینگے اور اون سب سے پہلے شیطان کو ایک آگ کا لباس پہنایا جاویگا اور پھر سب اوسکے ساتھیون کو بھی آگ کا لباس پہنایا جاویگا اوسوقت شیطان اور اوسکے ساتھی اپنی ہلاکت کی حالت پر افسوس کرینگے اور کہوینگے کہ ہائے افسوس ہم ہلاک ہوگئے اوسکے جواب مین خداتعالی فرماویگا کہ ایک ہلاکت کو کیا جھیلتے ہو ابھی تو تمہین طرح طرح کی ہلاکت بھگتنی اور طرح طرح کے عذاب دوزخ کی مصیبت جھیلنی پڑیگی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کے عذاب کا جو کچھ حال مجکو معلوم ہے اگر وہ حال پورے طور پر لوگون کو معلوم ہو جاوے تو لوگ دنیا کے سب کام چھوڑ کر ہر وقت روتے رہین اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ آگ کا لباس پہنائے جانے کے بعد دوزخ کے طرح طرح کے عذاب کی مصیبت جو شیطان اور اوسکے ساتھیون کو بھگتنی پڑے گی وہ بیان سے باہر ہے کیونکہ دنیا کا انتظام قائم رہنے کی غرض سے اوس مصیبت کا حال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لوگون کو نہین جتلایا۔

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا لَهُمْ فِيْهَا

تو کہہ بھلا یہ چیز بہتر یا باغ ہمیشہ رہنے کا جس کا وعدہ ملا پرہیزگارونکو وہ ہوگا انکا بدلا اور پھر جانے کی جگہ انکو وہان ہے

مَا يَشَاۗءُوْنَ خٰلِدِيْنَ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا

جو چاہین رہا کرین ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا پہنچتا

نزول؛

اوپر کی آیتون مین قیامت کا اور اون کے لئے دوزخ کے تیار کئے جانے کا ذکر فرماکر ان آیتون مین فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگون سے کہدو کہ انکار سے اللہ تعالی کا انتظام تو پلٹنے والا نہین اب ان لوگون کو یہ بتلانا چاہیئے کہ انتظام الٰہی کے موافق وقت مقررہ پر جب قیامت قائم ہوگی اور اللہ تعالی کے وعدہ کے موافق انکو اوس دوزخ کی آگ مین جھونکدیا جاویگا جو ایسے لوگون کے لئے اس طرح دہکائی گئی ہے کہ اوس کی تیزی دنیا کی آگ سے انتہتر حصہ زیادہ ہے تو یہ دوزخ کی آگ بہتر ہے یا پرہیزگار لوگون سے جس جنت کا اللہ تعالی نے وعدہ کیا ہے وہ بہتر ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے جسمین یہ ذکر ہے کہ دوزخ کی آگ کی تیزی دنیا کی آگ سے انتہتر حصے زیادہ ہے پھر فرمایا یہ جنت وہ ہے جسکی نعمتون کو کبھی فنا نہین اور نہ کسی نعمت کی کبھی کمی پڑے گی جس چیز کو جی چاہے وہ ہر وقت موجود ہے پھر فرمایا یہ جنت وہ ہے جسکا وعدہ اللہ تعالی نے اپنے رسولون کی معرفت پرہیزگار لوگون سے کیا ہے جس وعدہ کے پورا ہونے کی دعا پرہیزگار لوگ مانگتے رہتے ہین صحیح بخاری و مسلم مین عبداللہ بن عمر سے اور صحیح مسلم مین ابوہریرہ اور ابوسعید خدری سے جو روایتین ہین ان مین جنت کی نعمتون کے فنا نہ ہونے کا اور جنتیون کے ہمیشہ جنت کے عیش و آرام مین رہنے کا ذکر تفصیل سے ہے نیک کام مین لگے رہنے اور برے کام سے بچنے کو پرہیزگاری کہتے ہین صحیح بخاری کے حوالہ سے ابوہریرہ کی روایت ایک جگہ گذر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے مزاج مین پرہیزگاری زیادہ ہے اللہ تعالی کے نزدیک اوس کی عزت زیادہ ہے آیتون

مین یہ جو ذکر ہے کہ پرہیز گار لوگوں سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہی کہ قیامت کے دن پرہیزگاری ہی مین ایک ایسی چیز ہے جس کے سبب سے آدمی دوزخ کے عذاب کی ذلت سے بچکر جنت مین داخل ہونے کی عزت حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر یہ پرہیزگاری آدمی کے مزاج مین زیادہ ہو گی جنت مین ویسا ہی اعلیٰ درجہ جنت کا اوسکو ملے گا اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے جنت کے سو درجے پیدا کئے ہین چنانچہ صحیح بخاری مسلم اور ترمذی کی عبادہ بن الصامت کی حدیث مین اس کا ذکر تفصیل سے ہے

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ

اور جس دن جمع کر بلا دیگا انکو اور جنکو پوجتے ہین اللہ کے سوائے پھر اونسے کہے گا کیا تم نے بہکایا میرے ان بندون کو یا وہ آپ

ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ

بہکے راہ سے بولین گے تو پاک ہے ہمکو بن نہ آیا تھا کہ پکڑین تیرے بغیر کوئی رفیق

وَلَٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا

لیکن تو نے انکو برتنے دیا اور انکے باپ دادون کو یہان تک کہ بہول گئے یاد اور یہ تھے لوگ کھپنے والے سو وہ تو جھٹلا چکے تمکو

تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ۝

تمہاری بات مین اب تم نہ پہیر دیسکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم مین ہے گنہگار اسکو ہم چکہا دین گے بڑی مار

اگرچہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اوس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین ہے سب کچھ اوسکو معلوم ہے لیکن میدان محشر کی تمام مخلوقات کے روبرو مشرک لوگون کو شرمندہ کرنے کے لئے ملائکہ حضرت عیسے اور حضرت عزیر اور بتون سے غرض سوائے خدا کے جس کسی کو مشرک لوگون نے دنیا مین اپنا معبود ٹھہرا رکھا ہے اون سب سے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا تم نے ان مشرک لوگون کو شرک کا طریقہ سکھایا تھا وہ سب اوس سے انکار کرین گے اور اپنی بیزاری جتلاوین گے یہ قیامت کا حال مشرکون کو دنیا مین اس لئے جتلایا ہے کہ مشرک اپنی غلطی کو سمجھ جاوین اور جان لیوین کہ خدا کے سوا جسکو اونھون نے اپنا معبود ٹھہرایا ہے وہ معبود کچھہ کام نہین آونگے بلکہ مصیبت کیوقت صاف جواب دیدین گے پھر جو ہر مصیبت کے وقت ہی کام نہ آوے اور کچھہ نفع و نقصان اوسکے اختیار مین نہ ہو اوسکو معبود بننے کا کیا حق حاصل ہے اولاد آدم مین سے جن اچھے لوگون کی مورتون کو یہ مشرک پوجتے ہین وہ اچھے لوگ قیامت کے دن ان مشرکون سے جو بیزاری ظاہر کرینگے اوس کا ذکر سورہ یونس مین گزر چکا ہے اور فرشتون کی بیزاری کا حال سورۃ السبا مین آویگا حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ان منکر قیامت بت پرستون اور ان جھوٹے معبودون سب کو جمع کریگا اور اون جھوٹے معبودون سے پوچھے گا کہ کیا تم نے اپنی مورتون کی پوجا کے لئے ان بت پرستون سے کہا تھا یا یہ بت پرست خود ہی بت پرستی مین لگ گئے تو وہ سب مورتون کی اصل صورتین ان مشرکون کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کر کے یہ کہوین گے کہ یا اللہ تجکو خوب معلوم ہے کہ ہم تو خالص دل سے تجکو سچا معبود جانتے ہیں پھر ہم سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم ان مشرکون سے اپنی مورتون کی پوجا کو کہتے ہیں پھر کہوین گے یا اللہ تیرے علم غیب مین یہ لوگ قابل ملامت ٹھہر چکے تھے اس لئے دنیا مین تو نے انکو خوشحالی اور تندرستی جو دی اسکے نشہ مین یہ تیری یاد سے

نافرمان رہے اب اللہ تعالیٰ ان مشرکون کو قائل کرنے کے لیے فرماویگا سوائے اللہ کے جنکی تم پوجا کرتے تھے وہ تو تمکو جھٹلا چکے اب تم
شرک کی سزا کے عذاب کو نہ خود ٹال سکتے ہو نہ کوئی دوسرا تمہاری کچھ مدد کر سکتا ہے شرک کی برائی جتلانے کے لیے آگے مسلمانوں کو مخاطب
ٹھہرا کر فرمایا کہ اسلام کے بعد تم میں سے اگر کوئی شرک میں گرفتار ہو جاویگا تو قیامت کے دن اوسکو بھی وہی سخت عذاب بھگتنا پڑے گا
جو منکر اسلام مشرکون کیلئے تیار کیا گیا ہے حسن بصری کے قول کے موافق آخری آیۃ کی تفسیر وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی صحیح بخاری و مسلم
میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے رسول کی جان پہچان کے کچھ لوگونکو حوض کوثر پر سے دوزخ
میں جھونک دینے کے لیے فرشتے گھسیٹ کر جب لے جانے لگیں گے تو اللہ کے رسول فرماوینگے یہ لوگ تو میرے صحابی ہیں اس پر فرشتے
جواب دیوینگے کہ یہ لوگ اسلام سے پھر گئے تھے اس حدیث کو آخری آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ آخری آیۃ میں مختصر طور پر جیسے
لوگونکا ذکر تھا ان کی معجزہ کی شان سے تھا قیامت کے دن ایسے لوگونکا جو انجام ہو گا اوس کا حال حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آتا
ہے اس حدیث سے حسن بصری کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ آیۃ کی جو تفسیر حسن بصری کے قول کے موافق بیان
کی گئی وہی مطلب اس کا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ
اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازاروں میں
وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۞ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ
اور رکھا ہے ہم نے تم میں ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکھیں ثابت رہتے ہو اور تیرا رب سب دیکھتا ہے اور بولے جو لوگ امید نہیں رکھتے
لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ۞
کہ ہم سے ملیں گے کیوں نہ اترے ہم پر فرشتے یا ہم دیکھتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں اور سر چڑھ رہے ہیں بڑی شرارت میں

ع ١١ / ١٧

مشرکین مکہ یہ جو کہتے تھے کہ اگر یہ نبی رسول ہوتے تو نہ کھانا کھاتے نہ بازاروں میں پھرتے اوسکے جواب میں فرمایا کھانے کا کھانا اور بازارون
میں پھرنا رسولوں کے منصب کے خلاف نہیں ہے کیونکہ سب رسول بشر ہوئے ہیں اور کھانا کا کھانا ہر بشر کا خاصہ ہے یہ لوگ ملک شام
کے سفر میں اہل کتاب سے سن چکے ہیں کہ پچھلے سب رسول بشر ہوئے ہیں اور یہ بھی انکو معلوم ہے کہ کھانا کھانا ہر بشر کے لیے
ایک لازمی بات ہے انپر بھی یہ لوگ شرارت سے نبی آخر الزمان میں ایک انوکھی بات چاہتے ہیں پھر فرمایا خوشحالی اور تنگدستی کا
فرق اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں جو رکھا ہے وہ فقط اس آزمائش کے لیے ہے کہ کون شخص خوشحالی کی حالت میں اترانے کی حد تک
نہیں پہونچتا اور کون شخص تنگدستی میں صبر کرتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے صہیب رومیؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ خوشحالی کے وقت
شکر تنگی میں صبر ایماندار لوگونکا کام ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اترانے والوں اور صبر کرنے والوں کے سب کاموں کو دیکھتا ہے کوئی چیز اس کی
نظر سے غائب نہیں ہے قیامت کے دن ہر ایک کے عمل کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ ہو گا آگے منکرین قیامت کے اترانے کی ایک
اور بات کا ذکر فرمایا جسکا حاصل یہ ہے کہ جس طرح اترانے کی راہ سے یہ لوگ اللہ کے رسول کو حقارت سے دیکھتے اور بازاروں میں پھرنے

والا کہتے ہیں اوسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک خود اللہ تعالیٰ یا اوسکے فرشتے ہمارے روبرو آنکر ان رسول کی صداقت نہ بیان کرین گے تو ہم انکو سچا رسول نہ جانین گے پھر فرمایا یہ لوگ شرارت مین حد سے بڑھ گئے ہیں کیونکہ ان کو سمجھا دیا گیا ہے کہ فرشتون کو اصلی صورت مین دیکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اسپر بھی ان لوگونکو فرشتون کے دیکھنے کی ضد ہے تو فرشتون کو اصلی صورت مین دیکھنے کے بعد ایسے لوگون پر جو کچھ گزرے گی اوس کا ذکر آگے کی آیتون مین آتا ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ مین پہونچ جاتے ہین یہ حدیث وکان ربک بصیرا کی گویا تفسیر ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے باہر نہین ہے لیکن اوس نے اپنے انصاف سے جزا و سزا کا مدار اپنے علم غیب پر نہین رکھا بلکہ اوس علم کے ظہور پر رکھا ہے اور اس علم کے ظہور کے ملاحظہ کا انتظام وہی ہے جس کا ذکر اس حدیث مین ہے کہ لوگون کے اعمال نامے دو وقت اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ مین پیش ہو جاتے ہین۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝

جسدن دیکھین گے فرشتے کچھ خوشخبری نہین اسدن گنہگارون کو اور کہین گے کہین روکی جاوے کوئی اوٹ

مشرک لوگ یہ جو کہتے تھے کہ ہماری آنکھون کے سامنے فرشتے آنکر آنحضرت کی نبوت کی شہادت ادا کرین تو ہمکو انکی نبوت کا یقین ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ اسکا جواب دیا ہے حدیث شریف مین اس جواب کی تفسیر آنحضرت صلعم نے جو فرمائی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا مین دو موقع اللہ تعالیٰ نے ایسے ٹھرائے ہین جن مین فرشتے انسانون کے روبرو اور انکی آنکھون کے سامنے آوین گے ایک موقع تو قبض روح کا ہے کہ آدمی کی جان نکالنے کو فرشتے اسکے روبرو آتے ہین دوسرا موقع حشر کا ہے کہ جب لوگ قبرون سے اوٹھین گے تو فرشتے اون کو حساب وکتاب کے لئے میدان محشر مین لیجا دینگے اور یہ دونون موقع بے دین لوگون پر بھاری ہین چنانچہ مسند امام احمد و ابوداود کی براء بن عازب کی صحیح روایت کے حوالہ سے کئی جگہ اوپر گزر چکا ہے کہ بے دین لوگون کے قبض روح کے وقت ڈراونی صورت بناکر فرشتے ایسے لوگون کے سامنے آتے ہین اور روح کو جسم سے الگ ہونے کے بعد طرح طرح کے عذاب مین مبتلا ہونے کی خبر سناتے ہین اس خبر کو سنکر روح جسم مین جگہ جگہ چھپتی ہے اور فرشتے ان لوگون کے مونھ اور پیٹھ پر طرح طرح کی مار مارتے ہین اور بڑی سختی سے جان نکالتے ہین اور حشر کا ذکر صحیح بخاری و مسلم مین انس بن مالک کی روایت سے آیا ہے کہ بے دین لوگون کو مونھ کے بل بری طرح سے گھسیٹتے ہوئے میدان محشر مین فرشتے لیجاوین گے حاصل معنے آیت کے یہ ہین کہ اب تو نخوت سے یہ لوگ کہتے ہین کہ جب تک فرشتے ہمارے سامنے نہ آوین گے ہم ہرگز ایمان نہ لاوین گے لیکن جب فرشتون کے سامنے آنے کا وقت آویگا تو انکو اس نخوت کی یہ شکل بتادیگی کہ فرشتے قبض روح کے اور حشر کے وقت ایسے لوگون کو طرح طرح کی تکلیفین دیکر یہ کہوین گے کہ دنیا مین تم لوگ بہت عیش و آرام مین رہے اب تم کو ایسی سختی بھگتنی پڑیگی کہ جسمین کسی طرح کی راحت کی کوئی خبر بھی تمہارے کانون تک نہ پونہچیگی کوئی بڑی سختی پیش آنے والی ہو تو عرب کے محاورے مین ایسے موقع پر حجرا محجورا بولتے ہین اس مین سلف کا اختلاف ہے کہ نافرمان لوگون سے فرشتے حجرا محجورا کہوین گے یا نافرمان لوگ فرشتون سے یہ بات کہوین گے۔ حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ یہ فرشتون کا قول ہے

منزل ۴

اور مطلب اس کا وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا جو مفسر یہ کہتے ہیں کہ یہ نافرمان لوگوں کا قول ہے وہ اس قول کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ نافرمان لوگ فرشتوں کی سختی کے وقت اپنے اس قول سے کسی آڑ یا اوٹ میں چھپ جانے کی تمنا ظاہر کریں گے ترجمہ میں یہی قول لیا ہے مگر حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ عرب کی بول چال میں حجرا محجورا کے معنے آڑ یا اوٹ کے کہیں پائے نہیں جاتے اگرچہ فارسی اور اردو کے لفظی ترجمہ میں پہلا قول لیا گیا ہے اس اعتراض کے خیال سے پہلا قول لیا ہے لیکن آگے میٹھے اور کھاری دو دریاؤں کے نہ ملنے کے ذکر میں حجرا محجورا کا لفظ آڑ اور اوٹ کے معنوں میں آیا ہے اسواسطے یہ معنے بھی صحیح ہیں۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝

اور ہم پہنچے اُنکے کاموں پر جو کئے تھے پھر کر ڈالا اسکو خاک اُڑتی بہشت کے لوگ اُسدن خوب رہتے ٹھکانا اور خوب جگہ دوپہر آرام کی

مشرک اور بے دین لوگوں سے جو کوئی نیک کام ہوتا ہے تو وہ نہ شریعت کی پابندی سے ہوتا ہے اور نہ خالص اس نیت سے ہوتا ہے کہ آخرت میں اوس کا ثواب اون کو ملے کیونکہ شریعت اور عقبیٰ کے ثواب اور عذاب کے یہ لوگ منکر ہیں اس لئے جو نیک کام اون سے ہوتا ہے بغیر پابندی شریعت اور بغیر آخرت کے یقین کے محض رسم کے طور پر ہوتا ہے اور یہ ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ اس طرح کا نیک کام اللہ کی درگاہ میں مقبول نہیں ہے اسواسطے ایسے نیک عمل اللہ کے نزدیک اس طرح اڑ جانے کے قابل ہیں جسطرح آندھی میں ریت اڑ جاتی ہے اسی واسطے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شخص ایسا کام کرے جسکا پتہ شریعت میں نہیں ہے تو ایسا کام اللہ کے نزدیک اکارت ہے اسی طرح صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نظر انسان کی ظاہری حالت پر نہیں ہے بلکہ اوس کی نظر ہمیشہ انسان کے دلی ارادہ پر ہے کہ جو کام کیا گیا ہے وہ کس نیت سے ہے ان حدیثوں سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آ جاتا ہے کہ بغیر پابندی شریعت اور بغیر آخرت کے اجر کی نیت کے کوئی نیک کام بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں آگے فرمایا ان نافرمان منکر شریعت لوگوں کے نیک عمل تو اس طرح قیامت کے دن اڑ جاویں گے جس طرح آندھی میں ریت اڑ جاتی ہے اور فرمانبردار پابند شریعت لوگوں کے نیک عملوں کا بدلہ یہ ہوگا کہ ان نافرمان لوگوں کے دنیا کے عیش و آرام کے ٹھکانوں سے بہتر ٹھکانے ان پابند شریعت لوگوں کو جنت میں دیئے جاویں گے جہاں یہ لوگ ہمیشہ آرام سے رہیں گے صحیح ابن حبان اور مسند ابی یعلیٰ میں ابوہریرہ کی صحیح حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہوگا اور اس دن کی دوپہر تک لوگوں کا حساب کتاب پورا ہو جاویگا آخر آیت میں جنت کو دوپہر کی آرام کی جگہ جو فرمایا اسکا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آ جاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حساب کتاب سے فارغ ہو کر جنتی لوگ پہلے پہل دوپہر کے وقت جنت میں جاویں گے۔

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ٍۨ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ

اور جسدن پھٹ جاوے آسمان بدلی سے اور اتارے جاویں فرشتے اتارا لگاکر راج اوسدن سچا ہے رحمن کا

وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝

اور ہے وہ دن منکروں پر مشکل

منزل ۴

یہ آسمان کے پھٹنے اور فرشتون کے زمین پر اترنے کا ذکر حشر کے وقت کا ہے مسند امام احمد بن حنبل مسند ابو یعلی موصلی تفسیر ابن جریر او تفسیر ابن مردویہ وغیرہ مین حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ او رعبد اللہ بن عباسؓ کی روایتہ مین اس آیتہ کی تفسیر جو آئی ہے اوس کا حاصل یہ ہی کہ میدان محشر مین جب سب لوگ آفتاب کی گرمی اور پسینے سے گہبرا وینگے اور حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسی تک سب نبیا کے پاس جاوین گے اور حساب وکتاب کے شروع ہونے کی شفاعت کی خواہش اُنسے کرینگے اور سب نبیا اوس دن کے خدا تعالی کے غصہ سے ڈرکر اس شفاعت سے انکار کرینگے آخر یہ سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آوین گے اور آپ اللہ تعالی سے لوگو نکا حساب وکتاب شروع ہو جانے اور میدان محشر کی تکلیف سے انکی نجات ہو جانے کے شفاعت فرماوین گے او سوقت انکی شفاعت سے اللہ تعالی ایک نورانی بدلی مین لوگون کے حساب وکتاب کیلئے زمین پر نزول فرماویگا اور ہر ایک آسمان کے فرشتے بھی زمین پر اترین گے اور حساب کتاب شروع ہو جاویگا یہ سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ اس طرح کی آیتون اور حدیثون کو متشابہات کہتے ہین انکے ظاہری معنی پر ایمان لانا اور انکی کیفیت اللہ کے علم پر سونپنی چاہیے اگرچہ حافظ ابن کثیر وغیرہ نے علی بن زید بن جدعان راوی کو اس حدیث کی سند مین ضعیف کہا ہے لیکن ترمذی اور دارقطنی نے علی بن زید کو قابل روایت قرار دیا ہے علاوہ اسکے یہ سب متون کے حساب وکتاب کے شروع ہو جانے کی شفاعت کی حدیث مختصر طور پر صحیح بخاری ومسلم مین بھی ابو ہریرہ کی روایتہ سے ہے اس سے بھی عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس کی روایتون کو پوری تقویت ہو جاتی ہے یہ شفاعت سب امتون کے حساب وکتاب کے شروع ہونے کے باب مین ہوگی اس لئے اسکو شفاعت عام اور شفاعت کبرے کہتے ہین جس کا مطلب یہ ہی کہ یہ بہت بڑی شفاعت ہے جسکو کسی امت کے ساتھ کچھ خصوصیت نہین ہے اس آیتہ مین مختصر طور پر فقط فرشتون کے زمین پر اترنے کا ذکر ہے لیکن سورہ بقر مین گزر چکا ہے کہ اس بڑی شفاعت کے مقبول ہو جانیکے بعد ایک نورانی بدلی مین لوگون کے حساب وکتاب کے لئے اللہ تعالی بھی زمین پر نزول فرماویگا سورہ الزمر مین آویگا کہ لوگون کے حساب کتاب کیلئے جب اللہ تعالی محشر کی اُس زمین پر نزول فرماویگا تو اللہ تعالی کے نور سے تمام زمین مین روشنی ہو جاویگی دنیا مین عارضی بادشاہت کا جو لوگ دعوی کرتے ہین او سوقت فقیرون کی طرح سب ننگے پاؤن ننگے بدن میدان محشر مین کہڑے ہون گے اس لئے ارشاد ہوگا کہ آج سچی بادشاہت اللہ تعالی کی ہے کہ عارضی بادشاہت کا دعوی کرنے والے فقیرون کی طرح سب ننگے پاؤن اور ننگے بدن آج اُسکی بارگاہ مین حاضر ہین سب لوگ حشر کے دن قبرون سے ننگے پاؤن اور ننگے بدن جو اوٹھین گے اس کا ذکر صحیح بخاری ومسلم کی حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایتہ مین تفصیل سے آیا ہے صحیح بخاری ومسلم مین انس بن مالک سے روایتہ ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ قبرون سے میدان محشر تک نافرمان لوگونکو مونھہ کے بل اللہ کے فرشتے گھسیٹ کر لیجاوینگے اسی طرح قیامت کے دن کے ہر موقع پر ایسے لوگون کو ذلت اور تکلیف ہوگی جس کا ذکر صحیح حدیثون مین ہے اسی واسطے فرمایا کہ قیامت کا دن نافرمان لوگون کے حق مین بڑی مشکل کا دن ہے۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى

اور جسدن کاٹ کاٹ کھاوینگے گنہگار اپنے ہاتھہ کہے گا کسی طرح بنے پکڑی ہوتی رسول کے ساتھہ راہ اے خرابی میری

منزل ۴

يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝

کہیں نہ پکڑی ہوتی میں نے فلانیکی دوستی اس نے بہکا دیا ہے مجھکو نصیحت سے مجھ تک پہنچے پیچھے اور ہے شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا

تفسیر ابو عمرو عثمان بن سعید اسمٰعیل شعبی اور تفسیر ابو جعفر ابن جریر طبری اور دلائل ابو نعیم میں صحیح سند کی حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی اس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ میں عقبہ بن ابی معیط ایک شخص تھا اس کی عادت تھی کہ جب کبھی سفر سے آتا تھا تو بہت سے لوگوں کی دعوت کرتا تھا ایک دفعہ اوس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دعوت کی آپ نے فرمایا کہ اگر تو اسلام نے آویگا تو میں تیرا کھانا کھاؤنگا اوس نے کلمہ پڑھ لیا اور آپ نے اوس کا کھانا کھا لیا اس کے بعد اس کے دوست نے جسکا نام ابی بن خلف تھا عقبہ کو بہکایا اور عقبہ اسلام سے پھر گیا آپ اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے آیۃ کے یہ ہیں کہ اب تو دنیا میں لوگ اپنے دوستوں کی خاطر سے دین کی بات کا خیال نہیں رکھتے مگر عاقبت میں ایسی دوستی سے پچھتاوینگے پھر اوس وقت کے پچھتانے سے کیا ہوتا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے برے دوست کی مثال لوہار کی کھال دھونکنے والے شخص کی بیان فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح لوہار کی کھال کے دھونکنے والے شخص کے پاس بیٹھنے سے آگ کی چنگاری اوڑکر کپڑوں پر جا پڑنے اور کپڑوں کے جل جانے کا خوف ہے اسی طرح برے دوست کی دوستی سے آدمی کو کبھی نہ کبھی کوئی نقصان ضرور پہنچ جاتا ہے آیۃ کی شان نزول کی روایۃ اور اس روایۃ کے ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ ابی بن خلف کی دوستی سے جسطرح عقبہ بن ابی معیط کو ایسا نقصان پہنچا جسکو وہ کبھی قیامت کے دن عقبہ اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاویگا اسی طرح ہر ایک برے دوست کی دوستی کا انجام ہے آخر کو فرمایا شیطان بڑا دغا باز ہے برے دوستوں کی دوستی کے پھندے میں پھنسا کر انسان کو بہکاتا ہے اس لئے ہر ایماندار شخص کو چاہیے کہ وہ برے دوست کی دوستی کو شیطان کی دغا بازی کا پھندا سمجھکر اس پھندے سے ہمیشہ بچتا رہے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

اور کہا رسول نے اے رب میرے میری قوم نے ٹھیرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک اور اسی طرح رکھے ہیں

لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۝

ہر نبی کے دشمن گنہگار دن میں سے اور بس ہے تیرا رب راہ دکھانے کو اور مدد کرنے کو

سورۂ انفال میں گزر چکا ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرآن شریف پڑھتے تو مشرکین مکہ تالیاں اور سیٹیاں بجاتے تھے سورۂ لقمان اور حم السجدۃ میں بھی اسی مضمون کی آیتیں آوینگی صحیح بخاری و مسلم کی عبد اللہ بن مسعود کی یہ حدیث مشہور ہے کہ ابو جہل اور اسکے ساتھیوں نے نماز پڑھنے وقت اوس کی اوجھڑی اللہ کے رسول کی پیٹھ پر ڈالدی تھی حاصل مطلب آیتوں کا یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی ان بیہودہ باتوں کی شکایۃ اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی تسلی کے طور پر فرمایا اے رسول اللہ کے پچھلے انبیا اور پچھلی امتوں کے قصے جو قرآن میں جگہ جگہ ذکر کئے گئے ہیں اون سے تمکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہر ایک نبی کیساتھ مخالف لوگ اسی طرح کی باتیں کرتے رہے ہیں قریش کی یہ باتیں تمہارے ساتھ کچھ نئی نہیں ہیں لیکن ان لوگوں کی مخالفت سے دین اسلام کی ترقی رک نہیں سکتی کیونکہ

اللہ تعالی کے علم غیب کے موافق جو لوگ راہ راست پر آنے والے ٹھہر چکے ہیں انکی ہدایت میں اللہ تعالی تمہاری مدد کریگا صحیح بخاری وغیرہ کی روایتوں کے حوالہ سے منی کی گھاٹی کی بیعت کا قصہ اس تفسیر میں کئی جگہ بیان کر دیا گیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب اہل مکہ نے قرآن کی نصیحت کو اسطرح کی بیہودہ باتوں سے ٹالنا شروع کیا تو موسم حج میں ادہر اودہر کے باہر کے لوگوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیتیں سنانی شروع کر دیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کی نصیحت کے اثر سے قبیلہ خزرج میں کے کچھ لوگوں نے منی کی گھاٹی میں اسلام کی بیعت کی اور اس بیعت کے بعد نواح مدینہ میں اسلام کے پھیلانے والے بارہ نقیب مقرر ہوئے اور اسلام کی ترقی شروع ہوئی آیتوں میں اسلام کی ترقی کے لئے مدد الہی کا جو وعدہ ہے اوس وعدہ کا ظہور اس قصہ سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ

اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اسپر قرآن سارا ایک جگہ اسی طرح تا ثابت رکہیں ہم اس سے تیرا دل

وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۝ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۝ الَّذِينَ

اور پڑھ سنایا ہمنے اسکو ٹہیر ٹہیر کر اور نہیں لاتے تجھ پاس کوئی کہاوت کہ ہم نہیں پہنچاتے ٹھیک بات اور اس سے بہتر کہولکر جو لوگ

يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝

گہیرے آویں گے اوندہے پڑے منہ پر دوزخ کی طرف کا انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہیں راہ سے

ع ۱۴ ۳ ۱ منزل ۴

مشرکین مکہ جہاں اور بیہودہ باتیں کرتے تھے وہاں یہ بھی کہتے تھے کہ جس طرح مثلا موسی علیہ السلام پر ساری تورات ایک ہی دفعہ میں نازل ہوئی اگر یہ قرآن کلام الہی ہے تو یہ بھی تورات کی طرح ایک ہی دفعہ میں کیوں نہیں نازل ہوا اللہ تعالی نے مشرکین کی اس بات کا جواب دیا کہ ایک تو نبی آخر الزمان ان پڑھ ہیں اتنی بڑی کتاب ایک دفعہ ہی زبان پر چڑھانا مشکل تھا اس مصلحت سے قرآن کی آیتیں ٹھہر ٹھہر کر نازل ہوتی ہیں علاوہ اسکے دوسری بات یہ بھی ہے کہ ان مشرکین کی ہر ایک بیہودہ بات کا جواب وقت پر اچھی طرح کھولکر دیا جاتا ہے پھر فرمایا اس پر بھی یہ سرکش لوگ نہ مانیں گے تو قیامت کے دن اوندہے موںھ دوزخ میں ڈالے جاوینگے کیونکہ ایسے سرکشوں کی یہی سزا ہے کہ انکی سرکشی خاک میں ملانے کے انکو سر کے بل گھسیٹا جاکر آگ میں جھونکا جاوے صحیح بخاری و مسلم میں انس بن مالک سے اور ترمذی میں ابو ہریرۃ وغیرہ سے جو روایتیں ہیں اون میں ایسے لوگوں کے موںھ کے بل گھسیٹے جانے کا ذکر تفصیل سے ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۝ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ

اور ہمنے دی ہے موسی کو کتاب اور ٹہیرایا اسکے ساتھ اس کا بھائی ہارون کام بٹانیوالا پھر کہا ہمنے تم دونو جاؤ ان لوگوں پاس

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۝ وَقَوْمَ نُوحٍ لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ

جنھوں نے جھٹلائیں ہماری باتیں پھر دے مارا ہمنے انکو اکھاڑکر اور نوح کی قوم کو جب اونھوں نے جھٹلائیں ہماری باتیں

وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

اور کیا انکو لوگوں کے حق میں نشانی اور رکھی ہے ہمنے گنہگاروں کی واسطے دکھ کی مار

اَنَّ اَکْثَرَھُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۴۴

رکھتا ہے کہ بہت اُن مین سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں وہ برابر ہیں چوپایون کے بلکہ وہ بہکے ہیں وہ بہت راہ سے

ع ۴

سیرۃ ابن اسحاق اور مسند عبد بن حمید وغیرہ مین ایک روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے ایک حبشی غلام جنت مین جاویگا کس لئے کہ پہلے زمانہ مین ایک نبی کو اون نبی کی قوم نے ایک کوئین مین ڈالکر اوس کوئین کے مونھہ پر ایک پتھر کی سل ڈھانک دی تھی وہ حبشی غلام اون نبی پر ایمان لے آیا تھا اس لئے ہر روز لکڑیان جنگل مین سے چنکر لاتا تھا اور ان لکڑیون کو بیچکر کچھہ کھانے کی چیز خریدتا تھا اور قوم کے لوگون سے چھپ کر اوس کوئین پر آتا تھا اور اللہ تعالی اسکو اتنی قوت دیدیتا کہ وہ اوس بھاری پتھر کی سل کو کوئین کے منہ پر سے ہٹا کر اون نبی کو کھانا دیتا تھا ایک دفعہ جنگل مین جو وہ حبشی غلام سویا تو خدا کی قدرت سے چودہ برس تک اوسکی آنکھہ نہ کھلی اتنے مین اللہ تعالی نے اون قوم کے لوگون کو ہدایت دی اور اون لوگون نے اون نبی کو کوئین مین سے نکالا اور اون نبی پر ایمان لائے یہ نبی قوم کے لوگون سے اکثر اوس حبشی غلام کا حال پوچھا کرتے تھے مگر کسی کو اسکے جنگل مین سو جانے کی خبر نہ تھی اسواسطے کسی نے اوس کا کچھہ حال نہ بتلایا یہانتک کہ جب وہ نبی وفات پاچکے تو اوس حبشی غلام کی آنکھہ کھلی اور وہ حسب عادت کوئین پر آیا اور اون نبی کو کوئین مین نہ پایا ابو جعفر ابن جریر نے اس قصہ کو اپنی تفسیر مین نقل کرکے کہا ہے کہ آیۃ مین جن کوئین والون کا ذکر ہے وہ اس قصہ کے لوگ اس سبب سے نہین قرار پاسکتے کہ یہ لوگ تو آخر ایمان لے آئے اور آیۃ مین جن لوگون کا ذکر ہے اونکا ایمان لانا آیۃ سے نہیں ثابت ہوتا بلکہ انکا عذاب مین گرفتار ہونا آیۃ سے نکلتا ہے حافظ ابن کثیر نے اوس کا یہ جواب دیا ہے کہ جن لوگون نے اون نبی کو کوئین مین قید کیا تھا وہ عذاب سے ہلاک ہوگئے ہون اور اونکی اولاد کو خدا تعالی نے یہ ہدایت دی ہو کہ اونھون نے اون نبی کو کوئین سے نکالا ہو اور اون نبی پر ایمان لائے ہون تو اس صورت مین یہی قصہ آیۃ کی تفسیر قرار پاسکتا ہے حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ رسولون کے جھٹلانے سے جس طرح قوم نوح اور قوم فرعون کے لوگ دنیا اور آخرت کے عذاب مین پکڑے گئے وہی حال عاد ثمود اور کوئین والون کا اور بہت سی بستی والون کا ہوا کہ پہلے اللہ تعالی نے اپنے رسول بھیجکر ان لوگون کو طرح طرح سے سمجھایا جب یہ لوگ اپنی عادت سے باز نہ آئے تو طرح طرح کے عذابون سے ہلاک ہوگئے چنانچہ ملک شام کے سفر مین قوم لوط کی الٹی ہوئی اور پتھرون کے مینہہ سے اجڑی ہوئی بستی ان مشرکین مکہ کو نظر آئی ہوگی پھر فرمایا یہ لوگ کچھہ اس لئے اللہ کے رسول کو نہین جھٹلاتے کہ قوم لوط کی اجڑی ہوئی بستی ان لوگون کی نظر سے نہین گزری بلکہ یہ لوگ تو اس لئے اللہ کے رسول کو مسخرا پن مین اڑاتے ہیں کہ ان لوگونکو ایک دن اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہونے کا اور جزا و سزا کا یقین نہین ہے اسیواسطے ان لوگون نے بت پرستی کے وبال کو دل سے بھلا رکھا ہے مگر وقت مقررہ پر انکو معلوم ہوجاویگا کہ اللہ کے رسول جو طریقہ ان کو بتلاتے تھے وہ اچھا تھا یا بت پرستی کا طریقہ اچھا تھا پھر فرمایا اے رسول اللہ کے تم نے ان لوگون کی نادانی دیکھی کہ جس بت کی پوجا کو انکا جی چاہتا ہے اوس کی پوجا کرنے لگتے ہین اور جسکی پوجا کیا کرتے تھے اوس کی پوجا چھوڑ دیتے ہیں اس لئے جب تک اللہ تعالی کی مدد نہ ہو تم ایسے نادان لوگون کی ہدایت کے ذمہ دار نہین قرار پاسکتے پھر فرمایا اے رسول اللہ کے کیا تم اپنے جی مین یہ خیال کرتے ہو کہ یہ لوگ قرآن سنتے اور اوس کی نصیحت کو سمجھتے ہین نہین یہ لوگ تو اپنی نادانی کے سبب سے بالکل چوپایون کی طرح کسی بات کو نہین سمجھتے بلکہ یہ لوگ چوپایون سے بھی بدتر ہیں

منزل ۴

کیونکہ چوپائے اپنے پرورش کرنے والے کو خوب پہچانتے ہیں اور یہ لوگ اپنے پیدا کرنے والے اور پرورش کرنے والے کو نہیں پہچانتے ہیں صحیح بخاری
و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا
اس پر بھی جو لوگ اپنے پیدا کرنے والے کی تعظیم میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں اونسے بڑھ کر دنیا میں کوئی گنہ گار نہیں مشرکوں کی چوپایوں سے
بدتر ہونے کی حالت اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کیونکہ چوپائے اپنے پالنے والے کی فرمانبرداری میں کسی کو شریک نہیں
ٹھہراتے یہ لوگ چوپایوں سے بھی بدتر ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے کی فرمانبرداری اور شیطان کی فرمانبرداری کو برابر جانتے ہیں سوائے شرک کے
اور باقی کے گناہوں کے کرنے میں شیطان کی فرمانبرداری سے شیطان کی پوجا نہیں لازم آتی شرک میں شیطان کی پوجا لازم آتی ہے اسواسطے
شرک سب گناہوں سے بڑا ہے سورۃ السبا میں آویگا کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ فرشتوں سے خفگی کے طور پر دریافت فرماویگا کہ کیا یہ
بت پرست لوگ دنیا میں تمہاری مورتوں کی پوجا کرتے تھے تو اللہ کے فرشتے بہت ڈریں گے اور صاف کہدیویں گے کہ شیطان نے ان
لوگوں کے دل میں ہمارے نام کی مورتوں کی پوجا کا وسوسہ ڈالدیا تھا اس لئے شیطان کے بہکانے سے یہ لوگ شیطان کی پوجا کرتے تھے
ہماری مرضی کا اس میں ہرگز کچھ دخل نہیں تھا اوپر یہ جو بیان کیا گیا تھا کہ بت پرستی میں شیطان کی پوجا لازم آتی ہے اوس کا مطلب
سورہ السبا کی ان آیتوں سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۙ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ
تو نے نہ دیکھا اپنی رب کی طرف کیسی لمبی کی پرچھائیں اور اگر چاہتا اسکو ٹھیرا رکھتا پھر ہمنے ٹھیرایا سورج اسپر راہ بتانیوالا پھر کھینچ لیا

اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝
اسکو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر اور وہی ہے جسنے بنادی تمکو رات اوڑھنا اور نیند آرام اور دن بنادیا اٹھ نکلنے کو

صبح صادق کے شروع سے آفتاب کے نکلنے تک بغیر آفتاب کی دہوپ کے جو ایک سایہ ہوتا ہے اس آیۃ میں اوس سایہ کا ذکر ہے یہ سایہ
جنت کی ایک نشانی ہے جنت میں آفتاب کی دہوپ نہیں ہونے کی یہی سایہ ہوگا تفسیر عبدالرزاق میں حسن بصری اور قتادہ کی روایتہ
اور تفسیر ابن ابی حاتم میں علی بن طلحہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایتہ سے اس آیۃ میں جو سایہ کا ذکر ہے اوسکی یہی تفسیر آئی
ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے اور یہی تفسیر امام بخاری نے صحیح بخاری میں بیان کی ہے بعضے مفسروں نے اس تفسیر پر یہ اعتراض کیا ہے
کہ غروب آفتاب کے شروع سے رات کے اندہیرے کے شروع ہونے تک بھی بغیر آفتاب کی دہوپ کے ایک اوجالا ہوتا ہے اسکو بھی
اس آیۃ کی تفسیر قرار دینا چاہیئے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ جب آیۃ میں اوس سایہ کا ذکر ہے
جس سایہ کے بعد آفتاب نکلتا ہے تو صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک کا سایہ ہی آیۃ کی تفسیر قرار پا سکتا ہے غروب آفتاب کے وقت
کا سایہ ایک الگ چیز ہے اسکو آیۃ سے کچھ تعلق نہیں ہے صحیح بخاری مسلم اور ترمذی میں ابوسعید خدری سے روایتہ ہے جس میں اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بعضے سایہ دار درخت ایسے ہیں کہ اون کا سایہ گھوڑے کے سوار شخص سے بھی سو برس
کے عرصہ میں طے نہیں ہو سکتا حضرت عبداللہ بن عباس کی معتبر روایتوں کے موافق جنت میں نہ سورج ہے نہ دہوپ بلکہ جنت میں

تو ہمیشہ ایسا وقت رہے گا جیسا وقت دنیا مین طلوع فجر سے سورج کے نکلنے تک رہتا ہے اس حدیث سے اور حضرت عبد اللہ بن عباس کی معتبر روایتوں سے ولو شاء لجعلہ ساکنا کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو صاحب قدرت اسپر قادر ہے کہ اپنی قدرت سے جنت مین ہمیشہ ایسا وقت رہے گا جیسا وقت دنیا مین طلوع فجر سے سورج کے نکلنے تک رہتا ہے وہ صاحب قدرت اگر چاہے تو دنیا مین بھی سارے دن طلوع فجر سے سورج کے نکلنے تک کے وقت کو قائم رکھ سکتا ہے لیکن سورج اس بات کا راستہ بتاتا ہے کہ سورج کے نکلنے سے پہلے کا سایہ اور چیز ہے اور سورج کی دہوپ مین مکانوں اور درختوں وغیرہ کا جو سایہ ہوتا ہے وہ اور ہے پھر فرمایا سورج کے نکلنے کے بعد سورج سے پہلے کا وہ ٹھنڈا سایہ سہج سہج اللہ تعالی کے حکم سے سمیٹ لیا جاتا ہے اور بجائے اوس ٹھنڈے سایہ کے تمام دنیا مین دہوپ پھیل جاتی ہے یہ ٹھنڈا سایہ رات کے اندہیرے کے بعد طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور پھر دن کے گزر جانے کے بعد رات ہوتی ہے اسواسطے اس ٹھنڈے سایہ کے ذکر مین رات اور دن کا تذکرہ فرمایا جسطرح اوڑہنے اور پہننے کے کپڑے سے انسان کا بدن ڈہانک دیا جاتا ہے اسی طرح رات کا اندہیرا ہر ایک چیز کو ڈہانک لیتا ہے اسی واسطے رات کو لباس سے تشبیہ دی گئی ہے دن کو ہر طرح کے کام دہندے مین لگ کر آدمی کو تھکان ہو جاتی ہے اور رات کی نیند سے وہ تھکان رفع ہو جاتی ہے اس لئے رات کی نیند کو آرام فرمایا اور دن کے کام دہندے کو اوٹھنا اور نکلنا حاصل کلام یہ ہے کہ سونے کے بعد جاگنا مرنے کے بعد دوبارہ جینے کی نشانی ہے اسی واسطے صحیح بخاری مین خذیفہ سے جو روایت ہے اوس مین ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت یہ کہا کرتے تھے یا اللہ تیرے نام پر مین مرتا ہون اور تیرے نام پر اوٹھون گا اور جب سو کر اوٹھا کرتے تھے تو یہ کہتے اوس کا شکر ہے جس نے نیند کی موت سے جسطرح ہمین زندہ کیا ہے اسی طرح موت کے بعد ایک دن دوبارہ زندہ ہو کر اوس کے روبرو جانا پڑے گا۔

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۝
اور وہی ہے جسنے چلائین بادین خوشخبری لاتین اسکی مہر سے اور اتارا ہمنے آسمان سے پانی ستہرائی کرنے کا

لِّنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ
کہ جلادین اس سے مرگئے دیس کو اور پلادین اسکو اپنے بنائے بہت چوپاؤن اور آدمیون کو اور طرح طرح بانٹا ہمنے اسکو

بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝
انکے بیچ مین تا دہیان رکہین پھر نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے

ہنوہ کا پانی زمین پر جب تک نہ آوے اور زمین کی کوئی نجاست کی چیز اوس مین شامل نہ ہوئے اوس پانی کا ذکر اس آیۃ مین ہے کہ وہ پانی پاک ہے اور زمین پر کے پانی کا یہ ذکر کہ کونسا پانی پاک ہے اور کس قدر پانی پاک ہے اسکی تفصیل حدیث شریف اور فقہ مین ہے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے پوری تفصیل تو اس مسئلہ کی یہان ممکن نہیں مگر حاصل کلام یہ ہے کہ بہتا ہوا پانی تو بلا اختلاف سب علما کے نزدیک خواہ کتنا ہی ہو پاک ہے ٹہکے ہوئے پانی مین علما کا اختلاف ہے اوس اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ مسند امام احمد ترمذی

ابو داؤد اور نسائی مین حضرت ابو سعید خدری سے ایک روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مدینہ منورہ مین ایک مشہور کنوان ہے جس کا نام بیر بضاعہ ہے اس کوئین کے باب مین لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا کہ اوس کوئین مین لوگ ناپاک چیزین ڈالتے ہین اس حالت مین اوس کا پانی استعمال کیا جاوے یا نہیں آپ نے فرمایا پانی پاک چیز ہے اوس کو کوئی چیز ناپاک نہین کر سکتی اس حدیث کی رو سے حسن بصری ابراہیم نخعی زہری اور بعضے علماء کا یہ مذہب قرار پایا ہے کہ پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت وہ نجاست کے پڑ جانے سے اوسوقت تک ناپاک نہین ہوتا جب تک اوس کی رنگ بو اور مزہ مین فرق نہ آجاوے لیکن اس مذہب پر علما کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ اعتراض کیا ہے کہ مسند امام احمد ابو داؤد و ترمذی نسائی دارمی ابن ماجہ کی روایۃ سے جب حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی قلتین کی حدیث صحیح ٹہر چکی ہے تو پھر حدیث کی تفسیر حدیث سے کیون نہ کی جاوے اور بیر بضاعہ مین دو قلے پانی کیون نہ قرار دیا جاوے اس اعتراض کے بعد قوی مذہب پانی کے باب مین یہی قرار پایا ہے کہ دو قلے پانی جو سات من پکے کے قریب ہوتا ہے کسی ناپاک چیز کے پڑ جانے سے اوس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اوس کے رنگ بو مزہ مین فرق نہ آجاوے اس مقدار سے اگر پانی کم ہو تو وہ ناپاک چیز کے پڑ جانے سے ناپاک ہو جاتا ہے مٹی پیڑ کے پتے یا اس ایسی پاک چیزون کے پڑنے سے یا بہت روز رکا رہنے سے اگر کوئی پانی ایسا ہو کہ اوس کے رنگ بو مزہ مین فرق آجاوے تو وہ پانی ناپاک نہین ہوتا علاوہ اس مذہب کے پانی کے باب مین جتنے مذہب ہین اونکی پوری تفصیل فقہ کی کتابون مین ہے - حاصل مطلب ان آیتون کا یہ ہے کہ پہلے ہوا سے بادل اوبھارے اور پہلائے جاتے اور تہ بر تہ کئے جاتے ہین جن مین سے ستھرا پانی برستا ہے جس سے سوکھی مردہ زمین زندہ ہو جاتی اور اوس مین طرح طرح کی پیداوار ہوتی ہے اور مینہہ کا پانی ندی نالون اور تالابون مین جو جمع ہوتا ہے وہ چوپایون اور آدمیون کے پینے کے کام مین آتا ہے - پہر فرمایا ہر ملک کی ضرورت کے موافق اللہ تعالی نے مینہہ کے پانی کی تقسیم کر دی ہے جہان جتنی ضرورت ہے وہان اوسی قدر مینہہ برستا ہے پہر فرمایا بہت سے لوگ اللہ تعالی کی اس نعمت کا شکریہ نہین کرتے مطلب یہ ہے کہ مینہہ تو اللہ کے حکم اور اوس کی رحمت سے برستا ہے لیکن ان مشرکین مکہ کا یہ اعتقاد ہے کہ تارون کی گردش سے مینہہ برستا ہے یہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ یہہ تارون کی گردش مکہ کے قحط کے وقت کہان چلی گئی تھی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے زید بن خالد جہنی کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے کہ مشرکین مکہ تارون کی گردش سے مینہہ برسنے کے قائل تھے یہ حدیث فابی اکثر الناس الا کفورا کی تفسیر ہے جس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا کہ مینہہ تو اللہ کی رحمت سے برستا ہے لیکن یہ مشرکین مکہ اپنی نادانی سے اس بات کے قائل ہین کہ تارون کی گردش سے مینہہ برستا ہے -

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ○ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ○

اور اگر ہم چاہتے اٹھاتے ہر بستی مین کوئی ڈرانیوالا سو تو کہا نہ مان منکرون کا اور مقابلہ کر اونکا اس سے بڑے زور سے

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسی اشعری کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہہ کے پانی کی اور اچھے برے لوگون کی مثال اچھی بری زمین کی بیان فرمائی ہے مینہہ کے ذکر کے بعد قرآن شریف کا جو ذکر فرمایا اوس کا مطلب اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح مینہہ کا پانی عام فائدے کے لئے برستا ہے لیکن اوس سے

فائدہ فقط اچھی زمین کو پونہچتا ہے اور بری زمین مین وہ پانی بالکل رائگان جاتا ہے اسی طرح قرآن کی نصیحت اگرچہ عام لوگون کے فائدے کے لئے ہے لیکن اس نصیحت سے فائدہ فقط اون ہی لوگون کو پونہچتا ہے جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب مین نیک ٹھہر چکے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالی کے علم غیب مین برے قرار پا چکے ہیں اون کے حق مین قرآن کی نصیحت اسی طرح رائگان ہے جسطرح بری زمین مین مینہہ کا پانی رائگان جاتا ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ اے رسول اللہ کے اگر اللہ چاہتا تو تم پر سے نبوت کا بوجھہ ہلکا کر کے ہر ایک بستی مین جدا رسول بھیجدیتا لیکن اس صورت مین تمہارا عقبی کا اجر کم ہو جاتا اس لئے تمہارا عقبی کا اجر بڑھانے کے واسطے اللہ تعالی نے تم کو ہر ایک قوم کا رسول بنایا ہے تم ان مشرکین مکہ کی کوئی بیہودہ بات نہ مانو اور یہ سمجھہ لو کہ ہر ایک بستی مین بھی اگر رسول بھیجا جاتا تو راہ راست پر وہی لوگ آتے جنکا راہ راست پر آنا اللہ تعالی کے علم غیب مین قرار پا چکا ہے اسلئے اے رسول اللہ کے تم بڑی کوشش سے ان لوگون کو قرآن کی آیتین سناتے رہو اللہ تمہاری مدد کریگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو ہریرہ کی روایۃ کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین لوگون کی کولیان بھر بھر کر اونہین دوزخ کی آگ مین گرنے سے روکتا ہون مگر لوگ کیڑے پتنگون کی طرح آگ مین گرنے کی جرأت کرتے ہین اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وجاہدہم بہ جہاداً کبیرا کی تعمیل کس طرح مستعدی سے فرماتے تھے کیونکہ ظاہر مین اگرچہ آپ لوگون کی کولیان نہین بھرتے تھے لیکن دلی مضبوط ارادہ سے آپ نے اس طرح کی کوشش قرآن کی مخالفت سے روکنے مین کی جس طرح کوئی شخص کسی کی کولی بھر کر اوس کو برے کام سے روکتا ہے مشرکین مکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ سے کہا کرتے تھے کہ آپ برس دن ہمارے بتون کی پوجا کر لیا کرین اور ہم برس دن تک اللہ کی عبادت کر لیا کرین تو پھر آپکا اور ہمارا کوئی جھگڑا باقی نہین رہے گا مشرکین کی ایسی باتون کی طرف التفات نہ کرنے کا مطلب فلا تطع الکافرین سے ادا فرمایا گیا ہے چنانچہ زیادہ تفصیل اسکی سورہ الزمر مین آویگی -

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا

اور وہی ہے جسنے ملے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا اور یہ کھاری ہے کڑوا اور رکھا ان دونون کے بیچ پردہ اور اوٹ روکے ہوئے

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ زمین کے نیچے پانی ہے کسواسطے کہ جہان سے زمین کو کھودا جائے وہان سے پانی نکلتا ہے پھر کہین سے کھاری پانی نکلتا ہے اور کہین سے میٹھا اور زمین کے نیچے دونون پانی ملنے نہین پاتے اسی طرح زمین کے اوپر میٹھی ندیان اور چشمے جو جاری ہین اون مین کھاری پانی کا کوئی چشمہ اوبل کر نہین مل سکتا حاصل کلام یہ ہے کہ آیۃ مین میٹھے دریا سے زمین کے نیچے کا دریا مراد ہے جس مین سے میٹھے کوئین کھودنے سے نکلتے ہیں اور میٹھی ندیان اور چشمے جو جاری ہیں وہ بھی اس مین داخل ہین کھاری پانی کے دریاؤن مین دریائے ہند دریائے یمن دریائے چین اور دریائے روم وغیرہ سب داخل ہین تہے پانی کا کوئی میٹھا دریا زمین پر نہین ہے بعضے مفسرون نے یہ جو کہا ہے کہ میٹھے پانی کا تھا ہوا دریا کوئی شاید زمین کے اوپر ایسا ہو جو لوگون کی نظرون سے غائب ہو یہ قول درست نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اس آیۃ مین اپنی پیدا کی ہوئی نعمتون کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ لوگ اللہ کی نعمتون کو پہچان کر اللہ کا شکر ادا کرین پھر جو چیز آنکھون کے سامنے ہی نہین وہ کیونکر پہچانی جاسکتی ہے اور بغیر پہچانے اوس کا شکریہ کیا ادا ہو سکتا ہے حاصل مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ یہ بھی اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے کہ اوس نے میٹھے اور کھاری دریا زمین کے اوپر اور نیچے پیدا کئے اور وقت مقررہ تک ایک کو دوسرے کے ملنے

سے روک دیا اذا السماء انفطرت میں آویگا کہ پہلے صور کے وقت زمین جب اڑجاویگی تو میٹھے کھاری سب دریا مل جاوینگے اس سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ میٹھے اور کھاری دریاؤں کے نہ ملنے کا انتظام ایک وقت مقررہ تک ہے مسند امام احمد ترمذی ابوداؤد وغیرہ میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے پانی کو پاک فرمایا ہے عبداللہ بن عمر کی یہ ایک روایت جو مشہور ہے کہ سمندر کے پانی کے نیچے آگ ہے اس لئے سمندر کے پانی سے وضو غسل کچھ جائز نہیں ہے یہ روایت ابوداؤد میں ہے لیکن اس روایت کو امام بخاری اور خود ابوداؤد نے ضعیف قرار دیا ہے صحیح مسلم ترمذی وغیرہ میں سفینہؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پانی کے پیمانے کے اختلاف کے سبب سے دس سیر پانی کے اندازہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہایا کرتے تھے اس حدیث سے علماء نے یہ بات نکالی ہے کہ آدمی کو دریا کے کنارہ پر بھی زیادہ پانی سے نہ نہانا چاہیے اسلئے بعضے علماء نے دریا کے کنارہ پر بھی زیادہ پانی سے نہانے کو حرام کہا ہے اور بعضوں نے مکروہ یہ سفینہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ہیں جسطرح کشتی پر بوجھ لادتے ہیں اسی طرح یہ سفینہ اپنے ساتھ سفر میں بوجھ بہت رکھتے تھے اسلئے لوگوں نے ان کا نام سفینہ رکھدیا ان کا اصلی نام مہران ہے سفینہ عربی زبان میں کشتی کو کہتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ○

اور وہی ہے جسنے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھیرایا اس کا جد اور سسرال اور ہے تیرا رب سب کر سکتا

اس آیۃ میں قدرت کی ایک اور نشانی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کا پتلہ پانی جیسی پتلی چیز نطفہ سے بنایا صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ عورت کے رحم میں چالیس دن تک نطفہ رہکر پھر اوس کا جما ہوا خون اور پھر اوس خون کا گوشت بن جاتا ہے اور اوس گوشت سے بچہ کا پتلہ تیار ہو جاتا ہے پانی جیسی پتلی چیز نطفہ سے جس طرح اولاد آدم کا پتلہ تیار ہوتا ہے اوس کا حال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے پھر فرمایا اولاد آدم کے پیدا ہونے کے بعد بیاہ ہونے سے پہلے انسان کا نام باپ دادا سے چلتا ہے کہ یہ لڑکا زید کا بیٹا یا یہ لڑکی زید کی بیٹی ہے اور بیاہ ہو جانے کے بعد لڑکا دوسرے خاندان کا داماد بن جاتا ہے اور لڑکی دوسرے خاندان کی بہو بن جاتی ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہؓ کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسے گا جسکی تاثیر سے ہر ایک مردہ شخص کا جسم تیار ہو جاویگا اور پھر ہر ایک جسم میں روح پھونکی جاکر حشر قائم ہو جاویگا یہ حدیث وکان ربک قدیرا کی گویا تفسیر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس صاحب قدرت نے اولاد آدم کی پہلی پیدائش کے وقت پانی جیسی پتلی چیز سے مٹی کا کام لیا دوسری پیدائش کے وقت اوس کو ایک مینہ کے پانی میں مٹی سے مٹی کا کام لینے کی تاثیر کا پیدا کر دینا کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ ایک مینہ کی تاثیر سے کھیتی کی پیدائش کا کام جو ہر سال لیا جاتا ہے وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ○

اور پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز کہ نہ بھلا کرے انکا اور نہ برا اور ہے منکر اپنے رب کی طرف سے پیٹھ دے رہا

انسان کو اوس کی ضرورت کی چیزوں کو پیدا کرنے کا ذکر اوپر فرما کر اس آیۃ میں فرمایا یہ مشرک لوگ بڑے نادان ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے کی خالص عبادت کو چھوڑ کر پتھر کی ایسی مورتوں کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں شریک کرتے ہیں کہ جنکے اختیار میں نہ کسی کچھ فائدہ

نہ نقصان ۔ اللہ تعالیٰ کے اختیار مین انسان کا جو فائدہ ہے وہ تو سب کی آنکھون کے سامنے ہے کہ اوسنے انسان کو انسان کی سب ضرورت کی چیزون کو اس طرح اپنی قدرت سے پیدا کیا کہ اس مین کوئی اوس کا شریک نہین ہے اور اسی کے اختیار مین انسان کا جو کچھہ نقصان ہے اوس کا حال بھی ان لوگون کو جتلا دیا گیا ہے کہ اوس صاحب قدرت نے قوم نوح سے لیکر قوم فرعون تک بہت سی نافرمان قومون کو طرح طرح کے عذابون سے ہلاک کر دیا اور کوئی اوس کے بھیجے ہوئے عذاب کے نقصان کو کسی طرح ٹال نہ سکا وکان الکافر علی ربہ ظہیرا کی تفسیر سلف نے دو طرح سے بیان کی ہے ایک تو یہ کہ ظہیر کے معنے مددگار کے لیے جاوین جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ یہ منکر شریعت لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے شیطان کو مدد دیتے ہیں اور شیطان کے مددگار بنتے ہین کیونکہ شیطان یہی چاہتا ہے جو یہ لوگ کرتے ہین دوسری تفسیر یہ ہے کہ ظہیر کو ظہر سے لیا جاوے جسکے معنے پیٹھہ کے ہین اس معنے کا حاصل کسی چیز سے بے پروائی کرنے اور اوس کو پیٹھہ کے پیچھے ڈالدینے کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کے بہکانے سے ان منکر شریعت لوگون نے احکام الٰہی کو پیٹھہ کے پیچھے ڈال رکھا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی انکو انکے حال پر چھوڑ دیا کیونکہ مجبور کر کے کسی کو راہ راست پر لانا انتظام الٰہی کے برخلاف ہے ۔ انتظام الٰہی کے موافق دنیا کو نیک و بد کے امتحان کے لیے پیدا کیا گیا ہے کسی کو مجبور کرنے سے وہ امتحان کا موقع باقی نہین رہتا حافظ ابوجعفر ابن جریر نے ان دونون طرح کے سلف کے قولون مین سے پہلے قول کو قوی ٹھیرایا ہے اور فارسی ترجمہ مین بھی اسی قول کو لیا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو بھول کر جو لوگ اللہ تعالیٰ کی تعظیم مین دوسرونکو شریک کرتے ہیں اونسے بڑھ کر دنیا مین کوئی گنہ گار نہین جن لوگونکا ذکر آیۃ مین ہے انکی گنہگاری کا حال اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتا ہے ۔

منزل ۴

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝

اور تجھکو ہمنے بھیجا یہی خوشی اور ڈر سنانیکو تو کہہ مین نہین مانگتا تمسے اسپر کچھہ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ رکھے اپنے رب کیطرف راہ

اوپر کی آیۃ مین جن لوگونکا ذکر تھا جب وہ ہر وقت کی قرآن کی نصیحت کو سنکر شرک سے باز نہین آتے تھے تو اس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج ہوتا تھا اس لیے فرمایا اے رسول اللہ کے رنج کی کوئی بات نہین ہے تمہارا کام اتنا ہی ہے کہ شرک سے باز آنے والون کو عقبیٰ کی بہبودی کی خوشی اور شرک سے باز نہ آنے والون کو آخرت کے عذاب کا ڈر سنا دو اسکے بعد اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین جو لوگ نیک ٹھہر چکے ہین انکے دل پر ضرور قرآن کی نصیحت کا اثر ہوگا اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین بد قرار پا چکے ہیں وہ مرتے دم تک برے کامون کو اچھا جانتے رہین گے اور قرآن کی نصیحت کا کچھہ اثر انکے دل پر پیدا نہ ہوگا پھر فرمایا ان لوگونسے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ مین اس نصیحت کی کچھہ مزدوری تم لوگون سے نہین مانگتا تاکہ اس مزدوری کے بارسے تم کو قرآن کی نصیحت کا سنا شاق گزرے پابند شریعت بنکر عقبیٰ کی بہبودی کی نیت سے کوئی شخص صدقہ خیرات کرے تو وہ اور بات ہے مگر مجھکو موافق مخالف کسی سے نصیحت کی مزدوری کا لینا جائز نہین ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے حضرت علی کی حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم غیب کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین یہ لکھہ لیا ہے کہ دنیا مین پیدا ہونے کے بعد کون شخص جنت مین جانیکے قابل کام کریگا اور کون دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل

ابجس قابل ہر ایک شخص پیدا ہوا ہے مرتے دم تک ویسے ہی کام اوس سے بن آتے ہین اس حدیث کو آیتون کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ مشرکین مکہ مین سے جو لوگ اللہ کے علم غیب مین بد اور دوزخ مین جھونکے جانے کے قابل ٹھہر چکے تھے اگرچہ ہر وقت ادن کو قرآن کی نصیحت سنائی گئی اور یہی جتلایا گیا ہے کہ اس نصیحت پر کوئی مزدوری تم لوگون سے نہین مانگی جاتی لیکن مرتے دم تک وہ شرک سے باز نہ آئے جس جرم کی سزا مین ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار پا کر دنیا سے اوٹھ گئے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۚ الَّذِي خَلَقَ

اور بہروسہ کر اوس جیتے پر جو نہین مرتا اور یاد کر اسکی خوبیاں اور وہ بس ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار جسنے بنائے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ○

آسمان اور زمین اور جو کچھہ انکے بیچ مین ہے چھہ دن میں پھر قائم ہوا تخت پر وہ بڑی مہر والا سو پوچھہ اسکے جو اسکی خبر رکھتا ہو

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ○ ۱

اور جب کہے انکو سجدہ کرو رحمٰن کو کہیں رحمٰن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگیں ہم جسکو تو فرماویگا اور بڑھتا ہے انکا بدکنا

نصف ع ۱۲ ۵

توکل کے معنے اللہ پر بہروسہ رکھنے کے ہین وعظ و نصیحت پر اجرت لینے کی مناہی فرما کر ان آیتون مین فرمایا اے رسول اللہ کے تم تو اپنے سب کامون کا بہروسہ اللہ پر رکھو کہ اوس کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے اور اللہ کے انتظام مین ہر کام کا وقت مقرر ہے اسواسطے کسی کام کا بہروسہ اللہ کی ذات پر رکھنے کے بعد اگر اوس کام مین کچھہ دیر ہو تو وقت مقررہ تک صبر کرنا چاہیئے تاکہ اللہ پر بھروسہ رکھنے کا اور صبر کا دونون کا اجر ملے صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ اللہ پر بہروسہ رکھنے والے لوگ قیامت کے دن بلا حساب جنت مین جاوینگے بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایتہ ہے کہ صبر سے بہتر کوئی چیز دنیا مین انسان کو نہین دی گئی مطلب یہ ہو کہ جب تک آدمی کے مزاج مین صبر نہ ہو تو نہ آدمی گناہ سے بچنے کی برداشت کر سکتا ہے نہ نیک کامون کے کرنے کی یہ تکلیف گوارا کر سکتا ہے کہ مثلاً جاڑہ مین وضو کرے یا گرمی مین روزہ رکھے۔ ان حدیثونسے توکل اور صبر کی فضیلت اچھی طرح سمجھہ مین آجاتی ہے اور یہ بات بھی سمجھہ مین آجاتی ہے کہ توکل کے لئے صبر لازمی ہے پہر فرمایا اے رسول اللہ کے اللہ تعالیٰ نے تمکو خاتم الانبیا بنانے کی نعمت جو دی ہے اسکے شکریہ مین تم کثرت سے اللہ کی عبادت کیا کرو صحیح بخاری و مسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے روایتہ ہے کہ تہجد کی نماز مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک کہڑے ہوتے تھے کہ آپکے پیرون پر ورم آجاتا تھا یہ حالت دیکھکر لوگون نے آپ سے کہا کہ حضرت اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشدیئے ہیں پہر آپ عبادت مین اس قدر کوشش کیون کرتے ہین اسکے جواب مین آپ نے فرمایا کیا مین اللہ تعالیٰ کی نعمتونکا شکریہ ادا نہ کرون نبوت کے شکریہ مین کثرت سے عبادت کرنے کا جو حکم ہے اوس کی تعمیل مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر کوشش کرتے تھے اسکی تفسیر اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آسکتی ہے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے کہ لوگون کے رات کے عملون کا اعمال نامہ دن سے پہلے اور دن کے عملونکا اعمال نامہ رات سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ مین پیش ہو جاتا ہے آگے یہ جو فرمایا کہ لوگون کے سب گناہونکی اللہ کو خبر ہے اسکی تفسیر اس حدیث سے اچھی طرح سمجھہ مین آجاتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ

کے علم غیب سے کوئی چیز باہر نہیں ہے مگر قیامت کے دن لوگوں کو قائل کرنے اور ہر شخص کو اُس کے عمل یاد کرنے کے لئے ہر روز صبح و شام
لوگوں کے اعمال نامے اللہ تعالیٰ کے روبرو میں پیش ہو جاتے ہیں قیامت کے دن اون ہی اعمال ناموں کے موافق جزا و سزا کا فیصلہ
ہو جاویگا آگے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چھ دن میں آسمان و زمین سب کچھ پیدا کیا اسواسطے آسمان و زمین میں کوئی چیز اُسکے علم سے باہر نہیں
ہو سکتی اسے رسول اللہ کے تم کو جو بات معلوم نہ ہو وہ اللہ ہی سے پوچھو کہ تمام مخلوقات اوسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اوسی کو تمام
مخلوقات کا پورا حال معلوم ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو ایک لمحہ میں آسمان و زمین سب کچھ پیدا کر دیتا لیکن چھ دن کی مدت میں آسمان و زمین
کے پیدا کرنے میں یہ حکمت ہے کہ انسان اس عادت آلہی کو سیکھ کر ہر کام سہولت سے کرے کسی کام میں عادت سے بڑھکر جلدی نہ کرے
کہ اس طرح کی جلدی شیطان کی عادت میں داخل ہے چنانچہ مسند ابی یعلی میں انس بن مالک کی صحیح روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہر کام میں سہولت عادت آلہی ہے اور حد سے زیادہ جلدی عادت شیطانی ہے استوا علی العرش اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے
اور اس طرح کی صفات کی آیتیں متشابہات کہلاتی ہیں سورہ آل عمران میں گذر چکا ہے کہ اس طرح کی آیتوں پر ایمان لانا اور اونکی تفصیلی
کیفیت کو علم آلہی پر منحصر رکھنا صحابہ اور تابعین کا طریقہ ہے اوپر اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا ذکر تھا کہ اوس نے اپنی مہربانی سے انسان کو انسان
کی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا اور یہ بھی ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں اور نعمتوں کا شکریہ یہی ہے کہ خالص دل سے اللہ کی
عبادت کرے آخر آیت میں فرمایا اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی صفت کے سبب سے اوس کا نام رحمان بھی ہے لیکن ان مشرکین مکہ کے روبرو
جب اللہ تعالیٰ کا یہ نام لیا جاتا ہے تو یہ لوگ بہت بدکتے ہیں حالانکہ یہ مشرک لوگ اہل کتاب سے ملتے رہتے ہیں جس سے ان کو یہ معلوم
ہو چکا ہے کہ توراۃ میں اللہ تعالیٰ کا یہ نام موجود ہے اس آیت کے پڑھنے والے اور سننے والے دونوں کو یہاں سجدہ کرنا چاہیئے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ○ وَهُوَ الَّذِیْ

بڑی برکت ہے اسکی جسنے بنائے آسمان میں برج اور رکھا اُسمیں چراغ اور چاند اجالا کرنیوالا اور وہی ہے

جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ○

جسنے بنائے رات اور دن بدلتے اُسکے واسطے جو چاہے دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ایک اور نشانی بیان فرمائی سورہ یونس اور سورہ الحجر میں گزر چکا ہے کہ آسمان میں بارہ برج
ہیں اور ہر برج میں تیس تیس درجے سورج ہر روز میں ایک درجہ کو اور ایک سال میں بارہ برجوں کو طے کرتا ہے سورج کے اس دورہ سے جاڑا
گرمی برسات کی فصلیں ہوتی ہیں جس دورہ کو سورج برس دن میں طے کرتا ہے اوسکو چاند اٹھائیس دن میں پورا کرتا ہے اور جس طرح سورج
کا دورہ فصلوں کے لئے ہے اسی طرح چاند کا دورہ مہینوں اور سال کے حساب کے لئے ہے چاند کے دورہ کے حساب سے جو بارہ مہینے
پیدا ہوتے ہیں اسلام سے پہلے مشرکین مکہ نے اس حساب کو بدل ڈالا تھا ملت ابراہیمی میں جو مہینے لڑائی کی ممانعت کے تھے اون مہینوں
میں اگر لڑائی کی ضرورت پڑ جاتی تھی تو مثلاً محرم کا نام صفر رکھکر محرم میں لڑائی جائز کر لیتے تھے سورہ التوبہ میں اس کا ذکر تفصیل سے
گذر چکا ہے اور صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابی بکرہ کی یہ حدیث بھی گزر چکی ہے کہ حجۃ الوداع کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

منزل ۴

اس رسم کو موقوف کر دیا اگرچہ بعضے سلف نے برجون کے معنے بڑے تارون کے کیے ہین لیکن حافظ ابوجعفر ابن جریر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ برجون کے معنے بڑے مکانون کے ہین سورہ النسا مین بروج کا لفظ مکانون کے معنے مین آچکا ہے جس سے حافظ ابوجعفر ابن جریر کی ترجیح صحیح معلوم ہوتی ہے چراغ سے مطلب سورج ہے حسن بصریؒ کے قول کے موافق رات کا دن کے بدلے مین اور دن کا رات کے بدلے مین آنے کا یہ مطلب ہے کہ جس شخص کی رات کی کوئی عبادت فوت ہو جاوے تو دن کو اور دن کی کوئی عبادت فوت ہو جاوے تو رات کو اوسے پورا کر لیوے رات دن کے ذکر کے بعد یاد الٰہی اور شکر گزاری کا تذکرہ جو فرمایا اس سے حسن بصریؒ کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے صحیح مسلم مین ابوذرؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر رات کو اپنا رحمت کا ہاتھ اس لئے پھیلاتا ہے کہ دن کا گنہگار رات کو توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے رحمت کے ہاتھ سے اسکے گناہون کو مٹا دیوے اور دن کو اپنا رحمت کا ہاتھ اسی طرح رات کے گناہون کی معافی کے لیے پھیلاتا ہے رات کا دن کے بدلے اور دن کا رات کے بدلے مین آنیکا مطلب اس حدیث کے موافق یہ ہے کہ رات کے گناہون کی توبہ کیلئے دن اچھا بدلہ ہے اور دن کے گناہون کی توبہ کے لئے رات اچھا بدلہ ہے ۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝

اور بندے رحمٰن کے جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں اور جب بات کرنے لگیں اُنسے بے سمجھ لوگ کہیں صاحب سلامت

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

اور جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدے میں یا کھڑے اور وہ جو کہتے ہیں اے رب ہٹا ہمسے دوزخ کا عذاب

جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ

بیشک اسکا عذاب بری چمٹی ہے اور وہ بری جگہ ہے ٹھیراؤ کی اور بری جگہ رہنے کی اور وہ کہ جب

اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝

خرچ کرنے لگیں نہ اڑا دیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اسکے بیچ ایک سیدھا گزران

اوپر اون لوگونکا ذکر تھا جنکے روبرو اللہ کی صفت رحمٰن بیان کی جاتی تھی تو وہ بدکتے تھے ایسے لوگون کے قائل کرنے کے لئے ان آیتون مین اللہ تعالیٰ نے رحمٰن کے بندون کے پتے سے اپنے نیک بندون کی یہ چند صفتین بیان فرمائین کہ وہ لوگ جب زمین پر چلتے پھرتے ہین تو اترا کر نہین چلتے صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلی امتون مین سے بعضے اترا کر چلنے والون کو اللہ تعالیٰ نے زمین مین دھنسا دیا ہے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے کہ زمین پر اترا کر چلنے پھرنے کی عادت اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے اسی واسطے جن لوگون مین یہ عادت نہین ہے ان آیتون مین اللہ تعالیٰ نے انکی تعریف فرمائی ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندون مین یہ بھی اچھی عادت ہے کہ جب کوئی ناسمجھ آدمی انسے سخت بات کہوے تو وہ نرم جواب سے اوس کو ٹال دیتے ہین صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس مین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درگزر کرنے والے شخص کی اللہ تعالیٰ عزت بڑھا دیتا ہے اس حدیث سے درگذر کی عادت کا اچھاپن اچھی طرح سمجھ مین آجاتا ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندون مین یہ بھی اچھی عادت ہے کہ وہ رات

نماز پڑھتے رہتے ہیں صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرض نماز کے بعد رات کی نماز کی فضیلت اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے پھر فرمایا ان رحمن کے بندوں میں یہ بھی عادت ہے کہ وہ دوزخ کے عذاب سے بچنے کی دعا مانگتے رہتے ہیں کیونکہ اونہیں معلوم ہے کہ دوزخ برا ٹھکانہ ہے اور اسکا عذاب سخت ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا رہے گا تو اللہ تعالی اوسے دوزخ کی آگ سے بچا دیگا اس حدیث سے دوزخ کے عذاب سے بچنے کی دعا کا فائدہ اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے پھر فرمایا ان رحمن کے بندوں میں یہ بھی عادت ہے کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے وقت اور خرچ کرنے سے ہاتھ کو روکتے وقت شریعت کی حد سے نہیں بڑھتے صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ سے اور معتبر سند سے مسند امام احمد میں عبداللہ بن عباس سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ نیک کام میں خرچ کرنے والوں کے مال کے بڑھنے اور ایسے خرچ سے ہاتھ کو روکنے والوں کے مال کے گھٹ جانے کے لئے ہر روز اللہ کے دو فرشتے دعا مانگتے رہتے ہیں مگر جس شخص کے ذمہ کسی کا کچھ قرض ہو تو اوسکو چاہیے کہ قرض کی ادائی کے موافق مال بچا کر خیرات کرے آیتوں کے مطلب میں اوپر یہ جو بیان کیا گیا کہ خرچ کرنے میں اور خرچ سے ہاتھ کو روکنے میں شریعت کی حد سے نہ بڑھنا چاہیے اسکی تفسیر ان روایتوں سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مثلاً کوئی قرضدار ادائے قرضہ کا خیال نہ رکھے اور اپنا سارا مال صدقہ خیرات میں خرچ کر دے تو وہ اس خرچ میں گویا حد شریعت سے بڑھ گیا اسی طرح ہر طرح کی گنجائش کے ہوتے ہوئے جو شخص صدقہ خیرات سے ہاتھ کو روکے گا تو وہ بھی خرچ سے ہاتھ کو روکنے میں یہاں تک حد شریعت سے دور جا پڑے گا کہ ایسے شخص کے مال کے گھٹ جانے کی بددعا اللہ کے فرشتوں کی زبان سے نکلے گی۔

۵

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

اور وہ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے مگر جہاں چاہیے

وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑے گناہ میں دونا ہو اسکو عذاب دن قیامت کے اور

وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ

پڑا رہے اسمیں خوار ہو کر مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو انکو بدل دیگا اللہ

سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ

برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے نیک کام سو وہ پھر

اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ

آتا ہے اللہ کی طرف پھر آنیکی جگہ اور وہ جو شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب ہو نکلیں کھیل کی باتوں پر نکل جاویں بزرگی سے

إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا

اور وہ کہ جب اُنکو سمجھایے اُنکے رب کی باتیں نہ پڑیں اُنپر بہرے اندھے اور وہ جو کہتے ہین اے رب دے ہمکو

مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ

ہماری جوروں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہمکو پرہیزگاروں کے آگے اُنکو بدلا ملیگا

الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا

کوٹھے جھروکے اسپر کہ ٹھہرے رہے اور لینے آویگے اُنکو وہاں دعا اور سلام رہا کرینگے اسمین خوب جگہ ہے ٹھہراؤ کی

وَمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا

اور خوب جگہ رہنے کی ۔ تو کہہ پرواہ نہین رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم نہ پکارا کرو سو تم جھٹلا چکے اب آگے ہوتا ہے بھیڑیا

صحیحین مین حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت سے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی گئی ہے اس مین عبداللہ بن مسعود کہتے ہین کہ ایک روز مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت دنیا مین سب سے بڑا گناہ کون سا ہے آپ نے فرمایا کہ جس اللہ نے بندہ کو پیدا کیا ایک تو اوس اللہ کی عبادت یا قدرت مین کسی دوسرے کو شریک ٹھیرانا بڑا گناہ ہے مین نے پوچھا اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا تنگدستی کے خوف سے آدمی کا اپنی اولاد کو قتل کر ڈالنا مین نے پوچھا پھر اسکے بعد کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا پڑوس کی عورت سے بدکاری کا کرنا آپکے اس قول کی تصدیق مین اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی بعضے مفسرین نے اس شان نزول مین یہ شبہ جو پیدا کیا ہے کہ آیۃ مین تو عام طور کے قتل اور زنا کا ذکر ہے اور حدیث مین خاص طور پر اولاد کے قتل اور پڑوس کی عورت سے زنا کا ذکر ہے پھر حدیث کی تصدیق آیۃ سے کیونکر نکل سکتی ہے اس کا جواب حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین یہ دیا ہے کہ جب آیۃ سے عام طور کا قتل اور زنا گناہ ٹھہرا اور شریعت مین اولاد کے ساتھ شفقت کرنے کا اور پڑوس کی عزت وحرمت کا پاس رکھنے کا حکم ہے تو اولاد کا قتل کرنا اور پڑوس کی عورت سے بدکاری کا کرنا بہت بڑا گناہ ٹھہرا اس طرح آیۃ سے حدیث کی تصدیق نکل آئی اس آیۃ مین توبہ کے ذکر کا جو ٹکڑا ہے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایۃ سے صحیح بخاری مین اس ٹکڑے کی شان نزول یون بیان کی گئی ہے کہ جب اوپر کا ٹکڑا آیۃ کا نازل ہوا تو قریش نے کہا کہ ہم تو شرک قتل زنا سب کچھ کیا ہے پھر ہمارے لئے دائرہ اسلام مین داخل ہونا کیا مفید ہو سکتا ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ توبہ کے ذکر کا ٹکڑا نازل فرمایا اور یہ تو اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اس بات کے قائل ہین کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کر ڈالے تو اسکی توبہ قبول نہین لیکن جمہور سلف کا عقیدہ یہی ہے کہ توبہ سب کی قبول ہوتی ہے فقط اتنا ہے کہ مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور اسکی توبہ کا قبول کرنا اور قاتل کو بغیر مواخذہ کے بخش دینا اللہ کی مرضی پر منحصر ہے حاصل مطلب ان آیتون کا۔ کہ رحمان کے بندون کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ نہ اللہ کی عبادت مین کسی دوسرے کو شریک کرتے ہین نہ بغیر حکم شریعت کے کسی کے قتل کے درپے ہوتے ہین حکم شریعت مین ایک تو قاتل کا قتل کرنا بطور قصاص کے آیا ہے یا اوس شخص کا جو اسلام سے پھر جاوے یا بیاہے ہوئے بدکار مرد عورت کا پھر فرمایا ان رحمان کے بندون کی عادت بدکاری بھی نہین ہے پھر فرمایا

جو شخص شرک قتل ناحق اور بدکاری میں گرفتار ہوگا اور اسی حال میں مرجاویگا تو ایسا شخص شرک کے سبب سے ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور سوائے شرک کے اور گناہوں کی سزا جدا اوسکو بھگتنی پڑیگی کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ مشرک کی کسطرح بخشش نہیں ہے ہاں مرنے سے پہلے جو شخص ان باتوں سے توبہ کرے گا اور شرک کو چھوڑکر ایماندار بن جاوے گا اور اپنی توبہ کو سچا کرنے کے لئے توبہ کے بعد نیک کاموں میں مصروف رہیگا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی برائیوں کو اسطرح بھلائیوں سے بدل دینے لگا کہ ایسے شخص کے شرک کے زمانہ کے سب گناہ معاف کردیگا اور آیندہ گناہونکی جگہ نیک کاموں کی توفیق دلوے گا کیونکہ اللہ غفور الرحیم ہے فاولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات کی یہی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق ہے جو اوپر بیان کی گئی پھر فرمایا جو شخص خالص دل سے توبہ کرتا ہے اور توبہ کے بعد اپنی توبہ کو سچا کرنے کے لئے نیک کاموں میں لگا رہتا ہے اوسکی توبہ خالص ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص توبہ کے بعد بھی توبہ سے پہلے جیسے کاموں میں لگا رہے گا تو اوسکی توبہ کسی کام کی نہیں معتبر سند سے طبرانی میں ابوذرؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص توبہ کے بعد پورا نیک بنگیا تو اوس کے پچھلے گناہ معاف ہوجاویں گے نہیں تو اگلے پچھلے سب گناہوں کا مواخذہ ہوگا اس حدیث سے ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا کا مطلب وہی قرار پاتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا بری بات یا بری چیز کو اچھی صورت میں ظاہر کرنا اسی کو زور اور جھوٹی بات جھوٹی ہی صورت میں ہو تو اوسکو لغو کہتے ہیں اسمیں شرک اور بتونکی جھوٹی تعظیم اور سب گناہ داخل ہیں اس لئے آگے کی آیتہ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ شیطان نے شرک جیسی بری چیز کو اچھی صورت میں ظاہر کیا ہے وہ رحمان کے بندے اوسکو جھوٹی بات جانکر شرک کے پاس نہیں پھٹکتے اور منکر شریعت لوگوں کو خلاف شریعت باتیں کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو لڑائی کا حکم نہ ہونے کے سبب سے درگزر کر جاتے ہیں پھر فرمایا ان رحمان کے بندوں میں یہ بھی اچھی عادت ہے کہ منکر شریعت لوگوں کی طرح دین کی سننے کی باتوں کو بہرے بنکر نہیں سنتے اور آنکھوں سے دیکھنے کی قدرت کی نشانیوں کو اندھے بنکر نہیں دیکھتے بلکہ جو کچھ سنتے اور دیکھتے ہیں ان کے دل پر اوس کا اثر ہوتا ہے پھر فرمایا ان رحمٰن کے بندوں میں ایسے بھی لوگ ہیں جو خود تو دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے ہیں مگر اون کے بیوی بچے ابھی نعمت اسلام سے محروم ہیں اس لئے یہ رحمٰن کے بندے اپنے بیوی بچوں کے حق میں یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ یا اللہ ہم کو ہمارے بیوی بچوں کی طرف سے یہ آنکھونکی ٹھنڈک دے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اونکو ایماندار پرہیزگار دیکھ لیں اور ہم کو اون پرہیزگاروں کا امام اور پیشوا بنا دے مطلب یہ کہ ہمکو پرہیزگاری کی زیادہ توفیق دے تاکہ ہمارے بیوی بچے ایماندار اور پرہیزگار بن جانے کے بعد زیادہ پرہیزگاری کی باتیں ہم سے سیکھیں آگے ان رحمٰن کے بندوں کا اچھی انجام بیان فرمایا کہ انہوں نے دنیا میں دین کی پابندی کے سبب سے طرح طرح کی تکلیفیں جو اوٹھائی تھیں اوس کے بدلہ میں ان کو جنت میں جھرونکو دار اونچے محل دیئے جاویں گے عبادہ بن الصامت کی ترمذی وغیرہ کی صحیح روایت کے حوالہ سے اس تفسیر میں یہ کئی جگہ بیان کردیا گیا ہے کہ جنت کے سو درجے

ملنز

ہیں اور نیچے کے درجہ سے اوپر کے درجہ تک پانسو برس کے راستہ کا فاصلہ ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابوسعیدؓ خدری کی روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جنت کے نیچے کے درجہ والے لوگوں کو اوپر کے درجہ کے لوگ اسطرح نظر آویں گے جسطرح زمین پر سے آسمان کے تارے نظر آتے ہیں اس حدیث سے جنت کے محلوں کی بلندی اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے سورۃ الانبیا اور سورۃ الزمر کی آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ جب جنتی لوگ جنت میں جانے لگیں گے تو جنت پر تعینات فرشتے جنتیوں کے استقبال کے لئے جنت کے دروازہ پر آن کھڑے ہوں گے اور سلام علیکم کے بعد جنت میں داخل ہونے اور وہاں ہمیشہ رہنے کی جنتیوں کو مبارکباد دیویں گے اور یہ کہویں گے کہ دنیا میں جس جنت کے ملنے کا تم سے وعدہ تھا آج اوس جنت میں داخل ہونے کا دن ہے سورہ الانبیا اور سورۃ الزمر کی آیتیں یلقون فیہا تحیۃ وسلاما کی گویا تفسیر ہے۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہو جاویں گے تو اللہ کے فرشتے ڈھنڈورے کے طور پر پکار پکار کہویں گے کہ اب تو تم لوگ ہمیشہ صحت و سلامتی سے اس عیش و آرام میں رہو گے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ جنتیوں کو جنت میں ہمیشہ رہنے کا حکم قیامت کے دن ڈھنڈورے کے طور پر سنا دیا جاویگا صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انسؓ بن مالک کی حدیث کئی جگہ گذر چکی ہے کہ جنت میں تھوڑی سی جگہ تمام دنیا سے بہتر ہے یہ حدیث حسنت مستقرا ومقاما کی گویا تفسیر ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے معاذؓ بن جبل کے روایت کئی جگہ گذر چکی ہے جسمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اوسکی عبادت میں کسی غیر کو شریک نہ کریں اس حق کے پورا ہو جانے کے بعد بندوں کا حق اللہ پر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا دے اس حدیث کو آخری آیۃ کے ساتھ ملانے سے یہ مطلب ہوا کہ یہ مشرکین مکہ اللہ کی عبادت میں غیروں کو جو شریک کرتے ہیں اور اللہ کے کلام اور اوس کے رسول کو جھٹلاتے ہیں تو انکا اللہ پر کچھ یہ حق نہیں ہے کہ اللہ ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا دے اسواسطے اللہ کو ان کے ہمیشہ دوزخ میں جلنے کی کچھ پروا نہیں مشرکین میں کے بڑے بڑے کلام الٰہی اور اللہ کے رسول کے جھٹلانے والوں پر دنیا اور آخرت کا یہ عذاب بدر کی لڑائی میں آیا کہ اس لڑائی میں یہ لوگ دنیا میں بڑی ذلت سے مارے گئے اور مرتے ہی عذاب آخرت میں گرفتار ہو گئے جس عذاب کے جتانے کے لئے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تو تم لوگوں نے اللہ کے وعدہ کو سچا پالیا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی انسؓ بن مالک کی روایت سے یہ بدر کی لڑائی کا قصہ کئی جگہ گذر چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ اکثر سلف نے فسوف یکون لزاما کے وعدہ کا ظہور اسی بدر کی لڑائی کو قرار دیا ہے اور شاہ صاحب نے ترجمہ میں اسی قول کو لیکر لزاما کا ترجمہ بھیڑیا کیا اور فائدہ میں اوسکا مطلب لڑائی کا بتایا ہے سلف کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ لزاما کے معنے لازمی اور دائمی عذاب کے ہیں جسکا ظہور مشرکین مکہ میں کے بڑے بڑے سرکش سرداروں کے حق میں بدر کی لڑائی کے وقت ہوا۔ سورہ فرقان ختم ہوئی ۔

غلط نامہ ترجمہ منزل چہارم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۵	گھیس بیٹھیں	گھس بیٹھیں
۵	۵	گھسے بیٹھے	گھس بیٹھے
۱۹	۶	یہ تو	تو
۲۷	۲	بتائی ہوئی	بنائے ہوئے
۷۰	۴	اپنے دین	اپنے دین میں
۷۶	۳	مشکوک	مانے
۸۱	۲	اورتا	اُوڑتا
۹۰	۲	مشکوک	ساتھہ
۹۳	۲	کھیو	رکھیو
۹۵	۱	ذوالقریین	ذوالقرنین
۹۵	۲	مشکوک	دل دل کی ندی میں
۱۱۳	۳	ایضاً	مرے
۱۴۹	۲	ایضاً	ہے
۱۹۰	۱	ایضاً	جاوے جو
۱۹۱		ہٰرون	ہارون
۲۰۳	۱	تھی	تھے
۲۲۱	۵	بنانے	بناتے
۲۲۶	۳	مشکوک	دوڑتے
۲۴۱	۱	پھٹاکے	پھٹکی
۲۵۵	۲	عاجزی کرنیوا کو	عاجزی کرنیوالوں کو
۲۵۶	۲	مشکوک	کعبہ کے
۲۵۶	۲	ایضاً	نشانی
۲۵۶	۲	بیٹے	بیٹھے
۲۵۷	۲	مشکوک	سنانے والوں کو
۲۵۹	۲	ایضاً	سوائے
۲۵۹	۴	پہلے	سبہلے
۲۵۹	۶	ٹھالایا	جھٹنایا
۲۶۱	۶	محل	محمل
۲۶۶	۱	مشکوک	ملی
۲۶۷	۳	اس سے	اُس نے
۲۷۰	۲	مشکوک	بندگی
۲۷۳	۲	لوگو	اے لوگو
۲۷۴	۳	مشکوک	رکوع
۲۸۰	۴	بعضوں	بعضوں کو
۲۸۳	۱	زائد	الٰہ
۲۸۶	۳	کوڈالا	اڑڈا
۲۸۷	۳	دو	دو راہ
۲۸۸	۱	مشکوک	سبیٹے
۲۹۱	۱	ایضاً	اور
۲۹۵	۴	ایضاً	مارتا
۲۹۶	۳	ایضاً	سات
۲۹۹	۱	زائد	ساہے
۲۹۹	۵	جبون	جبدن
۳۰۸	۱	مشکوک	بدکاری
۳۱۰	۲	بیحلم	بیکلم
۳۱۰	۳	پکڑے	پکڑنی
۳۱۲	۷	ملکی	اُلٹی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۶	۲	مشکوک	غافل
۲۲۸	۱	ایضاً	روشنی
۲۳۰	۲	حسپر	جسپر
۲۳۱	۱	ورا اللہ	ور اللہ
۲۳۱	۱	الا	والا
۲۳۸	۳	مشکوک	پھر آئی
۲۴۱	۲	نرلیں	نہ لیں
۲۴۴	۳	پہلے	پہلے
۲۴۹	۱	مشکوک	قیامت
۲۴۹	۲	ایضاً	سے تیار
۲۴۹	۲	ڈالے	ڈالے جاوینگے
۲۴۹	۲	تنکا	تنکا
۲۵۰	۱	مشکوک	پہلا
۲۵۳	۳	دیکھنے	دیکھنے
۲۵۴	۱	مشکوک	تھاکہ
۲۵۷	۲	ماس	پاس
۲۵۸	۱	کلتی	کتنی
۲۵۹	۱	زائد	راہ
۲۶۱	۱	پالی	پانی
۲۶۲	۱	مشکوک	ڈرانیوالا
۲۶۳	۱	سنلے	سے ملے

غلط نامہ تفسیر مظہری جلد چہارم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۸	جانتے ہوئے	جانتے ہو
۴	۱۱	یہی دنیا	یہ دنیا
۱۱	۹	رہیں اگے	رہیں گے
۱۲	۱۰	پڑھا نہیں جاتا	ابن ماجہ مسند
۱۴	۱۳	ادنیا	دنیا
۱۵	۹	استغفروا	یستغفروا
۱۶	۱۱	مردو	مردود
۱۹	۶	رشتہ داراں کا	رشتہ داروں کا
۲۰	۱۷	بین اعبداللہ	بن عبداللہ
۲۲	۱۲	عیبر	عنبر
۲۴	۱۸	قلل انذار	ڈال نہیں والا
۲۶	۱۰	سورہ القمر	سورۃ القمر
۳۰	۳	ثوری	ثوری
۳۰	۷	ادرہام	ہام
۳۱	۲۰	پڑھا نہیں جاتا	مقرب
۳۲	۱۵	توبہ و استغفار	توبہ و استغفار
۳۲	۲۲	دکھائی	دہائی
۳۶	۱۴	ان باتوں سے یہی	ان باتوں سے بھی
۳۷	۸	شربت	شربت
۴۰	۱۰	جلال الدسیوطی	جلال الدین سیوطی
۴۸	۱۸	صعیف	ضعیف
۴۸	۱۹	مشکوک	خطیب
۵۱	۱۴	اور	اور
۵۲	۲۱	مشکوک	ان سے
۵۳	۹	ان گول	ان لوگوں سے
۵۹	۱۰	پرنگ	
۶۶	۹	پیپے	چھپے

تصحیح	مشکوک	سطر	صفحہ	تصحیح	غلط	سطر	صفحہ
خضر	خضر	۱۴	۹۴	تصحیح	مشکوک		
پرسنے	پرسنے	۱۵	۹۴	پچپن تادس	ایضاً	۲	۳۲
حاصل	مشکوک	۲	۹۵	ایک تنومند	ایک تنہ ور	۰۲	۳۹
یقینی طور	ایضاً	۱۶	۹۶	عزاد سینہ تپیا	بناؤ سیتہ	۲	۴۲
سہیلی	ایضاً	۲		بالوں میں	بالوں پلیرہ	۱۲	۴۳
بے معلوم	بے معلوم	۱۵	۹۷	والدہ	مشکوک	۱	۵
جاویں گے	جاویں گے	۲۱	۱۰۰	مچھوری	مسوری	۵	۴۸
پھیل جاتے	پھیل جاتے	۱۰	۱۰۳	دیوار دنیا	دنیوار دنیا	۶	۷۷
تو آنحضرت	تو آنحضرت	۸	۱۰۵	ادراجہ	مشکوک	۱	۷۷
آنحضرت سے	آنحضرت سے	۱۰	۱۰۵	غنی	مشکوک	۸	۸۰
کی نصیحت سے	پڑھا نہیں جاتا	۱۰	۱۰۲	بدری	مشکوک	۵	۸۱
تو دنیا کی بہبود	ایضاً	۱۱	۱۰۲	ایضاً عبد بن ابی مسعود	ایضاً	۰	۸۱
بہبود	مشکوک	۱۹	۱۰۷	بہرا انجام	مشکوک	۰	۹۵
تعظیم	تعظیم	۱۱	۱۰۸	مچھلی	بنکلی	۱۵	۹۰
ٹھہرانا	مشکوک	۱۱	۱۰۸	ذکر	ذکر	۹	۹۰
نیک گمان	نیک گمان	۹	۱۱۱	موسیٰ علیہ السلام	مشکوک	۲۲	۹۰
بنی اسرائیل	مشکوک	۸	۱۱۱	دیباچہ	دیباچہ	۴	۹۰
پاسکے	پاسکے	۵	۱۱۵	بادشاہ	مشکوک	۲	۹۱
رنج	رنج	۱۳	۱۱۵	بیٹے	ایضاً	۸	۹۱
خلاف	مشکوک	۵	۱۱۸	الہام	ایضاً	۸	۹۱
ستر آدمی	ایضاً	۴	۱۱۸	ظاہر اشریعت	ایضاً	۸	۹۱
ستھیں	سے	۱۲	۱۱۹	فرعون	ایضاً	۱۵	۹۱
زمانہ	فرمانہ	۱۸	۱۱۹	الہام	مشکوک		۹۱
جھکا	جھکا	۱۹	۱۱۹	قربانی	مشکوک		۹۱
ہوتی ہے	کی بیچ	۲		انبیا کرام	اس شکر کے		۹۱

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۰	۱۳	پڑھا نہیں جاتا	عیسے علیہ السلام	۲۰۲	۸	مشکوک	ابوسعید خدری
۱۲۰	۲۵	مشکوک	نواسے	۲۱۰	۱۵	ایضاً	علاوہ حبیب
۱۲۱	۱۱	تفضیل	تفصیل	۲۱۱	۱۶	زوتی	روتی
۱۲۳	۸	پوچنا	پوچھنا	۲۱۲	۹	ایسا	ایسا
۱۲۵	۱۲	مشکوک	چھپایا	۲۱۳	۳	مشکوک	توراۃ کی ترتیب
۱۳۰	۱۸	تفسیر سے	تفسیر کے	۲۲۳	۲	دینامیں	دنیا میں
۱۳۳	۷	کئی جگہ	کئی جگہ	۲۲۸	۲	نہیں	ہیں
۱۴۳	۱۹	قریشی	قریش میں	۲۲۸	۴	فرمایا	فرمایا
۱۴۷	۱۶	مشکوک	اوتار ڈالو	۲۳۲	۱۳	مشکوک	مفسروں نے سن کل
۱۴۸	۹	ایضاً	اللہ تعالیٰ کے منہ پر	۲۳۴	۹	ایضاً	علمانے
۱۵۵	۹	ارنکے	اون کے	۲۳۹	۹	ایضاً	ناؤ
۱۶۱	۱	نگل گیا	نگل گیا	۲۳۹	۱۴	اونری	اوتری
۱۶۲	۱۸	جبنی	جنتی	۲۳۹	۱۵	مشکوک	نکالو
۱۶۶	۸	ارس	ادس	۲۳۹	۲۲	ایضاً	دنوں
۱۶۷	۱۹	بہکانے	بہکانے	۲۴۳	۷	ایضاً	پہونچتا
۱۷۵	۱۹	زانارسے	دوزخ	۲۴۴	۲	ایضاً	مدینہ منورہ
۱۷۷	۲۳	مشکوک	دانہ جو کھایا	۲۴۸	۱۵	رسوال	رسول
۱۶۸	۴	قوں	قول	۲۴۸	۱۸	جس کے	جس سے
۱۶۹	۱۵	جوا	ادر جوا	۲۴۹	۱	ابودر	ابوذر
۱۶۹	۱۶	مشکوک	سنتر	۲۴۹	۱۶	پڑھا نہیں جاتا	نہ کانوں سے
۱۸۵	۲۰	پہرظہر	پھر ظہر	۲۵۱	۱۸	مشکوک	کعبہ کے
۱۸۸	۲۰	پہلے	پتلے	۲۵۲	۱۲	ایضاً	خاتم الانبیا
۱۸۹	۱۰	پلڑکے	پلڑے سے	۲۵۴	۱۲	ایضاً	حج
۱۹۲	۴	مشکوک	دسلم سے	۲۵۴	۱۲	ایضاً	راحت
۱۹۷	۱۳	ان کا آخری	انکا آخری وقت	۲۵۵	۱	ایضاً	عبداللہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۰	۱	مشلوک	جسمیں جابر
۲۵۵	۵	ذبح	ذبح
۲۵۶	۱	پڑھا نہیں جاتا	ذکر فرماکر
۲۵۷	۲	ایضاً	امتوں میں
۲۵۹	۳	ایضاً	اسمیں
۲۵۰	۵	ایضاً	سنا دو
۲۵۶	۱۳	اور شخص	اور شخص
۲۵۷	۲	کر دیا	کر دیا ہے
۲۵۷	۱۲	مشکوک	آزماؤ سے
۲۵۰	۱۳	جیلا دیا	جلا دیا گیا
۲۵۶	۲	ہدایت	ہدایت
۲۵۵	۸	مشکوک	ظہور
۲۵۵	۹	پڑھا نہیں جاتا	غلبہ کے سبب سے
۲۵۵	۹	مشکوک	کیفیتیں
۲۵۵	۱۱	کرادیا	گرادیا
۲۶۲	۱۰	مشکوک	شرک سے مشرک
۲۶۲	۱۲	نافران	نافرمان
۲۶۳	۲۲	مشکوک	وعدہ کو سچا
۲۶۶	۱۴	شرکوں کا	مشرکوں کا
۲۶۷	۱۶	لکن	لیکن
۲۷۰	۱	مشلوک	مسلمانوں
۲۷۰	۳	نافرن	نافرمان
۲۷۱	۴	مشکوک	نحو اور عادت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۲	۳	قربانی	قربانی
۲۷۳	۱۶	مشکوک	یہ تو
۲۷۴	۳	پڑھا نہیں جاتا	ایک ٹکڑے کا حاصل
۲۷۴	۴	مثالوں	مثالوں سے
۲۷۴	۶	طالف	طائف
۲۷۵	۲	مشکوک	ترمذی
۲۷۸	۴	بڑے	برے
۲۷۹	۱	مشکوک	گذر چکی
۲۷۹	۱۰	پڑھا نہیں جاتا	اس جلد میں
۲۸۲	۲	مشکوک	وظیفے
۲۸۳	۱	ایضاً	ساڑھے
۲۸۴	۲	جھگڑتے	جھگڑے
۲۸۵	۶	سلمانی	مسلمان
۲۸۵	۸	مشکوک	قصہ میں
۲۸۶	۴	پڑھا نہیں جاتا	آپکے قصے
۲۸۶	۶	آوینگی	آوینگے
۲۸۶	۱۰	مشکوک	دیتا ہے
۲۸۶	۱۱	ایضاً	آمال
۲۸۷	۱۳	ایضاً	آیت
۲۹۰	۱۶	ایضاً	ڈرنا
۲۹۱	۲۲	ایضاً	نامہ میں
۲۹۲	۱۲	ایضاً	ہر ایک
۲۹۲	۱۲	ایضاً	ٹھیرا دیئے
۲۹۳	۱۵	خوسحالی	خوشحالی
۲۹۳	۱۱	مشکوک	سزا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۵	۱۰	مشکوک	اس حال پہ
۲۹۶	۱۱	بنا دیتا	بنا دینا
۳۱۲	۱۱	مشکوک	واپس آئیں
۳۲۰	۱۲	نگاہ	نگاہ
۳۲۲	۱۱	حدیت	حدیث
۳۲۲	۱۴	مشکوک	راندہ
۳۲۳	۲	ایضاً	بلکہ
۳۲۵	۱	ایضاً	تفسیر
۳۲۶	۳	قرمایا	فرمایا
۳۲۶	۹	مشکوک	روایت
۳۳۱	۴	بہاں	جہاں
۳۳۱	۹	مشکوک	فرمایا
۳۳۱	۲۰	ایضاً	راستے گا
۳۳۳	۱	زاراست	راہ راست
۳۳۵	۳	عوف	خوف
۳۳۹	۱۴	مشکوک	ہوا
۳۴۰	۴	ایضاً	ایسے مہلین
۳۴۰	۴	ایضاً	ایک رشتہ دار دوسرے
۳۴۹	۲	ایضاً	علیہ وسلم
۳۴۹	۵	ایضاً	اللہ تعالیٰ
۳۵۰	۵	ابوہریرہ لی	ابوہریرہ کی
۳۵۱	۱۰	مشکوک	چیز
۳۵۱	۱۵	ایضاً	کرکے یہ کہوں گے
۳۵۲	۱	ایضاً	غافل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۲	۶	مشکوک	میرے صحابہ میں
۳۵۲	۱۲	ایضاً	تنگدستی
۳۵۲	۱۶	پڑھا نہیں جاتا	صبر کرنا ہے
۳۵۳	۳	مشکوک	اصلی
۳۵۳	۹	انکی بوت	انکی نبوت
۳۵۳	۱۰	مشکوک	دنیا میں
۳۵۳	۱۲	ایضاً	اُن کو
۳۵۳	۱۸	نخوت	نخوت
۳۵۳	۱۹	ایضاً	ایضاً
۳۵۳	۲۰	مشکوک	دنیا میں
۳۵۴	۵	اوث	اوٹ
۳۵۴	۱۲	مشکوک	انسان کے دل ارادہ پیدا
۳۵۵	۳	ایضاً	گرمی
۳۵۵	۶	ایضاً	نورانی بدلی
۳۵۶	۱	عامر بن شراحیل	دلائل الفخیم
۳۶۰	۶	الیٰ سے	آتی ہے
۳۶۱	۶	مشکوک	کشش شدہ
۳۶۱	۹	ایضاً	مدینہ
۳۶۱	۱۲	ایضاً	فرستادہ
۳۶۱	۱۶	پڑھا نہیں جاتا	بیر ہیت
۳۶۱	۱۸	ایضاً	علمائے
۳۶۱	۱۹	رسکے	رسے کے
۳۶۴	۶	مشکوک	آدمی کو
۳۶۸	۲	مکانوں	مکانوں
۳۷۱	۲۴	عبادہ بن الصامت	عبادہ بن الصامت

فہرست مطالب احسن التفاسیر منزل ۴